ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ

زلازلِ ہند

جلد اوّل

جس میں ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ شمالی ہند اور تمام ہندوستان
و نیز غیر ممالک کے زلزلوں کے حالات مندرج ہیں

مؤلفہ و مرتبہ

منشی محمد عبد القادر صاحب تائب بوڑیوی

پروپرائٹر "آرمی پریس" کوہ شملہ

سنہ ۱۹۰۵ء

باہتمام منشی میراں بخش پرنٹر

مولوی سید ممتاز علی صاحب کے مطبع رفاہ عام لاہور میں چھپا ۱۳۲۳

قیمت فی جلد عام سے ۸؍ — خاص سے خاص

اشتہار مرقع جنگ

ٹرکی و یونان

مرقع جنگ مؤلفہ و مصنفہ محمد عبدالقادر ایٹ مالک آرمی پریس شملہ

یہ تاریخی مرقع سلطنت روم کے علم السنون کی ایک جامع و مبسوط بلکہ مکمل تواریخ ہے جسمیں دولت عثمانیہ کے تمام واقعات اور کیفیات سلطنت برطانیہ کی امداد و احسانات - طاقت یونانیہ جدال و قتال جزیرہ کریٹ کی بغاوت اور معرکہ جات نہایت مفصل طور سے معہ تصاویر بیشمار کے آٹھ مرقعوں مین بیان کئے گئے ہیں (مرقع اول) سلطان عبدالحمید خاں کی سوانح عمری کے علاوہ پندرہ مضمون اور پچاس تصویریں ہیں جس میں ترکی و روسی اور انگلستان کے مدبر اور اہل الرائے شامل ہیں (مرقع دوم) جزیرہ کریٹ کے تاریخی و جغرافیکل واقعات ہیں جس میں دس مضمون اور ۳۳ تصویریں ہیں - کریٹ کا کامل نقشہ اور اسکی خاکہ دیو - اور ترکی گورنروں کی تصویریں ہیں - باغیوں کے گروپ شامل ہیں - (مرقع سوم) جزیرہ کریٹ کی بغاوتی واقعات ۱۸۹۶ء کے متعلق قلم بند کئے گئے ہیں جس میں آٹھ مضمون اور ایک سو سے زیادہ تصویریں ہیں - منجملہ انکے باغیوں کے گروپ جنگ و جدل کے نقشے ہیں - ریفارم کمیٹی - اور اسکی سرغنوں کا مجموعہ اور سیلیہ کے عیسائیوں کا مجموعہ اور کینیا کے مشل سمیلی گروپ وغیرہ وغیرہ درج ہیں (مرقع چہارم) ۱۸۹۷ء کے واقعات دول یورپ کی مباحثے جسمیں ۲۳ مضمون اور قریب تین سو کے تصویریں ہیں اسمیں تمام یورپ کے بادشاہ اہل الرائے اور مشہور مدبروں کی تصویروں کے علاوہ ہمارے لارڈ کرزن والیسرائے ہند سابق انڈر سکرٹری آف اسٹیٹ کی دو تصویریں دکھائی ہیں اور نیز ان کی عمدہ تقریریں جو ترکوں کی حمایت میں بیان کی تھیں - (مرقع پنجم) یونانی شان و شوکت اور اسکی جغرافیکل حالات اور ہسٹریکل واقعات ہیں جنمیں سولہ مضامین اور ۵۲ تصویریں ہیں (مرقع ششم) یونان کو دول یورپ سے رشتہ داریاں ہیں جسمیں ۷۶ تصویریں ہیں (مرقع ہفتم) یونان کا شاہی خاندان ہے اسمیں ۲۶ تصویریں اور دو مضمون ہیں یعنی ترکوں کی نسبت اہل یورپ کی خیالات اور جنگ کی وجوہات (مرقع ہشتم) سرحد ٹرکی پر یونان کی چڑھائی کا مضمون ہے اسمیں ۷ مضمون ہیں اور ۵ اگروپ جنمیں بیشمار تصویریں ہیں اور ۹ تصویریں سنگل ہیں اس میں قابل ذکر گریک جون آف ارک ہلینا مشہور یونانی لڑکی کی تصویر ہے جو یونان کی حمایت میں ترکوں سے لڑنے گئی تھی - وغیرہ وغیرہ - غرضکہ یہ تاریخ یورپ کے ڈھنگ پر لکھی گئی ہے - جسمیں نئی نئی مضمون اور کہنہ و جدید واقعات درج ہیں قیمت امرار سے دس روپیہ عوام سے ڈھائی روپیے ؏۸ -

المشتہر

محمد منظور علی منیجر آرمی پریس شملہ

کتبہ برائے نام ناقص الارقام محمد شریف خان عفی عنہ

فہرست مضامین زلازل ہند جلد اول (۱)

بقایا فہرست مضامین دوسری
جلد میں ملاحظ فرمائیے

یا قہار یا جبار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ

زلازلِ ہند

الٰہی تری ذات ہے کبریا
ترے قہر کی کچھ نہیں انتہا

جسے تو کرے نیست نابود ہو
غضب سے ترے بس وہ مفقود ہو

توانا۔ قوی ہے تو اے ذوالجلال
کرے اک جہاں آن میں پائمال

عجب تیری قدرت ہے بارالہ
دکھایا غضب کا ہمیں زلزلہ

ہلایا۔ زمین۔ کوہ۔ کو ایک دم
گئے دم میں دم راہی سوئے عدم

نہ معلوم جن کی ہوئی کچھ شمار
وہ پنہاں زمیں میں ہوئے ایک بار

تو رائی کو چاہے تو پربت کرے
تو پربت کو ناچیز کر کے دہرے

ہیں سب طاقتیں تیرے آگے دنی
تری ذات ہے کبریا و منی

تو غفار عالم ہے ستار ہے
یہ مخلوق تیری گناہ گار ہے

نہ اُن کا معاون نہ کوئی رفیق
نہیں ہے سوا تیرے اُن کا شفیق

تو کر رحم اب اُن کے احوال پر
نہ جا اُن کے افعال و اقوال پر

کرم ان کے بس حال پر کر کریم — ترا نام ہے بس غفور الرحیم
کریما بہ بخشائے بر حال ما — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس — توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
ہمیں یہ سبق زلزلہ نے دیا — نہ غافل رہیں ہم ز حکم خدا
وہ اک دم میں چاہے کرے پائمال — وہ چاہے کرے آن میں بس نہال
ہے آخر کو ہر شے کی خاطر فنا — کرو توبہ تایب ہے عبرت کی جا

خدا کی قدرت کے کارخانہ

یارب زبان خامہ ستائش بیاں رہے — تیرا ہی نام زینت کام و زبان رہے
جانوں تجھے کہ جسم میں جبتک کہ جان رہے — تیری ہے لو دل میں عیاں اور نہاں رہے
محفل فروز خلق ہو شمع زبان مری — مقبول خاص و عام ہو ہر داستاں مری

خدائے ذوالجلال والقہار کے عجیب وغریب کارخانے ہیں۔ جن کی عظمت اور حقیقت کے آگے زمانہ ماضی وحال کے حکما وفضلا محض نابلد اور دیوانے ہیں۔ اُس ذات واحد کی راز واسرار معلوم کرنے میں بڑے بڑے عالم ربانی بیابان سرگردانی میں مفتون اور مجنوں ہو گئے مگر منزل مقصود کا نشان تک نہ پایا۔ انسان ضعیف البنیان کی کیا ہستی ہے کہ جو اس خالق لیل ونہار کے اسرار کی حقیقت تک رسائی حاصل کر سکے ÷ توان ز بلاغت بہ سحباں رسید ÷ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید ہاں پروردگار عالم نے خاص خاص بندگان درگاہ کو بعض بعض معاملات سے قبل از وقوع بایں غرض اطلاع بخشی کہ گنہگار بندے اپنے افعال ذمیمہ سے تائب ہو کر اس خالق حقیقی کے قوانین کے مطابق کاربند ہوں۔ خصوصاً سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت واقعات عظیمہ کی خبریں اور اُن کے اسباب ظاہر کئے گئے جن کی یہ شان ہے ؎

بلغ العلا بکمالہ	کشف الدجا بجمالہ	حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ

اگر تمام اشخاص کسی راز الٰہی میں گفتگو کریں۔ تو سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حصول نہ ہوگا کیا کوئی وثوق سے کہہ سکتا تھا کہ ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں وادی کانگڑہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو صبح کے چھ بجے بعد زلزلہ سے نیست ونابود ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں یہ تو کسی کے خواب وخیال

میں بھی نہیں آیا تھا۔ ہاں اب وہ جو کچھ چاہیں کہیں اور کچھ ہی باتیں بنائیں۔ اللہ اللہ عجب قدرت کے رنگ ہیں جن کے ظہور کے اسباب سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ چوتھی اپریل کی صبح۔ وہ صبح قیامت تھی اور شام مصیبت وہ شام غضب تھی کہ جس نے ایک عالم میں تہلکہ مچا دیا اور شور قیامت برپا کر دیا اور ایسے خوفناک اور دہشت انگیز سین دکھائے جو سراپا ہول اور وحشت تھے۔ جن کے غضب ناک اور ستم آمیز صورتوں اور ہیولوں نے بڑے بڑے جابر اور جفاشعار لوگوں کو نیچا دکھایا۔ اور اُن فرعون سامانوں شدّاد خصلتوں کے تکبّر اور غرور کو ایسا خاک میں ملایا کہ وہ پھر خدائی دعووں اور اپنی خودسریوں کا نام بھی نہ لینگے اور خدا کی خدائی کا دم بھرینگے۔ اور بڑے بڑے ہیئت داں۔ فلسفی خواں۔ ناسک۔ دہریے جو خدا کی طرف ذرا بھی مائل اور خدا کی خدائی کے قائل نہ تھے۔ جنہوں نے بھول کر بھی خدا کو یاد نہ کیا تھا۔ اِس قیامت خیز اور حشر زا وقت میں نفسی نفسی پکارتے اور محافظ حقیقی اور خدا تحقیقی سے اپنی جان کی امان مانگتے تھے اور خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھکر کہتے تھے ؎

زمانے سے سنا ہم نے زمیں تیری زماں تیرا	فلک تیرے ملک تیرے بشر تیرے جہاں تیرا
سمک سے تا سماء اے صانع کون و مکاں تیرا	سر بر عرش تیرا فرش تیرا لامکاں تیرا
بسے چاہے کرے غارت جسے چاہے امن بخشے	جسے چاہے کرے توشہ جسے چاہے فقیری دے

مشیّتِ ایزدی نے جو چاہا کیا اور جو نہ چاہا نہ کیا۔ کسی کو اِس بلا سے بچایا اور کسی کے شور قیامت پر بھی خیال نہ کیا۔ اللہ اللہ کیسی بے کسی کا زمانہ تھا۔ کہیں نہ کسی کا ٹھکانا تھا۔ اِس طوفانِ بے تمیزی میں نہ باپ بیٹے کو مانتا تھا اور نہ بیٹا باپ کو جانتا۔ نہ جورو کو خاوند کا خیال تھا اور نہ خاوند کو جورو کا ملال۔ خویش و اقارب کو کس شمار میں گنتے۔ جب اپنے ہی فرزندوں اور جگر بندوں سے دل ہٹ گئے۔ ہر ایک کی جان مصیبت میں پھنسی تھی۔ ایک کو دوسرے کی اصلا خبر نہ تھی کہ یہ کیسی مصیبت ہے اور کیسا غضب۔ الٰہی یہ کہاں کا زوال ہے۔ ہر شے کیوں پائمال ہے۔ کیا محشر بپا ہو گئی اور قیامت آگئی۔ یہ ہمارا ہی حال ہے یا تمام جہان پر وبال ہے۔ غضب کی تباہی ہے جس سے مخلصی ہے نہ رہائی۔ کوئی روتا۔ کوئی شور مچاتا تھا۔ کوئی خدا کو یاد کرتا کوئی بھُوتوں کو پکارتا تھا۔ کوئی لب بند خاموش تھا۔ کوئی وحشت سے مدہوش۔ کسی کا سر پتھروں سے ٹوٹ گیا۔ کسی کا دھڑ مروڑ گیا۔ کوئی چیختا کوئی روتا۔ کوئی ہیجان کوئی نیم بسمل سا تڑپتا۔ ہر جگہ ماتم و کہرام تھا۔ درد و غم میں ہر خاص و عام تھا۔ اُس وقت

خدا کی قہاری قہر پر تھی۔ اور شانِ جباری جبر پر۔ مگر ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے اور خدائی کاموں میں دم نہیں مار سکتے۔ خدا جانے اِس میں کیا حکمت تھی لیکن فی زمانہ یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ مخلوقِ خدا میں کثرتِ عصیان اور نافرمانی بزرگاں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے تعجب نہیں کہ خدا نے ہماری تنبیہ کے لئے یہ واقعہ دکھایا ہو جس سے ہم کو عبرت حاصل ہو۔ جن لوگوں نے خدا و رسول کی نافرمانی کی ہے اُن پر ایسی ہی بلائیں نازل ہوئیں ؎

مٹ گئیں قومیں کی قومیں اپنے ہی کرتوت سے کیا سنا تم نے نہیں قصہ ثمود[۱] و عاد کا
اک ثمود و عاد کیا قومِ شعیب[۲] اخوان لوط[۳] لشکرِ اصحابِ فیل[۴] و فوجِ ذی اوتاد کا
نوح کی اُمّت کو جب غارت کیا طوفان نے سطح پر پانی کے اک انبار تھا اجساد کا
ایک سجدہ کے نہ کرنے سے ہوا شیطاں رجیم بس نہیں اپنے گناہوں کو شمار اعداد کا

کیا راز اور اسرار ہیں اس کا کوئی کام بے علت نہیں۔ کوئی فعل خالی از حکمت نہیں۔ وہ دارا خلق بے نیاز ہے۔ علیم و بصیر دانائے راز ہے۔ اُس کی تمام صفتیں اور حقیقتیں کوئی نہیں جانتا۔ اور اُس کے کاموں کو کوئی نہیں پہچانتا۔ بڑے بڑے عالم متبحر اور رمز شناسان عالم الذر اُس ذاتِ بے چون و چرا کی نسبت یوں کہتے ہیں ؎

[۱] قوم ثمود۔ حضرتِ صالح پیغمبرؑ کی قوم جو بُت پرست اور نافرمان تھی اُس قوم نے پیغمبر صالح کی نافرمانی کر کے معجزہ کی اونٹنی کو ذبح کر ڈالا۔ اُن پر بلا نازل ہوئی اور آسمانی چیخ سے ہلاک اور غارت کی گئی +

قوم عاد۔ حضرت ہود علیہ السلام کی امت تھی یہ قوم متکبر۔ قوی۔ دراز قد اور بُت پرستی میں منہمک تھی۔ حضرت ہود نے راہ راست پر لانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نافرمان الٰہی تھے۔ خدا نے تیز و تند باد کا طوفان اُن پر نازل ہوا اور ایک ہفتہ تک مُصیبت میں گرفتار ہو کر غارت ہوئے۔ شداد بھی اُس قوم سے تھا۔ [۲] حضرت شعیب مدینہ شریف میں مشہور پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ حضرت موسٰیؑ مصر سے بھاگ کر ان کے ہی پاس آگئے تھے۔ انہوں نے اپنی دختر صفورا کا نکاح حضرت موسٰیؑ سے کر دیا تھا۔ قوم شعیب مُشرک تھی اور دغا باز۔ لین دین میں کم تولتی تھی۔ قزاقی و رہزنی اُس کا پیشہ تھا۔ حضرت شعیب کی نصیحت نہیں مانتی تھی اس لئے خدا نے اس کے غارت کرنے کو زمین سے زلزلہ پیدا کیا اور آسمان سے بجلی گرا کے ہلاک کئے + [۴] اصحاب فیل وہ لوگ تھے جنہوں نے ابرہہ حاکم یمن کے حکم سے مکہ شریف پر چڑھائی کی تھی اور بہت سا لشکر لیکر خانۂ خدا کی ہتک اور بے حُرمتی کا ارادہ کیا تھا خدا کے حکم سے آسمان سے پتھر برسے یعنی پرند ابابیل کے لشکر نے سنگریزے چونچ میں لیکر اُن پر چھوڑے اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے +

[۳] اخوان لوط۔ یہ قوم بھی بُت پرست تھی اور فحش کاموں میں مستغرق تھی حکم خدا سے آسمان پر سے پتھر برسے اور اُن کے شہروں و آبادیوں کو اُلٹ ڈالا +

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم | وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر | ما ہمچناں در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم

وادی کانگڑہ کی صبح ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو

غافل ز احتیاطِ نفس یک نفس مباش | شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

واہ کیا ہے صبح کا وقت اے نسیمِ جاں فزا | لیک میں حیراں ہوں اب کچھ اور ہے تیری ہوا
یہ صبح کا وقت ہے کھِلنے کو تھے غنچے بہم | اور مُرغانِ چمن ہونے کو تھے نغمہ سرا
نور کا تڑکا ہے نازل ہونے کو تھیں رحمتیں | اور ہی مدِ نظر خالق کو ہے شانِ خدا
صبح ہی صبح گجر دم اور ہی سامان ہیں | بگڑی آتی ہے نظر اس وقت عالم کی ہوا

آہ کیا صبح کا سہانا وقت ہے۔ واہ کیا نور کے ظہور کا زمانہ ہے۔ ہائے کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ وائے کیا سرد مہری دکھا رہی ہے۔ افسوس کیا مطلع صاف ہے۔ حیف گرد ہے نہ غبار ہے۔ گلزار وادی پر اوس پڑی ہے۔ صبح صبح شبنم رو رہی ہے۔ ہر روش پر اداسی چھا رہی ہے۔ عجب پالے سے پالا پڑا ہے۔ شب کی حرارتوں کو دبا ڈالا ہے۔ پہاڑوں پر کچھ اور ہی بہار ہے جس کا عجب نکھار ہے۔ باغِ عالم میں گُل کھل کھلا کر مُنہ پھاڑ رہے ہیں غنچے مُسکرا کر دہنوں کو بسور رہے ہیں۔ نسیمِ سحری جدھر سے نکلتی ہے عجیب گُل کھلاتی ہے پھول پھولا کر پھولوں کے تختے بناتی ہے کلیاں دہن دریدہ ہیں۔ غنچے ستم کشیدہ ہیں۔ باغِ جہان کی کچھ اور ہی ہوا ہے۔ واللہ اعلم کیا ہوا ہے بلبل کے حواس اُڑ گئے عندلیب کا پتہ ہی نہیں۔ گُل مُرجھا گئے ہیں۔ غنچہ سوکھ رہے ہیں۔ ہائے کیا تھا کیا ہو گیا۔ کیسا گُل کھل گیا۔ نہالِ گُلستاں میں خوش نما تھے پھُول آنے کو + ستم ڈھایا نسیمِ صبح نے بادِ خزاں ہو کر۔ لو دیکھو پو پھٹ رہی ہے۔ ایک چاندنا سا ہوا جاتا ہے۔ عالم کا رُخ پھرا ہے کچھ اور ہی سماں ہے۔ خدا خیر کرے جانورانِ خوش الحان عجب راگ گا رہے ہیں۔ سروں سے بے سُر ہوئے جا رہے ہیں۔ پرند اور ہی روش پر چہچہا رہے ہیں۔ بے تال ہو کر مان اوڑا رہے ہیں۔ ہوش پراں ہیں۔ حواس اوڑے ہیں۔ بے پر کی اوڑا رہے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں سہ

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے | عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں مُصیبت آنے والی ہے | تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

طاؤس طرح طرح کے جاں خراش آوازے لگا رہا ہے۔ خدا جانے کیسے جوش و خروش میں بھرا ہوا

ہے۔ فجرے فجر بے طرح چلّا رہا ہے۔ جانے مُرغانِ دہر کو کیا سُنا رہا ہے۔ کیا اُس نے اپنے پاؤں کو دیکھ لیا جو اِس طرح بے تاب ہو کر کہتا ہے ؎

ریاضِ دہر میں ناآشنائے بزمِ عشرت ہوں
خوشی روتی ہے جسکو میں وہ محرومِ مسرت ہوں
شکایت آسماں کی میرے لب پر آ نہیں سکتی
کہ میں قسمت کا مارا آپ ہی اپنی مصیبت ہوں

لو تڑکے ہی تڑکے وحوش میں بھی وحشت بھری ہے۔ کیا سبب سب کے دلوں میں اضطرابی اور بیکلی ہے۔ پرندان بلند پرواز کی بے وقت پرواز ہے۔ اپنے گھونسلوں اور آشیانوں سے بے غرضی اور لاپروائی ہے کچھ ایسی بُری طرح سے اُڑ رہے ہیں کہ خلا میں ہوا بن رہے ہیں۔ خدا جانے کیا راز ہے جو ایک دوسرے کی صحبت سے تفرقہ انداز ہے۔ وحوش و طیور میں ایک طرح کی کھلبلی ہے کیا انہیں کسی حادثہ یا وقوعہ کی خبر تو نہیں ملی ہے جو وحشت زدہ ہو کر کہتے ہیں ؎

اُڑائی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرزِ فغاں میری
ٹپک اے شمع آنسو بن کے پروانہ کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں حسرت بھری ہے داستاں میری

آہ۔ آہ۔ یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں جو دلوں کو ہلائے دیتی ہیں۔ اوہو۔ یہ گھوں گھوں کی صدائیں کدھر گونجتی ہیں جو ایک قسم کی حیرت بڑھا رہی ہیں۔ کیا کوئی ٹرین اِس وادی میں چھوٹی ہے یا کوئی ریل اِس صحرا سے گذر رہی ہے۔ کوئی غنیم تو اِس نواح پر نہیں چڑھا جو توپ و تفنگ سے اِس ملک کو سر کر رہا ہے۔ یا اللہ سویرے سویر کیا ماجرا ہے۔ کوئی دوسرا محمود تو نہیں آ گیا۔ یا کوئی نادری حملہ تو نہیں ہے ؎

دیدۂ عبرت کشا و قدرتِ حق را ببیں
شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

لو آج تو پہاڑ بھی گونج رہے ہیں کیا یہاں شیر دھڑک رہے ہیں۔ عجب شور و شغب بپا ہے زمین کو سر پر اُٹھایا ہے۔ شجر و حجر سے وحشت برس رہی ہے۔ اے خدا کیا اسرار ہے کیا کہیں صبح کاذب کا اظہار ہے ؎ دیکھیے قوم کے احوال کی حالت کیا ہے + کیسا بگڑا ہوا نقشہ ہے یہ صورت کیا ہے +
توبہ توبہ آج غنودگی نے بہت زور دیا ہے۔ سر جھکا رہا ہے مگر بڑا نظر آ رہا ہے ؎

سحر کوئی دم میں ہوا چاہتی ہے
اُٹھو سونے والو سحر ہو گئی ہے

نہیں نہیں۔ آج اِس وادی پُر بہار رشک گلزار میں صبح صبح دیوتاؤں اور دیویوں کے جمگھٹے ہو رہے ہیں۔ جن اور پریوں کے پرے بندھے ہیں۔ غول بیابانی بھی دکھائی دیتے ہیں جو شور و شر اُٹھا رہے ہیں۔ کیا یہاں اندر کا اکھاڑا ہے۔ یا پریاں شمع جمال کا نظارہ ہو گا ؎

آج کس شمع پہ جلنے کو ہے پروانۂ دل
منبعِ نور بنا ہے جو صنمخانۂ دل

وہ استھانوں اور مندروں میں گھنٹے بجے ۔ ہندو پوجا پاٹ میں مشغول ہوئے ۔ ہیں ہیں یہ تو جوالا مکھی سے آتش کے شعلے بے وقت اور غیر معمولی طور سے نکل رہے ہیں ۔ جوالا مکھی کے آتشیں دہانے تو عرصہ سے بند ہو گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ دیوی ماتا جو عرصہ سے خفا تھیں اب منگتی ہیں اپنے درشن دکھا رہی ہیں ۔ ارے یہ کیسا ایک دم چاندنا سا ہو گیا وہ بھبوکا اُڑا ۔ وہ شعلوں نے پھر سر نکالا ۔ بہت ہی اُبھر رہے ہیں آسمان سے باتیں کر رہے ہیں ۔ لو ۔ دیکھو وہ مادہ پگھل پگھل کر زمین سے نکل رہا ہے ۔ پانی کی طرح سے بہ رہا ہے ۔ لو وہ آتش کے پتلے آدمیوں کو لگے ۔ ناچتے کودتے ہیں ۔ ہیں ہیں ۔ کیا بھید ہے کیسا اسرار ہے ۔ خدا خیر کرے ۔ ارے رے رے ۔ ارے ارے ۔ کچھ طور بے طور دکھائی دیتے ہیں ۔ زمین پاؤں تلے سے نکلی جاتی ہے ۔ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ کہیں بھونچال تو نہیں آ رہا ہے ۔ یہ تو لکن کیسا معاملہ ہے دیکھو دیکھو درخت بھی زمین سے نکلے جاتے ہیں ۔ بے ڈھب ہل رہے ہیں ۔ او ہو ۔ یہ تو زمین و پہاڑ بھی ہل رہے ہیں ۔ مکانات ڈگمگا رہے ہیں ۔ اللہ اکبر ۔ یہ تیرا جلال اور یہ تیرا قہر اور غضب ۔ در و دیوار کانپ رہے ہیں ۔ مکین و مکاں لرزاں ہیں کوہ ہمالہ تھرا رہا ہے ۔ دل طپیدہ کچھ اور ہی سنا رہا ہے ؎

	زباں میری ہے لیکن کہنے والا اور ہوتا ہے		میری تقریر گویا اور کی تقریر ہوتی ہے
	نفس کا آئینہ باندھا ہوا ہے سینے آہوں میں		مری ہر بات گویا درد کی تصویر ہوتی ہے
	سُنتے ہیں اہل محفل یہ فسانے حال ماضی کے		مری باتوں میں استقبال کی تفسیر ہوتی ہے

اے خدا کے بندو اللہ سے ڈرو ۔ اور اُس کے قہر اور اُس کے غضب سے بچو ۔ زمین کو زلزلہ آ گیا ہے ۔ طوفان بپا ہو گیا ہے ۔ خبردار ۔ ہوشیار ۔ نکلو ۔ نکلو ۔ بھاگو ۔ بھاگو سب دور کرو ۔ دیکھو ۔ وہ زمین غرق ہوئی ۔ وہ پہاڑ گرا ۔ وہ چٹان کھسکی ساوہو ۔ لو تمام شہر برباد ہو گیا ۔ ایک دم سے گر گیا ۔ کوئی شے بھی نہ بچی ۔ اینٹ سے اینٹ بجگئی ۔ تمام آبادی تباہ ہو گئی ۔ پیوند زمین بن گئی ۔ تمام مکان و مکین برباد ہو گئے ۔ ہست سے نیست بن گئے ۔ اللہ ۔ اللہ ۔ کیا خدائی جلال ہے ۔ کیسا جبروت کا کمال ہے ۔

اے قہار تیرا قہر غیر محدود ہے ۔ اے جبار تیرا جبر بے انتہا ہے ۔ اے خدا تیری زبردست طاقت ہے جو تجکو نہ مانے اُس کی حماقت ہے ؎

	مرا در ار سد کبریا و منی		کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

مُصیبت کا نزول

از نقش و نگارِ در و دیوارِ شکستہ | آثار پدید ست صنادیدِ عجم را

جب اِس مقام کی تباہی اور بربادی کا عالم عالمِ خیال میں پیش نظر ہوتا ہے۔ تو واللہ ایک ایسی بدحواسی اور پریشانی دل پر چھا جاتی ہے کہ جان اور جگر میں ایک قسم کا لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کانپتے ہیں۔ عرق آلودہ ہو جاتے ہیں۔ تباہی اور بربادی کی مجسم تصویریں حیرانی اور پریشانی میں ڈالکر ایک عجیب عالم پیش نظر کرتے ہیں۔ اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیا لکھیں اور کیا کریں۔ صبح کا وقت تھا۔ ۶ بجکر کچھ منٹ گزرے تھے۔ لوگ اکثر ابھی تک خوابِ راحت میں پڑے سوتے تھے۔ کوئی اپنے دلربا سے دلی محبت کے ساتھ ہم کنار۔ کوئی بچوں کو لئے خوابِ غفلت میں سرشار تھا۔ اور جو بیدار ہو چکے تھے وہ یادِ الٰہی یا دنیوی کاروبار میں مصروف تھے۔ اُن کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ چند لمحہ کے اندر اندر غضبِ الٰہی کا ایک پُرہیبت نمونہ نظر آنے والا ہے قیامتِ صغریٰ کا عالم دکھائی دینے والا ہے۔ دم کے دم میں یہ تمام کارخانہ زیر و زبر ہو جائیگا اور آن کی آن میں کچھ سے کچھ بن جائیگا۔ غرض خلقت اپنی معمولی حالت میں بے کھٹکے تھی۔ کہ یکایک مکانوں کی دیواریں لرزنی شروع ہوئیں۔ حرکت لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جاتی تھی حتےٰ کہ سیکنڈوں میں عمارات کی چھتیں اور در و دیوار اِس زور و شور سے کانپنے اور جنبش کرنے لگیں۔ جیسے کوئی کشتی ایک بحرِ مواج کے تلاطم میں جھکولے کھاتی اور ڈگمگاتی ہو۔ ایک طوفان بپا تھا۔ ہر جھکولے پر یہی گمان ہوتا تھا کہ اب خاتمہ ہوا۔ کوئی کہتا تھا ؎ کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز ٭ باشد کہ باز بینم آں یارِ آشنا را ٭ اونچی اونچی عمارتیں ہوا میں اِس طرح جھکولے کھاتی تھیں جیسے کسی درخت کی ٹہنی پر آشیانہ طائر ہوا کے جھونکے سے جھولتا ہو۔ خلقت اکثر اِس غضبناک اور پُرجلال قہرِ الٰہی سے خوف کھا کر گھروں سے نکل بھاگی ٭ بعض کا یہ عالم تھا۔ کہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔ موت کے فرشتے نے اُن کو جہاں کے تہاں تھے بس وہیں روک رکھا۔ اور جرنیلی آڈر دکھا دیا کہ بس بس اب نہیں جانے پاؤ گے۔ یہاں سے قدم بھی نہیں بڑھاؤ گے۔ جامِ حیات لبریز ہو گیا ہے۔ اب تمہارا دُنیا میں کیا رکھا ہے۔ اب تم کو وقت نہیں دیا جا سکتا۔ چیخنے چلانے سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ؎

نگہ دار فرصت کہ عالم دمے است | دمے پیش دانا بہ از عالمے ہست

سکندر کہ بر عالمے حکم داشت
دراں دم کہ بگذشت دُنیا گذاشت
میسر نبودش کزو عالمے
ستانند و فرصت دہندش دمے

آہ آہ کیا نازک وقت تھا حیف کیا غضب کا سامنا تھا ملک الموت نے ایک دم کی بھی فرصت نہ دی ۔اگر ہفت اقلیم کو بھی ایک دم کے واسطے قربان کیا جائے تب بھی ذرا سی مہلت نہیں مل سکتی ۔اور مخلصی نہیں ہو سکتی تھی جن کی قضا نہ تھی بچ گئے ۔اُن کا بال بھی بینکا نہ ہوا ۔جو اس بلا سے نکل گئے ۔جی گئے ۔مگر ہزاروں زن و مرد ۔پیر و جواں ہر ایک کے چہرے پر سخت سراسیمگی ۔بدحواسی ۔مایوسی ۔اور تشویش برستی تھی ۔حقیقت میں اس وقت کا اصلی سین کھینچنا محال معلوم ہوتا ہے ۔کچھ انہیں لوگوں کے دلوں سے دریافت کرنا چاہئے ۔کہ جن پر یہ معاملہ گذرا ہے ۔اور جنھوں نے اس مرحلہ کو طے کیا ہے ۔واللہ اعلم وہ کس عالم میں اس عالم کو سدھارے ۔کس چیز نے انکو ایسا فراموش کیا اپنی کہی نہ ہماری سُنی ۔

ذرا مُڑ کے دیکھنا او جانے والو ✤ تڑپتے ہیں یہ نیم جاں کیسے کیسے ✤ بہارِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے ✤ سلامت نہ اُٹھا یہاں سے کوئی ✤ لُٹے راہ میں کارواں کیسے کیسے

جب تک اپنی ذات پر کوئی معاملہ نہیں گزرتا ۔تب تک انسان اُس کی پوری کیفیت کا عمدہ نقشہ نہیں کھینچ سکتا ۔اور بغیر دیکھے ایسی حالت کا ٹھیک اندازہ ہو نہیں سکتا ۔مگر جنھوں نے اب تک وہ سماں نہیں دیکھا ۔خدا آیندہ بھی کبھی نہ دکھائے ۔نہ ہماری آنکھیں دوبارہ ایسا منظر دیکھیں ۔ایسا سخت حادثہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے ۔ بالجملہ یہ زلزلہ اس درجہ ہولناک اور مُہیب تھا ۔کہ اسے قیامتِ صغرٰے کہنا کچھ مبالغہ نہ ہو گا ۔بلکہ جس وقت وہ اپنی پوری شدت پر خدائے قہار کا جلال ظاہر کر رہا تھا ۔اُس وقت تو لوگوں کو عموماً ہی یقین آگیا تھا ۔کہ بس قیامت آہی گئی ہے ۔خاص و عام کی زبان پر توبہ و استغفار کے کلمات جاری تھے ۔شاید جو مہینوں برسوں بھی خدا کا نام نہ لیتے ہونگے ۔وہ بھی اِس تہلکہ سے خائف ہو کر اللہ اللہ اور رام رام ہی پکار رہے تھے ۔قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے قیامت کی ہولناک گھڑی کے جو آثار بیان فرمائے ہیں ۔ان کا معمولی خاکہ کھینچکر ہی اِس زلزلے نے خلق اللہ میں انتہا درجہ کی سراسیمگی اور ایکطرح کی اِفراط تفریط ڈالدی ۔جب روزِ محشر نفسی نفسی ہو گی ۔اس کا کیا ٹھکانا ہے ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا ۔

بکدام آشنائی کہ ز فرصت ایں ہمہ غافلی
تو نگاہ دیدہ و بسملی مژہ وا کن و بکفن درآ

فی الواقع اِس میں ذرا شک نہیں کہ خدائے قادرِ مطلق نے یہ قہری نشانات محض ہم گنہگاروں کی بداعمالی اور غفلت شعاری سے ناراض ہو کر دکھلائے ۔ہاں جب تک کہ بندے اُس کی رضا جوئی پر اپنی نفسانی

خواہشات کو قربان نہ کردیں۔ اور تن آسانی اور تعیش کو قطعی ترک نہ کردیں جتنے کہ اپنے خلوت خانوں کو عبادت گاہیں نہ بنالیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ اپنی شبانہ روز زندگی میں ایک پاک تبدیلی نہ کریں۔ شاید اُس کا غضب اسی طرح مختلف صورتوں میں بھڑکتا رہیگا۔ اے قادر مطلق۔ ستار العیوب۔ غفار الذنوب تو ہی اپنے سب بندوں کو اپنے امن اور امان میں رکھ ہم پر رحم کر۔ ہم پر کرم کر تیرے سوا کوئی دوسرا مالک نہیں۔ تو وحدہٗ لاشریک ہے۔ ہمارے گناہ معاف کر۔

دیدۂ عبرت کشا قدرتِ حق را بہ بیں
شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت

وادی کانگڑہ کی تباہی کا سین

مجھ میں وہ تاب ضبطِ شکایت کہاں ہے اب
وہ دن گئے کہ حوصلۂ ضبطِ راز تھا
تائب عجیب حال ہے میں کیا کروں بیاں

چھیڑو نہ تم مجھے مرے منہ میں زباں ہے اب
چہرہ پہ اپنے سوزش پنہاں نہاں ہے اب
مجھ میں ستم اُٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب

ناظرین باتمکین ضلع کانگڑہ کے ہیبت ناک زلزلہ نے کچھ دلوں ہی کو نہیں ہلایا بلکہ زمین اور پہاڑوں کو بھی زیروزبر کر ڈالا۔ اور یہ عجیب وحشت ناک تماشا ہی نہیں دکھایا گیا بلکہ قیامتِ صغرے کا نمونہ پیش نظر کیا گیا تھا۔ خدا کے بندے۔ ہندو مسلمان۔ عیسائی وغیرہ خوابِ غفلت و بسترِ استراحت سے بیدار ہو کر مندروں اور مسجدوں وغیرہ میں۔ پوجا پاٹ اور خدا کی عبادت کر رہے تھے۔ مندروں اور شوالوں میں گھنٹوں و ناقوس کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ مسجدوں و معابدوں میں نعرۂ تکبیر اور اذانوں کی صدائیں بلند پروازیاں کر رہی تھیں۔ نمازی نمازیں پڑھ چکے تھے۔ پوجاری پوجا سے فارغ ہو رہے تھے۔ بعض بعض لوگ ابھی حوائج ضروری سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے۔ اور اکثر لوگ اپنے کاروبار میں مشغول نہ تھے۔ بہت سے مرد و زن۔ لڑکے لڑکیاں خواب ناز میں پڑے سوتے تھے۔ دین دنیا اور مافیہا سے بے خبر تھے کہ یکایک بھونچال کے آثار نمودار ہوئے۔ زلزلہ معلوم ہونے لگا۔ چارپائیاں۔ پلنگ وغیرہ خودبخود ہلنے لگے۔ درودیوار آپ سے آپ ڈگمگانے لگے۔ مکانات کی چھتیں تڑکنے لگیں۔ شہتیر اور کڑیاں و بلیاں کڑکنے لگیں۔ ابھی چند ہی لمحہ گذرنے پائے تھے کہ تمام پہاڑ و زمین اور مکان اور مکین ایسے تہ و بالا ہونے لگے جیسے ایک چھوٹی سی کشتی کسی بحر زخار ناپیدا کنار میں طوفانوں

کے صدموں اور بحرِ گوناگوں کے طلاطموں سے نیچے اوپر ہونے لگتی ہے۔ مکانوں کے دروازوں اور اور دیواروں نے عجب دہشت دکھائی۔ کوٹھیوں اور گھروں کی لکڑیوں نے ہیبت ناک آوازوں سے وحشت بڑھائی۔ ایک دم سے پریشانیاں بڑھنے اور وحشت ناک صورتیں نظر آنے لگیں۔ کسی کو یہ طاقت اور ہمت نہوتی تھی کہ وہ گھروں اور مکانوں سے باہر چلے جائیں۔ اِس مُصیبت اور بلا سے اپنی جانیں بچائیں حواس باختہ اور اوسان خطا ہو گئے تھے۔ کوئی بھی اپنی اصلی حالت میں نہ تھا۔ عجیب وغریب دست و پا میں لرزہ پڑا تھا۔ غضبِ الہی۔ قہر نامتناہی کس کو فرصت دیتا تھا ؎ سنبھلنے دے مُجھے او ناامیدی کیا قیامت ہے ✣ کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مُجھسے ✣ لیکن کس کی تاب اور طاقت تھی کہ اِس حلقۂ تباہی سے باہر نکل جائے۔ چاروں طرف سے شور و غُل بپا تھا۔ گریہ وزاری کی آوازیں بلند تھیں۔ کہیں ماتم بپا تھا۔ کہیں کُہرام ہو رہا تھا۔ کوئی کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رہا تھا۔ کوئی رام رام ہری بھگوان کی مالا جپ رہا تھا۔ کوئی حضرت عیسٰے علیہ السلام کو پُکارتا تھا۔ کوئی مائی گارڈ مائی لارڈ کے نعرے مارتا تھا۔ کوئی دیوی ماتا کی دُہائی دیتا تھا۔ کوئی جوالاُمکھی دیوی کی منت مانتا تھا۔ کوئی کلستہ مہادیو کو بُلاتا تھا۔ کوئی بم بم بھولا کہ کر رو السر دیوی کو بُلاتا تھا۔ کوئی ایشر و مہیشر کی سمرن ہلاتا۔ کوئی سری بھگوان ہری رام رام کہکر دم بخود رہ جاتا ہے۔ کوئی اِس مُصیبت میں دونوں جہان کو بھولا ہوا تھا۔ اِس تباہی و بربادی کے عالم میں بے تحاشا چیختا چلاتا اور روتا پیٹتا تھا۔ کوئی اِس طرح سے کہتا تھا ؎

اُف! ہے قہر بن کے سمندر تیرا — مسجد بھی تری - دیر بھی - مندر تیرا
اب دیکھیے ہوتی ہے رہائی کیونکر — عابد ترا - ناسک بھی - قلندر تیرا

متزلزل حالت میں۔ ایک عجیب ہنگامہ رفت و خیز اور افتاد و ریخت ہو رہا تھا۔ زلزلہ قیامت کا تہلکہ مچا رہا تھا۔ کوئی کہیں سہارا دیکھتا تھا۔ کوئی امن کی جگہ تلاش کرتا تھا۔ کوئی شکل نظر نہیں آتی تھی طبیعت دم بدم گھبراتی تھی۔ جانِ عزیز کے بچانے میں ہر ایک شخص کوئی نہ کوئی وسیلہ ضرور ڈھونڈھتا تھا۔ کوئی تدبیر بنتے ہوئے دکھائی نہیں دیتی تھی۔ حسرت و یاس دلوں پر چھاگئی تھی ؎

یہ وہ حالت ہے کہ ہنستوں کو رُلا دیتی ہے — اور رِدتوں کو بھی دیوانہ بنا دیتی ہے

بھونچال نے یہ عالم بنا دیا تھا کہ جو جو شخص مکانوں و گھروں میں تھے وہ باہر نکلنے کی کوئی راہ نہ پاتے تھے خدا جانے اِن کو کون پکڑے ہوئے اور محکم زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھا۔ جو مکانات سے باہر تھے وہ بھی سخت خائف تھے۔ جو چلتے پھرتے تھے اُن کے پاؤں زمین پر لڑکھڑاتے تھے اور ہرگز نہ جمتے تھے زمین پر گر پڑتے تھے۔ جو بیٹھا تھا۔ وہ بیٹھ نہ سکا۔ بلکہ زمین پر لڑھک جاتا تھا۔ جو لیٹا تھا۔ وہ لیٹا نہ رہ سکتا

تھا۔ بلکہ زمین پر لوٹتا تھا۔ کسی کو کسی طرح سے اور کسی حالت میں چین نہ تھا۔ ہر فرد بشر۔ دام و دد۔ ذی روح وغیرہ ذی روح ایک عجیب حالت میں تھے۔ مُطلق اپنی اصلی حالت میں نہ تھے مولف ؎

کسی پہلو نہیں تھی چین دل کو	قیامت کی مچی یاں کھلبلی تھی

جو کڑے دل قوی ہیکل آنکھ جھپکنے کی فرصت پاتے۔ خدا کی درگاہ میں عاجزی اور انکسار کرتے اور گڑگڑا کر خدا کے سامنے روتے اور دُعا مانگتے تھے کہ اے رب العالمین ہماری خطاؤں کو بخش اور ہم کو امن و امان دے ؎

آوازہ ترا سُنتے ہیں ناقوس میں ہم
ہر روز نئے پاتے ہیں ملبوس میں ہم
بیٹھک ہے تری دیر و حرم میں لیکن
اب دیکھتے ہیں اِس دلِ مایوس میں ہم

اِس تزلزل کے عالم میں بجز خدائے پاک کے اور کوئی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اِس چکر اور بھونچال کی حالت میں واویلا مچا تار انگاں تھا۔ بعض لوگ اِس عالمِ پیچ و تاب میں رضا او. قضا پر شاکر ہوئے او فدا بھی ہراساں و ترساں نہ تھے اور زبانِ حال سے اِس طرح کہتے تھے ؎

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

اسی شور و شغب اور ہائے واے کے عالم میں زلزلہ کا ایک ایسا سخت جھٹکا لگا کہ تمام در و دیوا اور مکان و مکین ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیست و نابود ہو گئے اور پیوندِ زمین بن گئے۔ اُسی حالت میں طبقات الارض سے جگر کو چیرنے اور دلوں کو پامال بنانے اور پہاڑوں کو گرانے والی ہیبت ناک آوازیں پیدا ہوتی تھیں جو کانوں نے کبھی نہیں سُنی تھیں اور ایسا عالم آنکھوں نے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اُس وقت کا عالم ہو بہو بیان نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے جدال و قتال اور معرکہ توپ و تفنگ میں یہ حال نہوتا تھا۔ جو خدائی جلال اور جبروت نے ایک آن میں کر دکھایا ؎

تیغ سطوت جب ہوئی تیری علم آفاق میں	سرکشوں نے سامنے تیرے دیا سر کو جھکا

ابھی ابھی یہ مسافرانِ راہ عدم بڑی سرگرمی اور تیزی سے اپنے اپنے بستر اُٹھا کر روانہ ہو رہے تھے کہ حضرتِ عزرائیل نے زمین کو اُٹھایا اور ایک دم سے دے پٹکا اور ایک عالم کا تحس نحس کر ڈالا۔ ملک الموت نے نہایت جلدی کے ساتھ ایک اور قافلہ عدم آباد کو آباد کرنے کی غرض سے فوراً روانہ کر دیا جو سابق رفتگان کے ساتھ آنِ واحد میں جا ملا۔ جل جلالہٗ۔ کیا شانِ کبریائی ہے کیسا تماشا دکھایا۔ یہ نکتہ کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ واللہ اعلم اُس کو کیا منظور تھا اس میں بھی کوئی حکمت ہو گی۔ بظاہر ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے جس کے عوض میں ایسی سخت سزا ملی۔ کسی کی خانہ بربادی ہوتی ہے۔ یہاں شہر کے شہر برباد ہو گئے۔ بہت سے قصبے تباہ بہت سے گاؤں نیست و

نابود ہوگئے۔ یہ تمام علاقہ ہی اوجڑ گیا۔ تمام ضلع ہی پر ساڑھ ستی آگئی ۔ ہائے کیسے کیسے مکان و مکین ایک ہی زلزلہ میں سطح زمین سے مل گئے۔ اکثر تو زمین میں غرق ہوگئے۔ کہیں پہاڑ پھٹ پھٹ کر گرتا تھا۔ کہیں سے ٹیلہ لڑھکتا تھا۔ بہت سی چٹانیں کھسک کھسک کر دامنِ کوہ میں آپڑیں۔ اور جو مکان یا گاؤں اس کی زد میں آیا اُسے بھی صفحۂ ہستی سے نیست کر ڈالا۔ ایک عجیب قیامت خیز عالم ہو رہا تھا۔ آپا دھاپی پڑی ہوئی تھی۔ کوئی کسی کی نہ سُنتا تھا۔ دریائے قہر سے وہ طوفان اُٹھا کہ یہ بیڑہ ایک دم سے غرقاب ہوگیا۔

رولاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں ہمکو ۔۔۔ کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ سب فسانوں میں
دیا رونا ہمیں ایسا کہ سب کچھ دیدیا گویا ۔۔۔ لکھا کلکِ ازل نے ہمکو تیری نوحہ خوانوں میں
وائے امتیازِ ملت و آئیں کی موجوں نے ۔۔۔ غضب کا تفرقہ ڈالا ترے خرمن کے دانوں میں
جہاں خوں ہو رہا ہے کارزارِ زندگانی سے ۔۔۔ مئے غفلت کے ساغر چل رہے ہیں نوجوانوں میں

افسوس دیکھتے دیکھتے ایک عالم پیوندِ زمین ہوگیا۔ اور ایک جہان زندہ درگور بن گیا۔ کوئی کسی کو نہ چھڑا سکتا تھا۔ اور نہ کوئی کسی کی مدد کر سکتا تھا۔ بڑے بڑے قافلہ سالار و مسافران راہ عدم اس جہانِ ناپایدار سے آن کی آن میں عدم آباد کو چل بسے اور کارواں سرائے کے کھنڈرات اپنی یادگار کیلئے چھوڑ گئے

وہیں سب رفتہ رفتہ چل بسے دنیا کے باشندے ۔۔۔ ہوا آباد کیا ملکِ عدم آہستہ آہستہ

وہ عالی شان عمارتیں جو سربفلک کہلاتی تھیں سرنگوں ہو کر سطح زمین میں چھپ گئیں۔ وہ بڑے بڑے مکان اور رفیع الشان کوٹھیاں رکوع کرتے کرتے سربسجود ہوگئیں۔ خدا کی شان وہ بڑے بڑے مندر۔ اونچے اونچے گرجا۔ خوشنما عبادت گاہیں جن میں بتوں کو سجدے ہوا کرتے تھے۔ یسوع مسیح کو پکارا کرتے تھے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کی توحید کے نعرے گونجتے تھے۔ جہاں پر ابھی ابھی گھنٹے بج رہے تھے۔ گھڑیال کھڑک رہے تھے۔ تکبیروں کے آواز سے بلند ہو رہے تھے۔ یہ سب کے سب رکوع و سجود کرتے ہوئے فنا فی اللہ ہوگئے۔ یہ سرسبز و شاداب قطعہ جو تر و تازگی سے نہال اور بے مثال تھا۔ بادِ خزاں نے ایسا بیخ و بُن سے اوکھاڑا کہ تمام گلستاں رشکِ رضواں کو ایک تودۂ خاک و خاشاک بنا ڈالا۔ خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جُز خار گلشن میں + یہ روروباغباں کہتا یہاں غنچہ یہاں گُل تھا + بھونچال نے وہ تزلزل ڈالا کہ آنکھ جھپکنے میں ایک دوسرا عالم پیدا کر ڈالا۔ صرف تین منٹ کے عرصہ میں اِس وادیِ کانگڑہ اور اُس کے گردونواح کو یک لخت نیست و نابود کردیا۔ الٰہی توبہ۔ اے خدا کے بندو

اللہ سے ڈرو۔ اُس کے حکم کی تعمیل کرو۔ آپس میں نہ لڑو بھڑو۔ دین دُنیا میں اپنی بہتری کے سامان ڈھونڈو۔ بُرے کاموں سے تائب ہو جاؤ۔ نیک کاموں میں کوشش کرو۔ نہیں تو خدا جانے کیا آسمانی آفتیں نازل ہوں۔ ہمارے گناہوں کی کچھ شمار نہیں رہی ہمکو خدا کا خوف کرنا چاہیے ورنہ

نہ سمجھوگے تو پچھتاؤگے اے ہندوستاں والو　　تمہاری داستاں تک بھی نہوگی داستانوں میں
ہوا پیکار کی آخر اُجاڑے گی گلستاں کو　　فقط یہ چند گل باقی ابھی ہیں بوستانوں میں

ہیہات ہیہات زلزلہ نے اِس باغ پُر بہار کو خس و خاشاک کا تودہ بنا دیا۔ یہ مُہیب اور بدشکل کھنڈرات اب ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا یہاں پر کسی زمانے میں بھی آبادی کا نشان نہ تھا۔ جان و مال کا مکان و مکین کا۔ غرضکہ کسی کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گئے اور کدھر کو چلدیئے۔ مُخبر صادق نے جس زلزلہ کی نسبت فرمایا ہے کہ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ بیشک یہ اسی زلزلہ کی ایک ادنےٰ سی جھلک تھی جو اِس نواح میں ظاہر ہوئی۔ اور تمام ہندوستان میں اُس کا اثر نمودار ہوا اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ۔ کیا رقت خیز اور بلا آمیز ہالن تھا جس نے ایک دم سے بیس ہزار آدمیوں کا صفایا کر ڈالا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہ

نظر اس دور میں مجھکو ترا جینا نہیں آتا　　کہ صہبائے محبت کا تجھے پینا نہیں آتا
بنا آنکھوں کو جامِ اشک دلکو درد کی مینا　　مزہ جینے کا کچھ بے ساغر و مینا نہیں آتا
بجھا دینا ہی اچھا ہے چراغِ زندگانی کا　　محبت میں جو مر کے تجھے جینا نہیں آتا
تلاشِ خضر کب تک تشنۂ زہرِ محبت ہو　　جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا
بنا اِس راہ میں ذوقِ طلب کو ہم سفر اپنا　　اکیلے لطفِ سیرِ وادیِ سینا نہیں آتا

افسوس صد ہزار افسوس کیسا سخت جانکاہ بھونچال تھا۔ جس کے حالات دیکھنے اور سُننے سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور روح کو ایک قسم کا صدمہ پہنچتا ہے۔ کُنبے کے کُنبے اور خاندان کے خاندان آنکھوں کے سامنے تباہ ہو گئے۔ گھر اور مکانوں کا کیا ذکر ہے۔ شہر کے شہر ملیامیٹ کر دیے گئے۔ دیہات تباہ ہو گئے۔ گائے بیلوں کے غول کے غول دب کر مر گئے۔ ہزاروں بھیڑیاں اور بکریاں تہ خانوں میں دم گھٹ کر رہ گئیں۔ ہزارہا مویشی ضائع ہو گئے۔ کس کس کا بیان کیجئے۔ کس کو روئیں اور کس کو دھوئیں۔ اور کس کس کا ماتم اور نوحہ کریں ۔ ابیات

فنا کی چل گئی تلوار اک دم　　ترحم اے مرے خالق ترحم
گناہوں کی یہی تھی اپنے شامت　　ہوئی نازل عوض میں جسکے آفت

کوئی فاسق بچا اس میں نہ فاجر — کوئی عابد بچا اس میں نہ شاکر
خدا کے بھید ہیں یہ سب مہرباں — کوئی عاقل بچا اس میں نہ ناداں
پتہ ہرگز نہیں پیر و جواں کا — نشاں باقی نہیں خُرد و کلاں کا
ہزاروں عورتیں بیوہ ہوئی ہیں — جدا بچوں سے مائیں ہو گئی ہیں
بہت معصوم بچے مر گئے ہیں — عدم کو۔خانداں۔لشکر۔گئے ہیں
جو تھے بیٹھے ہوئے یادِ خدا میں — پھنسے وہ بھی خدا کی اس بلا میں
خدا جانے ہوا کیا اُن کا انجام — وہ تشنہ لب رہے ہیں یا کہ خوش کام
اگرچہ دل میں اسکی چھان بین ہے — مگر یہ عقدہ کھل سکتا نہیں ہے
خدا کے کارخانہ ہیں عجائب — نہاں اسرار ہیں جن میں غرائب
یہاں عقل و فہم کا کام کیا ہے — خدا جانے کہ یہ انجام کیا ہے
خداوندا ہمیں صدق و صفا دے — خداوندا تو لو اپنی لگا دے
خداوندا بچا مکر و دغا سے — خداوندا بچا کبر و ریا سے

صراطِ حق پہ بس اپنا قدم ہو
گنہگاروں پہ بس تیرا کرم ہو

زلزلہ زدگان مقام کانگڑہ کی بربادی

ہر شخص کو موت ہے آنی + دُنیا کی ہر ایک چیز ہے فانی + اللہ کی ذات کو بقا ہے بس + اُسکی نہ کبھی ہو نافرمانی

دُکھ نے وہ دُکھیا بنایا ہے کہ اللہ کی پناہ — غم نے وہ سینہ جلایا ہے کہ حالت ہے تباہ
بیکسی وہ چھائی آنکھوں میں کہ دُنیا ہے سیاہ — بخت وہ ٹھٹھرا ہوا آخر کہ پھر دیکھی نہ راہ
قوم کے اے رہبرو فریاد ہے فریاد ہے — آؤ لو جلدی خبر ہر خانماں برباد ہے

۴-اپریل ۱۹۰۵ء کا دن ضلع کانگڑہ کے لئے نہایت ہی منحوس اور ضرر رساں ثابت ہوا ہے جو ہندوستان کے صوبۂ پنجاب اور قسمت جالندھر کا ایک ضلع ہے اور کوہ ہمالیہ کے کوہستانی دامنوں میں واقع ہے۔ ۴-اپریل کا زلزلہ شہر کانگڑہ کے لئے حیرت افزا ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک قیامت خیز واقعہ تھا جس سے ہر بنی نوع انسان آگاہ ہو گیا ہے۔ بلکہ اُس کی مُصیبت اور تباہی کا شور ہفت اقلیم تک پہنچگیا۔ بالتخصیص ضلع کانگڑہ کے باشندوں پر یہ زلزلہ قہرِ الٰہی کی صورت

میں نازل ہوا۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ ایک بڑے ریمارک ہی کے قابل نہیں ہے بلکہ واقعاتِ ہند اور تاریخِ عالم میں اس نے بڑی جگہہ لی ہے۔ مشیتِ ایزدی نے اِس ضلع کی بدبختی اور بدنصیبی سے اس کو تباہی اور ویرانی کے کنارہ پر پہنچا دیا۔ اِس کی ویرانی کے آثار کچھ پہلے ہی سے نمایاں ہو رہے تھے۔ موسم سرما میں پے در پے مختلف تکلیفوں اور مصیبتوں کا اُس پر بیوقت حملہ ہوا۔ کثرتِ بارش نے اُس کو علیحدہ پریشان کیا تھا۔ سردی کی سردمہری نے اور ہی گل کھلایا۔ کُہر کی گرم بازاری نے جدا ہی اندھیر مچایا۔ پالے سے وہ پالا پڑا کہ آخر کار کانگڑہ کا پالا لاہوا مارا گیا۔ برف باری اور ژالہ زدگی نے اس کو پہلے ہی مخبوط الحواس کر رکھا تھا۔ اُس پر یہ قہرِ الٰہی۔ الامان۔ نہ کبھی کانوں سے سُنا اور نہ آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اگرچہ امسال اِن بلیاتِ آسمانی کا عموماً سارے ہندوستان پر اثر ہوا۔ بلکہ بیرونی ممالک بھی ان سے محفوظ نہ رہے۔ مگر خاص کانگڑہ زیادہ تر مصیبتوں کا نشانہ ہوتا رہا ہے۔ اِس سرسبز اور شاداب مقام کے باشندے اور اُس کے قرب وجوار کے دہقانی لوگ عموماً غریب۔ مُفلس۔ نادار اور نہایت ہی بُزدل۔ ڈرپوک ہوتے ہیں۔ خاموشی اور کم سخنی میں مشہور ہیں۔ بالکل سیدھے سادے۔ خوش مزاج۔ علم کی روشنی نہ ہونے کے باعث کم عقل ہیں۔ مگر گورنمنٹ انگلشیہ کی چھاونی ہونے کی وجہ سے کسی قدر عقل وتمیز حاصل کرنے لگے ہیں۔

ضلع کانگڑہ بالکل ہمالیہ کے دامنوں میں بسا ہوا ہے۔ اور ہوشیار پور کے گوشۂ شمال ومشرق میں واقع ہے۔ لاہور سے ایک سو تیس ۱۳۰ میل کی دوری پر ہے۔ یہ پُر فضا قطعہ نہایت ہی شاداب اور دلکش ہے۔ کوہستانِ ہمالیہ کی سبزی اور تازگی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا کرتی ہے جا بجا نہریں اور دریا موجیں مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور عموماً اس سلسلۂ کوہ میں بہت سے چشمے جاری ہیں جو نہایت ہی خوش اسلوب اور پُر فضا معلوم ہوتے ہیں ✣

گورنمنٹ کی مہربانی اور بھاگسو میں چھاونی ہو جانے سے یہاں کی سڑکیں بہت عُمدہ ہو گئیں جن پر گاڑیاں اور یکّے وغیرہ عُمدہ طرح سے چلتے ہیں۔ اِس ضلع میں اہلِ ہنود کے بہت سے مندر ہیں جنکی وجہ سے یہاں پر ہمیشہ رونق رہتی ہے اور اکثر جاتری ان کی زیارات کو آتے جاتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ شہرت مہارانی کے مندر یعنی دیوی کی بھَون اور جوالا مُکھی مندر کی ہے جن پر رات دن دولت برستی رہتی ہے جس کا مذکور علیحدہ علیحدہ کیا جاوے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ اِس ضلع کی شان وشوکت اور رونق زلزلے نے سب خاک میں ملا دی۔ اِس قیامت خیز اور بربادی بخش مصائب سے جو صدمہ عام غربا اور دیہاتی رعایا کو پہنچا اُس کا اصلی اور ٹھیک اندازہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا مگر تمام ضلع

میں بیس ہزار جانوں کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ تلف شدہ نفوس کا اندازہ اِس سے کہیں زیادہ خیال کیا گیا ہے۔ لکھوکھا اور کروڑہا روپیہ کا مالی نقصان ہوا جس کے شمار کا اندازہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا مخلوق خدا کا عجیب حال تھا ؎ دلوں میں درد ہے سینوں میں بیقراری ہے ✤ زبان پہ نالہ ہے آنکھوں سے اشک جاری ہے ✤ خاص کانگڑہ کی آبادی چار پانچ ہزار کے درمیان بیان کی گئی ہے جس میں سے صرف پانچ ساٹھ سو آدمی زندہ اور موجود ہیں۔ ان میں بھی بہت سی تعداد بیماروں اور مجروحوں کی تھی۔ جو زلزلہ کی بھینٹ میں آ چکے ہیں۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اتلاف نفوس کا نقصان بڑا بھاری ہوا۔ اور قریباً تمام شہر ہی برباد ہو گیا۔ اِس شہر میں سولہ سو ۱۶۰۰ مکانات تھے جو سب کے سب منہدم ہو گئے۔ اور جو کسی قدر بچ بھی گئے تھے اُن کی دوسرے بھونچال نے صفائی کر دی۔ سوائے صبر اور شکر کے کوئی چارہ نہ تھا ؎ یہ سزا اپنے تغافل سے ہے پائی ہم نے ✤ جو مصیبت نہ اُٹھانی تھی اُٹھائی ہم نے ✤ اب کہاں جائیں کہیں کس سے مصیبت اپنی ✤ کون جز آپ کے سنتا ہے حکایت اپنی آپ کے لطف کا گر ایک اشارا ہو جائے ✤ پھر ہمیں زیست کی امید دوبارہ ہو جائے ✤ خنجرِ گردشِ تقدیر نے مارا ہم کو ✤ اب سوا تیرے نہیں کوئی سہارا ہم کو ✤ اگرچہ وادیِ کانگڑہ کے نقصانِ جان و مال کی نسبت ایک عرصہ تک بحث رہے گی مگر بیس ہزار جانوں کا نقصان تو صریحاً تسلیم کر لیا گیا ہے۔ افسوس بھونچال کی تیغِ دو دم نے ایک دم سے ان بیس ہزار دموں کا دم ایک دم کے دم میں نکال باہر کیا۔ اور کسی دم کو ایک دم کی بھی فرصت نہ دی ؎

میں تو پہلے ہی سے گشتہ ہوں ترا اے قاتل	مجکو دم دیتا ہے ہر دم دم شمشیر عبث

ہمکے جب اِس زلزلۂ قہرِ الٰہی نے اپنا ظہور دکھایا عجب طرح کی ہل چل مچی ہوئی تھی۔ اور تمام کانگڑہ میں ایک کھلبلی پڑ گئی تھی۔ جن لوگوں نے چُستی اور ہوشیاری سے کام لیا وہ فوراً گھر سے نکلکر باہر ہو گئے اور جو لوگ ابھی خوابِ غفلت میں مست پڑے ہوئے سوتے تھے اُن کو اُٹھانے بٹھانے اور گھروں سے نکالنے کے لئے بالکل وقت نہیں ملا۔ اور اِس غضبِ الٰہی نے چند لمحوں میں ظاہر ہو کر تمام کانگڑہ کا قلع و قمع کر دیا۔ جس وقت شہر ایک دم سے بیٹھ گیا ایک شورِ قیامت مچا ہوا تھا۔ جو لوگ ایک دم سے مکان کی زد میں آ گئے تھے۔ وہ تو فوراً ہی چُپ چاپ راہیِ ملکِ بقا ہو گئے۔ اور جو لوگ نیچے دب کر کسی وجہ کے ساتھ ابھی زندہ تھے وہ بیرونی مردمان کی باتیں سُن سُن کر اُن کو آوازیں دیتے تھے اور پُکار پُکار کر کہتے تھے کہ ہم کو نکالو اور اِس عذاب سے ذرا نجات دو۔ بہت کچھ دبے ہوئے لوگ چیختے اور چلاتے تھے اور شور و غل مچاتے تھے۔ اور مایوس ہو کر کہتے تھے ؎

کس وقت یہاں چھوڑ کے ملک عدم آئے	جب اُٹھ گئے بازار سے گاہک تو ہم آئے

مگر افسوس صد افسوس ان کی آوازوں پر کوئی بھی خیال نہیں کرتا تھا اور اُن کی حالت زار پر کوئی رحم نہیں کھاتا تھا۔ ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ اُس وقت اُن مظلوموں کے دلوں پر کیا گزرتا ہوگا اور اُن کی کیسی حالت ہوگی۔ آہ جان کنی سے بھی کہیں بڑھ کر یہ صدمہ تھا۔ خدا ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ اِس آخری وقت میں وہ مرنے والے اسی طرح کہتے ہونگے ؎ عجب عالم ہے گردش کا زمانہ ہو گیا اُلٹا + زمیں ٹوٹی ہے سینے پر ہمارے آسماں ہو کر + یہ ایسا عظیم صدمہ لاحق حال ہوا تھا کہ خود لوگوں کو جو زندہ بچے ہوئے تھے اپنے حال سے فراموشی تھی۔ جنون کی حالت اُن پر طاری تھی ایک قسم کے پاگل ہو گئے تھے ہیبت سے وحشت زدہ بن گئے تھے۔ اگرچہ صحیح و سالم لوگوں نے اپنے اپنے کنبہ اور قبیلہ کے مُردہ اور زندہ لوگوں کو نکالا تھا مگر وہ لوگ جن میں کہ تاب و توانائی تھی مُردہ لوگوں کی لاشیں اور اپنے خویش و اقارب کی موتیں دیکھ دیکھ کر وہ خود بھی مُردہ بنے ہوئے تھے۔ دس۔ بیس۔ پچاس۔ سو دو سو کی گنتی ہو تو کچھ دلاوری اور استقلال کر کے دبے ہوئے لوگوں کو نکالتے مگر جہاں سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد دبی ہوئی ہو تو چند لوگ اُن کو کیونکر نکال سکتے تھے اور کیونکر اُن کی آہ و زاری اور فریاد پر التفات کر سکتے تھے۔ ایک انار اور ہزار بیمار کے معاملے سے بھی بڑھکر معاملہ تھا۔ ہائے افسوس صد ہزار افسوس جو لوگ تازہ دم دبے ہوئے تھے وہ غضب الٰہی میں بُری طرح پھنسے تھے۔ دریغا حسرتا۔ اُن نیم بسملوں نے عجب طرح سے تڑپ تڑپ کر جان دی اور کسی نے بھی اُن پر التفات نہ کی۔ سینکڑوں واقعات اسی قسم کے دیکھتے دیکھتے گذر گئے مگر افسوس اس کا کچھ بھی علاج اس وقت نہ ہو سکتا تھا۔ مصرع

براحوال آنکس بباید گریست ؎۔ افسوس منشی رام داس صاحب تحصیلدار کانگڑہ معہ اپنے متعلقین کے اپنے مکان کے نیچے دب گئے۔ تمام آدمی خاموشی سے راہیِ عدم ہو گئے مگر تحصیلدار صاحب ابھی زندہ تھے صبح سے شام تک اپنی پیاری زندگی کی امید میں پکارتے پکارتے تھک گئے۔ کسی نے بھی اُن کی پکار کو نہ سُنا۔ آخری وقت تک وہ یہ ہی کہتے رہے کہ جو شخص مجھکو اس وحشت ناک بربادی کے مکان سے زندہ نکالیگا۔ میں اُس کے عوض میں اُس شخص کو پانچہزار روپیہ انعام دونگا۔ افسوس کس پرسی کے عالم میں کسی نے بھی اُن کو نہ پوچھا۔ اور اُن کی اِس بات پر ذرا بھی التفات نہ کی۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا نفسی نفسی کا عالم تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ تحصیلدار صاحب کے حکم میں سینکڑوں جانیں دینے کو تیار تھے اور ایک وہ وقت آیا کہ کسی نے بھی ان کے آرڈر انعامی کو نہ سُنا۔ اور کوئی بھی اِس مصیبت کے وقت میں ان کے کام نہ آسکا۔ جب ایسی بربادی کی حالت میں حکام اور متموّل لوگوں کا یہ حال ہو تو بیچارے

غریب وغربا کو کون پوچھتا تھا۔ افسوس اِس کم بخت کانگڑہ میں مسٹر وائن کنگ صاحب
بہادر ڈپٹی کمشنر کی میم صاحبہ معہ دو بچوں کے ہلاک ہو گئیں۔ اور نیز مسٹر لاکسٹن
صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ اسی کشمکش میں فوت ہو گئے۔ اور چند مشنریوں
کی نسبت بھی شبہ ہے جن کا حال معلوم نہیں ہوا۔ سید نذیر حسین صاحب
نائب تحصیلدار کانگڑہ جو ایک نہایت ہی خوبصورت نوجوان اور لایق و فائق شخص تھے معہ
اپنے کنبہ اور خویش و اقارب اور لواحقین کے اِس زلزلہ کی نذر ہو کر راہی ملکِ بقا ہوئے۔
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کسی نے بھی اِن لوگوں کی امداد نہیں کی۔ لالہ اچھرو رام
صاحب بی اے۔ منصف کانگڑہ کی بیوی اور بچے اُن کی نظروں کے سامنے دب گئے
منصف صاحب اُن کی زندگی سے مایوس ہو کر ایسی خوف زدہ اور مضطرب و پریشان ہوئی کہ
کہ شہر چھوڑ دیا۔ اور از خود رفتہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے۔ ان کو کامل یقین ہو چکا تھا کہ انکے
بچے اور بیوی بالکل اِس بلا میں برباد اور ہلاک ہو گئے ہونگے۔ مگر خدا کی مہربانی سے پانچ یوم
کے بعد جب اُس مکان سے ملبہ صاف کیا گیا تو لالہ صاحب کے دونوں بچے اور بیوی صحیح و
سلامت نکلے۔ ان کی زندگی میں ذرا بھی فرق نہیں آیا تھا۔ خدا کے عجیب کارخانے ہیں
جس کو وہ زندہ رکھے اُس کو کوئی نہیں مار سکتا۔ اور جس کو وہ ہلاک کرتا ہے اُس کو کوئی بھی نہیں
چھوڑ اسکتا۔ یہ خوشخبری منصف صاحب کو فوراً پہنچائی گئی جس کے سُننے سے وہ بہت محظوظ
ہوئے ہونگے۔ اسی طرح سے اور کئی شخص پانچ یوم کے بعد ملبہ سے زندہ اور سلامت نکلے ہیں
اور قدرت کے کارخانے ملاحظہ کیجئے حافظ عبد الغنی صاحب جنرل
مارچنٹ معہ اپنی بیوی اور بچوں کے اِس عظیم حادثہ کی نذر ہو گئے تھے اور بالکل مکان
کے منہدم ہونے سے دب گئے تھے مگر اُن کی زندگی کا جام ابھی تک لبریز نہیں ہوا تھا
اور حیاتِ مستعار باقی تھی۔ قرآن شریف کی برکت سے صاحب موصوف القدر بڑی استقلال
کے ساتھ تین گھنٹہ تک برابر ملبہ کے نیچے معہ بچوں کے دبے رہے اور کوئی بھی اُن کا
خبر گیراں نہ تھا۔ مگر چونکہ خداوند عالم کا کرم و فضل حافظ صاحب کے شاملِ حال تھا خدا نے
وہ حوصلہ اور طاقت عنایت فرمائی کہ خود بخود ہی ملبہ سے نکل آئے۔ اور جوشِ پسری نے
وہ غلبہ کیا کہ بچوں کو ملبہ سے نکالنے کی کوشش کی اور اپنے ہی ہاتھوں سے بلا کسی اوزار کے مٹی
نکالنی شروع کی اور وہ یہاں تک کامیاب ہوئے کہ خدا کی مہربانی سے ایک لڑکی اور دو لڑکے

صحیح و سلامت نکل آئے۔ باقی تین بچے ایک بیوی اِس حادثہ سے فوت ہو گئے تاہم غنیمت ہے کہ خداتعالےٰ نے حافظ صاحب کو موت کے مُنہ سے نکالا اور اُس پر یہ اور نعمت عطا کی کہ دو تین بچے جو زندہ ملبہ سے نکلے دوبارہ عطا ہوئے۔ اگرچہ ایک بیوی اور تین بچوں کا حافظ صاحب کو بہت ملال ہو گا مگر مشیتِ ایزدی میں کس کا چارہ ہے۔ تقدیر سے کس کو یارا ہے۔ لیکن مرگِ انبوہ جشنے دارد کے مقولہ پر خیال کر کے کچھ بھی خیال نہ کریں گے اُن کو خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کرنا چاہئے۔

زلزلہ زدگان کی دُرگت

مُصیبتِ کانگڑہ کی داستانیں ایسی نہیں ہیں جو دل پر بغیر اثر کئے رہ سکیں۔ جو لوگ اِس صدمہ سے جانبر ہوئے ہیں اُن کی حالتیں دہشت ناک تھیں۔ بہت سے ایسے شخص تھے جن کے سر کسی قدر کچلے ہوئے تھے اور اکثر ایسے بھی تھے کہ کسی کا ایک پاؤں ٹوٹ گیا تھا کسی کے دونوں پیروں ہی کی صفائی ہو گئی تھی۔ کسی کا ہاتھ زخمی تھا۔ کوئی دونوں ہی ہاتھوں سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا کسی کی پسلی ضرب کھا گئی تھی۔ کسی کی نلی چُور چُور ہو گئی تھی۔ جب اُن کی گریہ و زاری کا عالم دیکھا جاتا تھا تو کلیجہ پاش پاش ہو جاتا تھا۔ اور اس پر یہ طرہ ہوتا تھا کہ کوئی شخص بھی ان کو مدد نہیں پہنچا سکتا تھا۔ عجب مایوسی کا عالم تھا۔ بیکسی چاروں طرف سے چھائی ہوئی تھی۔ جب اُن کو بُھوک لگتی تھی عجب حالت ہوتی تھی۔ اُسی حالتِ زار میں وہ مکانات کے کھنڈرات پر بہزار دقت و دشواری جاتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح سے کوئی شے کھانے پینے کو دستیاب ہو مگر وہ ایسے بدقسمت تھے کہ کچھ نہ ملتا تھا۔ اور اگر کسی کو کچھ مل گیا تو اُسے ہزار غنیمت سمجھکر کھا لیتے تھے مگر کیا ہو سکتا تھا بہت سے لوگوں نے ایسی مُصیبت میں جان دیدی اور جو شخص صدمہ اُٹھا اُٹھا کر زندہ رہا اُس کی صورت سُوکھ سُوکھ کر کانٹے کی مثال ہو گئی تھی۔ جو پہچانے بھی نہیں پڑتے تھے۔ اِس مُصیبت پر بھی اُن کو خوف لگا رہتا تھا کہ دیکھیے اب کی دفعہ جو زلزلہ آوے گا تو کس طرح جان لیگا۔ اور جب وہ آسمان پر ابر کا ٹکڑا دیکھتے تھے تو اُن کی تمام زندگانی پر پانی پھر جاتا تھا۔ اور جب آندھی کا طوفان دیکھتے تھے تو سب کی روحیں ہوا ہو جاتی تھیں۔ اور جو کبھی مطلع صاف میں آفتاب کی تپش سے برہنہ جسموں کو گرم پاتے تھے تو راتوں کو شبنم کی طرح روتے تھے۔ اور شبِ دیجور میں موت کے پالے سے پالا پڑتا تھا تو بہزار خواری و دشواری رات سے دن اور دن سے رات ہوتی تھی۔ اسی طرح پر اوقات بسر کئے

جاتے تھے۔ افسوس نہ کھانے کو رزق اور نہ تن پر پہننے کے لئے کپڑا نصیب ہوتا تھا۔ لیٹنے کو زمین بھی اچھی طرح نہ ملتی تھی۔ عجب مصیبت میں جان پھنسی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے عجب کارخانے ہیں ؎ ہمیں وہ تھے کہ ہوتی تھی بسر پھولوں کے غنچوں میں + ہمیں اب اے فلک تنکے چنیں بے آشیاں ہو کر + ضلع کانگڑہ میں قحط الرجال پڑا ہوا تھا۔ آدمی نظر ہی نہیں آتے تھے۔ اور جو موجود تھے وہ بالکل مجروح اور ناکارہ ہو گئے تھے۔ تمام راستے اور سڑکیں شکستہ ہو گئیں تھیں۔ تار برقی کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔ ڈاک بالکل بند ہو گئی تھی۔ اکثر مقامات پر ڈاک کے ہرکارے زخمی ہو گئے تھے۔ اور کسی قدر ڈر کر بھاگ نکلے تھے۔ تاہم گورنمنٹ عالیہ نے تمام انتظامات نہایت سرعت اور تیزی کے ساتھ خورد و نوش کے سامان مہیا کر دیے۔ اور ہزارہا روپیہ مصیبت زدوں کے لئے خرچ کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ اس قیامت خیز موقعہ پر شقی القلب لوگ بھی پیدا ہو گئے تھے جو بیچارے مصیبت زدہ لوگوں ہی کے مال و اسباب کو جو اُن کے لئے بھی مکتفی نہیں تھا لوٹتے تھے اور نقصان پہنچاتے تھے۔ مگر پولیس کا انتظام بہت جلد ہو گیا جو اُن بے رحموں کے پنجے سے رہائی ہو گئی ورنہ رات بھر مصیبت زدہ لوگ چوروں کی فکر میں سوتے نہ تھے۔ جو لوگ موت کے پنجہ سے نکل آئے تھے اُن کو ناداری اور بے سروسامانی نے تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ منہدم شدہ مکانات کی لکڑیاں جلا جلا کر تاپتے تھے۔ آریہ سماج کی پارٹی نے بہت بڑی امداد کی۔ بھوکوں کو کھانا۔ ننگوں کو کپڑا۔ پیاسوں کو پانی۔ بے گھروں کو گھر دیے اور جو مال و اسباب اور ہزارہا لاشیں دبی ہوئی پڑی تھیں تباہ شدہ مکانات کے ملبوں سے نکال نکال کر ہندو لاشوں کو جلاتے تھے اور مسلمانوں کو گڑھے میں دباتے تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کو ہر طرح کی امداد دیتے تھے جن سے اُن مردہ دلوں میں کسی قدر جان آئی۔ ہلاک شدہ لوگوں کی نعشیں ملبہ کے نیچے دبے رہنے سے اور زیادہ دن گذرنے سے متعفن ہو گئیں تھیں اور ان میں اِسقدر بدبو پیدا ہو گئی تھی کہ کام کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ اعلیٰ حکام بھی موقع واردات پر بہت جلد پہنچ گئے تھے جن کی سعی و کوشش سے مردہ لاشوں کو نکالنے اور زندہ لوگوں کو کھانے پینے اور آرام کی سبیلیں بہم پہنچانے میں بہت مدد پہنچی۔ چنانچہ مسٹر ایچ۔ اے۔ اینڈرسن صاحب بہادر۔ ایس۔ سی۔ آئی کمشنر جالندھر کا یہ حال تھا کہ کبھی کانگڑہ میں اور کبھی دھرم سالہ میں۔ کبھی پالم پور میں اور کبھی جوالا مکھی میں۔ غرضکہ صاحب موصوف الصدر نے بذاتِ خاص بڑی بھاری امداد دی۔

اُن سے بھی بڑھ کر ہمارے سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے رعایا پروری

اور انسانی ہمدردی کا اعلےٰ ثبوت دیا اور بنفس نفیس طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کر کے بذاتِ خاص تمام مصیبت زدہ مقامات کا دورہ فرمایا اور جو کام و انتظام ضروری تھا اُسے بہم پہنچا کر تباہ شدہ مردمان کو کافی امداد بہم پہنچائی حضور ممدوح نے اِس مُصیبت میں سب سے بڑھکر حصّہ لیا۔ زلزلہ زدگان کی ہمدردی لئے اپنی چھٹی کے کسی قدر ایام بھی منسوخ کر دیے۔ رلیف فنڈ کے لئے آپ نے نہایت سعی فرمائی۔ مُصیبت زدہ لوگوں کے آرام و آسایش کے لئے عُمدہ عُمدہ انتظام گورنمنٹ سے جاری کرائے جن کا من وعن ذکر کیا جائے گا۔ ذیل میں چند خطوط ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں جن سے کانگڑہ کی حالت بخوبی روشن ہوتی ہے۔ وہ یہ ہیں:۔

عنایت علی کی چھٹی
آپ بیتی اور جگ بیتی

سُنے ہوں گے چمن میں سینکڑوں نالے ہزاروں ‌ ‌ ‌ کلیجہ تھام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

عنایت فرمائے بندہ۔ تسلیم۔ آپ کا کارڈ مُجھے مل گیا تھا۔ مگر جواب دینے کی ہمت نہیں تھی۔ آج طبیعت کچھ بحال ہوئی ہے اِس لئے جواب دیتا ہوں۔ وہ بھی مُمکن نہیں کہ پُورا ہو سکے۔ اپنے خاندانوں میں پانچ قریبی رشتہ داروں کو سپرد خدا کر چکا ہوں۔ جن میں ایک برابر کا اٹھارہ سالہ جوان بھائی۔ دو بھتیجے۔ ایک والدہ اور ایک چچی بھی۔ ان کے علاوہ کچھ لوگ مجروح ہیں۔ دنیا میں چند گناہ اور کرنے تھے۔ اِسلئے ہزاروں من مٹّی کے نیچے سے صحیح و سالم زندہ نکلا ہوں۔ سب اسباب دب گیا ہے۔ ایک کھُلے میدان میں ڈیرہ ہے۔ جہاں اور بھی محلہ دار ہیں۔

۴ اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح زلزلہ ہونا شروع ہوا۔ اگرچہ متواتر ہوتا رہا۔ مگر تین منٹ اِس زور سے ہوا کہ تمام مکانات گِر گئے۔ پُرانی پُرانی عمارتیں مُنہدم ہو گئیں۔ قلعہ کانگڑہ کا بھی دُور سے ایک کھنڈر نظر آرہا ہے۔ خدا کی شان اگر تین سال بھی اس کی اُکھیڑ بکھیڑ ہوتی رہتی۔ تو بھی اِس کا کام ختم نہ ہو سکتا تھا۔ سینکڑوں لاشیں مکانوں کے نیچے دب گئیں۔ ہزاروں بچّے یتیم ہو گئے۔ سینکڑوں عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ کسی گھر میں نام لیوا بھی نہیں رہا۔ چھٹے دن بلکہ آج ۱۲ اپریل تک لاشیں نکل رہی ہیں۔ اور ابھی تک نکل نہیں چکیں۔ بہ نسبت کانگڑہ کے مقام بھون میں زیادہ نقصان ہوا۔ تقریباً ایک ثلث جانیں بھون کانگڑہ میں تباہ ہوئیں۔ مردوں کو سرکار عالیہ کے انتظام سے پہلے پہلے شہر میں ہی دفنایا گیا۔ اور وہیں پھونکے گئے۔ ایک ایک گڑھے میں ۲۰۔ ۲۰ لاشیں ڈالی گئیں۔ نہ کسی کو قبر نصیب ہوئی۔ نہ کفن میسر ہوا

جس حالت میں مٹی سے نکالے گئے اُسی حالت میں دفنائے گئے۔ آب و ہوا سخت مضر صحت ہو گئی تین دن تک لوگ فاقہ مستی میں رہے۔ اور اپنے مرے ہوئے لواحقوں کو نکال کر سپرد زمین کرتے رہے ۸ر تاریخ کو سرکار نامدار نے انتظام کیا۔ لوگوں کو راشن ملنا شروع ہوا۔ سرکاری امداد سے مردہ حیوان اور اشخاص نکالے گئے اور نکالے جا رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو اپنی رعایا سے کیسی ہمدردی ہے۔ کہ اِس مصیبت میں بھی شریک ہے۔ رعایا سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا ہونا محال ہے۔ زمین کو جگہ جگہ سے شگاف ہو گیا ہے۔ امید نہیں کہ اب یہ شہر آباد ہو قلعہ اور مندر دیسری بجیریسری کی وجہ سے کچھ شہر آباد تھا۔ سو یہ دونوں ہی معہ کُل شہر کے زیر و زبر ہو گئے ہیں۔ اور ایسے ہی زمین جگہ جگہ سے ایسی پھٹ گئی ہے کہ اس کے قایم رہنے کی امید محال ہے۔ خدانخواستہ اگر برسات سخت ہوئی تو سارا شہر زیر آب ہو جائے گا۔ آہ

دلِ برباد میں اُڑتی ہے اب خاک	یہ بستی غیرتِ جنّت کبھی تھی

اگرچہ گورنمنٹ لاشوں کے نکالنے میں مدد دے رہے ہیں مگر اس بات کا کیا بندوبست ہو سکتا ہے جو روزانہ مصارف کا سامان مکانوں کے نیچے دب گیا ہے۔ مثلاً پارچاتِ پوشیدنی رات کے بچاؤ کے کپڑے اور برتن وغیرہ۔ غرضکہ جب تک لاشیں نکلیں بچے ہوئے لوگ ان مصیبتوں سے نذرِ اجل ہو جائیں گے۔ رات کی اوس اور دن کی دھوپ سے بچنے کا کوئی سامان نہیں۔ مزدور لوگ مل نہیں سکتے۔ اور جو ہیں بھی وہ سرکار نے لاشوں کے نکالنے میں لگا رکھے ہیں۔ نہ تو اسباب ضروری کو چھوڑ کر کہیں جایا جا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی رہنے کا سامان ہے۔ ہر وقت مصیبت کا سامنا رہتا ہے۔ مزدوروں کی دو تین دن تک چاندی تھی۔ دس دس روپیہ اور پندرہ پندرہ روپیہ فی لاش نکالنے کے وہ لیتے تھے۔ مگر پھر بھی اُن کی قلت رہتی تھی۔ یہ وقت تھا ہمدردی اور رحم دلی اور مصیبت زدوں پر آٹھ آٹھ آنسو رونے کا نہ کہ اس سنگدلی کا ؎

مرے مرنے پہ سب روئے نہ رویا پر وہ سنگین دل	ہزار افسوس دو آنسو نہ بہ چشم یار میں آئے

اگرچہ ۴ر اپریل کو سب لوگ اُس معبود حقیقی کو یاد کرتے رہے۔ تمام رات درود و ورد و ظائف رہا مگر یہ گمراہ خلقت اِس نفسی نفسی کے وقت بھی راہ پر نہیں آئی۔ صرف وہی وقت تھا کہ اُس خالق کی یاد کی گئی تھی۔ اب پھر وہی سامان ہیں۔ جب تک سرکار عالی نے کچھ انتظام نہ کیا تھا۔ اس وقت تک لوگ چوری کرتے رہے۔ ہزار ہا روپئے کا مال ان سنگدل لوگوں نے جو اُس وقت میں بھی۔ خدا اور موت کو فراموش کر چکے تھے لوٹ لیا۔ اور ایسے وقت میں کہ ان مصیبت زدوں کی ہمدردی میں نہ صرف تمام ہندوستان

بلکہ جاپان ۔لنڈن اور فرانس تک شریک ہے۔ اپنے ہم وطن بھائیوں پر ظلم و تعدی سے کام لیا مرزا داغ مرحوم انہیں فلک زدہ لوگوں کے حسب حال یہ شعر کہہ گئے تھے ؎

فلک نے لوٹ کے لٹوا دیا خبیثوں سے	سمجھ لیا کسی مُردے کا اُسنے مال مجھے

مگر اب پولیس کا انتظام ہوگیا ہے۔ شفا خانہ بھی جاری ہے۔ ڈاک بھی تقسیم ہوتی ہے +

لالہ ملک راج جی بھلہ کی پہلی چٹھی

پیارے لاجپت رائے جی میں یہاں پہنچگیا۔ راستہ میں جو قصبے شاہ پور سے یہاں تک تھے سب برباد ہو گئے ہیں۔ ہر ایک جگہ سارے کے سارے مکان گِر گئے ہیں۔ اور اس طرح سے کہ کسی کا کوئی حصّہ رہنے کے لایق نہیں۔ دیواریں گِر گرا اینٹ سے اینٹ جدا ہو گئی ہے۔ اور چھتوں کی کڑیاں بھی الگ الگ پڑی ہیں۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اُس کا لکھنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ بربادی مکمل ہے۔ سُنا ہے کہ دھرم سالہ کے حوالی کانگڑہ۔ پالم پور۔ جوالا مُکھی۔ منڈی۔ سوکیت۔ کلو بیج ناتھ وغیرہ سب تباہ ہو گئے ہیں چھوٹے اور بڑے مکانات کوئی نہیں بچے۔ دھرم سالہ میں کچھ لاشیں انکے رشتہ داروں نے جلادی ہیں۔ باقی فوج کے آدمی کل سے نکال رہے ہیں بعض اب بھی نکلی نہیں معلوم ہوتیں۔ راستہ میں بعض جگہہ بدبو اس قدر سخت تھی کہ میرے خیال میں وہاں حیوانی اور انسانی لاشیں سڑ رہی ہونگی۔ جایداد کے متعلق تو کسی کو فکر ہی نہیں۔ ابھی تک لوگ چُپ چاپ ہیں اور کریں تو کیا کریں کُلی میسّر نہیں۔ بچاؤ کے متعلق یہ امر تو صاف ہے کہ لوگوں کی زندگی بچانے میں بہت کچھ کام ہو سکتا تھا۔ اگر ہم لوگ اُسدن جس دن پہلے خبر ملی تھی یہاں آجاتے۔ اِس امر میں ہمیں اپنی غفلت پر افسوس ہے لاشیں نکالنے میں اب بھی مدد دی جاسکتی ہے۔ لیکن دھرم سالہ اور بڑے شہروں میں نہیں کیونکہ دھرمسالہ میں فوج نے قریباً سارا کام کر لیا ہے۔ گاؤں میں بھی جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے لاشیں جلا دیجاتی ہیں۔ لیکن کانگڑہ۔ پالم پور۔ نادون۔ منڈی وغیرہ میں یہ کام کیا جاسکتا ہے۔ کپڑے کے بارہ میں کچھ تھوڑی سی تکلیف ہے۔ غالباً کمبلوں کی کچھ تعداد کام دیسکے گی لیکن کپڑوں کی کچھ بڑی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ دانہ بھی لوگوں نے گھروں دوکانوں میں سے کچھ کھود لیا ہے اور کھودتے جاتے ہیں لیکن مزدور نہ ہونے سے یہ کام خاطر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر خدا نہ کرے بارش پڑ گئی جو اناج دبا پڑا ہے کھانے کے لایق نہ رہے گا اور سڑ جاوے گا۔ جانور بھی بہت مرے ہیں۔ اور انسانی لاشیں بھی سڑ جاوینگی۔ اِس صورت میں قحط اور بیماری دونوں کا اندیشہ ہے۔ میری رائے میں لاشیں نکالکر جلانا

اور دبا ہوا اناج نکالنا اس وقت بڑا اہم کام ہے۔ اور چاہے گورنمنٹ کرے یا لوگ خود۔ ہونا ضرور چاہئے
اِس کام پر خرچ بہت ہو گا۔ اور اِس لئے ضروری ہے کہ یہ واقعات پبلک کے سامنے پیش ہوں
کسی قدر چھپر وغیرہ بھی تیار کرنے چاہئیں اور وہ بہت جلدی +
یہ سطریں میں نے جلدی سے آپ کی اطلاع کے واسطے لکھدی ہیں۔ آپ اِس کا مصالحہ اخباروں میں
بھیجدیں۔ کسیقدر لوگ زخمی بھی ہیں اور اُن کے لئے دوا کی ضرورت ہے۔ سرکاری انتظام کافی ہیں۔
اِس کی بابت کل مفصل لکھونگا + ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۵ء

لالہ ملک راج جی بہلہ کی دوسری چٹھی

پیارے لاجپت رائے جی۔ میں آج کانگڑے پہنچ گیا۔ راستے کے جو گاؤں ملے ہیں قریباً سب دیکھے۔ اُن میں مکمل بربادی ہے۔ بہت سے دُکھ اور مُصیبت والے کیس دیکھے ہیں مثلاً ایک شخص پنڈت بیلی رام دھرم سالہ میں تھا۔ اُن کا سارا کنبہ مرگیا صرف دو لڑکیاں باقی رہیں۔ ایک اور شخص کے سات آدمیوں میں سے ایک لڑکا باقی ہے۔ سڑک پر ایک اندھا بوڑھا مانگ رہا تھا۔ اُسنے بتایا کہ ایک کُنبے میں سے وہ اور اُس کی بڑھیا بیوی بچے ہیں اور کوئی نہیں بچا۔ پاس ایک بھاری مکان کے کھنڈرات تھے۔ وہ اُس کا تھا۔ ایک بوڑھا کھتری دیکھا جس کا اکلوتا بیٹا مرگیا تھا۔ اُسنے بتایا کہ اس کے ۲۲ مکان تھے سب کے سب گر گئے ہیں۔ دھرم سالہ میں جو کچھ سُنا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ پلیڈر سب سے پہلے بھاگے۔ ایک صاحب جو اعلےٰ تعلیم یافتہ اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کئے ہوئے ہیں مکان میں اپنا دبا ہوا لڑکا چھوڑ کر میدان کا رستہ لیا۔ کہتے ہیں کہ بعض مکانوں کے اندر سے دو تین دن تک آوازیں آتی رہیں۔ لیکن آبادی کے اوسان خطا ہوگئے تھے۔ مدد نہیں پہنچ سکی۔ اگر ہمارے دوست جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ہمت باندھ کر کام کرتے تو ایک بڑی بھاری تعداد آدمیوں کی زندہ نکل آتی۔ کانگڑہ اور بھون میں تو اس سے بھی زیادہ خراب حال ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ چار چار پانچ پانچ دن تک برابر آوازیں آتی رہیں۔ چھٹے روز ایک عورت زندہ نکلی۔ امداد کی جو صورتیں ہوسکتی ہیں وہ یہ ہیں :-

(۱) غلہ یا آردخشک جیسا میں نے کل کے خط میں لکھا ہے اس کی ضرورت کسی قدر قصبوں میں ہے گاؤں میں شاید کوئی کیس ایسا ہو جس کو مدد کی ضرورت ہو۔ بہرحال اِس مد میں کوئی بڑا خرچ نہیں ہوگا (۲) کپڑا وغیرہ۔ سو پچاس کمبل تقسیم ہوسکتے ہیں۔ لوگوں نے کپڑے نکال لئے ہیں اس میں بھی مدد کی زیادہ

ضرورت نہیں ۔(۳) طبّی امداد۔ بہت سے لوگ زخمی پڑے ہیں ۔یہ زخم خفیف ہیں ۔شاذونادر حالتوں میں سخت چوٹیں بھی لگی ہیں ۔اِس مطلب کے لئے میری رائے میں کم سے کم دس بارہ ڈاکٹروں کی ایک مہینے کے لئے ضرورت ہے ۔جن میں سے دو تین اسسٹنٹ سرجن ہونے چاہئیں۔ دوائیوں پر بہت خرچ نہیں ہوگا۔ اگر ڈاکٹر بلا تنخواہ یا تھوڑی تنخواہ پر مل سکیں تو بہتر (۴) گھروں کی مرمّت ۔ گھر ایسے گرے ہوئے ہیں کہ اُن کی مرمّت کے لئے کچھ نہیں ۔جو کچھ بنیگا نئے سرے سے بنے گا۔ لوگ عارضی چھپر بنانے لگے ہیں ۔کئی گاؤں میں دسؔ بیسؔ چھپر بنگئے ہیں اور اور بن رہے ہیں ۔اِس سلسلے میں مدد بہت مُفید ہوسکتی ہے ۔کیونکہ بعض اشخاص صرف اِس لئے چھپر نہیں بنا سکتے کہ اُن کے پاس گھاس یا گھاس کی قیمت نہیں ۔یا ایک دو دن کے لئے مزدور کو لگانے کے لئے پیسہ پاس نہیں پانچ دسؔ اچھے آدمی اگر اُن کو دو تین ہزار روپیہ دیا جائے بہت مُفید کام کر سکتے ہیں ۔

(۵) "پردیسی عورتوں اور بچّوں کو اپنے وطن پہنچانا" دھرم سالہ میں ایسے پردیسی بہت تھے ۔وہ لوگ چلے گئے ہیں ۔ پانچ سات لاوارث عورتوں بچّوں کو رائے زادہ بھگت رام ساتھ لیگئے ہیں ۔ دو چار لڑکے اب بھی موجود ہیں ۔لیکن اُن کے رشتہ دار پہنچ گئے ہیں ۔اِس صورت میں یتیم یا لاوارث عورتیں یا بچے ملنے کی کوئی امید نہیں ہے ۔سبب یہ ہے کہ بھُونچال سے زیادہ موتیں بچّوں کی ہوئی ہیں ۔

(۶) "مالی امداد" بعض آدمی ایسے موجود ہیں جن کے پاس زیور ہے اور اُس کے عوض روپیہ چاہتے ہیں لیکن کوئی لینے والا نہیں ۔ایسا ایک آدمی نند لال مجھے دھرم سالہ میں ملا ۔ اور بھی آدمی ہیں جن کو صرف بہت تھوڑے قرض کی ضرورت ہے ۔اِس بارے میں کیا کرنا چاہئے یہ آپ سوچ لیں +

(۷) بعض خاندان جو باہر کے رہنے والے تھے دھرم سالہ میں بالکل نابود ہوگئے ۔ایسے خاندانوں کی یا اگر ہوسکے تو کُل تلف شدہ آبادی کی ایک فہرست بنا کر اخبار میں شائع کرنی چاہئے ۔آریہ سماج کیمپ میں کام تو ہو رہا ہے لیکن میری رائے میں اُس میں ترتیب کی ضرورت ہے ۔چوتھے امر کی نسبت گذارش ہے کہ بعض موقعوں پر غالبًا بہت سے موقعوں پر مزدوروں کی کمی از حد نقصان دے رہی ہے ۔جو مزدور ہیں وہ گورنمنٹ نے یا اعلےٰ یورپین افسران نے لے لئے ہیں ۔کسی طرح سے سَو دو سَو مزدور اِس علاقہ میں آسکیں تو بہت مُفید ہوسکتے ہیں ۔ مزدور پٹھان کوٹ یا اُس کے گرد و نواح سے مل سکتے ہیں ۔ باقی حالات کل لکھونگا۔ فقط ۔ ۱۲ ۔اپریل ۱۹۰۵ء

شروع شروع میں ایک مُصیبت زدہ نے ذیل کا خط لکھا تھا جو تباہی کو ثابت کر رہا ہے ۔اور اپنی ناداری کا شاکی ہے وہ یہ ہے :۔

ایک اور چٹھی

مولانا صاحب قبلہ - تسلیم - میں زلزلہ کے حالات لکھنے کے ناقابل ہوں - مختصر یہ ہے کہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ شنہ ۶ بجے کے قریب زلزلہ اِس قدر سخت ہوا کہ ہزاروں آدمی مر گئے - اور جو زندہ نکلے - وہ زخمی ہیں - اور بعد زلزلہ بوجہ ضربات شدید مرتے جاتے ہیں - میرا لڑکا زیر تعلیم دس سالہ عمر چہارم پرائمری میں تھا - وہ گو زندہ نکلا - مگر تیسرے دن مر گیا - برادر زادہ عمر سات سالہ مر گیا - یہ دونو لڑکے اکلوتے تھے - والدہ دونوں کی مر چکیں تھیں - مُشکل سے پرورش ہوئے تھے - ایک بھائی - والدہ - چچی یہ پانچ آدمی میرے گھر سے فوت ہوئے - چار رشتہ دار میرے زخمی ہیں - باپ بھی زخمی ہے - میں خود زخمی ہوں - گو سر میں پانچ زخم ہیں - آنکھ مضروب ہے - ہاتھ کی دو اُنگلیاں ٹوٹ گئیں - لاشیں آج تک نکل رہی ہیں - افسوس سرکار نے خاطر خواہ امداد کی - آرد کی - آرد گندم اور دال تقسیم ہوئی - جن میں چھ چھٹانک جنس ملتی رہی اور پھر بند ہو گئی - مزدوروں کی قلت ہے - ایک روپیہ یومیہ سے کم پر خوش نہیں ہوتے - اور لوگوں کا اسباب بستر تک دبے ہوئے ہیں - روپیہ پیسہ شاید ہی کسی کے پاس ہو - ہمارے تو پہننے کے کپڑوں تک دبے ہوئے ہیں مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ بارش بھی دو چار دفعہ اِس حادثہ کے بعد ہوئی ہے - ژالہ باری بھی ہوئی - زلزلہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے - اکثر دن میں ایک دفعہ زمین ہلتی ہے - سرکار نے لاوارث مال[لہ] تو ذرہ ذرہ نکلوا لیا ہے مگر عام لوگوں کا مال و اسباب نکلوانے میں ابھی تک کوئی امداد نہیں دی - عام لوگ زخمی ہیں - وہ خود کچھ نہیں کر سکتے - سُنا ہے کہ بہت سی رقوم چندہ ہمدرد اشخاص نے[عہ] دی ہیں - مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ روپیہ کہاں جاتا ہے - جب مبتلائے بلا لوگوں کے کام نہیں آتا - افواہ سُنی ہے کہ جاپان سے بھی کچھ چندہ آیا ہے - مگر افسوس وہ کسی کے کام آنے کی اسوقت امید نہیں بعد میں ضرور کام آویگا ہاں دہرم سالہ میں عموماً انگریزوں کا اسباب نکلوانے میں غیر معمولی توجہ کی گئی[سہ] ہے - میں ضرور اس معاملہ میں کچھ لکھتا مگر مجبور ہوں آنکھ سے حروف دکھلائی نہیں دیتے - اور جسمانی درد اور روحانی تکالیف ہیں - عزیزوں کے فوت کا سخت رنج ہے جس کا علاج سوائے نسخۂ صبر یا شربت فوت کے اور کچھ نہیں

لہ - کیونکہ مزدوروں کی سخت قلت ہے - قلی دستیاب نہیں ہوتے عہ یقین کامل ہے کہ اب کام آوے گا - سہ یہی غنیمت ہے کہ کسی قدر جانیں بچ گئیں -

قلعہ کانگڑہ اور اُس کی تاریخی شان و شوکت

یہ قلعہ راجہ سوسرما چندر Susarma Chander نے مہابھارت کی لڑائی کے بعد تعمیر کرایا تھا۔ بان گنگا اور مانجھی دریاؤں کا جہاں ملاپ ہوتا ہے اُس جگہ کی مضبوطی یہ بتا رہی ہے کہ یہ قلعہ ایک بہت زمانہ کا بنا ہوا ہے۔ لیکن کسی تاریخ میں اس کی بنیاد رکھنے اور تعمیر ہونے کا کوئی سن و سال معلوم نہیں ہوتا ہے اور نہ وثوق سے کسی نے بیان کیا کہ ٹھیک ٹھیک فلاں شخص نے فلاں زمانے اور سن و سال میں بنایا تھا۔ گو ہندوستان میں اہل ہنود کا بڑا بھاری زمانہ گذرا۔ مگر ہندوؤں کو کبھی تاریخ لکھنے کا مذاق پیدا نہیں ہوا۔ اِس لئے اِس قلعہ کے متعلق سچے حالات ملنے بہت مشکل ہیں۔ یہ بات تسلیم کی جاتی ہے کہ قلعہ کانگڑہ نہایت مضبوط اور پرانے وقتوں کا بنا ہوا ہے لیکن اُس زمانہ کا پتہ نشان نہیں ملتا جبکہ یہ تعمیر ہوا تھا۔ اگرچہ بہت سے ہندو اور پنڈت لوگ زبانی بیان کرتے ہیں کہ قلعہ کانگڑہ دس ہزار برس سے قایم ہے اور اکثر برہمن یہ بتاتے ہیں کہ پندرہ ہزار سال سے آباد ہے۔ اور ایک شخص تو یہ بیان کرتا ہے کہ یہ قلعہ ست جگ کے زمانہ کا بنا ہوا ہے جس کو تقریباً چالیس لاکھ برس کا زمانہ گذر گیا ہے۔ جو سراسر لغو اور جھوٹ ہے۔ یہ تمام روایتیں بیہودہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور قرینِ قیاس بھی نہیں ہو سکتی ہیں۔ اگر پندرہ سولہ سو برس کا زمانہ بیان کیا جائے یا ڈیڑھ دو ہزار سال کا عرصہ بتایا جائے تو ممکن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ہزار سال کا عرصہ گذرنے کو آیا ہے جبکہ محمود غزنوی نے اِس قلعہ کو فتح کیا تھا۔ نویں اور دسویں صدی سے پہلے پہلے یہاں پر کوئی تاریخی نشان نہیں معلوم ہوا اور نیز محمود کے حملوں سے پہلے بھی اِس مقام پر قلعہ کی کوئی خبر نہیں پائی جاتی تھی۔ جب محمود نے نگرکوٹ کو فتح کیا اُس وقت یہ قلعہ معلوم ہوا تھا۔ بیر بکرماجیت کا زمانہ بھی قریب دو ہزار سال کے گذرنے کو آیا ہے۔ ضرور ان دونوں زمانوں کے درمیان یہ قلعہ بنا ہوگا۔ تاریخ ہند اور پنجاب میں اِس قلعہ کی قایمی کی بابت کوئی حال نہیں لکھا گیا۔ سب نے قیاسی اور خیالی تاریخیں گھڑلی ہیں۔ اگر کچھ پتہ چلتا ہے تو صرف اسی قدر کہ راجہ سوسرما چندر نے اِس کو بنایا تھا مگر یہ حال بھی خلاصہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ سوسرما چندر کس زمانہ میں تھا۔

یہ بات تو اہلِ ہنود میں بہت ہی مشہور ہے کہ قلعہ کانگڑہ دیوتاؤں کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہے۔ شاید کسی زمانہ میں جنات نے اس کو بنایا ہو مگر ان کو ایسا قلعہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔

تاریخ فرشتہ جو ایک نہایت معتبر تاریخ ہے اور کہنہ تاریخ ہے اس کے مورخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ

نگر کوٹ کے قلعہ کو بھیم کا قلعہ کہتے ہیں جس کو راجہ بھیم نے اپنے نام سے بنوایا تھا اور اس قلعہ کی بنیاد بھی راجہ بھیم ہی نے رکھی ہوگی - یہ واقعہ محمود سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے - لیکن عطبی بھی کانگڑہ اور قلعہ کانگڑہ کو بھیم نگر کے نام سے موسوم کرتا ہے یا شہر بھیم نگر سے تعبیر کرتا ہے اور بیان کرتا ہی کہ یہ قلعہ شہر سے باہر صفاچٹ میدان میں بنا ہوا تھا - اس وقت یہ شہر اور قلعہ نگر کوٹ کے نام سے مشہور تھا - یا کوٹ کانگڑہ کے نام سے - اور اسی کو بعد میں بھیم نگر کہنے لگے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور راجہ بھیم نے قلعہ کانگڑہ کو بنایا ہوگا - مگر آج تک وہی اصلی نام کوٹ کانگڑہ ہی مشہور ہوتا چلا آیا ہے - بھیم نگر کو کوٹ کانگڑہ نے فروغ نہیں ہونے دیا گو اسنے قلعہ کو بنایا ہوگا - محمود غزنوی سے پہلے درحقیقت اِس قلعہ کی شہرت نہ تھی - محمود کے زمانہ سے کسی قدر عرصہ پہلے بنایا ہوگا - یا اُسوقت میں جبکہ پانڈوں اور کوروں کی مشہور لڑائی (مہابھارت) ہوئی تھی جس کا میدانِ جنگ تھانیسر تھا جو انبالہ اور پانی پت کے درمیان میں واقع ہے - جب پانڈوں نے فتح پائی جو کہ پانچ بھائی تھے اور وہ چند روز کے بعد مسمات دروپدی کو جو ان سب کی زوجہ تھی ساتھ لیکر کوہ ہمالہ کی طرف چلی گئی تھی - شاید ان پانچوں میں سے کسی ایک نے قلعہ کو بنایا ہو - اِس خیال سے کہ مبادا کوروں نے پھر بدلا لینے کی ٹھانی ہو - اِس زمانہ میں کوہ ہمالہ کے پہاڑوں کو ایک دوسری دُنیا تصور کرتے تھے - اور خوفناک جگہہ بتایا کرتے تھے اور جن و دیو زاد کا مسکن بیان کرتے تھے بلکہ جب کوروں کو شکست دے کر پانڈوں نے کوہ ہمالہ کا رُخ کیا تو بیان کرتے ہیں کہ اندر دیوتا نے ان پانچوں بھائیوں کو سُرگ لوک میں یعنی بہشت میں داخل کر دیا تھا اُس بہشت میں داخل کرنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ کوہ ہمالہ ایک پُر فضا جگہ تھی - پانڈوں کو کوہ ہمالہ میں داخل کرنا - گویا بہشت میں پہنچا دینا تھا -

گو اِس واقعہ سے بھی قلعہ کانگڑہ کا پتہ نہیں ملتا مگر کشمیر کی تاریخ میں کسی قدر یہ پایا جاتا ہے کہ اِس مقام کو پے درپے تھری گھنٹہ کے نام *Origartta* سے بیان کیا گیا ہے پہلی دفعہ جو اس قلعہ کا پتہ نشان معلوم ہوا وہ سنہ ۴ء میں معلوم ہوا تھا جبکہ راجہ پراورا سینا *Pravaresa* *Prevara Sena* اول نے تری گھنٹہ کی زمین کو پراوار سالو اکی سپرد کی تھی - دوسرا پتہ سنہ ۵۲۰ء میں ملا تھا جبکہ اُس کے بڑے بیٹے پراوارسا ثانی نے تری گھٹہ کو فتح کیا - آخر گو اِس قلعہ کی بابت پرتھی چند راتری گھنٹہ کے راجہ نے جو نوٹس لیا تھا وہ سنہ ۹۰۰ء کے پہلے کیا تھا کہتے ہیں کہ ستکر اور مالڑ کر بھاگ گیا تھا - ہمارے

خیال میں یہ واقعات جو بیان کئے گئے ہیں کسی قدر فضول معلوم ہوتے ہیں کیونکہ محمود غزنوی کی چھ صدیاں پہلے ترہی گھشہ کی ایک علیحدہ سلطنت تھی۔ ہم کو ایک اور روایت ملی ہے گو اس سے بھی پورا پورا پتہ تو نہیں چلتا تاہم کسی قدر قرین قیاس ہے۔ کانگڑہ میں ایک چھوٹی سی سلطنت عرصہ سے چلی آتی ہے جو بڑے لڑاکا اور زبردست تھے جو کوہ ہمالہ کے دامنوں میں بلا کسی کھٹکہ اور خلش کے عنانِ حکومت کو ہاتوں میں لئے زمانہ قدیم سے چلی آتی تھی اور اس ہمالیہ قطعہ کے قابض اور متصرف وہ راجپوت رہے ہیں جن کے خاندان کو خاندان کٹوچ کہتے ہیں۔ اگرچہ تاریخ میں اس کی قدامت کا اچھی طرح پتہ نہیں چلتا تاہم یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ یہ خاندان کٹوچ مہابھارت سے پہلے قایم تھا۔ اور اس میں بھی کسی قسم کا شبہ نہیں ہے کہ کانگڑہ کی سلطنت حضرت عیسٰے علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے کی تھی۔ ہندوستان میں بہت سے ایسے شاہی خاندان ہیں جن کا سلسلہ دوران مدتِ مدید سے چلا آتا ہے اور اب کس مپرسی کے گوشہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ جس وقت غزنی کے مسلمانوں نے ہندوستان اور پنجاب پر حملہ کئے۔ اُس وقت کوٹ کانگڑہ کی سلطنت خود مختار اور زبردست تھی۔ ۱۰۰۸ء میں محمود غزنوی کا چوتھا حملہ تھا جو کوٹ کانگڑہ یا نگر کوٹ پر ہوا تھا۔ پہلے تو محمود نے راجہ انند پال کو مغلوب کیا اور ایسی بہادری سے اُس کو شکست دی جبکہ ہندوستان کے تمام راجاؤں اور مہاراجاؤں کی فوجیں محمود کی مخالفت پر جمع ہو کر لڑتی تھیں مگر محمود نے مستقل مزاجی سے اِس معرکے کو جیتا۔ اس کے بعد کوٹ کانگڑہ کے قلعے کو فتح کر کے مہارانی کے مندر کو جس کو بھون بھی کہتے ہیں لوٹا۔ اکثر تاریخوں وغیرہ میں بیان کیا گیا کہ اِس مقام پر محمود کے ہاتھ اِس قدر مال و دولت آئی تھی جو اونٹوں پر لیجانی محال تھی اور برتنوں میں سمائی مشکل تھی اور نہ کوئی قلم اُس کی تعداد اور وزن کو لکھ سکتا ہے۔ اور نہ کوئی محاسب اُس دولت کا حساب لگا سکتا ہے جس مورخ کا یہ بیان ہے وہی اِس طرح سے لکھتا ہے کہ کل سات لاکھ دینار تھے جن کا وزن چار سو من تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مبالغہ کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اِس قدر مال و دولت جس کا شمار ممکن نہیں تھا کانگڑہ کی ایک چھوٹی سی سلطنت میں کیونکر جمع ہو سکتا تھا۔ اور اگر اس کو مہارانی کے مندر کی دولت کہی جائے تو کوئی بھی عقلمند شخص اس کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ اِس قدر بے تعداد دولت مندر دیوی میں موجود تھی۔ اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اسی قدر دولت تھی جو محمود غزنی کو لے گیا تو یہ دولت ہندو راجاؤں کی نہ تھی جو اُس وقت سلطنت کانگڑہ کی مالک تھی

اگر یوں کہا جائے کہ کابل کے راجاؤں کی دولت تھی تو یہ قرین قیاس ہو سکتا ہے کیونکہ محمود
غزنوی کے سپاہیوں نے جب قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا اور اُس پر بخوبی قبضہ ہوگیا اس قلعہ میں سے
ایک شاہی نسب نامہ یا شاہی خاندان کا ایک شجرہ محمود کے سپاہیوں نے نکالا تھا جس میں
کابل کی ساٹھ پشتوں کے نسب نامے لکھے ہوئے تھے جن کو انڈو سکھیتھین Indo-Scythian
شہزادے کہتے ہیں۔ اِس نسب نامہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کانگڑہ کے راجاؤں کو
تو اِس قدر دولت میسّر نہیں ہو سکتی تھی شاید کابل کے راجاؤں نے اِس مقام پر کوئی خزانہ
جمع کیا ہوگا کیونکہ اِس نسب نامہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ قلعہ کانگڑہ کابل کے
راجاؤں کے ماتحت ضرور رہا ہوگا۔ اسی وجہ سے کابل کے راجاؤں نے یہاں محفوظ جگہ
سمجھکر خزانہ جمع کیا ہو۔ ورنہ اِس قدر دولت کانگڑہ کے راجے لوگ ہرگز جمع نہیں کر سکتے تھے۔
لیکن ان تمام واقعات کی فرشتہ اور عطبی تردید کرتا ہے۔ فرشتہ کا بیان ہے کہ یہ دولت جسکو
محمود نے حاصل کیا کل پانچ لاکھ روپیہ کے برابر تھی۔ اور عطبی اس سکہ کو درم بیان کرتا ہے جسکا
وزن پچاس گرین کے برابر ہوتا ہے۔ یعنی ساڑھے تین ماشہ ہر ایک سکہ تھا جس کو پانچ لاکھ چونیاں
کہنا چاہیئے۔ جن کا سوا لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ اِس زمانہ میں جس قدر سکہ جات تھے وہ بہت ہی
چھوٹے چھوٹے تھے۔ بلکہ کہنہ سکہ جات جو دیکھنے میں آتے ہیں وہ عموماً چھوٹے ہوتے ہیں بلکہ کابل
میں حال کا سکہ آٹھ آنہ کے قریب ہوتا ہے اور قندھار کا سکہ قریب چار آنہ کے ہوتا ہے۔
بہرحال جو مبالغہ محمود کی نسبت بیان کیا جاتا ہے وہ حد درجہ کا بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ
دولت محمود کو سومنات سے ملی تھی جو اِس مبالغہ کے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔
البتہ محمود نے دیوی کے مندر کو لوٹا اور ساتھ ہی اُس دیوی کو بھی لیگیا جو بیش قیمت دھات کی
بنی ہوئی تھی شاید چاندی کی ہو یا سونے کی۔ جب محمود وہ مال و دولت لیکر چلا گیا تو ہندؤں نے
دوسرا بُت بناکر پھر مندر میں رکھ لیا۔ اور یہ بُت ماتا دیوی کا تھا جو بھون کے نام سے مشہور
ہے جو کوہ کانگڑہ میں شمالی سمت واقع ہے۔ محمود کے ۳۲ برس بعد جبکہ شمال مغرب کے
ہندؤں نے جن کا سرپرست دہلی کا راجہ تھا محمود غزنوی کے گورنر سے ہانسی اور حصار لے لیا
تھا۔ پھر نگر کوٹ کی طرف کوچ کیا اور چار مہینے تک قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ رکھا اور اُسکو نقصان پہنچایا
تھا۔ اس وقت سے تین صدیوں تک قلعہ غالباً ہندؤں کے ہاتھ میں رہا۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۳۳۷ء
میں محمد تغلق نے اس کو فتح کر لیا تھا چنانچہ بدر چاچ نے کتاب بدر چاچ میں اس قلعہ کی بہت تعریف

لہ فرشتہ اس قلعہ و مندر کی بابت لکھتا ہے کہ این قلعہ بھیم موسوم و مشہور بود و آں قلعہ بعہد راجہ بھیم بر قلعہ کوہے بنا یافت و اہل ہند آنرا مخزن الاصنام ساختہ
در اجتماع اطراف و اکناف نقود و جواہر و انواع نفائس بدآں جا میفرستادند در آں قلعہ طلا و نقرہ و جواہر و در و مرجان چنداں جمع شدہ بود کہ در خزائن ہیچ بادشاہے
کسے نشان نمیداد ... لکھ دینار سرخ ... صدمن آلات زریں و سیم ... و دو کبت من طلائے خالص و دو ہزار من نقرہ خام و بست من انواع جواہر ... ہیچ ... شدہ بود

کی ہے اور اُس کی خوبصورتی اور اُس کی محافظت کی تعریف میں یہ تشبیہ دی ہے کہ نگر کوٹ کا قلعہ دو دریاؤں کے درمیان اِس طرح سے واقع ہے جیسے آنکھ میں پتلی اس کی خوبصورت اور مضبوط فصیل قلعہ کی عزت کو عمدہ طرح سے سنبھالے ہوئے ہے جس کو سکندر دوارا بھی نہیں لے سکتے۔ محمد تغلق کے مرنے پر پھر ہندؤں نے اُس کو لے لیا مگر فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد حکومت کی آغاز ہی میں ہندؤں سے واپس لے لیا تھا اِس کے بعد کا حال شمس۔ سراج اور فرشتہ نے کچھ نہیں لکھا۔ اور نہ تاریخ مبارک شاہی نے اِس کا کچھ ذکر کیا۔ سلطنتِ کانگڑہ نے پانچ صدیوں تک اپنی طاقت کو قایم رکھا۔ جب اہلِ اسلام کی طاقت دہلی میں قایم ہوگئی تو ہندوستان کی جس قدر متفرق ہندو طاقتیں تھیں سب کی مطلق العنانی جاتی رہی تھی۔ سنہ ۱۳۶۵ع تک کانگڑہ راجپوتوں کے قبضہ میں رہا۔ اِس کے بعد راجہ نے فیروز شاہ تغلق کی اطاعت قبول کرلی پھر فیروز شاہ نے یہ علاقہ راجپوتوں کو واپس کردیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۳۶۱ع سے سنہ ۱۳۷۰ع تک نسری کوٹلہ کے راجہ کو سلطنتِ دہلی کی کامیابی کے بعد شہاب الدین نے کشمیر کو فتح کیا۔ اور سنہ ۱۳۵۷ع میں شہاب الدین شاہ نے کشمیر کے تخت نشین ہونے کے بعد کانگڑہ پر حملہ کیا۔ اور ستلج کے کنارہ پر نگر کوٹ کے راجہ سے مقابلہ ہوا جو دلی کو لوٹ کر اور مال غنیمت لئے ہوئے جاتا تھا۔ راجہ نے تمام مالِ غنیمت شہاب الدین کے قدموں پر رکھدیا اور اُس کے شہنشاہ ہونے کا اقرار کیا۔ جب فیروز شاہ نے اُس قلعہ پر حملہ کیا تھا تو شمس سراج اور فرشتہ نے بھی اس کو لکھا ہے اور نیز مانک چند نے بھی ایک نظم لکھی ہے جو راجہ دہرم چند کے عہد میں گذرا ہے۔ فرشتہ نے اِس واقعہ کو اِس طرح لکھا ہے۔ ایک روز فیروز شاہ قلعہ کی فصیل کا ملاحظہ کر رہا تھا راجہ صاحب اپنے محل پر چڑھا اور فیروز شاہ کو دیکھ کر اُس کی طرف دونوں ہاتھ پھیلائے جس کے معنی اطاعت قبول کرنے کے تھے بادشاہ نے سینہ سے رومال نکالکر ہلایا اور راجہ کو اشارہ سے نیچے بُلایا۔ راجہ نیچے آیا اور معافی چاہی اور اُس کے قدموں پر گر گیا۔ فیروز شاہ نے بڑی عزت سے راجہ کو اپنے پاؤں سے اُٹھایا اور اُس کو خلعت دیا اور ایک چھتر مرحمت فرمائی جس کے یہ معنی تھے کہ ہمارے سایہ میں امن و امان سے رہ۔ پھر اُسکو قلعہ میں واپس بھیجدیا۔ اُس راجہ کا نام روپ چند تھا۔ مانک چند نے جو بھاشا میں اِس واقعہ کو لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ روپ چند سلطان دہلی کو ملنے گیا اور اُس کے پاؤں پر جھکا بادشاہ نے اُس کی پشت پر ہاتھ رکھا۔ شمس سراج نے لکھا ہے کہ چند مہینے کے بعد فیروز شاہ دہلی کو واپس آیا۔ اور کسی قدر مال و اسباب بھی لایا تھا اور کسی قدر فوج بھی وہاں چھوڑ آیا تھا۔ غرضکہ

سنہ ۱۳۶۰ء تک یہ مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ فیروزشاہ کا بیٹا محمد شاہ نگرکوٹ ہی میں آکر پناہ گزیں ہوا تھا۔ جبکہ غیاث الدین تغلق ثانی اُسکے بھتیجے نے اُسکا تعاقب کیا تھا۔ تاریخ فرشتہ والے نے قلعہ کانگڑہ کی فصیل کی تعریف کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ یہ قلعہ ایسا عُمدہ ہے جس کی فصیل کو منہدم کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ ماتا دیوی کی نسبت جو بھون یا مہارانی کے مندر میں تھی کانگڑہ کے لوگوں نے اُسکی نسبت فیروزشاہ سے یہ بیان کیا تھا کہ یہ بُت (ماتا دیوی) جسکی پرستش کی جاتی نوشابہ کا بُت ہے جو اسکندر اعظم کی عورت یعنی (بیگم) تھی۔ جب سکندر اعظم ہندوستان میں آیا تھا تو نوشابہ کے بُت کو چھوڑ گیا تھا۔ برہمنوں نے اسکو مندر میں رکھا اور اُسوقت وہ جوالا مکھی کے نام سے مشہور ہوا تھا۔ کیونکہ جوالا مُکھی کے معنی پری تمثال کے ہیں یعنی پری چہرہ۔ پری کی سی شکل۔ شعلہ رو۔ اِس پر فرشتہ اور شمس سراج کی روایتوں پر بڑا اعتراض ہوا تھا۔ شمس سراج نے اِس واقعہ کو اپنے والد سے لیا تھا جو فیروزشاہ کے ساتھ تھا۔ اُس کا اصلی مطلب جوالا مکھی سے اُس خوبصورت پری تمثال ماتا دیوی سے مراد تھی جو نگرکوٹ کی سڑک پر بھون کے مندر میں پوجی جاتی تھی یعنی ماتا دیوی نوشابہ کا بُت اور فرشتہ کہتا تھا کہ جوالا مکھی کانگڑہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے دونوں مورخ راستی پر تھے۔ اِن واقعات کو جو تفصیل سے دیکھنا چاہیں وہ تاریخ فرشتہ اور آئین اکبری سے بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ نوشابہ ایک اعلےٰ درجہ کی بادشاہ ہونے کے علاوہ حسین اور خوبصورت تھی جسنے سکندر کو ایک دفعہ اپنے محل میں قید بھی کر لیا تھا۔ تعجب نہیں کہ جب سکندر نواح پنجاب میں آیا تھا اُس نے فاتحہ ہونے کی صورت میں نوشابہ کا بُت برہمنوں کو دیدیا ہو اور برہمنوں نے اُسکو پری سمجھکر دیوی ماتا خیال کیا ہو اور اُسکی پرستش کرنے لگے ہوں مگر اسکا ثبوت عُمدہ نہیں ہے۔ ہم اسکو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ سکندر اعظم ہندوستان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۳۲۷ برس پہلے آئے تھے جسکو ۲۲۳۲ برس کا زمانہ گذرا ہے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈھائی ۲½ ہزار برس سے بھی زیادہ کا بنا ہوا قلعہ کانگڑہ ہے۔ اور اگر بھون کے مندر میں نوشابہ کا بُت سونے چاندی یا جواہرات کا بنا ہوا ہوتا تو محمود اُسکو بھی لیجاتا۔ مگر نوشابہ کے بُت کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ سکندر اعظم نوشابہ کی کوئی خوبصورت تصویر دیگیا ہو اور اُسکی نقل بنا کر ہندوؤں نے دوسرا بُت طیار کر کے بھون کے مندر میں رکھدیا ہو جسکو شمس سراج نے جوالا مکھی سے تعبیر کیا تھا۔ اِس قلعہ کانگڑہ کے اندر دو مندر بھی

ف نوشابہ ملک بروع کی حکمران شاہزادی تھی جو حکمرانی میں کمال شہرت رکھتی تھی سکندر نے اُسکی طرز حکومت دیکھنے کے لئے خود ہی اپنا قاصد آپ بنا اور اپنے آپ کو سکندری ایلچی بنا کر نوشابہ کے دربار میں پہنچا یا جہاں پری وش حور تمثال کنیزیں نوشابہ کے دربار کو رونق دیا کرتی تھیں۔ جب نوشابہ کو سکندری ایلچی کے آنیکی خبر ہوئی تو اُسنے اپنی درباری کنیزوں کو آراستہ ہونیکا حکم دیا۔ جب سکندر قاصدی لباس میں داخل دربار ہوا تو ایلچی کے آداب ادا کرنے بھول گیا اور بزعم شہنشاہی میں نوشابہ کے تخت پر برابر جا بیٹھا۔ دانشمند نوشابہ تاڑ گئی کہ یہ قاصد نہیں ہے بلکہ خود سکندر ہے۔ بعدہ سکندر کو یاد آیا وہ آداب شاہی ادا کرنے لگا۔ مگر نوشابہ نے روکدیا اور کہا کہو کیا کہتا ہے۔ مصنوعی ایلچی نے بہت سی

م تعریف اپنے بادشاہ کی کی اور نوشابہ کو دہمکایا کہ آجتک تو سکندر کے حضور میں حاضر نہیں ہوئی۔ نوشابہ نے جواب دیا کہ خود ہی سکندر میرے حضور میں حاضر ہے پھر مجھکو کیا ضرورت ہے۔ یہ تعریفیں تیرے بادشاہ کی نہیں بلکہ تم خود سکندر ہو۔ اسپر سکندر نے اقرار کیا اور کہا میرے جیسے سکندر کے پاس ہزاروں ہیں۔ نوشابہ نے کنیز کو حکم دیا کہ وہ حریر لاؤ جسپر سکندر کی تصویر کھینچی ہوئی ہے۔ فوراً تصویر حاضر کی جب سکندر۔۔

بنے ہوئے تھے اور ایک بینظیر تالاب تھا جو کپور ساگر کے نام سے مشہور تھا جسکا پانی بہت گہرا عمیق اور صاف شفاف تھا جس نے قلعہ کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیا تھا۔ اِس قلعہ میں علاوہ مندروں اور تالاب کے کئی مکان بھی قدیم الایام کے بنے ہوئے تھے سوریا بے بان گنگا کی سطح آب سے یہ قلعہ ڈیڑہ سو فٹ اونچا اور پہاڑ کی فراخ چوٹی پر واقع تھا۔ اسکی فراخی کا دور تین میل میں بیان کیا گیا ہے۔

اِس شہر اور قلعہ کو دو دریاؤں نے ایک خوش نما جزیرہ نما بنایا ہوا ہے۔ اسکے ایک پہلو میں بان گنگا کا دریا جاری ہے دوسری سمت میں پاتال گنگا موجیں مارتے ہوئے بان گنگا سے مل جاتی ہے۔ اِن دونوں دریاؤں کا پانی قلعہ کانگڑہ کے نیچے باہم جمع ہو کر بہتا ہے۔ جب یہ دونوں دریا ملکر ایک ہو جاتے ہیں تو اُس کو دریائے سنگم کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔

پنڈت لوگ اِن دونو دریاؤں کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ یہ دونو دریا مختلف چشموں کا اجتماع ہے بلکہ تین سو ساٹھ تیرتھوں کا پانی اِس میں جمع ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ دونو ندیاں نہایت ہی متبرک خیال کی جاتی ہیں۔ بان گنگا کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ یہ راجہ بان بٹ کی جاری کی ہوئی ہے۔ اور بان بٹ وہ راجہ گذرا ہے جس نے قلعہ کانگڑہ کو بنایا تھا اسی نے بان گنگا تیار کی تھی۔ اِس راجہ کی نسبت برہمن لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ بان بٹا کرتا تھا اور رسیاں بنایا کرتا تھا اور اس اپنی دستی ریاضت سے اپنے کھانے پینے کے اخراجات چلایا کرتا تھا۔ اور بٹا نیک و دھرمی راجہ تھا۔ لیکن اِس راجہ بان بٹ کا بھی کوئی زمانہ اور تاریخ بیان نہیں کر سکتا۔ افسوس جسقدر روائتیں ہم کو دستیاب ہوئیں وہ بالکل مختلف ہیں اور قابلِ اعتبار نہیں ہیں جن کا نہ سر ہے اور نہ پاؤں۔

سنگم دریا جو زیر قلعہ بہتا ہے اُس پر اہلِ ہنود کا ایک بڑا انبوہ و ہجوم رہتا۔ جس قدر جاتری دیوی کے بھون میں پوجا پارٹ کو آتے ہیں وہ سنگم دریا میں بھی نہاتے ہیں۔ اور اپنے عقیدہ کے بموجب پاک صاف ہوتی ہیں۔ کیونکہ تین سو ساٹھ تیرتھ کا پانی اس میں جمع ہوتا ہے۔ اِسواسطے اہلِ ہنود کے مذہب میں اِس دریا کے پانی سے غسل کرنا موجبِ ثواب سمجھتے ہیں۔ غرضکہ یہ زبردست قلعہ عرصہ دراز سے اپنے فوجی و جنگی شان و شوکت کو لئے ہوئے باغ عالم میں سرو قد کی طرح سے کھڑا ہوا تھا۔ بڑے بڑے فاتحوں کے حملے اسکے زیر و زبر کرنے کو بادِ خزاں کی طرح سے ہوئے۔ محمود غزنوی کے جرار لشکر کا یہ متحمل ہوا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج کے دم اس نے توڑے اور بڑی بڑی معرکہ آرائیاں وجدال و قتال کے موقع اُس پر گذرے۔ مگر یہ قلعہ اپنی مضبوطی اور پختگی سے اپنی شانِ کوہ وقار کو اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔ لیکن افسوس صد افسوس چوتھی اپریل ۱۹۰۵ء کے اُس

قہر آلودہ زلزلہ کی ایک ہی حرکت سے ایسا نیست و نابود ہو گیا کہ گویا کبھی یہاں قلعہ کا نشان ہی نتھا۔ اگرچہ یہ سنگین قلعہ صدیوں سے اور حادثاتِ عالم سے اپنی ہستی کو بچائے ہوئے تھا۔ مگر اُس حقیقی مالک کے ایک ادنے اشارہ سے آن کی آن میں صفحۂ ہستی سے ملیا میٹ کیا گیا۔ اور خاک آلودہ بنا کر گرد و غبار کی طرح سے اُڑا دیا گیا۔

اب اس کے کھنڈرات کانگڑہ پہاڑ کی طرف بکھرے ہوئے پڑے ہیں اور ایک خوفناک سین بنا ہوا ہے۔ مگر خیر گذری کہ زلزلہ کے وقت اس میں بہت سے آدمی موجود نہ تھے صرف ساٹھ آدمی ہلاک ہوئے اور اُس میں چار گھوڑے تھے۔ کانگڑہ لاہور سے ایک سو تیس ۱۳۰ میل کی دوری پر ہے۔ اور یہاں سے آٹھ ۸ کوس کے فاصلہ پر دہرم سالہ ہے۔ اور سولہ ۱۶ کوس کے بعد پر جوالا مکھی کا پہاڑ ہے جہاں کا مندر بسبب آتش فشاں ہونے کے اہلِ ہنود میں بہت شہرت حاصل کئے ہوئے ہے۔ ان سب کی تباہی اور بربادی کے فوٹو علیحدہ علیحدہ ہدیۂ ناظرین والا تمکین کئے جاوینگے +

مہارانی کا مندر یا دیوی کا بھون اور اُسکی تباہی

گذشت و دیر میں اب کیا دھرا ہے ‏| جدھر دیکھو اودھر پتھر پڑے ہیں

کانگڑہ کا وہ مشہور و معروف بت خانہ جو مہارانی کا مندر کہلاتا ہے اور جسکو دیوی کا بھون بھی کہتے ہیں۔ شہر سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہندو اس مندر کو بہت مانتے ہیں ہندوستان کے دور دراز مقامات میں اس کی بہت شہرت ہے۔ بلکہ اس مندر کی وجہ سے کانگڑہ بھی بہت مشہور و معروف ہو گیا ہے۔ کوہستان کے برہمن بیان کرتے ہیں کہ مہارانی کا مندر سولہ سو برس سے قایم ہے۔ مگر بعض بعض روایتوں میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ جاتریوں کی آمد و رفت اور تیرتھ کی جگہ ہونے سے یہاں کی آبادی عمدہ رونق پر تھی۔ جو رونق اور شہرت دیوی کے بھون کو نصیب ہوئی وہ کانگڑہ کو ہرگز میسر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دراصل اس بھون کے ہونے سے کانگڑہ کا بول بالا ہو گیا ہے ورنہ کانگڑہ اپنی حیثیت سے ایک معمولی قصبہ تھا۔ بلکہ دیوی کے بھون نے کانگڑہ کی شہرت کو ہندوستان تو کیا غیر ممالک تک پھیلایا ہوا ہے۔ مہارانی کے مندر کو پوجنے کے لئے ہندوستان کے ہر ایک گوشہ سے ہزارہا ہندو بڑے بڑے سفر طے کر کے یہاں آتے ہیں۔ اور ہزارہا روپیہ اور زر و جواہر یہاں کے مندروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نگرکوٹ سونے اور چاندی کی کان بنا ہوا تھا۔ اسی طرح ہندوستان کے تمام تیرتھ مال و دولت اور زر و جواہر کے مخزن بنے ہوئے تھے

چونکہ ہندوستان ہندؤں کا موروثی ملک تھا اور بڑے بڑے زبردست راجے وبہاراجے اپنی اپنی ریاستوں میں حکومت کرتے تھے۔ ہند کی دولت بُت پرستی پر قربان ہوا کرتی تھی۔ اِسلیئے ہند کے بُت خانے زر وجواہر کی کان بنے ہوئے تھے۔ ہندوستانکے شمال مغرب میں جسوقت محمود تخت غزنی پر بیٹھا اُس سے پہلے وہ اپنے باپ سبکتگین کی ہمراہ پنجاب اور ہندوستان کی ہوا کھا چکا تھا اور لاہور کے برہمن راجہ جیپال کے ساتھ جو سبکتگین کی لڑائیاں ہوئی تھیں اُس میں خود محمود بھی شامل تھا۔ اِس لئے وہ خوب جانتا تھا کہ ہندوستان بتوں کا مسکن ہے اور مال ودولت سے مالا مال ہے۔ چونکہ محمود غزنوی امین الملت۔ یمین الدولۃ کا خطاب قادر باللہ خلیفہ بغداد سے حاصل کر چکا تھا اُس کی خواہش تھی کہ دین اسلام کو ہندوستان میں پھیلائے۔ اور بڑے بڑے بانکے بہادر راجپوتوں کو زیر کرکے اور بتوں کو توڑ کر بُت شکنی کا لقب حاصل کرے۔ اور ہندوستان کے زروجواہر کو سمیٹے۔ جب سے محمود غزنوی نے امین الملت یمین الدولۃ کا خطاب حاصل کیا تھا۔ تب سے اُس نے عہد کرلیا تھا کہ میں دین اسلام کے پھیلانے کے لیئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا۔ چنانچہ محمود نے صرف چونتیس "۳۴" سال تک سلطنت کی اور اِس مدت میں اُس نے "۱۷" حملے ہندوستان پر کیئے اور بے شمار دولت ومال سے مالا مال ہوکر بتوں کو توڑا اور اپنا نام بُت شکن رکھکر دین اسلام کی بنیاد ہندوستان میں قایم کرگیا۔ چنانچہ تھانیسر اور سومنات سے پہلے ۱۰۰۸ء میں محمود نے بہادر راجپوتوں کو پہلے پشاور میں مغلوب کیا بعد ازاں راجہ انند پال سے معرکہ آرا ہوا۔ اُسوقت محمود کے مقابلہ میں اجین۔ گوالیار۔ کالنجر۔ دہلی اور اجمیر وغیرہ کے تمام راجے متفق ہوکر آئے تھے جنکے پاس ہند کی بے شمار فوج تھی اور عورتوں تک نے اپنے زیورات فروخت کرکے راجاؤں کو مدد دی تھی۔ مگر وہ شیر غراں محمود جو اپنے وقت کا نپولین ہی نہیں تھا بلکہ دنیا میں ایک بے نظیر جنرل تھا اور جس کی معرکہ آرائیاں سکندر پر شرف رکھتی تھیں۔ جس کا اسلامی جوش معرکہ آرائیوں میں بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اِس وقت ہندوستان کے تمام راجوں کے مقابلہ میں اِس کا جوش بہادرانہ ذرا بھی کم نہوا۔ اور استقلال سے لشکر ہند کے نامی گرامی بانکے راجپوت۔ سورموں۔ اور من چلے دلاوروں اور گھکڑ وپہاڑی جنگجو قوموں کی بہادری آزماکر اس کو شکست فاش دی۔ اور یہاں سے مظفر ومنصور ہوکر کوٹ کانگڑہ کو روانہ ہوا۔ اُس وقت کوہ ہمالیہ میں یہ ہندؤں کا بڑا تیرتھ تھا۔ پہلے تو محمود کی بہادر سپاہ نے قلعہ کانگڑہ کو جو زبردست قلعہ تھا فتح کیا۔ بعد ازاں کابل کے کابلی اور غزنی کے قوی ہیکل پٹھانوں نے مہارانی کے مندر کو لُوٹا اور بتوں کو توڑا اور غزنی کو واپس چلے گئے۔ یہ وہی بھون کا مندر ہے جس کی

بڑی بھاری عظمت اور عقیدت اہلِ ہنود میں مثلِ خالق ارض وسما کے تھی - افسوس یہ مشہور و معروف مندر بھی ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ نے ایک ہی سخت جھٹکے میں اُس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ایک دم سے تباہ اور برباد کر کے اُسے نیست و نابود کر ڈالا - اور بے شمار جانیں اس مندر کے بھینٹ میں چڑھ گئیں ؎

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانہ میں زمیں کیا آسماں بھی تیری کج فہمی پہ روتا ہے	یہ تصویریں ہیں تیری جسکو سمجھا ہے بُرا تونے بتوں کو اے بُتِ کافر بنایا ہے خدا تونے

زلزلہ کے وقت نوراتروں کے دن تھے صد ہا جاتری کوہستان سے اور ہزاروں ہندو ہندوستان سے مہارانی کے مندر کی زیارت کو آئے ہوئے تھے وہ سب کے سب غضب الٰہی میں ہلاک ہوئے - قہر آلودہ زلزلہ نے مندر کو گرد و غبار کی طرح سے اڑا دیا - اور بیشمار مردمان کو پیوندِ زمین کر دیا

کیوں نہ رونا آئے مجکو دوستو اِس بزم سے	کیسی کیسی صورتیں زیرِ زمیں پنہاں ہوئیں

ایک جاں کاہ حادثہ

ہم اِس موقع پر ایک دردناک واقع بیان کرتے ہیں جو دلوں کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے - دیوی کے مندر کی زیارت کے واسطے ایک گاؤں سے اُنیس ۱۹ مرد و عورت جمع ہو کر آئے اور وہ سب کے سب مندر ہی میں سو رہے تھے - چار اپریل کی صبح صبح ان میں سے دو عورتیں اُٹھ کر اشنان کرنے کے واسطے دریا پر چلی گئیں - باقی سترہ آدمی مندر میں موجود تھے یکایک زلزلہ آیا اور مندر کی دیواریں اور چھتیں ہل ہل کر زمین پر آرہیں وہ تمام آدمی ایک دم سے دب گئے اور سب کے سب مر گئے - مگر اُن ۱۹ میں سے دو آدمی بری طرح سے دبے وہ دونو عورتیں جب اشنان کر کے واپس آئیں تو اُنہوں نے یہ جاں کاہ واقع دیکھا - بے شمار آدمی مندر کے گرنے سے ملبہ میں دب گئے تھے - مگر اِن دونوں عورتوں میں سے ایک کا خاوند اور دوسری کا بیٹا ملبہ میں اِس طرح سے دبے پڑے تھے کہ ان کا صرف آدھا جسم سینہ تک ملبہ اور بڑے بڑے پتھروں سے دبا ہوا تھا - اُن کے سر بالکل کھلے ہوئے تھے - اِن دونو آدمیوں کو دیکھ کر یہ دونو عورتیں رونے پیٹنے لگیں - اور وہ دونوں مرد جو دبے ہوئے تھے خود بھی رو رہے تھے - لیکن بے بس تھے - کیونکہ بڑی بڑی پتھروں کی چٹانیں اُن کے سینوں پر پڑی ہوئی تھیں عورتوں نے بہت کوشش کی کہ اُن پتھروں کو ہٹا کر مردوں کو نکالیں مگر افسوس اُنکی چھاتیوں پر

ایسے وزنی اور سنگین پتھر پڑے ہوئے تھے جو عورتوں سے ہل بھی نہ سکتے تھے۔ جب وہ ناکامیاب ہوئیں تو اِدہر اُدہر دوڑیں تاکہ کوئی آدمی اُن کی امداد کو ملے۔ یا کوئی اوزار۔ پھاوڑا گینتی ملے جس سے اُن مظلوموں کو نکالا جائے۔ بڑی تلاش کے بعد ایک آدمی ملا جس کے پاس ایک کدال تھی۔ اُن عورتوں نے اُس شخص سے کدال مانگا مگر اُس شخص نے مطلق نہیں دیا یہانتک کہ عورتوں نے کدال والے آدمی کو اپنا تمام زیور دینا چاہا لیکن اُس نے مطلق نہیں مانا اور کدال لیکر وہ اپنے رشتہ داروں کو نکالنے کے واسطے چلا گیا جو دوسری جگہ پر دبے ہوئے پڑے تھے۔ یہ بیچاری عورتیں روتی دہوتی پھر اپنے بیٹے اور خاوند کے پاس آئیں جو بدستور دبے پڑے تھے اور رو رہے تھے۔ جب ملبہ اور پتھر اُن کے سینوں سے نہ ہٹا تو وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے اور وہ دونوں عورتیں صبر کرکے اسی وقت اپنے گاؤں کو روتی ہوئی چلی گئیں۔ بہت سے آدمی ملبہ میں دبے ہوئے روتے پیٹتے تھے۔ اور آوازیں دیتے تھے کہ ہم کو نکالو مگر کون نکال سکتا تھا۔ بہت سے واقعات اسی قسم کے ہیں جن کا قلمبند کرنا مشکل ہے +

ایک دوسرا شدید واقعہ

ایک اور واقعہ اسی قسم کا ہے جو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ ۳/اپریل کی رات کو بھی بھوانی کے مندر میں دو ہزار جاتری پوجا پارٹ کے لئے آئے ہوئے تھے جو اس چھوٹے سے مقام ہی میں گھسے ہوئے تھے۔ ۴/اپریل کو ۶ بجے صبح کے ایک ہیبت ناک آواز سُنائی دی۔ ابھی لوگ اِسی فکر میں تھے کہ یہ کیسی آواز ہے اور کہاں سے آرہی ہے کہ ایک دم سے زلزلہ کا سخت صدمہ محسوس ہوا۔ اور چار سیکنڈ میں یہ چھوٹا سا مقام برباد ہوگیا۔ اگرچہ تین منٹ تک زلزلہ محسوس رہا۔ مگر زلزلہ کے پہلے ہی دھکے میں سب نیست و نابود ہو گئے۔ اور وہ دو ہزار جاتری بھی جو بھون کے مندر اور اُسکے مُقابل کی عمارتوں میں موجود تھے ایک دم دب کر مر گئے۔ مندر کا بڑا پوجاری ملبہ سے نکالا گیا جو بالکل مردہ تھا۔ پوجاری کو توشہ خانہ کے نزدیک جو مندر بھون سے ملحق ہے دفن کر دیا گیا۔ امدادی پارٹی اور اہل آریہ نے ۸/تاریخ تک رات دن کی لگاتار سخت محنت سے دیوی کی مورت کو ملبہ سے نکالا جسکو بسبب مضبوط ہونے کے کچھ نقصان نہیں پہنچا ہے۔

اِس مقام پر اگرچہ ایک مہینے تک لاشیں ملبہ سے نکالی گئیں مگر وہ سڑی نہیں تھیں اور نہ اُن کا کوئی عضو خراب ہوا تھا۔ بھون کے مندر سے سونے و چاندی کے بیش بہا زیورات اور جواہر نکلے

اور پانچہزار نقد روپیہ نکالا گیا تھا۔ یہ تمام مال مندر کے مستحق وارثوں کو دیا گیا۔
۷ رمئی ۱۹۰۵ء سے پھر حسب قاعدہ سابقہ بھون کے مندر کی پوجا پارٹ شروع ہو گئی تھی جو برابر جاری ہے۔ یہ وہی مندر ہے جس پر اکبر نے سونے کا چھتر چڑھایا تھا جو اب تک موجود ہے۔ اور دوسرا چھتر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی چڑھایا تھا اور اس مندر اور جوالامکھی کے مندر کے چھتوں کو سنہری کرائے تھے۔

اللہ اللہ کیا دنیا کے کارخانے ہیں جن کے معاملات سمجھ میں نہیں آتے۔ کوئی خدا کی خدائی پر جان دیتا ہے۔ کوئی بتوں پر مرتا ہے۔ کوئی خدا کا قائل ہے۔ کوئی صنم خانہ پر مائل ہے کس کو اچھا جانیے اور کس کو برا لیکن یاروں کا یہ قول ہے ؎ رباعی

آباد رہیں تا ابد مسجد و دیر	مسلم سے ہے دشمنی نہ ہندو سے بیر
ہاں ہند کے نام پر فدا ہیں اظہر	بس مانگتے ہیں اہلِ وطن کی ہم خیر

یہ بت خانہ عرصہ دراز سے نہایت پختہ مضبوط۔ بلکہ ایک آہنی قلعہ کے طور پر بنا ہوا تھا مگر طوفانِ زلزلہ سے محفوظ نہ رہ سکا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ دیواریں خواہ وہ پختہ چونہ اور پتھروں سے بنی تھیں یا کچی اینٹوں سے بالکل منہدم ہو گئی ہیں اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑا ہی غضبناک زلزلہ آیا ہوگا جس نے تمام مکانوں کو پرزہ پرزہ کر ڈالا۔ پتھروں کے بڑے بڑے چٹے اور چھوٹی چھوٹی چٹانیں جو چونہ اور مصالح سے جمے ہوئے تھے وہ اب ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔ اور اسی طرح ہزارہا نعشیں بھی ہر ایک مکان میں نظر آتے ہیں۔ جاتریوں کے رہنے کے دو منزلہ اور سہ منزلہ مکانات بالکل نیچے آپڑے ہیں۔ سشن کا مکان جس کی عمارت بڑی شاندار تھی اس سُرعت کے ساتھ گرا کہ چشم زدن میں اُس کی چھت زمین پر آرہی اور پھر زلزلہ کے زور سے دوسری جانب کو پھیل گئی۔ ہر ایک جگہ جو اسباب رکھا تھا وہ پس کر چور ہو گیا۔ بڑا مندر جس کی دیوار نہایت مستحکم تھی اُس میں جابجا دراڑیں آگئی ہیں۔ اور چونہ گر گیا ہے۔ مشہور سُنہری چھت کسی قدر ٹوٹ گئی ہے اور ایک گوشہ کی جانب جھک بھی گئی ہے۔ مشن کے مکانات۔ گرجا گھر۔ اور دیبی کا مندر تمام منہدم ہو کر ملبہ کا ڈھیر بن گئے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر مشرق سے مغربی جانب جابجا پہاڑ شق ہو گیا ہے۔ درختوں کی ڈالیاں بھی متعدد مقامات پر ٹوٹی ہیں۔ کانگڑہ کے قلعہ کا وہ حصہ جو نشیبی جانب تھا بالکل شکست ہو گیا۔ اور اپنے ساتھ اپنے نیچے والے مکانات کو بھی لے بیٹھا۔ جو اب ویران پڑا ہے۔ یہ حالات سخت عبرت انگیز ہیں۔ اور ان کے معاینہ سے بخوبی تصور کیا جاتا ہے۔ کہ کتنی جانیں ضائع ہوئی ہونگی۔ اور ملبہ کے اندر دبے ہوئے زندہ لوگ کس طرح

سخت مجروح اور مضروب ہوئے ہونگے - اس مقام کا طبی چارج میجر مکیور اسمتھ ڈیکل افسر کو ملا ہے - اُنہیں بکثرت ایسے لوگوں کا معالجہ کرنا تھا جن کے ہاتھ پیروں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اور جسم کلکل نیلے ہو گئے ہیں - پندرہ آدمی بالکل اپاہج ہو گئے جو اسپتال میں پڑے تھے - اور بیسیوں اشخاص کم زخمی ہوئے ہیں جن کا علاج ہو رہا ہے - اس بات کی سخت دقت ہے کہ لوگوں کو اپنے گھروں سے اسپتال میں آنے پر راضی بنایا جائے - اُنہیں تلاش کر کے اُن کے گھروں ہی پر علاج کرنا پڑتا ہے اور تمام وادی کانگڑہ کے ہر ایک موضع اور مزرعہ میں یہی صورت درپیش آتی ہے - یہ اسپتال نہایت ہی خوشگوار کھلے میدان میں ہے جو شہر کے نشیب میں واقع ہے - اور اسی مقام پر میجر سٹن کے زیرکمان دو پائنیر پلٹن کی کمپنیاں بھی خیمہ زن ہیں - اور مسٹر گولڈنی کے ماتحت پولیس کے لوگوں کا گروہ بھی اسی جگہ مقیم تھا - اس اسپتال کا چارج کپتان ڈیس لینگے - ایک دن چار آدمی مقام نگروٹہ میں لوٹ مار کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے - کچھ مال مسروقہ اُن کے پاس سے برآمد ہوا - مگر پانچسو روپئے نقد اور کسی قدر قیمتی زیور اُنہوں نے کہیں چھپا دیا - اُن کے بارہ میں شہادت نہایت صاف بہم پہنچی کیونکہ خود مالک مکان نے اُنہیں ملبہ کھودتے وقت دیکھا تھا اُن لوگوں کو تیس تیس ضرب بید کی سزا دی گئی - یہی ایک لوٹنے کی واردات اُسوقت میں واقع ہوئی تھی - ڈوگرہ سپاہی اپنے گھروں کو جاتے ہوئے سڑکوں پر ملتے تھے +

کانگڑہ - قلعہ کانگڑہ اور مندر بھون کا بیرونی و اندرونی زلزلہ زدہ وحشتناک سین

زلزلہ کی سخت غضبناک قوت شہر ہی تک مُنحصر نہیں رہی بلکہ اُس نے سڑکوں اور قرب و جوار کے موضعوں کو بھی کمال ضرر پہنچایا ہے - شاہ پور سے جو سڑک چمبی کے پُل کو گئی ہے اُس کا فاصلہ پانچ میل ہے - پھر وہاں سے بائیں جانب گھوم کر دھرم سالہ اور دائیں جانب مُڑ کر کانگڑہ اور پالم پور کو جاتی ہے - پہلے حصہ پر دو یا تین جگہ پہاڑ پھسلگیا تھا - لیکن وہ آگے آنے والے حصہ کی نسبت بالکل بے حقیقت تھا - اس صورت میں پانچ پتھر کے پُل جن کے تین محراب تھے - اور وہ مشرقی و مغربی جانب چمبی کے نالہ پر بنے ہوئے تھے اُنہیں کو نقصان نہیں ہوا - اور ایک بند جنوب کانگڑہ کی سڑک کی گھاٹیوں پر تھا اُسکے پرخچے اُڑ گئے - راستہ نہایت باریک اور تنگ رہ گیا ہے جس پر تن تنہا یعنی صرف ایک شخص گزر سکتا ہے - یہ بند شمال سے جنوب کو گیا ہے اور دراڑوں سے ظاہر ہے کہ زلزلہ کا زور لہراتے ہوئے طریقہ سے پڑا تھا

یہاں پر آگے بڑھکر جو پشتہ تھا وہ بالکل گر گیا تھا تانگے یہاں سے ہو کر گزر سکتے ہیں اور اُن کے اِدھر اُدھر صرف دو تین انچہ پٹری کی جگہ خالی رہ جاتی ہے۔ بہت سے پُلوں کے گاٹر اور پتھر بالکل شکست ہو گئے تھے۔ اور جو پتھر حفاظت کے لئے لگائے گئے تھے وہ بھی الگ جا پڑے تھے۔ اس کی وجہ سے سخت دقت درپیش آئی تھی۔ اِس مقام پر درازیں بہت کم محسوس ہوتی تھیں اور بہت کچھ مرمت بھی اس جانب ہو گئی ہے۔ اِس راہ کے تمام موضع ملبہ کے تودے بنکر رہ گئے ہیں۔ مگر لوگوں نے عارضی سکونت کے لئے مکانات طیار کر لئے ہیں اور قدیم گھروں کو بنا رہے ہیں۔ اِن مواضع میں پھوس کی افراط ہے۔ اِس سے بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ چونتیسویں پائنیر پلٹن کی ایک ڈبل کمپنی چمبی کے پُل سے تین چار میل کے فاصلہ پر کمپ میں تھی جسکے لوگ پانی نکلنے کا راستہ صاف کرنے میں مصروف تھے کیونکہ وہ پہاڑوں کے پھسلنے کے باعث بالکل پتھروں سے پٹ گیا تھا۔ اور اُس کی مرمت بے حد ضروری تھی ورنہ آبپاشی کے لئے پانی بہم نہ پہنچتا۔ چند موضع کا ملبہ سڑک پر پڑا ہوا تھا مگر گاڑیوں کی گزر کے قابل کافی سڑک کھلی ہوئی تھی۔ کانگڑہ سے دو میل پر سڑک شق ہو گئی تھی اور جو راستہ شہر کو گیا ہے وہ دو رویہ درختوں کے سایہ میں ہے جسپر وہ لاکھوں جاتری گزرتے ہیں جو اس مندر کی زیارت کو آتے ہیں۔ بہت سے درختوں پر پالے کا سخت اثر پہنچا تھا۔ ان کے پتے زرد ہو گئے تھے۔ آگے بڑھکر اور بھی تباہ شدہ مواضع جن کے آخر میں دامنِ کوہ کے اندر ایک سبزہ زار نظر آتا ہے جہاں چودہ دن بعد ایک شہر آباد ہے یعنی ۴؍اپریل کی متزلزل تباہی کے بعد یہ میدان امدادی پارٹیوں سے عارضی طور پر بس گیا تھا۔ اس میں بڑی رونق معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ جس قدر امدادی پارٹیاں کانگڑہ میں تھیں وہ سب یہیں مسکن پذیر تھیں۔ یہ میدان قدیم پڑاؤ کا مقام ہے۔ اب اس میں ہر طرف خیموں کی قطاریں نصب ہیں۔ اور ایک ہسپتال بھی کھلا ہوا ہے۔ پائنیر پلٹن کی ایک دُہری کمپنی اور پولیس والوں کا ایک دستہ بھی یہیں خیمہ زن تھا جو ہر روز کام کے لئے جاتے رہتے ہیں میجر کلیور اسمتھ۔ آئی۔ ایم۔ ایس جو ابتداء کانگڑہ کے طبی افسر انچارج ہیں۔ ان کا دواخانہ اور دواسازی کا خیمہ بائیں جانب ہے۔ اور اُس سے چند گزوں کے فاصلہ پر اسپتال جو ایک بانسوں کا بنا ہوا ہوادار مکان ہے جس کی چھت ہلکے پتھروں سے بنائی گئی تھی اُس میں پندرہ میں بیمار ایسے پڑے ہوئے ہیں جن کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ یا وہ سخت طور پر مجروح ہیں۔ اور بیشتر لوگ روبصحت ہیں۔ اِس جگہ ہر طرح کے آرام کا انتظام اور خوب صفائی تھی۔ موسم میں روز بروز گرمی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ لہذا ایسی کھلی ہوئی عمارتیں خیموں سے نسبتاً بہتر ہیں۔ چند دنوں میں بہت سے سخت مجروحیں کا علاج ہوا۔ جس وقت لوگوں کو نقل و حرکت کرسکنے کے قابل آرام ہو جاتا تھا

تو وہ اُس جگہہ سے گھروں کو چلے جاتے تھے اور آگر دو ایجا یا کرتے تھے۔ میجر اسمتھ کو رسد تقسیم کرنے کے کامل اختیارات تھے جن کو اُنہوں نے عمدہ طور پر برتا کام کرنے والوں کو رسد مفت اور آٹھ آنہ روزانہ اجرت کے ملتے تھے۔ لہذا سرعت سے ملبہ صاف کیا جار ہا تھا۔ اور جس قدر مزدوروں کے گروہ قائم ہوتے جاتے تھے اُتنا ہی جلد کام ہو رہا تھا۔ اِس کام کی نگرانی مسٹر گولڈ انی اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس اور تحصیلدار و نائب تحصیلدار کرتے تھے۔ جاتریوں کی لاشوں کی اک بے شمار اور لامحدود تعداد ملبہ کے نیچے مدفون تھی۔ جو ایک مدت کے بعد کھود کر نکالی گئی ہے بعض لاشوں تک تو جلد رسائی نہیں ہو سکی تھی۔ کیونکہ کئی فٹ دبیز ملبہ کے نیچے تھیں۔ اور چند روز ہوئے کہ ایک مقام سے بوجہ تعفن کے کام کرنے والے مزدوروں کی جماعت بھاگ نکلی لیکن روز بروز اُس میں کمی ہوتی رہی ہے کیونکہ بہت سی لاشیں نکال کر جلا دی گئیں۔ پانیر سپاہیوں نے جیسا کام کیا ہے اُس کا اندازہ صرف اِس بات سے ہو سکتا ہے کہ اُنہوں نے ملبہ سے چار یا پانچسو لاشیں قلیل عرصہ میں نکالی تھیں اور تقریباً اب بھی یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ کس قدر آدمی مرے ہیں غالباً اکیہزار سے زیادہ تعداد ہو گی پڑاؤ پر سے نشیبی خوبصورت پہاڑ کو دیکھا جائے جس پر خوش نما درخت ہیں اور جہاں پر شہر اور مندار تھے وہاں کوئی عمارت نظر نہیں آتی۔ ہاں درختوں کے جھنڈ میں ایک زرد روشنی نظر آتی ہے جو کانگڑہ۔ بھون۔ طلائی مندر کی چھت ہے۔ شاخ پہاڑی سے آگے بڑھکر کچھ پختہ عمارتوں کا ملبہ بھی ڈھیر ہے۔ مسٹر سیسٹن کا مکان اور مشنریوں کے گھر بالکل گر گئے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص سڑک پر ہوتا ہوا شہر کو جائے تو ہر طرف تباہی نظر آتی ہے۔ داہنی جانب ہسپتال ڈسپنسری اور اُن کے قریب والے تھانہ کا اور بائیں جانب خزانہ کی عمارتوں کا جو کچھ نشان باقی ہے وہ پتھروں کے بکھرے ہوئے پہار ہیں۔ گویہ عمارتیں ترشے ہوئے پتھروں کی بہت مضبوط بنی تھیں اور اُن کی چھتیں بھاری بھاری لٹھوں سے پٹی تھیں۔ یہاں زلزلہ کی اِس قدر قوت تھی کہ گویا اُس نے اُن عمارتوں کو اُٹھا اُٹھا کر پٹک مارا ہے۔ اور بجنسہ یہی کیفیت شہر کے دیگر حصص کے عمارتوں کی ہے۔ ایک پرانا پختہ پل جو یہاں تھا بالکل شکستہ ہو گیا۔ جو سڑک مندر کو گئی ہے اُس پر ہر طرف زلزلہ کی علامتیں نمایاں تھیں ایک مکان بھی قایم نہیں تھا سب مسمار ہو گئے تھے۔ گرے پڑے مکانوں میں مندر کی بھی یہی حالت دیکھی کہ ایک عظیم الشان ملبہ کا انبار ہے۔ اُسکی دبیز آثار کی دیواریں شق ہو گئی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے تمام مندر گر گئے تھے۔ صرف ایک مندر قایم تھا مگر اس کا بھی کچھ حصہ شکست ہو چکا تھا اور باقی عمارت ایک جانب کو خم ہو گئی تھیں جس سے معلوم ہوتا

تھا کہ گویا کسی نے اُسے بنیاد سے اُچھال دیا ہے۔ مندر کی طلائی چھت اور اُس کا گنبد ملبہ پر آویزاں تھا
بیرونی چادر کا کچھ حصہ ٹوٹ بھی گیا تھا لیکن باقی چھت بدستور ٹکی ہوئی تھی۔ مندر بھی بنیاد سے
اُچھل آیا تھا۔ اور اس پر بھی کانگڑہ کے دیگر مقامات سے کم زلزلہ کا اثر نہیں ہوا تھا۔ اس کی
دیواروں کے آثار بہت چوڑے تھے اور اُس کی تعمیر نہایت مستحکم تھی۔ لیکن ایسا ٹوٹا تھا جیسے ایک
کمزور مٹی کا گھروندہ بکھر جاتا ہے۔ اِس مقام پر بھی قلعہ کانگڑہ کی مانند جتنی زیادہ مستحکم عمارتیں تھیں
اُتنی ہی بُری طرح وہ ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ مندر کے نشیبی جانب بہت سے مکانات مُنہدم پڑے تھے
اور یہ مکانات جاتریوں کے قیام کرنے کے واسطے بنے تھے۔ اِس مقام پر جو لوگ دبے ہیں وہ معاً
ایک دم مر گئے ہوں گے کیونکہ ملبہ کا انبار بہت عظیم تھا اور چونکہ مکانات بہت بلند تھے اِس لئے
اُن کی موت سخت خوفناک صورت میں ہوئی ہو گی۔ شہر کی حالت نہایت ویران تھی کیونکہ جو کارو
باری گروہ تھا وہ اور باقی ماندہ لوگ بھی لاشوں کی جستجو کا کام کرتے تھے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ یہ طلائی
مندر دوبارہ بنکر طیار ہو اور اُس کے اردگرد بھی ویسے ہی مکانات بنجائیں۔ لیکن سردست وہاں کا
بربادی بخش نظارہ عبرت خیز ہے۔ اور ملبہ کے اندر جانوں کے علاوہ لاکھوں روپیہ کی مالیت کے
زروجواہر بھی اُسمیں مدفون ہو گئے تھے بڑا پُجاری بال بال بچگیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے
کہ ہندوستان کے تمام پُجاری ہندو کانگڑہ بھون کے لئے بہت بڑا چڑھاوا پیش کرینگے۔ کیونکہ یہ
مقام نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے اور جنوبی ہند تک سے دُور دُور کے جاتری اِس کے درشن
کو آیا کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہاراجہ **رنجیت سنگھ** بھی ایک مرتبہ اِس مندر
میں آئے تھے۔ اور نوسو برس کا عرصہ ہوا جبکہ محمود غزنوی اُس پر حملہ آور ہوا تھا اور اُس نے نگر کوٹ
کو لوٹ لیا تھا جس نام سے یہ مقام اُس زمانہ میں مشہور تھا۔ اور بڑے بُت اور کثیر التعداد خزانہ کو
لیگیا تھا۔ اسی واسطے محمود نے اپنا نام بُت شکن رکھا تھا۔ مندر کی طرف سے آگے بڑھکر درختوں کے
سایہ تلے ایک چوڑی سڑک ہے جو امرتسر مشن سکول کے مکان اور کھیلنے کے میدان کے پاس
ہو کر گزرتی ہے۔ وہ عمارتیں بھی جو مضبوط پتھروں کی بنی تھیں ملبہ کی طرح ڈھیر تھیں۔ پہاڑ کی چوٹی
نیچی کا مندر اور مشن چرچ بھی مسمار ہو گیا تھا جو پہلو بہ پہلو ڈھیر ہو کر رہ گئے تھے۔ نشیبی
جانب مشن کا مکان تھا جہاں پر پادری مسٹر رولینڈز اور مسز ڈکویل اور مس
لاریلیس وب کرمی تھیں۔ جس برآمدہ کے نیچے یہ دونوں لیڈیاں زلزلہ آنے کے وقت بیٹھی ہوئی
تھیں وہ نظر آتا ہے اور اُن کو یک بیک زلزلہ آجانے سے بچکر بھاگ جانے کا موقع ہی نہیں ملا اُجگہ

پہاڑ کی وہ درازیں نظر آتی ہیں جو مشرق سے مغرب کی طرف گئی ہیں۔ برگد اور پیپل کے درخت کی موٹی موٹی ٹہنیاں پھٹ پڑی ہیں اور دیگر درختوں کو بھی ضرر پہنچا ہے۔ آگے بڑھکر بلند شاخ پہاڑی پر یہ درازیں اور بھی کشادہ نظر آتی ہیں بالخصوص جہاں پر سشن کا مکان تھا مگر اُن کا شگاف کسی مقام پر چار یا پانچ انچہ سے زیادہ چوڑا نہیں ہے۔ اور چونکہ اِس مقام کی زمین پلپلی معلوم ہوتی ہے اس لئے شگافوں کا زیادہ گہرا نہ ہونا خیال میں آتا ہے۔ سشن کے مکان سے تمام وادیِ کانگڑہ کی کیفیت نظر آتی ہے جہاں اور قلعہ کانگڑہ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا ہوگا۔ کیونکہ یہ مکان بنیاد سے اُکھڑ کر گر گیا ہے۔ اِس بات کے بیان کرنے کی کوئی حاجت نہیں کہ کس قدر جانیں ضائع ہوئی ہونگی کیونکہ وہ حال نہایت ہی دردناک ہے۔

جنوب مغرب نشیبی شاخ کانگڑہ کا قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہے وہ ایک تنہا مقام میں تھا جہاں سے شمال مشرق کا نشیبی مقام نظر آتا تھا۔ جہاں پر قدیم شہر کانگڑہ کے بہت سے مکانات تھے یہ سب تباہ ہوگئے۔ سڑک کے کناروں پر بہت سا پہاڑ بھی کھسکا ہے اور کسی کسی جگہہ راستہ بالکل مٹ گیا ہے اور احتمال ہے کہ ابھی پھر پہاڑ پھسلینگے خصوصاً جبکہ شدت کی بارش ہوگی تو یقیناً ایسا ہوتا ہے جس کے ساتھ درختوں کا گرنا بھی لازمی ہے۔

کانگڑہ میں بھی اسی کیفیت کا معاینہ کیا جاتا تھا اور اِس بات کو غور کرتے ہوئے کلیجہ مُنہ کو آجاتا تھا کہ جس دن زلزلہ آیا ہوگا لوگوں پر کیا گزری ہوگی۔ اور جو لوگ دبے پڑے تھے وہ کس طرح کی مدد کے خواہاں رہے ہونگے ایک آدمی بھی وہاں ایسا نہیں بچا تھا جو دوسروں کو مدد دیتا اور جو بچ رہے تھے وہ لنگڑے لولے ہوگئے تھے۔ تمام ماتحت افسر مر گئے تھے۔ کوئی یورپین قریب نہیں تھا۔ لوگ خوف سے بولائے ہوئے بھاگ نکلے کہ کہیں دوسری آفت میں مبتلا نہو جائیں۔ مجروحین کو بڑی اذیت پہنچی ہوگی کیونکہ جب تک رسد باہر سے نہ آئی ہوگی اُن کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا **میجر کیوبر اسمتھ** نے طبی امداد کی اور خوراک کا سامان بھی بہم پہنچایا۔ سپاہیوں نے صرف خود ہی مدد نہیں دی بلکہ مثال بنکر دوسرے لوگوں کو کام کا حوصلہ دیا جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنی کاہلی اور سُستی کو طبیعتوں سے نکال ڈالا۔ اگرچہ اب تک کانگڑہ تباہ و ویران پڑا ہوا ہے لیکن جہاں تک طاقت بشری تھی وہ کارروائی ہوئی جسکے کانگڑہ اور نواح کے موضع والے بے حد شکرگزار ہیں۔ **دھرم سالہ۔ کانگڑہ۔ نگراتہ۔** سجن پور اور بھروانہ میں سخت ضرر پہنچا تھا اور بہت سے موضعے اور مزرعے بھی ہیں جن میں لوگ تلف ہوئے ہیں اجمالی طور سے

سب لوگوں سے بہت بڑی ہمدردی کی جاتی تھی۔ اور کی جارہی ہے۔

معاون مزدوروں کی تعداد کانگڑہ میں

۲۴ر اپریل تک مُنہدم مکانات کے ملبہ نکالنے کے لئے کانگڑہ و بھون میں چمار۔ قلی وغیرہ مزدوران کی تعداد ۵۸۴ تھی اور ۳۶۰ مزدور گردو نواح کے دیہات میں رلیف کاموں پر بھیجے گئے تھے۔ مکانات کے بنانے کے لئے لکڑیوں وغیرہ کا انتظام بسرعت تمام کیا گیا تھا۔ مگر نجاروں و بڑھیوں کی سخت دقت ہو رہی تھی تاہم وہ بہم پہنچائے گئے۔ جو قلی مُنہدم مکانات سے ملبہ صاف کرتے تھے۔ اُنھوں نے بھی مُصیبت زدہ لوگوں کے مال اور اسباب سے اپنے ہاتھ رنگے۔ جو قیمتی مال ملبہ سے قلیوں کو ملتا تھا وہ خود ہی خورد بُرد کر لیتے تھے۔ بیچارے مُصیبت کے مارے اُن قلیوں کا کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے اور اُس پر طرہ یہ تھا کہ وہ مزدور۔ مزدوری بھی دُگنی تگنی لیکر پیچھا نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر آہستہ آہستہ گورنمنٹ کی مہربانی سے اچھا انتظام ہو گیا ہے اور سب تکلیفات رفع و دفع ہو گئیں۔ ایک چکور ۲۵ یوم کے بعد ملبہ کے نیچے سے دبا ہوا نکلا جو اب تک صحیح و سالم اور زندہ ہے۔ اسی طرح اور بہت سے جانور ۲۶ر اپریل تک مکانات کے نیچے سے دبے ہوئے زندہ برآمد ہوئے تھے +

مرے کو مارے شاہ مدار

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

کانگڑہ میں جو تباہی اور بربادی زلزلہ سے ہوئی وہ بجائے خود کچھ کم نہ تھی۔ افسوس اُس پر یہ اور طرہ ہوا کہ ۱۰ر مئی ۱۹۰۵ء کو اُسی پُرخار و غار وادی میں نصف گھنٹہ تک ایسی سخت ژالہ باری ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ جس سے تمام گندم کی پکی پکائی ہوئی فصلیں ایک دم سے زلزلہ زدگان کی طرح ژالہ زدہ ہو کر تباہ۔ برباد اور پامال ہو گئیں۔ علاوہ ژالہ باری کے آندھی۔ طوفان نے وہ غضب ڈھایا کہ توبہ ہی بھلی۔ جس قدر مصیبت زدوں نے تکالیف اُٹھا اُٹھا کر زندگی بسر کرنے کے لئے مکان بنائے اور طیار کئے تھے وہ سب اُڑ گئے۔ سرکیاں اور چھولداریاں جو عطا ہوئی تھیں سب کی سب اوکھڑ پکھڑ ہو گیں۔ جس قدر زخمی اور بیمار تھے اُنکو اس آندھی اور طوفان سے سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سچ ہے مُصیبت تنہا نہیں آتی۔ مرے کو مارے شاہ مدار۔ موئے پر سو درّہ۔ ساہوکار لوگ گرانی غلہ کی

وجہ سے بہت خوش تھے اور اپنے کاروبار میں لگے ہوئے تھے۔ اور مکانات کے طیار کرنے میں مصروف تھے۔ مزدوری پیشہ لوگ گراں مزدوری کے باعث خوش حال ہو رہے تھے۔ غریب شرفا۔ سفید پوشوں کا خدا حافظ تھا۔ جو نانِ شبینہ سے محتاج تھے۔ ۲۰ رجون کو سہ شنبہ کے دن وادی کانگڑہ میں ایک درسخت زلزلہ محسوس ہوا۔ لوگ بدحواس ہو گئے۔ اور عورتیں و بچے چیخنے لگے مگر خیریت گذری۔ کوئی نقصان جان و مال کا نہیں ہوا +

مسٹر ہنگ ہبینڈ کی رپورٹ

مسٹر ہنگ ہبینڈ نے ۷ رماہ اپریل کو آٹھ بجے اس مضمون کی تار برقی بھیجی کہ ٹیکہ مکند رپال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جو کانگڑہ کے ایک راجپوت جاگیر دار کے بیٹے ہیں وہ ۶ رماہ حال کو کانگڑہ گئے تھے۔ انہوں نے رپوٹ کی ہے کہ کانگڑہ اور بھون میں کرسشن ہوس اور سشن کے مکانات اور گل گھر بالکل تباہ ہو گئے اور مسٹر وارنگ اور ان کے دو بچے اور ایک نرس ہلاک ہوئی اور پادری مسٹر رولنس و مسٹر ڈبلیو بل اور ایک اَور لیڈی جس کی نسبت خیال ہے کہ مسز لاربین ہیں۔ پادری برج لعل دت کا حال معلوم نہیں ہوا۔ اور تحصیلدار و نائب تحصیلدار جی القائم ہیں۔ اور کانگڑہ سے چلے جانے آمادہ تھے۔ خزانہ کا مکان گر گیا۔ اور اُس کا روپیہ ملبہ کے نیچے دبا ہوا خاک میں مل رہا تھا۔ پولیس میں ڈپٹی انسپکٹر اور ایک سارجنٹ اور ایک کانسٹبل بچا ہے۔ اور عملۂ تحصیل میں قانونگویوں کا دفتر اور دو چپڑاسی بچے تھے۔ پس اب پانچسو آدمی زندہ ہیں جن میں سے بہت لوگ بھاگ بھی گئے ہیں۔ دوسو آدمی تو شہر کے گرد پڑاؤ ڈالے پڑے ہیں اور بہت سے زندہ و مُردہ گرے ہوئے مکانوں میں گویا قید پڑے ہوئے ہیں اور حوالی کے موضعوں میں بھی یہی حالت ہے۔ گروہ قایم ہو کر رسد بہم پہنچانے اور لوگوں کو مدد دینے کا بندوبست بہت ہی سرگرمی و عجلت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں کانگڑہ میں چار ہزار سات سو چھیالیس آدمی تھے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں چار ہزار سے زیادہ جانیں ضائع ہوئیں جو مشنری کانگڑہ میں ہلاک ہوئے ہیں اُن کا خلاصہ حال یہ ہے کہ مسٹر رالنسن یونیورسٹی آکسفورڈ کے درجہ یافتہ اور دس برس سے آنریری مشنری تھے۔ ان کے ہمدرجہ یورپین اور ہندوستانی عیسائی بہت مانوس تھے اس لئے کہ یہ نہایت ہی سلیم الطبع اور بہت بڑے عابد تھے۔ چند ہفتہ ہوئے ان کی نوجوان بیوی اپنے وطن مالوف کو گئی تھی ان کے والد بھی ایک زمانہ میں چرچ مشن سوسائٹی سیلون کے آنریری مشنری تھے اب وہ آئل آف وائٹ میں رہتے ہیں۔

مسز ڈبلیوبل ایک جرمنی لیڈی تھی جسے ضلع کانگڑہ میں آئے ہوئے سینتیس ۳۷ برس ہوئے تھے۔ یہ ۱۸۹۳ء میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد یہیں رہیں۔ اُنہوں نے اِس کُل ضلع میں اکثر سفر کیا ہے۔ یہاں کے ہندوستانی عیسائی اُن سے ویسے ہی مانوس تھے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ مانوس ہوتا ہے ان کے مرنے سے سب کو بڑا صدمہ ہوا ہوگا۔

مس لادبیر برلن کی لیڈیوں کی مشنری سوسائٹی کی تھیں۔ اور مشہور مشنری غازی پور واقع ممالک متحدہ کی بیٹی تھیں۔ اُنہوں نے آٹھ برس سے اپنی کوششوں میں بڑی ترقی کی تھی۔ اور ۳ ماہ حال کو یہ مسز ڈبلیوبل کے شریک ہو گئی تھیں۔

چرچ مشنری سوسائٹی لاہور کا سکرٹری لکھتا ہے کہ ہمیں اور یہ خبریں ملی ہیں کہ چرچ مشنری سوسائٹی کے ڈاکٹر سٹن اور اُن کے بچوں اور ایک انگلش نرس کے بارہ میں سخت تشویش تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ خیریت سے ہیں۔ اور مس میکل بھی جنہیں لڑکیوں کے سکول کا چارج تھا صحیح سلامت ہیں۔

زلزلہ زدگان کی ہمدردی کی وجہ سے بابو گنپت رائے متوفی ٹھیکہ دار برہما ساکن کانگڑہ کی والدہ نے حسب وصیت متوفی ایک ہزار روپیہ اس لئے چندہ دیا ہے کہ عوام کے آرام کے واسطے دہرمسالہ بنایا جائے۔

ویش مہاسبھا میرٹھ کے ایجنٹ پنڈت کرپارام شاستری نے کانگڑہ میں کپت گنگا نامی تالاب کو جو منہدم ہوگیا تھا اور ملبہ سے اٹا پڑا تھا بڑی ہمت اور کوشش سے صاف کرا دیا ہے۔ اب اِس تالاب کا پانی بہت صاف اور شفاف ہوگیا ہے۔

۲۶۔ اپریل کو کانگڑہ کے ضلع کا ہیڈ کوارٹر تحصیل نورپور واقع ضلع کانگڑہ کو عارضیۃً منتقل کر دیا گیا ہے۔ ابھی پختہ طور سے فیصلہ نہیں ہوا

بیرونی دیہات

دولت پور کے لوگ کھتری ہیں اُنہوں نے استعانت سے انکار کیا۔ اور یہ مقام کانگڑہ سے ۷ میل کے فاصلہ پر ایک ہموار میدان میں ہے یہاں بہت کچھ نقصان ہوا۔

رانی ہال میں ڈاک بنگلہ اور پولیس کی چوکی گر جانے کے علاوہ کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ اور مذکورہ دونو مکان مستحکم نہ تھے۔

جوالا مکھی کے مغربی جانب کو دو میل پر ڈیرہ بچگیا۔ اور سجن پور کے علاوہ جو جنوبی کنارہ پر ہے

بیاس کے جنوبی جانب زلزلہ سخت نہ تھا۔ ہاں سجن پور البتہ تباہ ہو گیا۔ اور نندانوں واقع کنارۂ دریا میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ چونکہ نندانوں زلزلہ کی مصیبت سے بچگیا۔ اسی وجہ سے اُس کے راجہ صاحب ایسی قیمتی مدد دیسکے کہ سجن پور کے باقی ماندہ اشخاص کو مدد بھیجی۔ اور ملبہ ہٹانے اور لاشیں اور غلّہ نکالنے کے لئے مزدور روانہ کئے۔ ہریپور ڈیرہ وکرپی پور ونرم وھمیرپور کو بہت ضرر نہیں پہنچا مگر سُجَان پور بالکل تباہ ہو گیا۔ اور عرصہ تک برابر زلزلے آرہے ہیں۔

سوجان پور

یکایک اِس طوفاں خیز زلزلہ نے صبح ہوتے ہی تمام مکانوں اور مسکنوں کو ہلا ہلا کر زمین دوز کر ڈالا ہے اور اونچے اونچے مقاموں کو سطح زمین کے برابر ہی نہیں بلکہ زمین میں دھنسا دیا ہے۔ جو شخص قدرت خدا سے کہ جن کی زندگی باقی تھی مکانات سے نکل گئے۔ وہ مر مر کر بچگئے۔ اور جو ابھی گھروں ہی میں جاگے سوتے تھے وہ سب کے سب تھوڑے ہی عرصہ میں فنا اور ہلاک ہو گئے۔ اور کسی کو بھی باہر نکلنے کی فرصت نہ دی۔ اللہ اللہ عجیب غریب عالم تھا۔ آنکھوں کے سامنے قیامت گذر رہی تھی۔ واویلا دریغا۔ واحسرتا کے پُرزور نعرے بلند تھے جن کی کوئی بھی شنوائی نہیں کرتا تھا۔ خدائی کارخانہ میں قیمت میں یہ زوال لکھا تھا جس کا ظہور ہو کر رہا۔ ابھی دیکھئے اور کیا کیا ہوتا ہے۔ خدائی کاموں میں کوئی دم مارنے کی قوت نہیں رکھتا۔ جو نقصان ہالن (زلزلہ) سے واقع ہوا اُس کا شمار تاہنوز دریافت نہیں ہوا۔ سوجان پور کے آغاز کا دروازہ پختہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنایا ہوا تھا بالکل گر گیا ہے۔ تقریباً ۵۰ آدمی مر گئے۔ بڑے بڑے پربت۔ ٹیلے مسمار ہو گئے اور نیچے کی آبادی پر آن پڑے۔ جس سے گاؤں کے گاؤں دب گئے کوؤں کا پانی تین تین فٹ اونچا چڑھ آیا ہے۔ چشموں کا پانی غیر معمولی طور پر تیزی سے بہ رہا ہے کہ جس سے اکثر زمینیں تر ہو گئی ہیں۔ زلزلہ کے خوف سے سر جھکا کر کھڑے ہیں۔ اسی طرح سے مقام ہری پور۔ ڈیرہ۔ گوپی پور میں جانستاں واقعات زوال کی شکل میں نازل ہوئے ہیں جن کا بیان کرنا سخت دشوار معلوم ہوتا ہے +

ہمیر پور

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو قبل از طلوع آفتاب اِس علاقہ میں بڑا سخت زلزلہ آیا جو پانچ منٹ تک ہوتا رہا۔ زلزلہ کا صدمہ مشرق سے نمودار ہوا اور مغرب کو ہوتا ہوا چلا گیا۔ سو سو برس کے ضعیف العمر بیان کرتے ہیں کہ ایسا سخت زلزلہ ہندوستان میں کبھی نہیں آیا ہے جس کے صدمہ سے تمام خورد و کلاں گھبرا گئے۔ اور اکثر مکان اس صدمہ سے گر گئے ہیں۔ نصف گھنٹہ گذرنے پر دوبارہ زلزلہ آیا

جو ایک ہی جنبش میں ختم ہو گیا پھر دو پہر کے بعد محسوس ہوا +

بھدروالہ علاقہ کانگڑہ

بھدروالہ علاقہ کانگڑہ سے ایک صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں زلزلہ کا دورہ اب تک قایم ہے پچھلی رات کو زلزلے آتے ہیں - تمام پہاڑ پھٹ گئے ہیں جو آدمی بچ رہے ہیں وہ زندگی سے مایوس ہیں - ہر وقت مرنے پر طیار رہیں - پیشینگوئیاں کرنے والے خدا سے نہیں ڈرتے ہیں کہ زلزلہ کی خبریں سُنا سُنا کر مارے ڈالتے ہیں - چندہ کا روپیہ دیسی تباہ شدہ رعایا کے لئے نہیں معلوم ہوتا ہے شاید یورپین اصحاب کی مدد کیلئے کافی ہو -

یہ خیال سراسر غلط اور واہیات ہے - کیونکہ چندہ جس قدر جمع ہوا ہے وہ تمام مصیبت زدگان کے لئے ہے - اُس میں یورپین اور دیسیوں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ سب کی پرورش برابر ہوگی اور ہو رہی ہے +

قلعہ رہلو ضلع کانگڑہ

قلعہ رہلو دہرم سالہ سے دس میل کے فاصلہ پر شاہ پور کے متّصل واقع ہے - یہ مقام رہلو خاندان راجور کو رہایش کے لئے جاگیر میں ملا ہوا تھا - ۴ - اپریل کے زلزلہ سے یہ قلعہ تباہ اور برباد ہو گیا اور اُس کے تمام مکانات بھی سطح زمین سے مل گئے -

ہائے راجہ عظیم اللہ خاں صاحب جو چودہ [۱۴] سالہ نوجوان تھے اور راول پنڈی کے بندوبست میں زیر تعلیم تھے - مدراجگی لینے کو طلب ہوئے تھے - اور آپ کے ایک چچا حلیم اللہ خاں صاحب جو بندوبست سے پندرہ [۱۵] یوم کی رخصت پر آئے ہوئے تھے معہ پانچ نوجوان بچوں اور دیگر عزیزوں کے جو تعداد میں ۲۹ یا ۳۰ تھے دب گئے - ان میں سے صرف دو آدمی بچے - باقی ۲۷ - ۲۸ - کنبہ کے آدمی دیکھتے دیکھتے آن واحد میں تباہ و برباد ہو گئے - اور تمام خاندان گنج شہیداں میں داخل ہو کر پیوند زمین ہو گیا - صرف ایک ولی سرپرست جو اسوجہ سے بچے ہیں کہ وہ اس جانکاہ زلزلہ سے دو روز پہلے فیروز پور تشریف لے گئے

راجہ نعمت اللہ خاں صاحب راجوری - راجہ حمید اللہ خاں صاحب مرحوم کے شہزادہ ہیں جنکو مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست کشمیر نے نقد پنشن کے عوض ۲۳-۱۹۲۲ء کو تعلقہ رہلو کی جاگیر ہمیشہ کیلئے گورنمنٹ انگلشیہ کی معرفت عطا فرمائی تھی - رہلو جاگیر کی آمدنی گو سو ہزار کی ہے لیکن راجہ نعمت اللہ خاں کے حصہ میں پانچ ہزار سالانہ کی جاگیر ہے - اور بہت سے خاندان کے ممبر سرکاری عہدوں پر ممتاز ہیں +

دھرمسالہ یا بھاگسو کی بستی و بربادی

دل کے بہلانے کو دنیا سے عدم کی جاب	حسرتیں ساتھ لئے جاتے ہیں مرنیوالے

اللہ اللہ کیا خدا کے کارخانے ہیں۔ ۳- اپریل ۱۹۰۵ء تک دھرمسالہ اپنی تروتازگی اور بہار پر کیسا نازاں اور فرحان تھا کہ گویا اپنی نظیر آپ ہی بنا ہوا تھا۔ اس کی سرسبزی اور شادابی آنکھوں میں نور اور اس کے خوش نما منظر اور دل فریب سین اور دل لُبھانے والا نظارہ دل اور دماغ میں سرور پیدا کرتا تھا۔ اس کی دلکش روشیں۔ پُرفضا بہاریں کوہ ہمالیہ کی بلند چوٹیوں کو باغِ عالم میں مشہور معروف کئے ہوئی تھیں یہ جاں فزا۔ فرحت افزا قطعہ موسمی بہار اور آب وہوا کے لحاظ سے کوہ منصوری اور ڈلہوزی پر فوقیت اور شرف رکھتا تھا۔ اس کی خوش نما عمارتیں۔ خوبصورت بارکیں۔ اور عمدہ عمدہ مکانات اور بنگلے کیسے بھلے معلوم ہوتے تھے کہ جن کا نقشہ اکثر دلوں میں کھنچا ہوا ہے۔ اور اُس کی عُمدگی اور خوبصورتی آنکھوں میں اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔ لیکن ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کی مقہور ومنحوس صبح کو اس کی وہ شان و شوکت اور قدر وعظمت سب کی سب ایک دم خاک میں مل گئی۔ اور وہ حسرت بھری نگاہوں کے سامنے چوتھی اپریل سن اُنیس سو پانچ کی صبح کو تباہی کا نشانہ - بربادی کا تودہ۔ خاک کا ڈھیر اور کھنڈرات کی کان بنا ہوا تھا۔

درموسمِ گل گر بہ گلستاں نرسیدیم	ازدست بداد یم تماشائے خزاں را

اس کی قدر بڑھانے والے مکان۔ اس کی رونق زیادہ کرنے والے مکین۔ ایک آن کی آن میں آنکھوں کے سامنے غضب الٰہی سے پیوندِ زمین ہو گئے۔ اور ایک عجیب وغریب سانحہ نظروں میں گذر گیا۔ اور ایک نادر تماشا چند لمحوں میں ختم ہو گیا۔ ہائے دھرم سالہ کیا وہ تیرے مکین ومکاں اب بالکل ہی نہیں رہے

تن صورتِ حباب بنا اور بگڑ گیا	یہ قصر لاجواب بنا اور بگڑ گیا

اللہ اللہ کیا قدرت کے رنگ ہیں اور کیا خدائی ڈھنگ ہیں۔ کسی کی مجال نہیں ہے جو دم مار سکے اور اُف کر سکے۔ بس اُس نے جو چاہا کیا۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہے گا وہ کریگا۔ اس میں کس کا اجارہ ہے۔ مشیتِ ایزدی میں کس کا چارہ ہے وہ آپ ہی کھیل بناتا ہے اور آپ ہی بگاڑ دیتا ہے

دکھایا حُسن عالم سوز اپنے چشمِ پُرنم کو	جو تڑپاتا ہے پروانہ کو رُلواتا ہے شبنم کو
تبسم سے غرض ہے پردہ داریِ چشمِ گریاں کی	چھپا کر بیٹھ صبحِ عید میں شامِ محرم کو

اگر دیکھا بھی اُسنے سارے عالم کو تو کیا دیکھا	نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو

چوتھی اپریل کی صبح سے پہلے کسی کے دل میں ذرا بھی خیال نہ تھا کہ یہ بھاگسو کا خوش وضع قطعہ اسطرح سے نیست و نابود ہو جاویگا۔ اور وہ ہزارہا جان و مال کی تباہی کا باعث ہوگا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ دہر سالہ اپنے دھرم پر نہیں رہیگا۔ اور بے وفائی کے ساتھ اپنے وفاداروں کا دھرم اور بھرم بگاڑے گا۔

افسوس کون جانتا تھا کہ اس دہر سالہ کے بربادی بخش اثرات واقعاتِ عظیم کی شکل سے ربع مسکون میں پھیلیں گے۔ اور اس کے حادثات کے متعلق ہندوستان اور یورپ کے اخبارات کے کالم کے کالم ماتمی شکل میں سیاہ ہونگے۔ اور اس پہاڑی قطعہ کے واقعات کو تاریخ اپنے کالموں میں جگہ دیگی اور جب تک دُنیا کو تاریخی مذاق رہے گا اس کے جانکاہ واقعات زبان زد رہیں گے۔ منگل کا قیامت خیز زلزلہ جو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو قہر الٰہی کی صورت میں نازل ہوا اور جس نے ہندوستان کے شمالی حصہ میں خصوصاً ضلع کانگڑہ میں وہ حیرت انگیز واقعات پیدا کئے جو عرصہ دراز تک دنیا کی یاد سے نہ بھولینگی ہماری یہ تاب و طاقت نہیں ہے کہ اس بھونچال کی نسبت رائے زنی کر کے قدرتی باتوں میں چون وچرا کریں۔ یہ قہر الٰہی جو ہندوستان کے ایک حصہ پر ہیبت ناک صورت سے نازل ہوا ممکن ہے کہ یہ اصولِ نیچر اور قانونِ قدرت کے کسی نہ کسی پہلو کو لئے ہوئے ہو اور بابِ جُرم کے کسی نہ کسی دفعہ کے زیر تحت صادر ہوا ہو۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج کل روز بروز علم کی روشنی ترقی کرتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ مذہب سے آزادی بھی بڑھتی جاتی ہے جس نے مذہب اور ملت کے تمام بابوں کو مسدود کرنے پر کمر باندھی ہوئی ہے جس سے ترشح ہوتا ہے کہ علم کی روشنی سے بجائے اس کے کہ ہم جہل اور تاریکی کو عبور کریں اور صراطِ مستقیم کی راہ لیں مگر برعکس اسکے جس قدر علم کی روشنی سے مجلا ہوتے ہیں مذہب اور ملت کی قید کو منقطع کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ موجودہ تعلیم سے گو دہریت پھیلتی جاتی ہے جس کا نتیجہ سوائے مذہب اور ملت کے خیرباد کہنے کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم نئی روشنی کی اور موجودہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی مذہبی تعلیم کو جو بمنزلہ ایک فرض کے ہے حاصل کر کے عامل بنیں۔ اور اسی آزادی کے خیال میں ہم کو یہ بھی پروا نہیں ہوتی ہے کہ ہمارا ظہور اور ہماری پیدائش کس لئے پیدا کرنے والے نے قایم کی ہے۔ اور وہ کون ہے اور ہمکو اس کا حکم اور اس کا قانون کس درجہ تک ماننا چاہئے اور کہاں تک اُس کی پیروی کرنی ضروری ہے۔ ہمکو آزادی نے سب کچھ بھلا رکھا ہے۔ تب ہی تو ہم ایسی آفتوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ اگرچہ ہم اس بربادی بخش زلزلہ کے مادہ اور کُنہ حقیقت کو پورے وثوق

کے ساتھ تشریح سے بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ اسکے باطنی اسباب کا اچھی طرح سے ٹھیک ٹھیک طور پر پتہ لگا سکتے ہیں۔ اور نہ وہ لوگ جن کی عمریں علم سائنس اور فلسفہ میں تمام ہو گئیں۔ اور نہ وہ گروہ جو رات دن انہیں تجربوں اور مشاہدوں میں اپنی عمروں کا تمام حصہ صرف کر چکے ہیں۔ اور نہ وہ حکما و فضلا جو علم موجودات و حوادث اور واقعات کی تحقیق میں مدعی بنے ہوئے ہیں۔ واقعات نیچر و قدرت کی حقیقت اور باریکی بتانے میں عموماً سب عاجز ہیں۔ اور وہ ناچار اور سرگرداں ہو کر یہی کہتے ہیں لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ہ

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

اگرچہ خدا کے پیدا کئے ہوئے اور اللہ کے سکھلائے ہوئے علم سے قبل از وقت انسان ضعیف بنیان کسی قدر ماہر اور آگاہ بھی ہو جاتا ہے اور حفظ ماتقدم کی تدبیریں لڑاتا ہے اور بہت کچھ نازاں اور غرّاں بھی بنتا ہے لیکن وہ یہ بھی خوب جانتا اور سمجھتا ہے کہ نظام عالم ایک زبردست فوق الفوق ہستی اور تمام کائنات ایک قوی دست طاقت ور فوق العادت کے ہاتھ میں ہے جس کی کنہ اور حقیقت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اُس کے ارادوں اور مصلحتوں کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ اور اگر اس سے بڑھکر وہ خدائی ارادوں اور مصلحتوں کا علم بھی حاصل کرلے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو اشرف المخلوقات کا معزز خطاب عطا کیا ہوا ہے۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ خدائی کاموں میں ہمارا دخل اور اختیار مطلق نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ہم اُس کے کسی فعل کی حقیقت تک پہنچ سکیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

اگرچہ زلزلہ حال کی کسی قدر خبر چند منٹ پہلے طبقات الارض اور کلکتہ کے زیوٹیر کالج میں معلوم ہو گئی تھی اور سب نے اِس طرح پھر معلوم کر لیا تھا کہ برقی کلاک کا تار زین پنڈولم ۶ بجکر پچاس منٹ پر ٹھہر گیا تھا اور اصلی صدمہ ۷ بجکر دس منٹ تک محسوس ہوتے رہے گویا ۲۰ منٹ تک زلزلہ رہا اور غیر محسوس حرکت کئے جاتا تھا تاہم کچھ نہ کر سکے۔ باوجود علمی جوہروں اور بلند پروازیوں کے ہم کو یہ ضرور ماننا پڑتا ہے کہ ہم اللہ کی نہایت ہی کمزور مخلوق ہیں اور ہم سب کے سب اُس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور وہ مالک حقیقی ہماری بداعمالیوں پر جس طرح کی چاہے سزا و جزا مرتب کرے ہم کو وہ برداشت اور گوارا کرنے پڑینگے اور اِن بلیات کے صدور پر ہم کچھ بھی چون و چرا نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر ہم اُس کو برحق اور حاضر ناظر سمجھیں اور اُس کے حکم اور احکام کے پابند ہوں تو ضرور وہ ہم سے خوش ہوگا۔ اور وہ اپنی بخشش اور انعامات سے ہم کو ممتاز اور سرفراز کریگا اور اپنی بلیات کے صدموں سے

محفوظ و مامون رکھے گا۔ بہر حال ہم کو خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اُس کے حکم کی تعمیل ہر حال اور حالت میں ادا کرنی چاہیئے۔ اور اس پر بھی نازاں نہ ہو کر اُس کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے ۔

	سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے		اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا

خدائے لایزال کی طاقت اور قدرت کا کوئی بھید معلوم نہیں ہوا کہ یہ قیامت خیز بلا جو زلزلہ کی شکل میں نازل ہوئی۔ کونسے خطاؤں کا موجب ہے بہر حال ہم بجز صبر اور شکر کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اللہ اکبر کیسا قیامت افزا زلزلہ تھا جس نے طوفانِ محشر بپا کر دیا۔ اور تمام کارخانہ کو درہم و برہم کر ڈالا۔ اگرچہ اس زلزلہ کا ظہور میدانی مقامات میں بہت کم محسوس ہوا مگر پہاڑوں اور خاصکر کوہ ہمالہ کی چوٹیوں اور دامنوں کو ایسا جھڑجھڑایا کہ اکثر کوہستانی قطعات کو پارہ پارہ کر ڈالا۔

زلزلہ زدگان کی خوفناک تصویریں۔ اتلافِ نفوس کے پہلو کو زیادہ تر روشن کر رہے ہیں۔ چنانچہ دہرمسالہ کی بولتی ہوئی صورتوں کے کاغذی پیرہن کو زلزلہ کے زبردست فولادی پنجہ نے ایک آنِ واحد میں پھاڑ ڈالا۔ اور تمام شکلوں کو ہر ایک پہلو سے تہِ خاک ملا دیا تاکہ اُن کا سایہ تک بھی صفحۂ ہستی پر قایم نہ رہے اور ساتھ ہی اِس بھنچالی دیو نے انسانوں ہی پر بس نہیں کی ہے بلکہ حیوانوں جانوروں اور مویشیوں کو بھی لقمۂ اجل کر ڈالا۔ اِس جاں کاہ زلزلہ کی ہیبت زلزلہ زدگان کے دلوں پر تو بیٹھی ہی تھی مگر جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اِن واقعات کو دیکھا ہے اُن کی بھی روح کانپتی ہے۔ بہت سے لوگ خوف زدہ ہو کر اور اپنا مال و متاع چھوڑ کر اَور یہانتک نوبت پہنچی کہ اپنے خویش و اقارب کو زندہ درگور چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

دہرمسالہ بھی بالکل ویران ہو گیا اور ایک پتھر دوسرے پتھر پر نہیں رہا۔ جس وقت یہ آفت آئی ہے اُس وقت بہت سے لوگ اپنے اپنے پلنگوں پر سو رہے تھے پس چھتوں اور دیواروں کے گرنے سے سب کے سب کُچل گئے اور مکانوں کو اس زور سے جھٹکا پہنچا کہ وہ کاغذ کے گھر کی طرح اُڑ گئے اور گر پڑے۔ جب زلزلہ موقوف ہوا تو باقی ماندہ لوگوں نے ملبہ کھودنا شروع کیا اَور جن لوگوں کا نکالنا ممکن تھا اُنہیں نکال لیا۔ مگر یہ بہت ہی کم تھے۔ اسی سے بہت سے لوگ ان سے نہ نکل سکے۔ بہت سے خوف زدہ یا ایسے چوٹیلے ہو گئے تھے جو مدد نہ دے سکتے تھے ٹیک رام اجند رپال مقام کلیچی نے نہایت ہی قابل تعریف کام کیا۔ یہی ایک مجسٹریٹ لوگوں کو مدد پہنچانے کے لئے زندہ رہے تھے انہوں نے لوگوں کی جان بچانے اور مدد دینے میں ہر طرح کی کوشش کی گو اُن کا سر زخمی تھا مگر یہ اُس آفت کی سختی کو کم کرنے کے لئے جابجا پھر اکئے۔ جو لوگ اِس آفت سے بچے ہیں اندازاً وہ دس فیصدی سے زیادہ

نہیں ہیں یعنی تین ہزار آدمیوں کی آبادی میں سے کلھم اجمعین دو تین سو آدمی بچے اور بہت سے خاندانوں میں ایک متنفس بھی زندہ نہیں رہا۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا کوئی عزیز ہلاک نہ ہوا ہو۔ بہت سے لوگ بہت سی جایداد منقولہ چھوڑ کر خالی ہاتھ اور بہت سے اپنے عزیزوں کو افتادہ مکانوں میں دبا ہوا چھوڑ کر یہاں سے بھاگ گئے۔ اُنہیں فقط یہی خیال تھا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو وہ دھرمسالہ سے نکلجائیں بہت سی لاشیں نکالی گئیں اور دفن کر دیں یا اِس طرح جلا دی گئیں کہ کڑیوں وغیرہ کی چتا بنا کر اُن میں آگ دیدی۔ چند قلی زندہ بچگئے تھے۔ اُنھوں نے ذرا ذرا کام کی بڑی اُجرت لی۔ شب کو بھی نہایت ہی ہولناک حالت تھی کہ بقیہ لوگ افتادہ ڈاک بنگلہ کے قریب ایک میدان میں جمع ہوئے اور افتادہ مکانوں کی لکڑیاں نکال نکال کر ڈھیر کیں اور تاپنے کے لئے اُن میں آگ دے دی ہر طرف چتاؤں پر لاشیں جل رہی تھیں۔ ہر کس و ناکس کی آنکھوں سے نیند اُڑ گئی تھی۔ اور ہر شخص مغموم و محزون ہو رہا تھا۔ اور دو دو تین تین گھنٹہ کے بعد زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت محسوس ہوتی تھی۔ اور توپ کی ایسی آواز آتی تھی اور لوگوں پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ اُنہیں اپنی جانبری کی کوئی توقع نہوتی تھی اور کہتے تھے کہ زمین یکایک پھٹ جائیگی اور سب اُس میں سما جائیں گے۔ بعض لوگوں پر ابھی تک ایسا خوف طاری ہے کہ ذرا سی جنبش میں اُن کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ جاتا ہے اور وہ گھر کے اندر نہیں جاتے۔ بہت سے لوگ ہمیشہ کے لئے دہرمسالہ سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے اور اُنہوں نے اپنے مال اور جایداد وغیرہ کی ذرا بھی پروا نہیں کی۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اپنے بچوں اور خویش و اقارب تک کو زمین میں دبے ہوئے چھوڑ کر اپنی جان کی سلامتی کے لئے نکل بھاگے۔ اِس شدید زلزلہ میں بڑے ہی غضبناک طریقہ سے جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ غضب کی آفت دفعۃً ہی آگئی پہلے اسکے مطلق آثار نہ تھے اور بچکر بھاگ جانے کا کوئی موقع نہیں ملا۔ چشم زدن میں تمام شہر اور اُس کے گرد و پیش کے مواضع بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اب کسی قسم کا مکان رہنے کے لئے دستیاب نہیں ہو سکتا اِسلئے کہ بہت ہی کم مکانات باقی رہ گئے ہیں۔ مسٹر ہومن جو بچ گئے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ زلزلہ محسوس ہوتے ہی میں دروازے کی طرف بھاگا جیسے ہی میں دروازے کے پاس پہنچا ہوں کہ مکان کی چھت آرہی۔ دوسرے کمرے میں میرے دو لڑکے سوتے تھے وہ چھت کے گرنے سے مر گئے۔ میری بی بی اور ایک چھوٹا بچہ خدا کی قدرت سے اِس طرح بچا کہ جس پلنگ پر یہ سو رہا تھا اُس پر چھت کا لٹھا جو گرا تو ترچھا گرا۔ زلزلہ سے مسز ہومن کی آنکھ کھُل گئی وہ تڑپ کر اپنے بچہ کے پلنگ کے پاس گئیں کہ اُسے بچالیں اُس وقت ہر طرف تباہی ہی تباہی معلوم ہوتی تھی اور تمام سول اور فوجی اسٹیشن تباہ ہو گیا

مسٹر ہومن کا بیان

تھا۔ دہرمسالہ میں فقط کپتان بیٹمین چیمپین کا مکان محفوظ رہا۔ اور خزانہ کا کمرہ بھی بچگیا جو بہت ہی مستحکم بنا ہوا تھا۔ اور عدالت کا نوتعمیر مکان بالکل مسمار ہوگیا۔

دہرمسالہ سے شاہ پور تک ہر موضع زمین کی سطح ہوگیا ہے۔ دھرم سالہ و شیر پور وغیرہ مقامات کے موضعوں میں اندازاً بیس تیس فیصدی آدمی ہلاک ہوئے اور اگر بہت سے موضعوں میں مضبوط مضبوط مکانات نہوتے تو اِس سے بھی زیادہ جانیں ضائع ہوتیں۔

دھرم سالہ کے گورکھوں کا نقصان

دھرم سالہ کے کمپو کے گورکھوں کو بہت نقصان پہنچا۔ ساتویں گورکھا پلٹن کے سپاہی اسی زمانہ میں یہاں آئے تھے اور مضبوط و مستحکم بارکوں میں رہتے تھے۔ اُن میں سو سے زیادہ سپاہی ہلاک ہوئے اور اول گورکھا پلٹن دوسری بٹالین کے پچاس نفر ضائع ہوئے اور اول گورکھا پلٹن کے ڈپو میں بیس آدمی ہلاک ہوگئے۔ سول و فوجی مقام کی طرح تمام بارکیں بھی تباہ ہوگئیں۔ افسوس ہے کہ یورپین مُردوں کی فہرست ابھی پوری نہیں ہوئی۔ مسٹر لکسٹن کی نسبت سُنا گیا تھا کہ اُن کے چوٹ آئی ہے معلوم ہوا کہ اُن کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور مسٹر لکسٹن زلزلہ آنے سے ایک دن پہلے دہرم سالہ سے پالم پور کو روانہ ہوئے تھے اُن کی کوئی خبر نہیں آئی۔ اب مندرجہ ذیل اشخاص محفوظ فہرست میں ہیں مسز لین۔ مس پرکس۔ میجر گلیو اور مسز گلیو۔

جیل خانے کی بربادی

چھاؤنی دہرمسالہ کے جیل خانہ کی دیوار گرنے سے کچھ قیدی نکل بھاگے تھے۔ مگر پولیس نے جو زلزلہ کی آفت سے بچ گئی تھی تیرہ کے افغانی مقید ڈاکوؤں کو پھر گرفتار کر لیا اور دو مر گئے۔ یہ قیدی تیرہ کے پٹھان تھے جن کی تعداد پندرہ تھی۔ اور ایک پنشن یافتہ دیسی افسر کے قتل کی سازش میں زیر تفتیش تھے۔ مسٹر ایجرٹن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس انہیں کسی مقام پر لے آئے تھے۔ اور اُن سے کہا گیا تھا کہ بہتر ہوگا کہ وہ اپنے حالات کو سدھاریں۔ ان کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہیں کیا جاویگا اور نہ کوئی تکلیف دیجاویگی۔ ان کو حفاظت کی جگہہ میں رکھا گیا۔ جب تک ڈپٹی کمشنر اِس مقدمہ کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور ڈپٹی انسپکٹر پولیس کے تمام عیال و اطفال ہلاک ہوگئے۔ اور یہ خود زندگی بھر کے لئے بیکار اور اپاہج ہوگئے۔ پولیس کے ادنے ملازمین میں سے صرف ایک تھانہ دار صاحب اور ایک سارجنٹ معہ دو کنسٹیبلان کے سلامت رہے ہیں باقی سب پیوند زمین ہوگئے۔ علاوہ ان کے تین سارجنٹ اور بھی بچے تھے جو سخت زخمی تھے۔ اِس حادثہ کے بعد فوراً ہی محفوظ باقیماندہ لوگوں کے معین گروہ قایم کئے گئے۔ یعنی امدادی پارٹیاں مقرر ہوئیں۔ انہوں نے اور گورکھوں نے لوگوں کے بچانے میں بڑی مدد کی۔ موضع کے معمولی لوگ تو مدد دینے پر راضی نہ تھے کیونکہ اُنہیں خود

اپنا اور اپنے لوگوں کا خیال تھا۔ اور دوسروں کی اُنہیں مطلق پروا تک بھی نہیں تھی۔ اکثر یورپین جو کمپوں میں ہلاک ہوئے وہ اُسی روز دفن کئے گئے اور جن یورپین کی لاشیں بعد میں برآمد ہوئیں وہ دوسرے روز دفن کی گئیں۔

ایک ہندوستانی بیرسٹر دھرمسالہ سے لاہور میں آیا تھا۔ وہ ناقل ہے کہ جس مکان کو میں نے صحیح و سالم پایا وہ خزانہ کا گنبد دار مضبوط کمرہ تھا یہ شخص خوب بچا۔ باہر نکلنے نہیں پایا تھا کہ اسکا مکان زمین پر آرہا۔ مگر خیریت گذری کہ چھت کا لٹھ اِس طرح گرا کہ یہ محفوظ رہا۔ جب اس نے غل مچایا تو نوکروں نے آکر اسے نکالا۔ اِس نے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنے شکستہ کپڑے پہنے ہوئے پاپیادہ شاہ پور میں آیا۔ وہاں سے یکہ کرایہ کرکے پٹھان کوٹ میں وارد ہوا اور وہاں سے تکلیفیں اُٹھاتا ہوا لاہور پہنچا۔ ۷ر اپریل کو جو شاہ پور سے تاربرقی خبریں آئیں تو معلوم ہوا کہ شاہ پور میں دفتر تاربرقی کھل گیا۔ اور لدو خچروں اور اونٹوں کے لئے دھرمسالہ کی پگڈنڈی بنگئی ہے اور دھرمسالہ میں ڈاکٹر فوراً آگئے تھے۔ اور شاہپور سے خیمے بھی بہم پہنچائے گئے تھے۔ اور پالم پور سے فقط پیدل کا راستہ تھا۔ گو وہاں سے اور کوئی خبر نہیں آئی ہو مگر اتنا معلوم ہوگیا تھا کہ تحصیلدار اور نائب تحصیلدار زندہ ہیں۔ اور جرنل کچنر نے سفر مینا پلٹن کی دو کمپنیاں اور پانیر پلٹن کے چھ سو آدمی مکانوں میں دبے ہوئے سول عوام کو نکالنے کے لئے بھیجے تھے۔ شاہ پور میں دوکانیں کھلنے اور لوکل بساطیوں کو حوصلہ دینے کی کوشش ہورہی تھی اور ایک ڈاکٹر اور ایک معاون گروہ پالم پور کو بھیجا گیا تھا۔

لاہور سے ایک معاون گروہ دہرمسالہ گیا تھا۔ جس قدر پہلے خیال تھا یہاں اس سے زیادہ تباہی ہوئی اور تقریباً ہر یورپین و ہندوستانی مکان بالکل مسمار ہوگیا۔ بازار کے ملبہ میں جو لوگ دبے پڑے تھے اُن کی لاشیں نکالنے کا بندوبست ہوا۔ مگر چونکہ مزدور کمیاب تھے تو یہ کام بھی بہت ہی آہستہ آہستہ ہوتا تھا۔ اور سرکاری کاغذات اور پرائیوٹ مال و اسباب جو مکانوں کے نیچے دبے ہوئے پڑے تھے اُن کے نکالنے کے لئے مزدوروں کا بہم پہنچنا غیر ممکن تھا۔ دہرمسالہ میں خزانہ کا مضبوط کمرہ اور قانونگویوں کا نیا محافظ خانہ فقط کھڑا ہوا ہے +

سول اسٹیشن

دھرم سالہ میں اِس زلزلہ سے سول اسٹیشن کے باشندوں کو جو تجربہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ہوا اُس کا بیان خالی از دلچسپی نہو گا۔ ان کے تجربہ کمپو کے گورکھا سپاہیان کے تجربہ سے جُداگانہ

ہیں۔جس قدر آدمی بچے تھے وہ عموماً اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ابتدا میں خفیف زلزلہ محسوس ہوا تھا جس کے ساتھ ہی ایک سخت زلزلہ شمال سے جنوب کو آیا۔ اور پھر اس سے بھی ایک بڑھی ہوئی حرکت مخالف سمت سے آئی۔ خوفناک گھڑگھڑاہٹ کی آواز نے جسکے ساتھ زمین کو جنبش بھی ہوئی تھی۔ لوگوں کے دل ہلا دیئے۔

مسٹر لانچ اسسٹنٹ انجنیر کے لکھنے کی میز ملنگ کے کمرہ میں اُس دروازہ کے قریب رکھی تھی جس سے بڑے کمرے کا راستہ تھا۔ وہ میز اگر دروازہ سے ملی ہوئی نہ رکھی ہوتی۔ تو وہ مع اپنے عیال واطفال کے اُس کی راہ سے بڑے کمرے میں ہوکر بھاگ جاتے۔ اور وہ ایسا کرتے تو سب کے سب فوراً کچلکر فنا ہو جاتے۔ کیونکہ اِس کمرہ کی چھت معاً ایک دھماکے کے ساتھ گرگئی تھی۔ مگر مسٹر موصوف اور اُن کی بی بی اور دو بچے جس حالت میں چونہ اور دھنیاں اور پتھر گر رہے تھے اور سخت گرد وغبار اُڑ رہا تھا۔ کھڑکی میں ہوکر مکان سے باہر بھاگ گئے۔ مسٹر لانچ کی بائیں ٹانگ میں زخم آیا۔ مگر اس پر بھی وہ تمام قابلِ تعریف مستعدی کے ساتھ لوگوں کو ملبہ کے نیچے سے کھود کھود کر نکالنے میں مصروف رہے۔ بالآخر اُن کے پیر کے زخم نے انہیں بیکار بنا دیا جس سے زہرباد پیدا ہونے کا خوف تھا۔ چنانچہ وہ بیمار پڑے تھے۔ مسٹر فادلی اگزکٹو انجنیر دبکر مرگئے مسٹر ولیمس جو لوکل بورڈ کے انجنیر ہیں وہ مع اپنی بی بی اور دو لڑکیوں کے عجیب وغریب طریقے سے بچے انہوں نے کئی مرتبہ اُس کمرہ کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی جس میں وہ کھڑے ہوئے تھے مگر مکان کو اس زور کی جنبش ہو رہی تھی کہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔ بدقت تمام وہ باہر نکلے۔ اور اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کی بی بی اور دو بیٹیاں ایک دوسرے کمرہ میں مقید پڑی ہیں۔ جس کا دروازہ کھولنا سخت دشوار تھا۔ آخر وہ سب بھی بمشکل تمام کمرہ کے اندر سے نکل آئیں۔ اور اس کے بعد یہ سب لوگ پورٹگو (دہلیز) میں کھڑے ہوگئے۔ اُس وقت ایک اور دیوار گری جسکی وجہ سے انہیں ملبہ کے اوپر ہوکر بھاگنے کا راستہ ملگیا۔ آخرکار یہ کھلے میدان میں پہنچے اور تشویش کے مارے سب تھرا رہے تھے۔ یہ تمام واقعہ صرف چند لمحوں کے اندر گزرا۔ مسٹر ولیمس نے سول اسٹیشن میں بہت قیمتی مدد دی۔ کیونکہ وہ بہت بڑے رقبہ میں آباد تھا۔ اور ہر شخص اپنے پڑوسیوں ہی کو امداد دیسکتا تھا۔ مسٹر نوسروجی جو فرامجی کمپنی کی دکان کے ایک نوجوان حصہ دار ہیں۔ اور جن کی دُکان کی عمارت مکلوڈ گنج میں کھڈ کے کنارہ پر ہے وہ تیسری منزل پر تھے جبکہ زلزلہ کی پہلی حرکت محسوس ہوئی اور وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ اُنہوں نے وہاں سے وادی کی طرف

نظر کی تو انہیں ہندوستانیوں کے مکانات یکے بعد دیگرے گرتے ہوئے نظر آئے پھر دوسرے زلزلے کے آنے پر اُن کی دُکان بھی مسمار ہوگئی - انہوں نے بھی لوگوں کے مدد دینے میں بہت محنت برداشت کی - اور بالخصوص اسٹیشن کے مکان میں کافی مدد دی - باقی بچنے والوں نے مجروحین اور آفت زدوں کی قابل قدر مدد کی - جس کی وجہ اُنکی جہاں تک تعریف کی جاوے بہت تھوڑی ہے - کوئی ڈاکٹری امداد فوراً انہیں پہنچ سکتی تھی - اِس لئے کہ میجر لین سول سرجن لاہور گئے ہوئے تھے - مسز ینگ ھسبینڈ مکان و تکیم ہال میں رہتی تھیں - جو اونچی شاخ پہاڑی پر واقع ہے وہ بالکل بچگئیں - اور اُنہوں نے مجروحین کی مدد پہنچانے میں جو بے تکان کوشش کی وہ بہت اعلیٰ درجہ کی تھی +

جب زلزلہ آیا - تو اُس کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ دھرمسالہ تار برقی لین کی تار ٹوٹ گئی - اور ستون گر گئے - سب سے قریب مقام جہاں سے تار جاسکتا تھا نورپور تھا - اور چونکہ شاہ پور بازار میں کوئی تار برقی کا دفتر نہیں تھا - لہٰذا اِس واقعہ کی خبر نور پور بھیجی گئی - اور وہاں سے پانچ تاریخ کے سات بجے صبح کو یہ خبر لاھور پہنچ گئی - مسٹر ھنلی جو تار برقی کے سپرنٹنڈنٹ ہیں - اُنہوں نے فوراً کارروائی کی - بابو سندر سنگھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ فوراً تار برقی کی لین کی درستی کے لئے روانہ ہوئے - اُنہوں نے ۶ر تاریخ کو شاہ پور میں ایک ٹیلیگرام آفس قایم کیا - اور لین کی مرمت کی - پھر ۸ر تاریخ تک دھرمسالہ تک کی درستی کردی - جس سے کوتوالی بازار تک تار برقی کی آمدورفت قایم ہوگئی وہاں سے بیہہ درمیان میں جابجا لین کو درست کرتے ہوئے - گوپالپور اور پالم پور کو گئے - بعد ازاں انہوں نے بیجناتھ تک تار برقی درست کردی - جہاں سے پھر دھرمسالہ کو واپس آئے - اور اُنکے لوگ تار برقی کو درست کرتے ہوئے منڈی کی جانب گئے جہاں وہ ۱۴ر تاریخ کو داخل ہوئے مسٹر مارکر اسسٹنٹ سرجن باجورہ اور کلو کو گئے - مسٹر ہنٹو انسپکٹنگ ٹیلیگراف ماسٹر اس گروہ کے ساتھ لاہور گئے تھے - اُنہوں نے اِس لین کی حالت کی مفصل رپورٹ کی اور وہ جابجا دفتر جاری کرتے جاتے تھے - گو تار برقی کے عملہ والوں کو بہت جفاکشی اور محنت کا کام کرنا پڑا - مگر اِن لوگوں نے اُسے بہت خوشی کے ساتھ انجام دیا - بابو سندر سنگھ کی مستعدی کے باعث جس میں مسٹر ہنٹو نے بھی قیمتی مدد دی تھی - بہت جلد تار برقی کا سلسلہ قایم ہوگیا - علی سگنلر سنت رام نے بھی اچھا کام انجام دیا - چونکہ تار برقیوں کی روانگی کا بہت کام تھا - لہٰذا کانگڑہ میں بھی تار گھر قایم ہوا مسٹر ہنلی نے دھرمسالہ تک تار برقی لین کا خود معاینہ کیا - جہاں وہ چودہ ۱۴

تاریخ اپریل کو داخل ہوئے - اور اُنہوں نے بکسو میں بھی ایک تار کا دفتر قایم کرنے کا حکم دیدیا - چونکہ سڑک کے شکست ہو جانے سے شاہ پور سے اِس طرف تانگہ کی آمدورفت ناممکن تھی - اِس لیئے ڈاک کا انتظام نہایت سرعت اور تیزی سے ہوا تھا +

مسٹر سیمو کس پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب چند روز زلزلہ کے بعد شاہ پور اور دھرمسالہ کو گئے تاکہ وہ بذاتِ خاص معائنہ کریں کہ عارضی انتظام کی عُمدہ کارروائی ہو - پس ڈاک کی آمدورفت بخوبی قایم ہو گئی تھی - ۱۰ اپریل کو شاہ پور سے دھرمسالہ تک راستوں اور سڑکوں اور تباہ شدہ موضعوں اور بازاروں کو بغور دیکھا گیا - راہ میں کوئی فقیر دکھائی نہیں دیا - اور کسی شخص کو بھیک مانگنے کیلئے ہاتھ پھیلاتے پایا - ہر جگہ لوگ اُن اینٹوں - لکڑیوں اور پتھر کی چٹانوں سے جو تباہ شدہ عمارتوں کی تھیں اپنے گھر بنانے میں مصروف تھے - بنیوں کی دُکانیں عارضی جھونپڑوں کے نیچے کھُلی ہوئی تھیں - اور موضع والے اپنا معمولی کاروبار کر رہے تھے - تمام وادی میں اِس بات کی اطلاع دیدیگئی تھی کہ فصل ربیع کی مالگزاری بالکل معاف کردی گئی ہے - لہٰذا آیندہ دسمبر تک کاشتکاروں کو کچھ دینا نہیں پڑیگا - اور لوگوں کو بجائے تلف شدہ مویشیوں کے نئے مویشی اور بھیڑ بکریاں خریدنے کے لئے تقاوی بھی دی جاتی ہے - ماتحت مالی عملہ کی بخوبی کارروائی کرنے کی ہر طرح پر کوشش ہو رہی تھی تاکہ لوگوں کو جو تقاوی درکار ہے فوراً دی جائے - عوام کاشتکار سے بہت بڑی مدد ملتی رہی - ہرچند کہ انتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں لیکن مزرعوں اور موضعوں میں باقی لوگ بخوشی اپنا کام کر رہے ہیں - جان و مال کے نقصان کا صحیح اندازہ کرنا نہایت دُشوار ہے اور اس کی بابت کوئی حجت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایک ہزار مکتر میل کے رقبہ میں ان حالات کو دریافت کرنا ہے بجز کانگڑہ کے اور تمام شہروں کا مفصل حال معلوم ہو گیا ہے - اور کمشنر نے جو حالات شائع کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں - کانگڑہ میں رسد پہنچا کر رفع تکلیف کرنا بیحد ضروری تھا - میجر مکیور اسمتھ نے دو ہزار آدمیوں کو غلہ تقسیم کیا تھا - اب یہ تعداد گھٹتی جاتی ہے کیونکہ لوگ ملبہ ہٹا ہٹا کر غلہ نکالتے جاتے ہیں - اور کچھ عرصہ تک صرف چند سو اشخاص کی رفع تکلیف میں مدد کی جاتی تھی -

معافی مالگزاری اور تقاوی

تقسیم غلہ

ڈاکٹری انتظام کے بارہ میں ذیل کے بیان سے دریافت ہو جائیگا کہ وہ کس طرح پر تقسیم کیا گیا ہے - دھرمسالہ کے سول اسٹیشن کا چارج مسٹر لین سول سرجن کو ملا ہے جن کی ماتحتی میں ایک اسپتال اسسٹنٹ فورسائتھ گنج اور مکلوڈ گنج کے لئے متعین ہیں - اور ایک فوجی اسسٹنٹ سرجن اور ایک اسپتال اسسٹنٹ نشیبی دھرمسالہ کے مقام بھسو کے لئے مقرر ہے کانگڑہ

ڈاکٹری انتظام [illegible]

ہیں میجر کیمور اسمتھ ہیں - ان کی بدلی کرنے والے کپتان ڈیس آئی - ایم - ایس ہیں - اوران کی ماتحتی میں ایک اسسٹنٹ سرجن اور دو اسپتال اسسٹنٹ ہیں - اورڈاکٹر براؤن اور ڈاکٹر گلیسپی متعلقہ امرتسر مشن بھی وہاں کام کررہے ہیں - جوالا مکھی میں ایک اسسٹنٹ سرجن اور ایک اسپتال اسسٹنٹ مقرر ہوئے - پالم پور میں کپتان میکجنی ہیں - اور اب ان کو ڈاکٹر دتا کے داخلہ سے مزید اعانت پہنچی ہے اور اُن کے عملہ میں ایک فوجی اسسٹنٹ سرجن پانچ اسپتال اسسٹنٹ ہیں اور ایک اسسٹنٹ سرجن سوجان پور کو اور ایک دوسرا شاہ پور کو بھیجا گیا ہے - نگروتہ - سدھ باری - مس دیلی اور جاری میں ایک ایک اسپتال اسسٹنٹ ہیں - اور خاص خاص اسپتالوں کے صدر مقامات ہیں - مکلوڈ گنج - نشیبی دھرمسالہ کانگڑہ - جوالا مکھی اور پالم پور اور عارضی ڈسپنسریاں مقامات پیروالا - سوجانپور دولت پور - کنترا اور شاہ پور - جاری - بھورنہ - نگرونہ - یس رمے اور سدھ باڑی میں قایم ہوئی ہیں - تمام ڈاکٹری افسر اور ماتحت ان موضعوں میں دورہ بھی کرتے رہتے ہیں جو اسپتال اور ڈسپنسریوں کے گردو نواح میں واقع ہیں کیونکہ لوگ عموماً اپنے گھروں سے آنے سے انکار کرتے ہیں - پولیس گرد آور موضعوں کے زخمیوں کی رپورٹ کرتے ہیں - یہ موضعے دراصل چھوٹے چھوٹے مزرعوں کے گروہ ہیں اور جیسے پہلے بارہا بیان ہو چکا ہے اب پھر کہا جاتا ہے کہ بجز شہر کانگڑہ کے اور جگہوں پر سخت مجروح بہت کم ہیں البتہ کانگڑہ میں بہت سے لوگوں کے ہاتھ پیروں کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی ہیں - یا اُن کے جسم کچلے ہوئے ہیں - میجر لین رپورٹ کرتے ہیں کہ صرف ایک شخص جو دھرمسالہ کے سول اسٹیشن میں مجروح ہوا تھا وہ مرگیا اور اُسکا جسم بوجہ کپڑوں میں آگ لگ جانے کے بہت سخت جلگیا تھا - اور اس کا باعث یہ تھا کہ وہ زلزلہ آنے کے وقت آگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا - میجر لین کے پاس ایک اور مجروح بھی ہے جس کی کمر کی ہڈی میں سخت چوٹ آئی ہے غالباً وہ بھی مرجائیگا - باقی لوگوں کو آرام ہو رہا ہے پھر بھی اگر اس تعداد کا اُس خوفناک حالت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے جو گورکھوں پر گزری ہے تو یہ تعداد نہایت قابل غور اور پُرمعنی نظر آئے گی کیونکہ بعض موضع والوں کے حالات مبالغہ کے ساتھ اور بعضوں کے کمی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں موضع دُھیلا جو یہاں سے قریب ہی واقع ہے وہاں تین سو پچاس آدمی کی موت بیان کی گئی تھی - حالانکہ باحتیاط تحقیقات کرنے سے صرف سات آدمیوں کا ضائع ہونا ثابت ہوا اور علاوہ اس کے اٹھائیس آدمی اور بھی مرے جو قلعہ کے اندر تھے - اور وہاں کل بتیس آدمی راجہ اور کسکے

خاندان والوں کو ملا کر تھے۔ جن میں سے صرف چار شخص بچے باقی دب کر مر گئے۔ ایک اور موضع میں جو یہاں سے نزدیک ہے آٹھ سَو پچاس باشندے تھے بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے ایک سو چار مرے اور چونسٹھ خفیف زخمی ہوئے۔ اِس موضع میں سات سَو اناسی مویشی تھے جن میں سے ایکسو بیس مرے اور اُنیس مجروح ہوئے۔ اِس امر کے ظاہر کرنے کی غرض سے کہ ۴ ماہ حال کو کانگڑہ میں کسی قسم کی تشویش لاحق تھی۔ اِس بات کا بیان کرنا لازم ہے کہ مُنصف اِس مقام سے بھاگ گیا اور اپنے گھر کو بطور ایک ملبہ کے تودہ کے چھوڑ گیا۔ جس کے بعد لوگوں نے اُس کی بیوی اور دو بچوں کو ملبہ کھود کر زندہ نکالا۔ جس وقت اُسے یہ خوشخبری بھیجی گئی تو وہ بہت فاصلہ پر تھا اور اُسے کسی کے زندہ نکل سکنے کی مطلقاً آس نہیں رہ گئی تھی۔ گدیوں کی جماعت نے کانگڑہ میں بہت عُمدہ کام کیا اُنہوں نے لوگوں کو اُسی طرح ملبہ کھود کھود کر نکالا جس طرح دھرمسالہ کے پٹھان باشندوں نے وہاں مدد دی تھی۔ اِس بات کا صریح ثبوت بہم پہنچگیا ہے کہ اگر عوام خوف سے سراسیمہ ہو کر بھاگ نہ جاتے تو ہرگز اتنی جانیں تلف نہوتیں جتنی اب ہوئی ہیں۔ لیکن زلزلہ کی مُصیبت زا حالت کا صدمہ ایسا تھا جس نے لوگوں کو دھمکایا کہ کہیں اِس سے بڑھکر کوئی اور بلا نہ آجائے۔ اِس لئے اُن کا بھاگنا ایک طبعی امر تھا۔

وادی کلو کی نسبت اطلاعات وغیرہ

۴ تاریخ کی شب کو باجورہ تک تار برقی کا سلسلہ قایم ہوگیا جو کلو کی وادی میں ہے۔ پوسٹ ماسٹر رپورٹ کرتا ہے کہ تمام مکانات اور جملہ سرکاری عمارتیں گر گئی ہیں۔ پینتیس۳۵ دیسی آدمی ضائع ہوئے یورپین سب محفوظ ہیں۔ راستے سب بند ہیں۔ اور ۴ ماہ حال سے اب تک شملہ سے کوئی ڈاک نہیں آئی۔ مسٹر اینڈرسن کمشنر جن کا ہیڈ کوارٹر شاہ پور میں ہے اُنہوں نے کرنیل رینک کو ایک تار بھیجا جو کہ باجورہ میں رہتے ہیں اور وادی کلو کی عام حالت دریافت کی۔ مسٹر کالورٹ اسسٹنٹ کمشنر جو زلزلہ آنے کے وقت رامپور میں تھے اُنہوں نے مسموعی خبروں کی رپورٹ کی جس سے ظاہر ہوا کہ وادی کلو میں جانوں کا نقصان بہت کم ہوا۔ وہ اب جوالکر ڈھی گھاٹی کی راہ سے وادی کو جا رہے ہیں۔

ڈاک کا انتظام

دھرمسالہ کو خیموں کی اور ایک تعداد پہنچی ہے مسٹر بکنن متعلقہ محکمۂ پوسٹ آفس نے دھرمسالہ سے تانگہ کی آمد و رفت جاری کی تھی اور کانگڑہ سے بھی آمد و رفت قایم ہوگئی تھی۔ کانگڑہ کی سڑک جو شکست ہوگئی تھی اُس کی کسی قدر مرمت ہوگئی ہے مگر امید کی جاتی ہے کہ چند روز میں پالم پور ہو کر تانگے بخوبی جا سکیں گے۔ اور اگرچہ اب بھی تانگے چلتے رہتے ہیں۔ لیکن جن مقامات پر سڑک خراب ہے وہاں کچھ دُور تک اُنہیں ہاتھوں سے دھکیلنا پڑتا ہے۔ ڈاک کا انتظام بہت اچھا ہے۔ مسٹر بکنن

نے کلو کی جانب سڑک کے ناکارہ ہونے سے ہرکاروں کے ذریعہ روانگی ڈاک کا بندوبست کیا تھا۔ چونتیس پائنیر پلٹن کی ایک اور دوہری کمپنی پٹھان کوٹ سے یہاں آرہی تھی۔ کرنل باری ڈیل یہاں تھے۔ اور چھ کمپنیاں اُن کے زیر حکم تھیں جن کو ضرورت کے موقعوں پر بھیجینگے۔ مگر اب محکمۂ تعمیرات کو پختہ کام آرام کے لیئے شروع کرنا چاہیئے۔ کانگڑہ اور ھوشیارپور کی سڑک قبل بارش کے درست کرنے کے لیئے کثیر تعداد کے مزدور کام میں تھے گو پائنیر پلٹن کے سپاہیوں کو بمقام کانگڑہ ملبہ کھود کر لاشوں اور آدمیوں کے نکالنے میں سخت محنت برداشت کرنی پڑی مگر اُنہوں نے اس کو بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور باوجود اس کے کہ دبے ہوئے آدمیوں کی لاشوں اور مویشیوں سے جو مرنے کے بعد ہی سڑنے بھی لگیں تھیں سخت بدبو آرہی تھی لیکن وہ لوگ کام سے نہیں ہٹے۔ جو لوگ اِس طرح پر زندہ بچ گئے ہیں وہ اُس امداد کے بیحد ممنون و مشکور ہیں جو اُن لوگوں نے پہنچائی تھی۔ پائنیر پلٹن کے سپاہی کانگڑہ کے اُس طرف پانی کی نالیوں کو صاف کررہے تھے جو پہاڑوں کے پھسلکر گرنے سے بند ہوگئی تھیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو زراعت کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا کیونکہ آبپاشی کے راجبوں کو بھی نقصان پہنچا ہے اور محکمۂ تعمیرات کو بلا کسی تاخیر کے اُن کی درستی لازم ہے۔ کانگڑہ کا زلزلہ دہرمسالہ کے زلزلہ سے بہت سخت تھا +

بیرونی واقعات

۱۲ اپریل کو شاہ پور سے دہرم سالہ تک گشت کرنے سے بخوبی معلوم ہوا کہ زلزلہ نے وادی میں مزارع اور مکانات کیسے تباہ و برباد کردیے ہیں۔ یہ پہاڑوں کے نقصان کے علاوہ ہے جہاں زلزلہ پہلے ہی محسوس ہوا تھا۔ جب مکانوں کے پاس سے گزر ہوا تو وہاں فقط اینٹوں کے ڈھیر اور پتھروں کی چٹانیں اور ٹوٹی ہوئی کڑیاں ملبہ سے کچھ باہر نکلی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اور اکثر دیواریں مکان کے اندر ہی کی جانب گری تھیں۔ اور بعض دیواریں باہر کی طرف آرہی تھیں۔ ان کے گرنے کا کوئی خاص رُخ نہ تھا جن مقامات پر یہ مکانات تھے وہاں ملبہ کے ڈھیر نظر آرہے تھے اور جابجا سنگی چھتیں ٹوٹی ہوئی پڑی تھیں۔ سڑک بھی جابجا سے شق ہوگئی تھی اور پتھر کے پہاڑ گر پڑے تھے۔ اور جابجا زمین کے کھسکنے سے سڑک تنگ ہوگئی تھی مگر بازار کوتوالی سے تیشبی دہرمسالہ تک یعنی دو میل تک صحیح و سالم رہے تھے۔ لیکن ایک سنگین پل اِس مقام پر گر گیا۔ اور تمام اینٹ پتھر دریا میں گر پڑے تھے۔ گو وہ دریا بہت ہی چوڑا تھا مگر بہت ہی تیز دھار تھی۔

پل کے نیچے ایک گھماؤدار آراستہ بنایا گیا ہے جس سے اونٹ خچر اور یکے جا سکتے ہیں۔ اگر لمبے اور بڑے پل ٹوٹ جاتے تو دھرمسالہ سے آمدورفت غیر ممکن ہو جاتی۔ فقط قلیوں کے سہارے سے آنا جانا ہوتا۔ سڑک کے کنارہ کنارہ بازار مزعوں میں لوگوں نے ملبہ کھود کر اپنا غلّہ نکال لیا اور مستعار رہنے کی جگہہ بھی بنالی تھی۔ اور بعض اشخاص اپنے مکانوں کی دیواریں بھی بنا رہے تھے۔ اور دھنیاں کھینچ کھینچ کر نکال رہے تھے۔ جہاں کہیں دیواریں اور کوٹھڑیاں باقی رہ گئیں اُن میں اُنہوں نے پناہ لی اور رہنا اختیار کیا اور جہاں دیواریں تو گر گئی ہیں مگر بلیاں و کھمّے موجود ہیں۔ وہاں اُن کے نیچے لوگ رہتے ہیں۔ اور جہاں اُنکو پھوس ممکن ہوا وہاں چھوٹے چھوٹے چھپر ڈال لئے اور جھونپڑے بنا لئے گئے ہیں۔ ۱۲ اپریل کو خوب دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ موضع والے بیٹھنے کے لئے سایہ کی دوڑ دھوپ اور فکر میں تھے۔ کیونکہ فصل خراب تھی جیسا کہ اُس روز ابر کا ایک طوفان آیا۔ گو بظاہر تو توقع تھی کہ بہت ہی کم ایسے طوفان آئیں۔ لیکن اگر بکثرت آگئے تو بڑی تکلیف ہوگی گو سڑک پر کے نقصانات کے علامات بے معنی نہ تھیں مگر یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ خود دہرمسالہ میں بھی ایسی ہی غضب کی حالت ہوئی تھی۔ کوتوالی بازار ایک تنگ شاخ پہاڑی پر تھا اور جیلخانہ اور پولیس لین اُس سے کچھ بلندی پر بھی وہاں کے مکانات گر گئے اور چند ہی لمحہ میں زلزلہ سے بالکل ہی مسمار ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب زلزلہ کی اول حرکت محسوس ہوئی تو یہ مکانات اُچھل کر نیچے کی طرف کھسکے اور دوسری حرکت کے وقت بالکل گر پڑے۔ خیال ہے کہ پہاڑ کی بلندی سے شہر کانگڑہ کی طرف جو پہلا زلزلہ آیا تو راستہ میں کسی قوی پہاڑ نے اُسے روکا۔ پس وہ اُسے ٹکرا کر پھرا۔ اِس دہرے زلزلہ کی اِس سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ کانگڑہ میں کچھ مکانوں کی صورت ایسی ہو گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرا کر گھماؤ دئے گئے ہیں اور زلزلہ کا دو طرف سے زور ہوا ہے مگر جب تک علم جمادات کے ماہر اِس کل رقبہ کو نہ دیکھیں اُس وقت تک اِس خیال کی تصدیق و توثیق نہیں ہو سکتی۔ غرضکہ مآل کار بہت ہی خطرناک تھا۔ اگر کوتوالی بازار کے گرد کے مکانات دیکھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ شاید مکانات چند گز تک کھسک کر گرے ہیں اول حرکت سے تو مکانوں کی بنیاد ہل گئی اور دوسری حرکت میں وہ بالکل ملبہ ہو گئے اور اُن کے رہنے والے اُنہیں دب گئے۔ مستحکم سنگی جیلخانہ اور پولیس لین اِس زور سے ہل گئی ہے کہ جیسے کاغذ کی کوئی شے بے بساط ہوتی ہے۔ پتھر کی دیواریں اندر کے رُخ گر کر پارہ پارہ ہو گئیں اور چھتیں بھی ٹکڑے ہو گئیں اِن دونوں مقاموں پر چالیس آدمی اور بازار کوتوالی میں دو سو ساٹھ آدمی ہلاک ہوئے اور شاخ

پہاڑی کے نشیبی جانب ڈاک بنگلہ اور کچھ یورپینوں کے مکانات گر گئے مگر تعجب ہے کہ ڈاک بنگلہ کے تحت اور نشیبی شاخ پہاڑ میں دس بارہ ہندوستانی مکانوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچا۔ مکلوڈ گنج میں جو بازار کوتوالی سے ایک ہزار گز ہے زلزلہ کا اثر ہوا اور خزانہ کا مکان اور ضلع کا دفتر اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کا دفتر اور سشن کا مکان اور یورپینوں کے پرائیویٹ مکانات بالکل گر گئے اور سوٹنرز ہوٹل اور سوٹنرز کا سنل جو قریب تھے اور پوسٹ آفس اور پہاڑ کی جانب کے پرائیویٹ مکانوں کی بھی یہی حالت ہے اور فرامجی کی چہل سالہ دُکان بھی گر گئی اور مکلوڈ گنج میں اسّی آدمی مرے اور اس سے بلند مقام پر جو گرجا گھر ہے اُس کی فقط دو دیواریں گر گئیں اور گرجا گھر کے احاطے میں لارڈ الجن کی یادگار کو بہت ضرر پہنچا کہ اُس کا پون حصہ گر گیا لیکن جس سنگی تختی پر لارڈ موصوف کا نام لکھا ہوا ہے گو اُس میں دراڑ آ گئی ہے مگر ابھی تک لگی ہوئی ہے اور اُس کے قریب سنگِ مزار اور یادگار صلیب کو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ اور اگر وادی میں مکلوڈ گنج سے کیمپ کی جانب نظر کی جائے تو دو منزلہ بارکیں بالکل مسمار پڑی ہیں۔ جن میں سو گورکھوں سے زیادہ ہلاک ہوئے ہیں اور مسکوٹ اور پرائیویٹ مکانات بھی مسمار ہو گئے ہیں۔ غرضکہ ان قیامت خیز زلزلات نے ایک عالم کو متوحش کر دیا ہے ✣

چند روز ہوئے زلزلہ کے کشتوں کی جو سرکاری فہرست شائع ہوئی ہے اُس میں اب کوئی اور نیا نام لکھا نہیں ہے۔ ضرر رسیدوں کو ہر طرح کی ڈاکٹری مدد دی جا رہی ہے اور جن لوگوں کو بہت ضرر پہنچا تھا اُن کی بھی حالت اچھی ہے مگر ابھی اُنہیں حس و حرکت کرانا غیر ممکن ہے کیونکہ یا تو اُن کی کمر کی ہڈی کو ضرر پہنچا یا ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔

یورپین کیمپ کی بربادی کا فوٹو اور میجر کلے و گورکھا سپاہیوں کی مردانہ امداد

کیمپ دھرم سالہ کی بستی بہ نسبت سول اسٹیشن کے بلند مقام پر ہے۔ گاڑی کی سڑک کوتوالی بازار سے ہو کر گئی ہے اور چوراہہ پر بھی بہت سے مکانات واقع ہیں جو سب گر گئے ہیں۔ مکانوں کے اندر جو لوگ دبے پڑے تھے وہ سب نکال کر دفن کر دیے گئے۔ یا جلا دیے گئے۔ اب یہاں تعفن کا نام نہیں۔ دھرم سالہ کی بابت بھی عموماً یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ گو وہاں مویشیان اب تک ملبہ میں یا

اُلمنہ بن کے اندر دبی پڑی تھیں - اور تعفن آتی تھی - اِس مقام کے حوالی میں یہ بات کم تھی - لیکن گرد و نواح کے موضعوں میں عرصہ تک آدمی اور مویشیان ملبہ کے اندر دبے پڑے رہے - اکثر سڑکوں پر دراریں نظر آتی ہیں - مگر وہ زیادہ گہری نہ تھیں - اور مختلف مقامات سے پہاڑ کے کھسک جانے کی جو خبر اُڑی تھی وہ غلط ہے - یہ دراریں ویسی ہی ہیں جیسی شدت کی بارش کے بعد سڑکوں پر پڑ جاتی ہیں - سڑک پر آڑی دراڑیں بہت کم ہیں - بعض بعض مقاموں پر سڑک اپنی اصلی مقام سے پھیل گئی ہے اور کہیں کہیں پہاڑوں کی چٹانیں بھی گر گئی تھیں - سول اسٹیشن پالم پور میں پہاڑ بہت نہیں کھسکا ہے - اور نہ اُس کے کھسک جانے کی دھمکی ہے - اور شملہ میں روزمرہ کی بارش کے نسبت اکثر یہاں کی موجودہ خرابیوں سے بڑھ کر خرابیاں دیکھی ہیں - بازار کے مکانات بالکل گر گئے تھے اور لین پر نہایت سخت زلزلہ آیا تھا - درخت کوئی جڑ سے نہیں اُکھڑا ہے - اور پانی نکلنے کی پختہ نالی بھی صحیح و سالم ہے - کمپو کے راستہ پر جو کاٹھ کے پُل تھے وہ صحیح و سالم ہیں مگر لدی ہوئی گاڑیوں کا چلنا مشکل ہے مرمت بآسانی ہو جائیگی - کیونکہ نشیبی جانب کے پُشتے کسی قدر گر گئے ہیں - پہاڑ کی جو چٹانیں گاڑی کی سڑکوں پر گری تھیں وہ کافی مزدوروں کی بہم رسی پر لُڑھکا کر علیحدہ کر دی گئیں - تیسرے میل پر ساٹھ گز لمبا پہاڑ پھسل گیا ہے جس سے صرف سڑک کا بیرونی حصہ مخدوش ہو گیا تھا - مگر خچروں اور ریکشوں کے گذر سکنے کی کافی جگہہ باقی تھی - اِس سڑک نے زلزلہ کے صدمہ کو خوب برداشت کیا گاڑی کی سڑک کی چڑھائی اُس شاخ پہاڑی پر جو گرجا گھر کے نیچے ہے بہت آسان ہے - بائیں جانب مسٹر یولنگ کا مکان گرا ہوا نظر آتا ہے اور اُس سے بلند درختوں میں چھپا ہوا سوٹنڈو کا سٹل ہے جہاں پر مکان کے گرنے سے مسٹر لی وائی اور مسٹر ینگ کُچلکر مر گئے تھے - یہ مکان بھی بالکل گر گیا ہے - جس وقت شاخ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچتے ہیں تو اُس آفت کی سخت غضبناک علامتیں دکھائی دیتی ہیں جو گورکھوں کو پیش آئی تھیں جو لینیں چھوٹے میدان پریڈ سے شروع ہوئی تھیں وہ مُنہدم ہو گئیں اور دوسرے سپاہیوں کی لینیں بھی گر گئیں - مدد اسپتال جو اس مقام پر تھے باوجود سخت متضرر ہونے کے ہنوز قایم ہیں - اس کے قریب ساتویں گورکھا پلٹن کا کوارٹر گارد ہے - یہ نہایت مضبوط پتھروں کا بنا ہوا گنبدوار مکان تھا اُس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا - اور اسی طرح میگزین کا مکان بھی تھا جو اب تک قایم ہے - اِس شاخ پہاڑی پر اسپتال کے نیچے یورپین سپاہیوں کی دو منزلہ بارکیں بھی تھیں اور عمدہ دو منزلہ مستحکم بنا ہوا مسکوٹ کا مکان تھا - اور اُس کے نیچے کسی قدر فاصلہ پر میجر بیٹی کا مکان تھا - میجر کلے کا گھر ایک

نشیبی حصہ پر تھا جو سول اسٹیشن کی جانب گیا ہے اور اس نشیب کی دوسری جانب افسروں کے مکانات تھے جہاں پر اول گورکھا پلٹن کے سپاہی رہتے تھے کپتان اسٹنیلی کلے جو دب کر مر گئے وہ ایک ایسے مکان میں رہتے تھے جو میدان پریڈ کے اس جانب ایک میل سے زائد فاصلہ پر تھا پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیمپ ایک وسیع رقبہ میں واقع تھا۔ لین کے برابر ہندوستانی افسروں کے گھر تھے۔ کیمپ کے نقشہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام عمارتیں ایک ایسی شاخ پہاڑی پر واقع تھیں جو شمال شرق اور جنوب مغرب کو تھیں اور یہ مکانات ترشے ہوئے پتھروں سے جو کہ پختہ مصالح میں جمائے گئے تھے بنے تھے۔ اُن میں لٹھوں کے مجوسے لگے تھے جن پر کڑیاں رکھی ہوئی تھیں اور چھت پتھروں کی پٹیوں سے چھپے ہوئے تھے اِسلیے یہ نہایت مضبوط مکان تھے مگر یہ اس طرح آگے کی جانب گرے تھے جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی سخت طوفان نے ان کو برباد کر ڈالا ہے۔ چھت کے بوجھ سے اس کے اندر جو کچھ سامان تھا وہ بالکل دب کر چُور چُور ہو گیا تھا۔

۴ر اپریل کے واقعہ کی تفصیل بیان کرنے سے قبل اُن گرے پڑے مکانات کی موجودہ حالت وصورت کو بہ تشریح بیان کرنا چاہتا ہوں یورپین بارکوں پر خاص طور سے زیادہ خیال رجوع کیا جاتا ہے کیونکہ یہیں پر زیادہ جانیں ضائع ہوئی ہیں اور اگر یہ بارکیں نہ ہوتیں تو ساتویں گورکھا پلٹن کے لوگ بھی اول گورکھا پلٹن کی طرح کم مرتے۔ بہت سی برسیں ہوئیں کہ یہ بارکیں دو یورپین کمپنیوں کے رہنے کے لئے تعمیر ہوئیں تھیں اور ان کی دو تقسیم تھیں جن کے مابین صرف چند گزوں کا فاصلہ تھا۔ اور یہ دو منزلہ تھیں نیچے کی منزل میں بڑے بڑے اور اوپر کی منزل میں چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ اور برآمدہ کے کمرہ بھی تھے۔ تاکہ لوگ اُن میں سوئیں۔ ہر ایک بارک میں گورکھوں کی دو کمپنیاں رہ سکتی تھیں اور اُن کی پوری تعداد ہوتی تو چار سو آدمی ہوتی۔ دیواروں کے آثار بہت چوڑے تھے۔ اور تمام اس عمارت میں بڑی بڑی سنگی چٹانیں مضبوطی کے ساتھ چُونے میں جمائی گئی تھیں۔ بعض بعض چٹانیں یعنی بڑے بڑے پتھر جو دو فٹ چوری اور دو یا تین انچ دبیز تھیں۔ وہ بھی مضبوطی کے ساتھ چونے میں جمائی گئیں تھیں۔ اِن بارکوں کی تعمیر کے وقت اُن کی مضبوطی کا بہت

بڑا خیال رکھا گیا تھا۔ اِس لئے وہ اِس قدر مستحکم تھیں کہ اگر زلزلہ نہ آیا ہوتا تو لاانتہا وقت تک ان کے قایم رہنے کی امید تھی۔ مگر قدرتِ خدا میں کسی کا چارہ نہیں یہ بارکیں ہوا کی طرح اُڑ گئیں۔ اِن بارکوں میں لکڑی کا کام بھی نہایت مضبوط کیا گیا تھا۔ بعض بعض دیواریں اِس وقت تک قایم ہیں لیکن مخدوش حالت میں اور شق ہوگئی ہیں۔ اگر خفیف زلزلہ بھی آگیا تو گر جائیں گی۔ اِن بارکوں کا $\frac{9}{10}$ صرف ایک تودہ بنکر رہ گیا ہے جس کو کھود کھود کر سپاہیوں نے ملبہ کے اندر سے مُردے اور زخمی نکالے۔ اور اُنھوں نے یہ کام بڑی محنت و مشقت سے انجام دیا۔ کیونکہ انہیں ہزار ہا ٹن ملبہ ہٹانا پڑا۔ اور ان دیواروں کے گرانے کا کام سفر مینا اور پائنیر پلٹنوں کے سپاہیوں پر موقوف رکھا گیا تھا۔ کیونکہ وہ تمام خوفناک دیواریں گرانی پڑیں گے اِن بارکوں کے گرنے سے ایسا سبق حاصل ہوا ہے۔ جس کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہی ہمالیہ کے تمام اُن مقامات کے لئے موزوں ہیں جہاں مضبوط پتھروں کی بارکیں۔ مکانات یا دفاتر بنائے جاتے ہیں۔ آیندہ اِس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ اِن مقامات پر جو عمارتیں بنیں اُن میں ہلکی ہلکی چیزوں کا استعمال ہو۔

مسکوٹ کا مکان جو کہ ایک مستحکم عمارت تھی۔ ویسا ہی تباہ ہو گیا جس طرح یورپین بارکیں اِس مکان کی دیواریں بنیاد تک شق ہوگئیں تھیں۔ صرف ایک دیوار باقی ہے جس پر انشا کھیلنے کی میز آویزاں تھی۔ دیوار کے بڑے بڑے ٹکڑے جو چونہ میں پچ کئے ہوئے تھے تلے اوپر لدے ہوئے ہیں اور کھنڈرات کا ڈھیر بنے ہوئے ہیں۔ ضرورت تھی کہ یہ پورا مکان کھود ڈالا جائے وہیں شراب رکھنے کا گودام جو ایک چھوٹا سا گمبد دار کمرہ اور مسکوٹ کے مکان سے علیحدہ تھا وہ قایم ہے۔ لیکن اُس کے اوپر جو کمرہ بنا تھا۔ وہ گر گیا اُس گودام اور میگزین اور کوارٹر گارڈ کے مکانات نے ثابت کر دیا۔ کہ گمبد دار چھت زلزلہ کے صدمہ کو خوب برداشت کر سکتی ہے۔ افسروں کے تمام مکانات بجز میجر کلے کے رہایشی مکان کے ضائع ہوگئے۔ اور یہ مکانات سول اسٹیشن کی عمدہ عمارتوں کی طرح ایک چشم زدن میں منہدم ہوکر اینٹ و چونہ کے ڈھیر بن گئے۔ میجر کلے کے بنگلہ کی ایک دیوار میں سخت دراریں پڑگئی تھیں۔ ایک آتش خانہ مع دیوار کے اندر کی جانب گرا تھا۔ دوسرے کمرے رہنے کے قابل ہیں۔ لیکن تمام عمارت کو ایسی جنبش ہوئی ہے کہ اُس میں رہنا نہایت مخدوش ہے۔ اور جو نقصان سپاہیوں کی بین کو پہنچا۔ اُس کا ذکر تو ہو چکا کہ ان میں سے کوئی بھی قابلِ سکونت نہیں ہے۔ قصہ کوتاہ اس وقت کیمپ کے تمام لوگ خیموں میں رہتے تھے

اور ہسپتالوں کا بھی کام خیموں کے اندر ہی ہوتا تھا۔ صرف کوارٹر گارڈ ہی کا ایک مکان تھا جس میں لوگ دکھائی دیتے تھے۔ یہ تمام مقام زلزلہ سے ایسا تباہ ہوا کہ ہر طرف بجز آثار بربادی کے اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ جن مقامات پر مکانات تھے۔ وہاں ملبہ کا ڈھیر ہے۔ ابتدائیہاں کی عمارتیں نہایت خوش نما مقامات میں بنائی گئیں تھیں۔ یہاں بہت سے درخت بھی ہیں اور شمالی جانب دھولا گری پہاڑ کی چوٹی ہے۔ اور اس کے اُدھر برفانی پہاڑ ہیں جو کہ سولہ ہزار فٹ ۱۶۰۰۰ یا اس سے زیادہ سطح سمندر سے بلند ہوں گے۔ اِس سے آگے بڑھ کر کانگڑہ کی دل فریب وادی ہے۔ مگر اب ہماری دانست میں ہر طرف تباہی پھیل گئی تھی۔ میلہا میل تک ہر جانب ویران مکانات نظر آتے ہیں جن کو دیکھ دیکھ کر ایک حیرت ناک عبرت پیدا ہوتی ہے۔ خدا ایسے منظر نہ دکھائے۔

یہ بیان کرتے وقت کہ فی الواقع یہ کیسی آفت تھی۔ ان لوگوں کے تجربوں پر غور کرنا لازم ہے جو اس طوفان کی ستیز اور زد سے بچ رہے۔ مکانات جو گر گئے ہیں ان کے نیچے دبنے والے لوگ اکثر تو مر گئے اور جو زندہ رہے وہ زخمی تھے جو کھود کر نکالے گئے۔ اس کے علاوہ اب اس غضب ناک واقعہ کا مزید بیان فضول ہے۔ کیونکہ بہت کچھ تحریر ہو چکا ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ کیسے کیسے یورپین افسر اور اُن کے ماتحت اور متعلقین مع باشندگان سول اسٹیشن کے ضائع ہوئے۔ اور اس بات کا بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ۱۹۰۵ء میں زلزلہ آیا تھا اس وقت ساتویں گورکھا پلٹن آسام میں تھی۔ لہٰذا کچھ یورپین افسروں اور گورکھوں کو تجربہ بھی تھا۔ **میجر کلے اور اُن کی میم صاحبہ** اور اُن کا بچہ صرف اِسی لیے محفوظ رہا کہ اُن کا مکان کل نہیں گرا تھا۔ بلکہ کسی قدر گرا تھا اول اول جس وقت زلزلہ محسوس ہوا تو یہ دونوں چھوٹے کمرہ کی طرف بھاگے جس میں اُن کا بیٹا سو رہا تھا۔ میجر کلے نے اُس لڑکے کو جو کمرے کے گوشہ میں ایک پلنگ پر سو رہا تھا۔ فوراً گود میں اُٹھا لیا۔ اور جیسے ہی وہ زینہ سے نیچے اُترنے کے لئے مُڑے تھے۔ دوسرا زلزلہ آیا۔ اور آتش خانہ مع ملبہ کے گرا جس کی وجہ سے تمام کمرہ میں غبار چھا گیا۔ خود میجر کلے پر کسی قدر ملبہ گرا تھا مگر خیریت یہ ہوئی کہ بھاری بھاری پتھریلی چٹانیں کمرہ کے دوسرے حصہ میں گریں۔ میجر موصوف بیہوش پڑے رہے اور مسنز کلے بوجہ غبار کے اُن کی بیہوشی کا حال محسوس نہیں کر سکیں بلکہ وہ بھاگ کر گھر سے باہر نکل گئیں۔ انہیں امید تھی کہ اُن کا شوہر اور بچہ دوسرے دروازہ

سے باہر نکل گیا ہوگا۔ اتنے میں ایک اردلی اور نوکر نے صاحب کو کمرہ کے اندر دیکھے ہوئے معلوم کیا۔ اور وہ بہادری کر کے کمرہ میں آئے اور ملبہ کھود کر صاحب کو نکال لیا جن کے سر اور سینہ میں بھاری پتھروں کے گرنے سے سخت چوٹ آئی تھی۔ لیکن بچہ بالکل محفوظ تھا۔ ہوش میں آتے ہی اُنہوں نے باوجود سخت زخمی ہونے کے کام شروع کر دیا۔ اور دُوسرے مقامات کا حال دریافت کرنے لگے۔ آنہوں نے اور دوسرے یورپین افسروں نے لوگوں کو بچانے اور ملبہ سے نکالنے میں جو محنت و مشقت کی اُس کا ذکر بعد میں ہوگا۔ مگر ایک دوسرے افسر کو جو تجربہ ہوا۔ وہ ضرور قابلِ بیان ہے ؂

کپتان اسٹیز فیلڈ مع کپتان سکراف لفٹنٹ جانسن کے لفٹنٹ ڈیونسن کے بنگلے میں رہتے تھے۔ اُن کو زلزلہ محسوس ہوا۔ اور فوراً اُنہوں نے لوگوں کو گھر سے نکل جانے کے لئے آواز دی۔ کیونکہ وہ آسام میں اس کا تجربہ کر چکے تھے۔ افسوس وہ مُنہ کے بل گرے اور اُن کے گرنے کے بعد مکان بھی اُن پر گر گیا۔ اور وہ ملبہ کے نیچے دب گئے۔ کپتان مسکراف تو وہیں مر گئے اور لفٹنٹ جانسن ملبہ کھود کر نکالے گئے جن کے چہرے۔ سر اور پاؤں میں سخت زخم آئے تھے۔ لفٹنٹ ایونسن کے کوئی ضرب نہیں آئی تھی۔ کپتان اسٹینز فیلڈ کو اور میجر کلے کو جو تجربات ہوئے۔ اُن سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے ایک خفیف جنبش ہوئی تھی جس کے بعد دو مرتبہ سخت زلزلہ آیا۔ ہم کو خوب معلوم ہے کہ کیمپ کے دوسرے مقام پر کونل رابنسن سخت مجروح ہوئے تھے اور اُن کی بی بی اور دو بیٹیاں دب کر مر گئیں تھیں مسز ہولڈ رنس بھی دب کر مریں۔ اور لفٹنٹ ہولڈ رنس سخت مجروح ہوئے میجر بیٹی کے دو بچے اور مسز بیٹی اور اُنکی دو توسیں اور مسز کوپر اور مسز ڈینس بھی دب کر مریں۔ مسز وچ مین اور ایک بچہ بھی دب کر مرا مسٹر وچ مین جو اول گورکھا پلٹن کے بینڈ ماسٹر ہیں وہ سخت مجروح ہوئے۔ کپتان وال کے عقب کے حصّہ سر میں کاری چوٹ لگی اور کھوپری پھٹ گئی مس ہال جو مسز وال کی نرس تھی وہ بھی سخت مجروح ہوئی۔ کپتان اسٹینلی کلے دب کر مرے۔ مگر اُن کی بی بی خفیف مجروح ہوئی۔ اور یہی صورت میجر بیچ کو پیش آئی لفٹنٹ ڈف کے چہرہ پر ایک خفیف زخم آیا۔ جو لوگ مجروح نہیں ہوئے وہ حسب ذیل ہیں میجر بیچ۔ کپتان اسٹینز فیلڈ۔ لفٹنٹ ایونس۔ لفٹنٹ ہاٹ ویل۔ میجر بیچ مسز سی۔ ایس۔ کلے۔ اور بچہ۔ اور ایک بچہ میجر بیٹی کا اور دو بچے کپتان وال کے

اور ہندوستانی افسروں میں جمعدار گوریا پن ساتویں گورکھا پلٹن کے دب کر مرے۔ اور صوبے دار میجر کرن بیاپا اور صوبہ دار اندھوج رائے اور صوبہ دار دھن بیر تھپا یہ لوگ سخت مجروح ہوئے۔ اِن سب کا تعلق ساتویں گورکھا پلٹن سے تھا۔ یہ بھی ظاہر کرنا مناسب ہے کہ لفٹننٹ کرنل کولی کمانیر ساتویں گورکھا پلٹن جو ۴۔ تاریخ کی شام کو رخصت سے واپس آئے تھے۔ اور مسز کولی کچھ دنوں بعد آئی تھیں۔ اِس لئے وہ زلزلہ کی آفت سے بچ گئی تھیں۔ حُسن اتفاق سے بہت سے سپاہی چوراہہ پر جو چار میل کے فاصلہ پر تھا چاندماری کر رہے تھے۔ جہاں پر کپتان دیک مع چوراسی گردآور سپاہیوں کے موجود تھے۔ اور ساتویں گورکھا پلٹن کے عیال واطفال وغیرہ لوگ بھی وہیں بھیجدیے گئے تھے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کیمپ میں اور بھی زیادہ جانوں کا نقصان ہوتا ❊

میجر کلے کی بہادرانہ بہادری

اب لوگوں کے ملبہ سے نکالے جانے کا بیان لازم ہے۔ پہلے یورپین بارکوں کا حال بیان کیا جاتا ہے اور یہ کام وہی کام ہے جس کا کرنا نہایت ہی ضروری تھا۔ جس وقت میجر کلے کے ہوش درست ہوئے تو وہ فوراً کوارٹر گارڈ کو گئے۔ جو اُن کے مکان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھا۔ وہاں کے سپاہی صف بستہ منتظر حکم تھے۔ سنتری پہرے پر تھا جس نے سلامی دی۔ کوئی علامت تشویش کی نہیں تھی اور وہ سب لوگ تیار تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کیسا عمدہ انتظام ہے جو ہندوستانی فوج کے سپاہیوں کو ہر کام کے انجام دینے پر مُستعد رکھتا ہے۔ تمام سپاہیوں کی حاضری کا بگل دیا گیا اور جو لوگ زخمی نہیں تھے وہ سب آکر جمع ہو گئے۔ اور صیح وسالم افسروں کے زیر نگرانی کام کرنے والوں کی متعدد جماعتیں تیار کی گئیں۔ اُن لوگوں میں میجر ہی ہیر بھی تھے۔ گو دو اسپتالی اسٹنٹوں میں سے ایک مجروح تھا۔ اور دوسرا جو اچھا خاصہ تھا وحشت کے عالم میں سراسیمہ ہو رہا تھا۔ تاہم دونوں نے کام کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ معلوم ہوتا تھا کہ یورپین بارک مُنہدم ہو گئی ہے۔ اِس لئے میجر کلے نے اپنے زخموں کی کوئی پروا نہیں کی اور وہ بہت تیزی کے ساتھ اُدھر چلے۔ وہاں جو کیفیت اُنہوں نے دیکھی وہ سخت ہولناک تھی۔ صرف چھ سات آدمی باہر پڑے تھے جن کی نسبت دو اڑھائی سو آدمیوں میں سے بچ رہنے کا خیال ہوا۔ چند دیواریں جھکی ہوئی تھیں اور لٹھوں اور کڑیوں کے گرنے کا

ہر لمحہ احتمال تھا۔ اِس پر بھی افسروں اور سپاہیوں نے کام شروع کیا۔ اور کہ جو کوشش اُنہوں نے کی اُس کا ثمرہ اچھا حاصل ہوا خیال ہے کہ سو آدمیوں سے زیادہ فوراً بارکوں کے اندر دب کر مر گئے۔ اور کچھ جو زندہ بچے تھے جلد جلد گھسیٹ کر باہر نکالے گئے۔ بہت سے مجروحین ایسے بھی تھے کہ اگر اُن کے بھائی بند گورکھے سپاہی محنت کر کے اُنہیں ملبہ کے اندر سے نہ نکال لیتے تو وہ لوگ بھی فنا ہو جاتے۔ ملبہ کے اندر سے کھود کر نکالے جانے والے لوگ دم کے گھٹنے سے بیہوشش تھے۔ مگر جب اُن کے حواس بجا ہوئے تو اُنہوں نے بھی کام کرنے والوں کا ہاتھ بٹایا۔ اور دوسرے لوگوں کو کھود کھود کر نکالنے لگے۔ اگرچہ ذراسی دھمک سے بھی دیواریں اور ملبہ گر رہا تھا لیکن لوگوں کو کوئی خوف نہیں تھا۔ اِس واقعہ سے بڑھ کر دلیری کا کوئی کام ہندوستان میں کبھی نہوا ہوگا اور نہ ایسی قوت اور جفاکشی کا اظہار کیا گیا ہوگا۔ اسی کارروائی کے سبب سے چند ہی گھنٹوں میں مُردے بھی نکال لئے گئے۔ اور زخمیوں کو امداد پہنچائی گئی۔ میجر ہی ہیلیر نے تنہا کام کیا۔ وہ سخت مجروحین کی مرہم پٹی کرتے تھے۔ اور دوسرے مجروحین کی جانب بھی اُنہوں نے خیال رجوع کیا۔ اسی طرح تمام رات اور تمام دن بلا آرام لینے کے اُنہوں نے برابر کام کیا۔

اِس اثنا میں جو لوگ چاند ماری کرنے گئے تھے وہ بھی واپس آئے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کے بچاؤ کا یہ عُمدہ طریقہ نکال دیا تھا کہ وہ چاند ماری پر چلی گئی تھی۔ بلکہ اُن کے اکثر بال بچے بھی اُن کے ہمراہ تھے اِس لئے وہ بال بال بچگئے۔ واپس آنے پر جب اُنہوں نے مکانوں کو دیکھا تو عجب قدرت کے رنگ تھے۔ کپتان ویک نے زلزلہ کی آمد دیکھ کر اپنے سپاہیوں کو عجلت کے ساتھ کپو کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اِس طرح اُنہوں نے بھی قیمتی امداد پہنچائی۔ اِس تازہ دم سپاہ نے کام سے تھکے ماندے اور بیمار لوگوں کی بدلی کی۔ اور جب تک تمام ملبہ نہیں ہٹا دیا گیا جس میں کئی گھنٹے صرف ہوئے متواتر محنت ہوتی رہی۔ فوتی کے نقشہ سے معلوم ہوا کہ لوگ کس غضب ناک طور پر ضائع ہوئے۔ اور جو بچے وہ کیسے زخمی ہیں۔ ایک بارک میں سے جس میں سے ایک سپاہیوں کی کمپنی پڑی سو رہی تھی۔ صرف چار آدمی ایسے بچے جو مجروح نہیں ہوئے تھے۔ پندرہ آدمی جو بینڈ باجہ والے اور سب نوعمر لڑکے تھے سب مر گئے۔

دو سپاہی بالائی منزل کی کھڑکی میں سے پھاندے تھے انہیں کوئی چوٹ نہیں آئی۔ یہ بارک بطور ایک ایسے چوہے دان کے تھی جس میں چوہے پچل کر مرتے ہیں۔ جس تیزی اور آمادگی کے ساتھ لوگ کھود کر نکالے گئے اگر وہ نہ ہوتے تو اور بھی بہت سی جانیں تلف ہوتیں۔ اِس بات کا یقین کیا جاتا ہے کہ زلزلہ آنے کے وقت بہت سے لوگ باہر نکل جانے کے لئے دروازوں کی طرف جھپٹے ہونگے جو زلزلہ کے صدمہ سے گر گئے۔ اور چھتوں یا دیواروں کے نیچے دب کر فنا ہو گئے کیونکہ ایک شخص بھی پلنگ پر پڑا یا کچلا ہوا نہیں پایا گیا۔ کیونکہ زلزلہ کا ایسا سخت دھکا تھا کہ جو شخص کھڑا تھا وہ گر گیا اور جو بیٹھا تھا وہ لڑھک گیا اور جو لوگ چارپائیوں پر سوتے تھے وہ ایک دم سے نیچے گرے۔ اُن پر ایک قسم کی قیامت خیز حالت طاری ہو گئی تھی۔ اس کو قضاؤ قدر نے اس قدر بھی فرصت نہ دی کہ وہ دروازہ سے باہر نکلیں بلکہ موت کے فرشتوں نے اس کو وہیں روک لیا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ جس اثنا میں یہاں لوگ کھود کر نکالے جا رہے تھے اُسی طریقہ پر دوسری جگہہ لین میں بھی کارروائی ہو رہی تھی۔ چھیالیس ۴۶ آدمی دوسری بٹالین اول گورکھا پلٹن کے ڈپو کے تھے جو سخت مجروح ہوئے تھے۔ ایک ہندوستانی افسر کی بیوی اور بچہ مرا تھا۔ یہ افسر مقام چھاری سے ۳ ماہ حال کو آیا تھا۔

اِس کام میں پانچ غیر مجروح افسر مع میجر کلے اور لفٹنٹ ڈف کے شریک تھے۔ اور اُن کو گورکھا افسروں نے مدد بھی پہنچائی تھی۔ مسز سی۔ ایس کلے اور مسز ایچ کلے اور مسز ہیج نے ہر طرح کی مدد مجروحین کی خدمت کرنے میں دی جن کو بہت کام کرنا پڑا تھا۔ کیونکہ کارآزمودہ نرسیں اُس وقت تک نہیں پہنچی تھیں او حقیقت یہ ہے کہ ان بیویوں نے اپنا کام بڑی خوبی سے انجام دیا۔ مسز اسٹینلے کلے نے جس خاموشی اور بہادری کے ساتھ کام انجام دیا وہ کبھی فراموش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسی حادثہ میں اُن کا شوہر بھی کچلکر مر چکا تھا۔ میجر ہی ہیر کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اب یہ بات بیان کرنی لازم ہے کہ ۴۔ تاریخ کی شب کو ایک ۱۷۰ سو ستر مجروح اُن کے پاس اُن خیموں کے اندر موجود تھے جو پریڈ پر نصب کئے گئے تھے جہاں انہوں نے اور اُن کے دو اسپتال اسسٹنٹوں نے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو بٹھایا اور سب کا علاج کیا۔ اب میجر ہی ہیر کی مدد کے لئے کپتان وال اور کپتان پلکنگٹن بھی موجود ہیں۔ زخمی لوگ اپنی تکلیفوں کو بہت

دلیری کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ پنجشنبہ کی رات کو ادلوں کا طوفان آیا اُس سے سخت اذیّت ہوئی۔ مگر اتوار اور اُس کے دوسرے دن مطلع کے صاف ہونے سے مجروحین کھلے میدان میں لائے جا سکے جہاں اسپتال کا پڑاؤ ہے اس کی صفائی کا خوب اہتمام رکھا جاتا ہے جس قدر مشکل جراحی عمل تھے وہ انجام پا چکے۔ بعض مجروحین جن کی زیست سے نا امیدی تھی اب آرام پا رہے ہیں سخت طور پر مجروح ہونے والے لوگ بھی اپنی تکلیفوں کی پروا نہیں کرتے اور ہلکی چوٹیں کھانے والے کام میں مدد دے رہے تھے۔ برآمدہ گارڈ کے کمرے میں رائیفل بندوقیں رکھی تھیں۔ جس وقت چھت گری سب کے کندے ٹوٹ گئے اور نالیں اینٹھ گئیں۔ یورپین بارکوں میں سے کافی خیمے سب لوگوں کی سکونت کے لئے بہم پہنچائے گئے تھے اسلئے کمس اور واٹر پروف تان تان کر جو عارضی مقامات تیار کئے گئے تھے وہ دور کر دئے گئے۔ گرے ہوئے مکانات اور بارکوں کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ کیا ان میں سے کوئی شخص بچا بھی ہوگا کیونکہ ان کی صورتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ یکبارگی مسمار ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ اگر مکان ہلکے بنے ہوتے اور چھتیں پتھر کے ٹکڑوں سے نہ چھائی گئی ہوتیں تو شاید وہ بچ جاتے۔ یا کم تباہ ہوتے۔ گورکھے کمپو میں تمام کارروائی کرنے کے بعد بھی کئی دنوں تک آرام نہیں لے سکے۔ سول اسٹیشن کے لئے مدد درکار تھی۔ اور اُنہوں نے بخوشی مدد دی۔ کام کرنے والے گروہ ملبہ ہٹا کر مُردوں اور زخمیوں کے نکالنے کے لئے قائم ہوئے۔ اور اِن لوگوں نے خوشی اور خوبی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی۔ افسروں نے بھی سپاہیوں کے ساتھ کام کیا جو باری باری سے ملبہ کھودنے میں شریک رہے۔ بعض مرتبہ ایسی سخت بو آتی تھی جس کا برداشت کرنا مشکل تھا۔ اِس لئے لوگوں کی بدلی جلد جلد ہوتی رہی۔ اور اِس محنت کے بعد یہ لوگ گھنٹوں تک تھک کر شل پڑے رہے۔ لیکن سب کے دلوں میں اعلےٰ درجہ کی گرمجوشی تھی۔ اس لئے اُنہوں نے بلا تکلف بمسرت تمام کام انجام دئے۔ اور گو اُنہیں اپنے عزیزوں کی موت کا سخت صدمہ تھا۔ لیکن اُنہوں نے کام سے پہلوتہی نہیں کی۔ دھرم سالہ میں جو چھٹی اور ساتویں گورکھا پلٹن کے سپاہی ہیں۔ وہ ویسے ہی نازاں ہو سکتے ہیں جیسے میدان جنگ میں ناموری حاصل کرنے والے ہوں۔ چوتھی گورکھا پلٹن نے مقام بگلو سے ایک امدادی گروہ بھیجا جو یہاں موجود اور کام میں مصروف رہا +

بہت سے نظیریں اِس بات کی ملتی تھیں کہ گورکھا سپاہیوں نے یورپین بارکوں کو کھودتے ہوئے

کیسی کیسی جوکھیں برداشت کی تھیں۔ چنانچہ منجملہ اُن کے جو بہادری کی لاثانی کارروائیاں تھیں وہ قلمبند کرلی گئیں ہیں اور یہ سپاہی اپنی چارماہ حال کی کارگذاری سے تمغہ آرڈر آف میرٹ حاصل کرنے کے مُستحق ہو گئے ہیں۔ یہ کارروائی بالکل ویسی ہی تھی جس طرح میدان جنگ کی گولیوں کے مُنہ میں سے کوئی سپاہی اپنے زخمی ساتھی کو بچاکر لاتا ہو یا کسی نے جنگ کی مایوسانہ حالت دیکھکر فتحمندی حاصل کرنے کی غرض سے غنیم پر آخری دھاوا کیا ہو۔ لہذا ان لوگوں کو جو کچھ انعام دینا منظور ہو اُس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ بہت جلد انعام دینا چاہئے۔ سروست اِس بات پر غور ہو رہا ہے کہ موجودہ گورکھوں کی یہ دونوں بٹالینیں کہاں رکھی جائیں کیونکہ ان کا غیر محدود زمانہ تک خیموں کے اندر رہنا ناممکن ہے۔ یہاں موسمِ بارش میں سوا انچہ پانی رہتا ہے اور اب صرف دو ماہ موسمِ گرما کے باقی ہیں جن میں بہت کچھ انتظام ہو سکتا ہے۔ لیکن جو کچھ کرنا ہے جلد کرنا چاہئے۔ اِس درمیان میں جیولاجیکل محکمہ والوں کو رائے دینی چاہئے کہ یہاں مکانات کی تعمیر محفوظ ہے یا نہیں۔ اور آیا یہ کمپو چھوڑ دینا چاہئے یا نہیں۔ سول سٹیشن کے بارہ میں بھی ایسا ہی خیال ہے۔ اور جو فیصلہ کرنا ہے وہ انہیں چند ہفتوں کے اندر کر دینا لازم ہے۔ اگر دھرم سالہ کے قایم رکھنے کا فیصلہ ہوا تو اِس بات کی سخت احتیاط کرنی چاہئے کہ عمارتیں بالکل سبک بنائی جائیں۔ اور بہت جلدی طیار ہونی چاہئیں *

مسٹر رچرڈسن اور مسٹر سینل کی تکالیف خود انکی زبانی

میجر ایچ این رچرڈسن سپرنٹنڈنٹ ڈاک اور مسٹر ان سی سنیل جو منیجر وادی کانگڑہ کی چائے کمپنی کے ہیں۔ وہ ۲۰۔ اپریل کی صبح کو امرتسر میں ہو کر گذرے۔ امرتسر کے بہت سے یورپین استفسار حال کے لئے اسٹیشن ریلوے پر جمع ہوئے مگر مسٹر سینل بوجہ رنج ونقاہت کے کچھ زیادہ حال بیان نہ کر سکیں۔ اُس وقت اُن کی حالت نہایت ہی نازک تھی۔ شیرخوار بچہ کو سلئے ہوئے تھیں۔ یہ دونوں دہرمسالہ سے آئے تھے۔ اور وہاں یہ مرنے سے بال بال بچے تھے مسٹر رچرڈسن کہتے تھے کہ جب پہلا زلزلہ آیا تھا تو میرے مکان کا ایک حصہ گر گیا۔ جس سے مجھے خفیف چوٹ آئی اور میں بالکل غبار میں گھٹ گیا تھا۔ اور جس وقت میں باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا ایک بڑی بھاری دھنی چھپر گر پڑی جس کے نیچے دب کر میں بیہوش ہو گیا۔ پھر ہوش آیا تو اپنے آپ کو کھلے میدان اور تازہ ہوا میں پایا۔ اندرونی چوٹ میرے جسم میں سخت طور پر آئی۔ اور بائیں

بازو زخمی بھی ہے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اور دو راتیں میں ایک درخت کے نیچے بے آب و دانہ پڑا رہا اور میرے تمام کپڑے ضائع ہو گئے۔ ہر چند کہ اُن کو ضرر پہنچا تھا لیکن اُنھوں نے و رماہ حال تک جس وقت آن کی بدلی ہوئی ہے ڈاک کی آمد و رفت جاری کرنے کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ مسٹر سیبل کو خفیف ضرر پہنچا۔ اور وہ ۱۹۔ ماہ اپریل تک اپنی خدمات انجام دیتے رہے یہ کہتے ہیں کہ میں مدت تک صرف وہی چیزیں کھایا کیا جو یورپ سے ٹین کے اندر بند ہو کر آتی ہیں اور مسٹر نیوٹن نے وہ مجھے ملبہ کے اندر سے نکال کر دی تھیں۔ میں نے قلیوں کا ایک گروہ اُجرت پر بہم پہنچایا تاکہ وہ میرے مکان کا ملبہ ہٹا کر سامان نکالیں۔ لیکن اس طرح پر جو چیز نکلی وہ محض بیکار تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں کپتان سٹیفرڈ اسسٹنٹ کمشنر کا بہت کچھ ممنون ہوں جنھوں نے ازراہ کرم مجھے ایک خیمہ مرحمت فرمایا تھا اور جس میں مسٹر رچرڈسن مسٹر نیوٹن اور میں رہا کرتا تھا۔

مسٹر ینگ سی۔ ایس متوفی کے ملازم کی گرفتاری و رہائی

بعض بعض حریرالنفس لوگوں نے مصیبت زدہ لوگوں کے مال سے خوب ہاتھ رنگے اور بغیر پولیس کے کئی روز تک واویلا مچا رہا۔ منجملہ اُن کے مسٹر ینگ سی۔ ایس متوفی کا ایک نوکر ریلوے اسٹیشن امرتسر پر اس وجہ سے گرفتار ہوا کہ وہ اپنے صاحب کا کچھ مال لے کر بھاگا تھا۔ ایک بہت عمدہ مراکو چمڑے کے بٹوہ میں دو سو ستر روپیہ کے کرنسی نوٹ اور ایک چاندی کی گھڑی اُس کے پاس تھی۔ اور سونے کا ایک سوان پن قلم اور اور قیمتیں چیزیں بھی اُس کے پاس نکلیں جب یہ ٹرین پر اپنا مال و اسباب لاد چکا تو ٹرین چھوٹ گئی اور یہ خود اُس پر سوار نہ ہو سکا۔ پس اُس نے اپنے صاحب کے نام سے تار دیا کہ فلاں فلاں مال روک لیا جائے۔ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر نے فوراً تار دیا کہ یہ کیسا شخص ہے اور اُسے فوراً ہی گرفتار کر کے پولیس کے حوالہ کیا۔ مسٹر ینگ سی۔ ایس متوفی کا نوکر ہی ہوا۔ اُس کا بیان تھا کہ جو کرنسی نوٹ میرے پاس سے برآمد ہوئے وہ میرے ہیں۔ اور میں نے اپنی تنخواہ میں سے بچا کر جمع کئے تھے۔ اور پہننے کے جو کپڑے میرے ٹرنک سے برآمد ہوئے وہ صاحب کے عطا کئے ہوئے ہیں۔ چونکہ کوئی شخص اس بیان کے مخالف ثبوت بہم پہنچانے والا نہیں تھا۔ اس لئے پولیس کو بجز اُس کے رہا کر دینے کے کوئی چارہ کار نہیں ملا۔

ہائے شیر محمد

جاں بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند ازل | خود تو منصف باش اے دل ایں نکویا آں نکو

بابو شیر محمد صاحب ایک بڑے معزز پرہیزگار اور بڑے ہی بااخلاق شخص تھے۔ جو محکمہ بارک ماسٹری کے عہدہ اکونٹنٹی پر اگزیکٹو انجنیر کانگڑہ کے دفتر میں متعین تھے۔ اور نہایت ہی لایق اور بالیاقت شخص تھے۔ جو کلرکی کے عہدہ سے ترقی کرتے ہوئے اکونٹنٹی پر پہنچے۔ بابو شیر محمد صاحب لاہور کے ایک اعلےٰ خاندان کے شریف زادے تھے۔ ان کے اخلاق اور بزرگی اس وجہ سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی کہ وہ حضرت خواجہ سکندر شاہ صاحب پشاوری سے بیعت تھے اور ایک اعلےٰ درجہ کے باخدا شخص تھے۔ ہر آدمی اور خاص کر اپنے محکمہ کے ملازموں سے خوش اسلوبی سے پیش آتے تھے۔

۳۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی شام کو اُن کے پاس ایک سب اوورسیر آیا جس کی تبدیلی ہو چکی تھی۔ اور وہ ملنے اور تنخواہ لینے کے واسطے حاضر ہوا تھا۔ عرصہ تک بابو شیر محمد صاحب اُن سے باتیں کرتے رہے اور ہنسی مذاق ہوتے رہے۔ بابو شیر محمد نے کہا کہ علے الصباح چلتے وقت تنخواہ لے جائیں۔ غرضکہ سب اورسیر صاحب چلے آئے۔ اور اُس نے صبح کی روانگی کا انتظام کیا۔ جب صبح ہوئی تو سب اورسیر کے اسباب کے واسطے ایک خچر والا خچر لیکر حاضر ہوا۔ اور سب اورسیر بھی خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے۔ اُس وقت زلزلہ کے اثر ہونے لگے تھے۔ اس زلزلہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہے کہ زلزلہ سے پہلے حیوانات اور پرندوں وغیرہ کو بھونچال کے آثار معلوم ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے تمام پرندوں اور حیوانوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ اور وحشت پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ زلزلے سے پہلے بہت سے جانور بے تحاشا چلاّتے تھے۔ اور حیوانات اور مویشی وغیرہ خود بخود بھاگتے تھے۔ سب اورسیر صاحب کے اسباب کے لئے جو خچر آئی تھی اُس کو جو زلزلہ کے آثار معلوم ہوئے تو خچر بے تحاشا نیچے کی طرف بھاگی۔ خچر والا بھی خچر کے پیچھے بھاگا۔ سب اورسیر کے نوکر کو یہ شبہہ گزرا کہ خچر والہ نے دیدہ و دانستہ خچر بھگا دی ہوگی۔ اس لئے وہ بھی خچر اور خچر والا کے پیچھے دوڑا۔ اسی اثناء میں زلزلہ کا ظہور ہو چکا تھا۔ تمام شہر منہدم اور برباد ہو گیا۔ جب نوکر اور خچر والا خچر لے کر

آیا تو دیکھا کہ سب اورسیر کا مکان بھی گر گیا تھا۔ وہ حیران اور پریشان ہو کر اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا کہ تمام آبادی برباد ہو گئی۔ اس نے برآمدے کی مٹی کو ہٹانا شروع کیا۔ ابھی نوکر نے تھوڑا ہی سا ملبہ ہٹایا تھا کہ سب اورسیر کے بال دکھائی دیے۔ اُس نے اور ملبہ علیحدہ کیا اور سب اورسیر کو نکالا۔ جب سب اورسیر نکل چکا تو اُس کے نیچے اور دوسری لاش معلوم ہوئی اُس کو بھی نکالا۔ پھر اور تیسری لاش دکھائی دی غرض اُس کو بھی نکالا۔ یہ تینوں شخص صحیح و سلامت برآمدے سے برآمد ہوئے۔ اِس وقت اِن ہر سہ اشخاص کا عجب حال تھا۔ بیہوشی کے عالم میں نکالے گئے تھے مگر ہوا لگ کر اِن کے حواس درست ہو گئے۔ سب اورسیر کا بیان ہے کہ وہ صبح صبح خواب سے بیدار ہو کر معہ دو اور آدمیوں کے برآمدہ میں کھڑا تھا کہ یکایک زلزلہ نمودار ہوا اور ایسی جھپیٹ لگی کہ اورسیر کا سر دیوار سے ٹکراتا تھا۔ اسی عالم میں مکان گر گیا تھا۔ اِس سب اورسیر کے مکان کے نزدیک ہی بابو شیر محمد صاحب اکونٹنٹ اگزکٹو انجنیر کا مکان تھا۔ وہ بھی گر کر سطحِ زمین سے مل گیا تھا مگر اُس وقت جبکہ سب اورسیر کا حال کسی قدر درست ہو گیا تھا اُس موقعہ پر بابو شیر محمد صاحب بھی ملبہ کے نیچے دبے ہوئے پُکار رہے تھے کہ اے لوگو خدا کے لئے مجھکو بھی نکالو۔ اے مردو مجھے نکالو۔ اور خدارا نکالو۔ اُس وقت سب اورسیر بابو شیر محمد کے یہ کلمات اپنے کانوں سے بخوبی سُن رہے تھے اور غالباً خچر والہ اور اس کا نوکر بھی وہاں موجود ہو گا۔ لیکن افسوس کسی نے بھی شیر محمد کے نکالنے کی کوشش نہیں کی۔ بابو شیر محمد پکار پکار کر کہتا تھا کہ مجھ کو نکالو میں شیر ہوں اگر مجھکو نکالو گے تو میں بہت سے لوگوں کو نکالونگا اور اِس بلا سے چھڑاؤنگا مگر وہ بزدل لوگ ذرا بھی ترس اور رحم نہ کھاتے تھے۔ مگر اُن کو رحم کیونکر آتا جبکہ خدا ہی کو منظور نہ تھا۔ ورنہ شیر محمد درحقیقت ایک تنومند۔ بہادر اور زور آور شخص تھا۔ لیکن خدا کے آگے کسی پیل تن اور کوہ وقار کی حقیقت نہیں وہ جو چاہے کرے۔ ایک ہاتھی کو کیڑی سے مروا دے۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی | کاندریں راہ فلاں ابنِ فلاں چیزے نیست

سب اورسیر کا بیان ہے کہ نوکر جب ہم تین آدمیوں کو نکال چکا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا تھا اور میں خوف زدہ ہو رہا تھا اور اپنی ہی مصیبت میں گرفتار تھا۔ اِس لئے میں کچھ مدد نہ کر سکا افسوس وہ پکارنے والا شیر یہ کہ کر سے

یہ دنیا میں رہنے کے لچھن نہیں ہیں | اُٹھاؤ چلو تہ کرو اپنا بستر

اخیر کو شیر محمد ملبہ کے نیچے دبا ہوا اور پکارتا پکارتا راہی ملکِ بقا ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ قطعہ

قضا دگر نشود با ھزار نالہ و آہ	بشکر یا بشکایت بر آید از دہنے
فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائن باد	چہ غم خورد کہ بمیرد چراغِ بیوہ زنے

ہائے شیر محمد اُس وقت تیرا کیا حال ہوا ہوگا۔ ہائے اُس وقت تیرے دل پہ کیا گذر رہا ہوگا۔ اے شیر خدا کے تو کیسی سخت مصیبت میں پھنسا۔ اے شیر محمد تو اس وقت کیسا ناچار اور بیکس ہوگا۔ اے شیر محمد تیرے واسطے یہ ہی خدا کا حکم تھا۔ اے شیر محمد تیری قسمت میں یہ ہی لکھا تھا اور خدا کو یہ ہی منظور تھا۔ تیرے پکارنے اور واویلا کرنے پر بغیر حکم خدا کے کس کی مجال تھی جو تجکو اِس مصیبت سے نکالتا۔ اور ہائے دنیا۔ افسوس صد افسوس اے شیر محمد تو ہم کو ایک عرصہ تک یاد رہے گا۔ اور یہ تیری آخری آوازیں ہمارے کانوں میں زندگی تک گونجتی رہیں گی۔ اور اُن لوگوں کے بھی واویلا کو ہم نہیں بھولیں گے جو تیری طرح سے بہت سے لوگ ملبہ کے نیچے دبے ہوئے چلا رہے تھے اور پکارتے تھے کہ ہم کو نکالو۔ آہ۔ آہ افسوس صد ہزار افسوس سب اور سیر اسی عالم میں ہاتھ خالی۔ پا برہنہ۔ سر ننگے۔ صرف تن پر ایک کرتا تھا جس کو پہنے ہوئے شب کو سویا تھا۔ اِس بلا سے نجات پا کر جس طرح ہو سکا شاہ پور کو بھاگا۔ اور وہاں سے کچھ روپیہ قرض لیکر ریل پر چڑھا۔ اور لاہور میں ہیبت ناک وحشت کے ساتھ پہنچا۔ اور اپنے افسر کو یہ تمام ماجرا سنایا۔ ناظرین ! ایسے وقوعات وادی کانگڑہ میں بہت سے گزرے اگر ایک ایک کا حال بیان کیا جائے تو ایک بڑا دفتر بن جاتا۔ مرنے والے مر گئے۔ اپنی کہانیاں عالم میں چھوڑ گئے۔ لیکن جو اللہ کے پیارے ہیں وہ کیسے ہی خواری سے مریں مگر وہ زندہ ہیں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق	ثبت ست بر جریدۂ عالم دوامِ ما

دنیا عجب مقام ہے اور امتحان کی جگہہ ہے جس طرح ہو سکے اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ ورنہ اِس طرح دستِ حسرت ملو گے جیسے وادی کانگڑہ کے اُن لوگوں نے افسوس کیا جو مٹی میں دبے ہوئے آخری وقت میں پکار رہے تھے۔ اور جو بچ گئے تھے وہ یوں سمجھتے تھے۔ انشاء اللہ ؎

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یہاں سب یار بیٹھے ہیں	بہت آگے گئے پیچھے جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنے
تجھے اٹکھیلیاں سوجھے ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

مؤلف

ترے فرمان کے ہم منتظر اے یار بیٹھے ہیں
کمر بستہ ہمہ دم - دم بدم - طیار بیٹھے ہیں

چلا چل کی یہاں پر ہو رہی ہے گرم بازاری
خدا کا شکر ہے احباب جو دو چار بیٹھے ہیں

عجب قدرت ہے خالق کی جو اترا تی ہو حشمت پر
لٹا کر خان و ماں - دولت کو وہ نادار بیٹھے ہیں

رہا کرتے تھے جو بے غل و غش ایوانِ والا میں
تباہ ہو کر - گدا بن کر سرِ بازار بیٹھے ہیں

جو رکھتے تھے جہاں کو نوکری میں چارہ گر ہو کر
مصیبت میں وہی بیچارے اب ناچار بیٹھے ہیں

نہ چھیڑ اے تائبِ خستہ جگر بس خوب رونے دے
کہ یادِ رفتگاں میں دیدہ خوں بار بیٹھے ہیں

اوقات بسری کا انتظام

۱۴ را اپریل کو دہرمسالہ میں مطلع صاف تھا - دہوپ عمدہ طرح سے نکلی ہوئی تھی - اگرچہ کسی قدر گرمی معلوم ہوتی تھی مگر لوگوں کو بارش کے ہونے سے سخت تشویش تھی - کیونکہ اس وقت بے سرو سامانی کا وقت تھا - نہ کسی کے پاس کھانے کو نہ اوڑھنے اوز سونے کو کوئی سامان تھا - اگرچہ وہ ننگے بھوکے گزارہ کر رہے تھے - مگر مکان اور سائبان نہ ہونے کی وجہ سے بارش اور آندہی وغیرہ سے بہت ترساں تھے - بعض بعض لوگوں نے مصیبت بھر کر اور کہیں کہیں سے سامان جمع کر کے کسی قدر رہنے کا بندوبست بھی کر لیا تھا مگر آندہی سے مخوف تھے - اکثر لوگوں نے اپنا سرمایہ غلہ وغیرہ بھی نکال لیا تھا - بارش اور زلزلہ زدگی سے اُن کے ادسان خطا ہوتے تھے - اسی اثنا میں گورنمنٹ کی طرف سے بہت سی سرکیاں اور چھوٹی چھوٹی چھولداریاں بھی پہنچ گئیں - اور وہ تقسیم کر دی گئیں - جن سے ایسے نازک وقت میں بڑا بھاری کام نکلا - کیونکہ اس سے پہلے اکثر لوگوں نے دریوں اور واٹر پروف چادروں کملوں اور چٹائیوں کے ٹکڑوں اور کپڑے کی چادروں اور آہنی چادروں وغیرہ کے عارضی طور کے جھونپڑے بنا لئے تھے - ان مقامات میں حفظان صحت کا خیال رکھا گیا - کیونکہ مقصود یہ تھا - کہ یہاں مرض نہ پھیلنے پائے

اور جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ اچھے مقام پر منتقل کر دیے جائیں۔ سول افسروں اور پولیس افسروں کے ذریعہ سے کچھ لوکل مزدور بھی بہم پہنچ گئے تھے۔ بازار میں سے ملبہ اُٹھ گیا تھا۔ اور میانوالی کے کپتان اوبرائن نے مسٹر ڈوارننگ سے جو لاہور جانے والے تھے۔ ڈپٹی کمشنری کا چارج لے لیا تھا۔ اور کمیشن پنجاب کے کپتان سنیفرڈ اور مسٹر ایڈیسن۔ سی ایس۔ یہاں کے افسر ہیں۔ اور مسٹر ہاپچوڈسن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں پولیس کا انتظام ہے۔ جب زلزلہ آیا تھا اُس وقت یہ مسٹر ہومن کے تبادلہ کے لئے جا رہے تھے فی الحقیقت اُنھوں نے خوب کام کیا اور میجر لین سول سرجن جو ۳۔ تاریخ لاہور میں تھے۔ وہ بازار اور مکانوں میں سے نکالے ہوئے ضرر رسیدوں کی خدمت کر رہے تھے جیسا پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ شدید ضرر رسیدہ بہت کم تھے۔ وہ علاج معالجہ کے بعد اپنے گھروں کی مرمت کرنے اور اُن میں سے اپنا اسباب نکالنے کے لئے چلے گئے۔ اور کمسن یتیموں کی بڑی خبرگیری کی جا رہی ہے۔ اور دھرمسالہ میں عام صحت اچھی ہے ✣

۱۴۔ اپریل کو ہز آنر سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر نے گری ہوئی بارکوں اور لینوں کے دیکھنے کے لئے دھرمسالہ کے کیمپ میں تشریف لیگئے تھے۔ وہاں کرنل راجنس نے جنھیں اب ضرب شدید سے آرام ہو گیا اور ساتویں گورکھا پلٹن کے افسروں نے اُن کا استقبال کیا۔ سر چارلس ریواز نے مسٹر لاکسٹن اور مسز یولنگ کو بھی ملاحظہ کیا۔ دونوں کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں تھیں۔ مگر اب آرام ہو رہا ہے۔ ہز آنر کیمپ کے مختلف اطراف کے مشاہدہ کے بعد جہاں ہر طرف مکان گرے پڑے ہیں کور سائتھ گنج و مکاوڈ گنج اور بازار کوتوالی ہوتے ہوئے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ اور سول مقام کو جہاں زلزلہ سے بڑی خرابی واقع ہوئی تھی دوبارہ ملاحظہ کیا۔ اور اُسی سہ پہر کو اور ضرر رسیدوں کو بھی دیکھا۔

۱۵۔ اپریل کو ہز آنر لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر کانگڑہ کو تشریف لیگئے تھے۔ اور وہاں سے شاہ پور میں یکشنبہ کو داخل ہوئے۔ پالم پور کے راستہ پر دریائے بونیر کے پُل کی مرمت کی گئی۔ لیکن سفرمنا اور پانیر پلٹن کے سپاہی اُس کی درستی میں خوب مصروف رہے۔

مُفلس یورپینوں اور ہندوستانیوں کی رفع تکالیف کرنے کا فوراً حکم ہو گیا تھا۔ اور رفع تکالیف فنڈ میں جو روپیہ آیا ہی اُس سے رفع تکالیف بخوبی ہوتی رہی۔ اور جو موضع والے بے خانماں ہو گئے ہیں اُنھیں سرکاری مدد دیجائے گی۔ چونکہ اس امر میں بہت تعجیل منظور ہے لہٰذا سول افسروں کو بہت

بڑے اختیارات دیجائینگی - لہذا اسول افسروں کو بڑے بڑے اختیارات دیے جائینگے - اسی اثنا میں ۱۴ - اپریل کو ٹیکہ صاحب ولیعہد ریاستِ نابھہ کی ایک چٹھی سر چارلس ریواز کے پاس آئی - اُس میں پانچہزار روپیہ کے نوٹ کے ادھے رکھے ہوئے تھے جو آنہوں نے رفع تکالیف کے فنڈ کے لئے بھیجے تھے - یہ نہایت ہی عُمدہ رقم تھی ✣

فہرست مقتولین زلزلہ

یورپین زلزلہ زدگان میں سے تلف شدہ انفاس کی معلومات جہاں تک ہم کو معلوم ہوئی ہے ہم نہایت ہی افسوس سے درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے -

(۱) مسٹر سی - ڈبلیو - لاکسٹن - سی - ایس - جنہوں نے ایک روز پیشتر کپتان ایسٹ سے ڈسٹرکٹ ججی کا چارج لیا تھا - اور اُن کی شادی اسی جنوری میں ہوئی تھی اور خوش قسمتی سے کپتان ایسٹ معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے دہرمسالہ سے روانہ ہوگئی تھی (۲) مسٹر ایف - ایم - لیوی - سی - ایس ریونیو اسسٹنٹ جو عنقریب ہی چھ ماہ کی رخصت پر ولایت جانے والے تھے - اور ایک نہایت ہی لائق وفائق اور ہونہار افسر پنجاب کمیشن میں تھے (۳) مسٹر - سی - اے - ینگ سی - ایس یہ افسر خزانہ تھے جو مسٹر لیوی کے ساتھ ایک ہی کوٹھی میں رہا کرتے تھے - اور بہت ہی نیک نیت اور قدردان افسر تھے (۴) مسٹر ایف - عارلے اگزکٹیو انجنیر ایک مشہور اور عمدہ کام کرنے والے افسر تھے - ان کی میم صاحبہ قلیل عرصہ سے ولایت تشریف لیگئی ہیں (۵) کپتان سکرافٹ سیکنڈ بٹالین فسٹ گورکھا کے افسر تھے - جو ابھی فرلو سے واپس آئے تھے - (۶) کپتان کلے ساتویں گورکھا کے افسر تھے - (۷) مسٹر ہومن کے دو لڑکے جو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں - (۸) مسز ہولڈرنس (۹) مسز ہیٹی کے دو بچے (۱۰) ایک بیٹا میجر لین جو انڈین میڈیکل افسر ہیں (۱۱) مسز راجنسن اور اُس کی دو بیٹیاں (۱۲) ایک بچہ مسٹر سیل کا جو سلیٹ لوائری کا مانیجر ہے - (۱۳) مسٹر الگزنڈر ہیڈ کلارک ڈپٹی کمشنر آفس کی بیوی اور بچہ (۱۴) مسز وچ مین بینڈ ماسٹر کی بیوی (۱۵) مسز کوپر دیک دائی (۱۶) مسز ایف ڈبلیو نیوٹن (۱۷) مسز پارکر (۱۸) اور اُس کی بہن یعنی مسز مارکر کی بہن (۱۹) مسز اے - ایچ داکر - اور مفصلہ ذیل یورپین مقام کانگڑہ میں تلف ہوئے - (۲۰) مسز ویرنگ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی میم صاحبہ معہ دو بچوں اور ایک نرس کے ہلاک ہوئیں - (۲۱) مسز ڈیوبل (۲۲) مس لا ربیر (۲۳) مسٹر رالینڈ بادری اور مقام پالم پور میں

چند یورپین ضائع ہوئے جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔ (۲۴) مسٹر کوپ لینڈ واٹف مانیجر گوپال پوری اسٹیٹ (۲۵) مسٹر گیب سن مالک چیپاٹی اسٹیٹ (۲۶) ایک یورپین گورہ (۲۷) ایک نرس (۲۸) اور چند میمیں نامعلوم الاسم ہلاک ہوئیں (۲۹) چرچ مشن دہرمسالہ کا ایک ہندوستانی پادری مسمی پارسناتھ کی بی بی اور پانچ بچے مر گئے۔ پارسناتھ زندہ ہے (۳۰) ایک مشنری پادری (۳۱) دو مشن کی لیڈیاں اور ایک ہندوستانی تحصیلدار اور ایک نائب تحصیلدار ہلاک ہوئے ❊

فہرست مجروحین

اب ہم ذیل میں اُن یورپین صاجان کے اسم گرامی لکھتے ہیں جو زلزلہ کی وحشت ناک زد سے مجروح ہو گئے ہیں خدا اُن سب کو جلد شفا دے۔ اور اُن کے نام نامی یہ ہیں۔

(۱) کیپٹن وال فسٹ گورکھا کے آفیسر جن کے سر پر زخم آیا تھا اب صحت یاب ہوئے ہیں (۲) لفٹنٹ جانسن سخت زخمی تھے مگر اب بالکل صحت یاب ہو کر اپنے کام پر واپس ہو گئے (۳) مسٹر لاکسٹن پہلے آپ مفقود الخبر تھیں اب معلوم ہوا کہ آپ سخت مجروح ہیں۔ خدا صحت یاب کرے (۴) مسٹر یولنگ (۵) مسٹر رچرڈسن سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات (۶) کرنل رابنسن (۷) مسٹر نکسن (۸) مسٹر یونگ (۹) مسٹر بیٹی (۱۰) مسٹر وال (۱۱) مس ہال (۱۲) لفٹنٹ ہولڈرنس (۱۳) میجر کلے بہت جلد شفایاب ہوئے ہیں (۱۴) بینڈ ماسٹر دچ مین کو عمدہ طرح آرام ہو رہا ہے (۱۵) مسٹر برون پوسٹ ماسٹر دہرمسالہ سے روانہ ہو گئے اور لاہور جاتے ہوئے امرتسر سے گذرے۔ اُن کا دہنا پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ اس آفتِ جاں کاہ کا غضبناک حال بیان کرتے تھے کہ زلزلہ کے بعد جاں بلب لوگ ملبہ میں پھنسے ہوئے کراہتے اور چلاتے تھے۔ جن کی آوازیں سُن سُن کر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے۔ خود برون صاحب کو اُن کے ملازم نے بچایا ہے جو مکان سے باہر زندہ اور بے خطر تھا۔ (۱۶) مسٹر ٹی بلرسی۔ ایس۔ سپرنٹنڈنٹ ریاست منڈی کا حال معلوم نہیں ہوا (۱۷) ڈاکٹر سٹن لی مفقود الخبر تھے (۱۸) دہرمسالہ کے دیسی ماسٹر کی بھی خبر نہیں (۱۹) پادری ٹنس برج اور اُن کے اہل و عیال مفقود الخبر ہیں (۲۰) نیز معلوم ہوا ہے بینڈ ماسٹر کی میم صاحبہ بیمار ہے (۲۱) مسٹر وارنگ سول سرونٹ ضلع جو کانگڑہ میں دورہ پر تھے۔ صحیح و سلامت ہیں (۲۲) مسٹر لین (۲۳) مسٹر برکس (۲۴) میجر ہیچ (۲۵) میجر کلے (۲۶) میجر ہیر (۲۷) میجر آئل (۲۸) لفٹنٹ

آیونس (۲۹) لفٹنٹ جونس (۳۰) لفٹنٹ ڈف (۳۱) ہولڈرنس (۳۲) مسز نکلے (۳۳) مسز بیچ مسز بیٹی یہ تمام یورپین صاحبان سب کے سب زندہ ہیں اور (۳۴) کرنل ہاروسے اور اُن کی لیڈی صاحبہ دونوں بچے ہیں (۳۵) اسسٹنٹ سرجن اوٹن معہ اپنے عیال اور اطفال کے سلامت ہیں اور نیز (۳۶) مسٹر و مس اسٹواز (۳۷) مسٹر ایم ٹیکین (۳۸) مسٹر و مس سیر (۳۹) کرنل کولی (۴۰) کپتان ویک (۴۱) کپتان اسٹیشن فیلڈ (۴۲) لفٹنٹ آسکین (۴۳) مسز کولی۔ یہ تمام مندرجہ بالا یورپین زندہ ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا سب صاحبان کو جلد شفا دے +

دھرم سالہ میں گورکھا رجمنٹیں

زلزلہ کے صدمہ سے دھرمسالہ میں ۴۔ ماہ اپریل کو ۷۔ گورکھا رجمنٹ کے جمعدار گوسرایاپن دب کر مرگئے۔ اور صوبے دار میجر کرن بیر تھاپا۔ صوبیدار انل ھوجرا ے اور صوبیدار دہن بیر تھاپا کے سخت چوٹیں آئیں۔ اور باقی تین اور صوبیداروں کے خفیف چوٹیں آئیں۔ لفٹنٹ کرنل کاولی آفیسر کمانڈنگ ۷ر گورکھا ۴۔ ماہ اپریل کی شام کو اپنی رخصت پوری کرکے دھرمسالہ میں آئے۔ مسز کاولی اُن سے بھی کئی دن پیچھے دھرمسالہ پہنچیں۔ اِس لئے یہ دونوں خوش طالعی سے زلزلہ کے صدمہ سے محفوظ رہے۔ اُس روز اِس رجمنٹ کے بہت سے گورکھے دھرمسالہ سے ۸ میل نیچے مقام چراڑی میں مسکٹری کی مشق کررہے تھے۔ کپتان ویک معہ ۴۴۸ سکاؤٹوں کے بھی چراڑی ہی میں تھے۔ ۷ر گورکھا کے سپاہیوں کے بہت سے عورتیں اور بچے بھی چراڑی میں بھیجدیے گئے تھے۔ اگر یہ سب آدمی ۴۔ ماہ اپریل کی صبح کو دھرم سالہ میں موجود ہوتے۔ تو چھاونی دھرمسالہ میں یقیناً اموات کا شمار زلزلہ کے صدمہ سے بہت ہی زیادہ ہوتا دبے ہوئے آدمیوں کی نعشیں ملبہ کے نیچے سے نکالنے میں گورکھوں نے بہت مدد دی۔ چھاونی میں یہ کام ختم کرکے گورکھوں نے سول اسٹیشن میں بھی امداد کا کام دیا۔ آفیسروں نے بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ ملکر نعشوں کو ملبہ میں سے نکالا۔ نعشوں میں سے بدبو اِس قدر آنے لگی تھی کہ کئی کئی سیکنڈ تک سانس بند کئے بغیر نعشوں کا نکالنا بالکل ناممکن تھا۔ لیکن سپاہیوں نے اِس کام سے دل نہیں چُرایا۔ بڑی رضامندی اور خوشی سے اُنہوں نے یہ کام انجام دیا۔

ضروری سوال یہ ہے کہ گورکھوں کی دونوں پلٹنیں اب کس مقام پر رکھی جائیں۔ دھرم سالہ میں اِن

پلٹنوں کا خیمہ میں رہنا تو بہت مشکل ہے۔ اس لیئے کہ بارش کے موسم میں دھرمسالہ میں ۱۰۰ انچہ کے قریب بارش ہوتی ہے۔ بارش کے ہونے میں اب صرف اور دو مہینے باقی تھے۔ اس لیئے ان پلٹنوں کے کسی اور جگہہ مقیم کرنے کے بارہ میں فوراً بندوبست کر لینا لازمی ہے۔ ماہرین علم طبقات الارض سے یہ مشورہ کرکے کہ آیا دھرمسالہ میں دوبارہ چھاونی اور بارکیں بنانا مناسب ہے یا نہیں۔ اس ضروری سوال کا فوراً فیصلہ کردینا چاہیئے۔

اگر یہی فیصلہ کیا جائے کہ دہرمسالہ ہی میں چھاونی رکھنا مناسب ہے تو آیندہ اس بات کی خاطر احتیاط رکھی جائے۔ کہ دہرمسالہ میں نہایت ہلکی اور سبک بارکیں وغیرہ بنائی جائیں۔ سنگین اور پختہ بارکیں نہ ہوں بلکہ زلزلہ کے اصول مدنظر رکھکر زلزلہ سے محفوظ رہنے والے مکان بنائے جائیں +

کرنل رابنسن کمانڈنگ آفیسر ۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھا ز دھرمسالہ سے پٹھانکوٹ ہوتے ہوئے انگلستان روانہ ہو گئے دہرمسالہ میں زلزلہ کے صدمہ سے کرنل رابنسن بہت زخمی ہو گئے تھے۔ اگرچہ اُن کو آرام ہوتا جاتا ہے لیکن اُن کی ایک ٹانگ جس کو ضرب شدید پہنچی تھی ابھی تک درست نہیں ہوئی۔

گورکھوں کے نقصان کی تفصیل

وزیر ہند کے تار کے جواب میں ۱۵۔ ماہ حال کو فوجی حکام نے دہرمسالہ میں فوج کے نقصان کی کیفیت بذریعہ تار حسب ذیل روانہ کی:۔

۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے کرنل رابنسن کے سر پر سخت زخم آیا۔ جسم وغیرہ پر بھی چوٹ اور خراش آئی۔ اور مسٹرز رابنسن معہ دو بچوں کے فوت ہو گئیں۔ لفٹننٹ ہولڈرنیس کے سر پر سخت زخم اور جسم پر خراش آئی۔ لفٹننٹ جانسن کے سر اور پاؤں پر سخت زخم آیا۔ مسٹر بیٹی کے سر اور پاؤں پر سخت زخم آیا۔ وہ اور اُن کے دو بچے مر گئے۔

۷۔ گورکھا رئفلز کے میجر کلے کے سر پر سخت زخم آیا اور پسلیوں وغیرہ کو ضرب پہنچی۔ مسٹر وال کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اور ضرب شدید پہنچی۔ مسز کلے کے سر پر سخت زخم آیا۔ مذکورۂ بالا سب لوگوں کو آرام ہوتا جاتا ہے +

گورکھا رجمنٹوں کو دہرمسالہ میں جس قدر نقصان پہنچا اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ڈپو کے ۴۔ آدمی، ۲ عورتیں ۱۰ بچے اور پرائیویٹ فالورز میں سے ۵ آدمی ایک عورت اور ۶ بچے مر گئے +

۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ۲۴۔ آدمی ۲ عورتیں ۹ بچے اور پرائیویٹ فالورز میں سے ۷۔ آدمی ۶ عورتیں

اور ۲۰ بچے مر گئے۔ ۷۔ گورکھاز کے ایک نیٹو افسر کی بیوی اور اُسکا بچہ ۴۔ ۱۳ آدمی دو بچے مر گئے۔ اور شاگرد پیشہ میں سے ایک آدمی ایک عورت اور ایک بچہ مر گیا۔ اور پبلک فالورز میں ایک بچہ۔ مقتولین کی کل تعداد ۲۰۷ ہوئی۔ ان میں سے ۱۹۴ رینک اینڈ فائل تھے۔ خطرناک ضرر رسیدہ ۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ۳۔ آدمی ایک عورت اور ۲ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ۱۔ آدمی اور ۲۰ گورکھاز کے ۲۷۔ آدمی۔ غرضکہ ۳۲۔ آدمیوں کو جن میں سے ۳۱ رینک اینڈ فائل ہیں خطرناک طور سے ضرب شدید پہنچی۔ ضرب شدید۔ ۱۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ڈپو کے ۴۔ آدمی دو عورتیں اور پرائیویٹ فالورز میں چار عورتیں۔ ۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ۲۲۔ آدمی ایک بچہ۔ اور پرائیویٹ فالورز میں سے ۲ مرد ۲ عورتیں۔ ۷۔ گورکھاز کے ۲۸ آدمی اور پبلک فالورز میں سے ۱۔ آدمی اور پرائیویٹ فالورز میں سے ۴ آدمیوں یعنی کل ۶۰ آدمیوں کے کہ جنمیں سے ۵۴ رینک اینڈ فائل ہیں شدید چوٹیں آئیں۔ ۱۔ بٹالین ۱ گورکھاز کے ڈپو کے ۲۶ آدمی ۵ عورتیں ۳ بچے اور فالورز میں سے ۲۔ آدمی ۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ۵۴ آدمی۔ ۲۰ عورتیں ۲۷ بچے اور فالورز میں سے ۵ آدمی اور ۷۔ گورکھاز کے ۱۱۷ آدمی اور فالورز میں سے ایک آدمی۔ کُل ۲۶۱ آدمیوں کے کہ جن میں ۱۸۸ رینک اینڈ فائل ہیں۔ خفیف چوٹیں آئیں +

گورکھا رجمنٹوں کے ۴۳۵ آدمیوں کو اس زلزلہ سے نقصان پہنچا جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

رینک اینڈ فائل۔ مرگئے	۱۸۴
خطرناک طور سے ضرب پہنچی	۵۴
خفیف طور سے زخمی ہوئے	۱۸۸
میزان کل	۴۵۷

گورکھا عورتوں کا نقصان حسب ذیل ہوا :۔

مرگئیں	۴
خطرناک طور سے زخمی ہوئی	۱
ضرب شدید پہنچی	۲
ضرب خفیف پہنچی	۳۵
میزان کل	۴۲

بچوں کا اتنا نقصان ہوا :۔

مرگئے	۲۱
ضرب شدید پہنچی	۱
ضرب خفیف پہنچی	۳۰
میزان کل	۵۲

گورکھا رجمنٹوں کے شاگرد پیشہ کا حسب ذیل نقصان ہوا :۔

مرد	مرگئے	۱۳
عورتیں	مرگئیں	۹
بچے	مرگئے	۴۱
مرد جنکو ضرب شدید پہنچی		۶
عورتیں جنکو ضرب شدید پہنچی		۷
مرد جنکو ضرب خفیف پہنچی		۱
عورتیں جنکو ضرب خفیف پہنچی		۷
میزان کل		۸۴

اول جس قدر خبر آئی تھی اُس سے بہت زیادہ

نقصان گورکھا رجمنٹوں کا دہرم سالہ میں ہوا۔ اِس بہادر قوم کے ۶۳۵ مرد عورت اور بچے ۲ منٹ کے اندر اندر مقتول اور مجروح ہو گئے۔ اتنے آدمیوں کی ناگہانی موت پر سخت افسوس ہے۔ گورکھا فوج کے نقصان کی ایک اور فہرست اِس طرح سے بھی بیان ہوئی ہے کہ دہرمسالہ کی چھاونی میں حال کے زلزلہ سے گورکھا رجمنٹوں ۔۔کے آدمی بہت ضائع ہوئے۔ ۷۔ گورکھا رجمنٹ کے کہ جو حال ہی میں دھرمسالہ آئی تھی اور گورہ فوج کی مضبوط و مستحکم بارکوں میں مُقیم تھی ۱۱۲ آدمی دب کر مر گئے۔ گورکھا رجمنٹوں کے نقصان کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

۱۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ڈیپو کے ۹۔ آدمی ۶ عورتیں اور بچے مر گئے اور ۲۱ آدمی زخمی ہوئے۔

۲۔ بٹالین ۱۔ گورکھاز کے ۳۹ آدمی ۲۳ عورتیں اور بچے مر گئے۔ اور ۵۴ عورتیں اور بچے زخمی ہوئے۔

۷۔ گورکھاز کے ۱۱۲ آدمی مر گئے اور ۱۱۰ زخمی ہوئے۔

۷۔ گورکھاز رجمنٹ کے بیاہے ہوئے آدمی دہرمسالہ کے نیچے مقام چڑان میں کیمپ میں مقیم تھے اِس وجہ سے اُن کو زلزلہ سے کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔

جنرل کچنر کمانڈنگ لاہور ڈویژن نے میاں میر اور انبالہ سے پانیرز رجمنٹ کے آدمیوں کو بذریعہ تار سڑک کی مرمت کرنے کے لئے طلب کیا۔۔ لیکن سول حکام نے جنرل موصوف سے کہا کہ بیلداروں سے اول ملبہ کے نیچے سے مُردوں کو نکلوایا جائے۔ مُردوں میں بُو ایسی پھیل گئی تھی کہ ملبہ کے آس پاس سے ناک بند کرکے بھی گذرنا سخت دُشوار امر تھا۔ گورکھوں نے مُردوں کی نعشوں کو ملبہ سے نکالنے اور اُن کو دوبارہ دفن کرنے کے کام میں بڑی مدد دی۔

بیلداروں کی کمپنی کی روانگی

لارڈ کچنر کمانڈنگ لاہور ڈویژن کے حکم کے مُطابق ۳۴ پانیرز رجمنٹ کی ایک ڈبل کمپنی ۸ اپریل کو اور ایک کمپنی ۹ کو اور ۳ آدمی بیر رکورز کے ۸ رماہ حال کو اسپیشل ٹرین میں میانمیر سے پٹھان کوٹ کو روانہ ہوئے۔ پٹھان کوٹ سے یہ سب آدمی منزل بمنزل کوچ کرکے دہرمسالہ میں پہنچکر ملبہ کے نیچے سے نعشوں کو نکالنے اور پھر اُن کو دفن کرنے یا جلا ڈالنے اور سڑک کی مرمت کے کام پر متعین کر دئے گئے انبالہ چھاونی سے ۳۲ پانیرز کی ایک ڈبل کمپنی جالندہر تک ریل میں آئی اور وہاں سے منزل بمنزل ہوشیارپور ہوتی ہوئی اسی کام کے لئے کانگڑہ روانہ ہوئی۔

ٹھاکر صاحب۔ پ۔ لا ۔و برک اس زمانہ میں کلو میں آئے تھے وہ ناقل ہیں کہ مقام مرودیا کے مشنری

محفوظ رہے اُنہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ اور مشن کا مکان بھی صحیح و سلامت موجود ہے۔
۱۰۔ ماہ اپریل کو بارہ بجے دوپہر کے کسی قدر سخت زلزلہ آیا کہ زلزلہ سابق کے مصیبت زدوں نے اپنے لئے جو جھونپڑے بنائے تھے اُن میں سے کئی گر گئے +

مجروحین کے مختلف اقسام

خفیف ضرر رسیدوں میں سے اکثر ایسے تھے جن کی جلد کہیں چونہ یا لکڑی وغیرہ گرنے سے کچھ پھٹ گئی یا نیل پڑ گیا ہے۔ اور شدید ضرر رسیدوں میں سے اکثر ایسے ہیں کہ اسپتال میں آ کر اپنی دوا لے جاتے ہیں مگر جو خطرناک ضرر رسیدہ ہیں اُن کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے یا اُن کے سر میں بڑی چوٹ آ گئی ہے یا کچل گئے ہیں۔ بعض اشخاص کے زخم بہت ہی خطرناک ہیں کہ اُن کے بچنے کی امید نہیں۔ برٹش افسر اور اُن کے عیال و اطفال جو ہلاک و متضرر ہوئے اُنکی فہرست پہلے درج ہو چکی ہے۔ کپتان۔ ایس۔ کلے اور کپتان۔ سی۔ کرافٹ تو ہلاک ہو گئے اور کپتان وال ابھی تک پلنگ پر سے نہیں اُٹھ سکتے۔ مگر انکی اچھی حالت تھی۔ اور کرنل راہبن کے سر میں بڑی چوٹ آئی تھی۔ اُنہیں اب آرام ہو رہا ہے کچھ چل پھر بھی سکتے اور کچھ کام بھی کر سکتے ہیں۔ اور میجر۔ سی۔ ایچ۔ کلے کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اُن کے سر کے زخم بھی اچھے ہو گئے۔ اور لفٹنٹ جانسن اور لفٹنٹ ہولڈ رنس کو صحت ہو گئی اور مسٹر وچ مین ہیڈ ماسٹر ابھی تک پلنگ پر سے نہیں اُٹھ سکتے مگر رو بصحت ہیں +

لیڈیوں میں مسز بیٹی اور مسز وال اور مسز وال کی نرس۔ مس ہال کو صحت ہو رہی ہے اور مسز ہتھ اور مسز ایس۔ کلے کو خفیف ضرر سے اب صحت ہو گئی ہے +

اب کمپو کے خیموں میں تین اسپتال ہیں۔ میجر ہیملیر مع کپتان وال اور کپتان پلکنگٹن کو ساتویں گورکھا پلٹن کے سپاہیوں کے معالجہ کا چارج ہے۔ اس لئے کہ اس پلٹن میں بہت لوگ ضرر رسیدہ ہیں اور میجر ادل اور کپتان ڈگلس کو سول بیماروں اور اول گورکھا پلٹن کے ضرر رسیدوں کا چارج ہے اور تین اسپتال نرسیں بھی موجود ہیں۔ اور کل انتظام قابلِ تعریف ہے۔ جس وقت یہ خرابی واقع ہوئی اُسوقت سے میجر ہیملیر نے اس خوش اسلوبی سے کام کیا کہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ اُنہوں نے ساتویں گورکھا پلٹن کے ضرر رسیدوں کا اول ہی سے علاج کیا۔ فقط دو اسپتال اسسٹنٹ اُن کے معاون تھے جو دونوں خود بھی مجروح تھے۔ باایںہمہ

دونوں نے گھنٹوں کام کیا۔ ان کے کام کا پھر ذکر کیا جائے گا۔ اور مسز سی۔ ایچ۔ کلے اور مسز ایس۔ کلے اور مسز ہیچ نے نرسوں کے آنے تک نہایت قابل تعریف طریقہ سے نرس کا کام کیا۔ اور افسروں اور سپاہیوں نے بھی ایسے وقت میں بڑی دلیری سے کام کیا ✣

ہلاک شدہ دیسی ملازمان محکمہ ڈاک

دہرمسالہ میں محکمہ ڈاک کے مندرجہ ذیل ملازم ہلاک ہوئے ہیں۔ جن کے موت پر سخت افسوس ہے۔ بابو سندر داس صاحب ہیڈ کلارک۔ بابو کنھیا لال صاحب ریلوے سگنلر بابو جے کشن داس صاحب سب پوسٹ ماسٹر۔ بابو گوپال سنگھ صاحب سیکنڈ کلرک اور سجان اردلی سپرنٹنڈنٹ اور بابو گوبردھن داس صاحب ہیڈ کلارک۔ بابو رام سرن داس صاحب ہیڈ سگنلر۔ بابو دولت رام صاحب کلرک۔ بابو بھورام صاحب سب پوسٹ ماسٹر۔ بابو پھلو رام صاحب کلرک۔ یہ پانچوں آدمی مفقود الخبر ہیں ✣

ہلاک شدہ زلزلہ زدگان کی کُل تعداد

سول کے ہندوستانی ملازموں کی تعداد ۲۴۴ تھی۔ اور بازار اور ملازمان یورپین کی تعداد ۴۸۴ تھی اور جیل اور پولیس کے ملازموں کی شمار کل ۴۰ تھی جو ملبہ سے نکالکر جلائے اور دبائے گئے۔ اور پالم پور کے بازار کے مرے ہووں کی میزان ایک سو تھی۔ اور یہ تمام آدمی گڑھے میں دبائے گئے۔ اور پالم پور کی تحصیل میں تین ہزار آدمیوں کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ جو زلزلہ سے مرگئے اور کھوئے گئے۔ اور ضلع کانگڑہ کی تحصیل میں دس ہزار کا تخمینہ کیا گیا تھا جسکی کل میزان کی نوبت ۱۴ ہزار تک پہنچتی ہی لیکن اسکے بعد کے تخمینہ سے صاف صاف بتایا گیا کہ وادی کانگڑہ کے انفاس ضائع شدہ کی تعداد بیس ہزار سے بھی زیادہ ہے ✣

مسٹر کنگ اور مسٹر ڈبلیو اے الگزینڈر کا بیان

مسٹر سی۔ جی الگزینڈر ہیڈ کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر جو مع اپنی بیوی اور بچہ کے دہرمسالہ کے زلزلہ میں مرے تھے۔ اُن کے بھائی مسٹر ڈبلیو۔ اے الگزینڈر اب اپنے عزیزوں کے

دفن سے فارغ ہو کر امرتسر داخل ہوئے اُن کا بیان ہے کہ اُس وقت تک دھرمسالہ میں کوئی انتظام نہیں تھا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ وادی کانگڑہ کے مرنے والوں کی تعداد رپورٹ سے نسبتاً کہیں زیادہ تھی۔ چالیس ہزار لاشیں اب تک وادی کانگڑہ میں ملبہ سے نکال کر جلائی یا دفن کی جا چکی ہیں۔

مسٹر کنگ جو مسرز جے اینڈ ایچ کنگ فوٹوگرافر شملہ کے ایجنٹ ہیں۔ جو کانگڑہ اور پالم کو گئے تھے وہ کہتے تھے کہ بیسیوں مُردے اب تک ملبہ کے نیچے دبی ہوئی پڑی ہیں۔ صدہا لاشیں سب طرف ہر روز جلائی جاتی ہیں۔ اُنہوں نے خاص خاص ویران مقاموں کی تصویریں اُتاری تھیں اُن میں قلعہ رہلو اور مندر کانگڑہ یہ دو بہت بڑے تاریخی مقامات بھی شامل ہیں +

۱۶۔ تاریخ اپریل کی صبح کو پانچ بجکر ۵ منٹ پر دھرمسالہ میں ایک اور سخت زلزلہ آیا تھا لوگ مزید زلزلہ کے آنے کے انتظار کے لئے متنبہ کر دیے گئے تھے۔ کانگڑہ میں پہاڑ شق ہو گئے ہیں۔ اِس بات کا احتمال ہے کہ اگر اب کوئی سخت زلزلہ آیا تو پہاڑ بڑے غضبناک طریقہ سے پھسل پڑیں گے وادیِ کانگڑہ کے اندر حال میں جو ژالہ باری کا طوفان آیا وہ سخت مُصیبت ناک تھا دو فٹ کم و بیش اولے زمین پر بچھ گئے تھے۔ اور تمام خیمے سرنگوں ہو گئے تھے۔ مسٹر وارنگ۔ سی۔ ایس۔ ڈپٹی کمشنر کانگڑہ جن کی بیوی اور بچے اِس زلزلہ کی آفت میں مرے ہیں وہ اپنے کاموں سے سبکدوش کئے گئے۔ اور امرتسر سے گذر کر لاہور کو روانہ ہوئے +

غزل تائب

تری ذات رب قدیم ہے تو قہار ہے تو جلیل ہے
وہ جلال ہے ترا اے خدا نہ جہاں میں جسکی دلیل ہے

تری قہر پہ اگر ہو نظر نہ بچیں جہاں کے یہ بحر و بر
نہ زمیں رہے نہ یہ آسماں ہر اک آگے تیرے ذلیل ہے

تری ذات کیا بے مثال ہے کسے ہمسری کی مجال ہے
نہ ملک کو تابِ مقال ہے نہ بشر کو تابِ دلیل ہے

ترا جبر ظلم کو پھونکدے ترا قہر آگ میں جھونکدے
کوئی جا کے تجھ سے کہاں چھپے تو علیم ہے تو جلیل ہے

ترے قہر سے وہ ہوا تباہ کیا جس نے دعوے خدائی کا
نہ بچا ذرا فرعون بھلا ہوا غرق خود رودِ نیل ہے

ہوا حال یہ قومِ عاد کا اُسے سنگ ریزوں کی دی سزا
کیا طائروں نے اُسے تباہ وہ جو لشکر ابابیل ہے

ہوئے نوح قوم پہ نوحہ گر کسی نے اُن کی سُنی خبر
ہوئے غرق لب وہ سب کے سب اُنہیں گو سزا یہ قلیل ہے

ترا فضل جسپہ ہو لے خدا اُسے کیا جلائے کوئی بھلا
وہ جلے نہ آگ میں بھی ذرا ترا دوست ہے جو خلیل ہے

کرے دم میں نار کو گلستاں جو بنے کسی کا تو مہرباں | یہ کرم ہے عام ترا عیاں ہوئی باغ۔ نارِ خلیل ہے
بنے انیس مونس بیکساں تو ہی غم زدوں کا ہی مہرباں | تجھے جائیں چھوڑ کے ہم کہاں بھلا کون اپنا کفیل ہے

تو غنی ہے داور دوسرا ہیں فقیر ہم ترے بے نوا
ہمیں آسرا ہے ترا خدا نہیں اور اپنا کفیل ہے

ماتمی جلسے

اِس عظیم طوفان اور جاں ستاں حادثے پر دنیا کے تمام بنی نوع انسان کو سخت افسوس ہوا اور کون سا ایسا شقی القلب ہوگا جس کا دل بھر نہ آیا ہوگا۔ ہندوستان کے باشندوں کو تو اس کا سخت افسوس ہوا ہے۔ مگر بیرونجات کے ممالک نے بھی اِس سخت نقصان پر اظہار تاسف کیا۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے لائق و فائق اشخاص تھے۔ ہندوستانیوں کے سوا اکثر یورپین ایسے تھے جن کے ہلاک ہونے پر ہندوستانیوں کو بھی سخت رنج ہوا۔ ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء کے سہ شنبہ کو کتھوڈرل لاہور میں کانگڑہ اور دھرمسالہ کے یورپین اصحاب کی ہلاکی کے متعلق اظہارِ تاسف کے لئے ایک بڑا ماتمی جلسہ کیا گیا جس میں لیڈی ریواز اور وسر ڈنزل ابیٹسن و سر لوئیس ٹپٹر و لیڈی ٹپٹر اور سر ڈبلیو کرانگ کے سوا اور بہت سے لوگ موجود تھے جنہوں نے ماتمی بھجن کے بعد نماز جنازہ میت پڑھی۔ جس کا سین نہایت درد انگیز اور موثر تھا۔ اسی طرح سے مقام رُہتک کے ٹون ہال میں بھی ہر مذہب کے آدمیوں نے اظہار افسوس کا ماتمی جلسہ کیا۔ اور مسٹر لاکسٹن کے مرنے پر خصوصیت سے ماتم منایا گیا۔ کیونکہ مسٹر لاکسٹن ۱۹۰۱ء میں ضلع رُہتک کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ اور قحط کے زمانہ میں اُنہوں نے غربا کو بڑی مدد دی تھی۔ اِس لئے اہل رُہتک اُن کو بہت یاد کرتے ہیں۔ اِس ماتمی جلسہ میں عموماً خاص و عام ہندو مسلمان سب ہی موجود تھے۔ اور اِس جلسہ میں یہ رزولیوشن پاس کیا گیا کہ متوفی کے عزیز و اقارب سے ہمدردی ظاہر کی جاوے +

اسی طرح پر دھرمسالہ میں مسٹر۔ ایم۔ ایل۔ وارنگ صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ملتان کے خاندان کی تباہی اور بربادی پر اظہار ہمدردی کے لئے سرکاری ملازمین نے ماتمی جلسہ کیا۔ اور اکثر مقامات میں ان تمام جانوں پر بڑا بھاری افسوس ہوا۔ علیٰ ہٰذالقیاس اکثر ہندوستانی بھی ایسے معزز و ممتاز اِس بلا میں مارے گئے جن کی یادگاری ایک دراز زمانہ تک رہیگی۔ مگر خدا کی قدرت میں کسی کو بھی دخل نہیں ہے۔ مشیت ایزدی میں کس کا چارہ ہو سکتا ہے اور بجز صبر و شکر کے کچھ بن نہیں پڑتا +

دھرم سالہ میں لارڈ کچنر کی تشریف آوری

ہز اکسلنسی کمانڈر انچیف بہادر اپنے ملٹری سیکرٹری کے ہمراہ دہرمسالہ کی چھاونی کا ملاحظہ کرنے کے واسطے ۲۵ ماہ اپریل کو ۱½ بجے بعد دوپہر دہرمسالہ میں رونق افروز ہوئے۔

کمانڈرانچیف بہادر نے دونوں گورکھا رجمٹوں کی لاینوں اور چھاونی کا ملاحظہ کیا۔ گورکھا رجمٹوں کے تمام زخمی اور چوٹ لگے ہوئے آفیسروں اور سپاہیوں کو دیکھا۔ اور اُن سے گفتگو کی اور سب لوگوں سے ہمدردی اور شفقت کے چند الفاظ فرمائے۔ تمام سپاہی اپنے مختلف کمپوں میں جمع تھے۔ ہر ایک کیمپ میں جا جا کر لارڈ کچنر نے اُن کو ملاحظہ کیا۔ سب آدمیوں سے لارڈ ممدوح نے رجمنٹ کے آدمی ضائع ہونے پر اپنا سخت افسوس ظاہر کیا۔ اُن کے چال چلن اور اُس طریقہ کی کہ جس طریقہ سے اُنھوں نے اپنے ساتھیوں کی جانوں کو بچایا۔ اور اُس بردباری اور تحمل کی کہ جس کے ساتھ اُنھوں نے زلزلہ کی بعد کی مُصیبتوں وغیرہ کو برداشت کیا بڑی تعریف کی +

گذشتہ منگل کی رات دہرمسالہ میں بسر کر کے ۲۶ ماہ گذشتہ کو لارڈ کچنر بجلوہ کی چھاونی کے ملاحظہ کے لئے تشریف لیگئے ــ کمانڈرانچیف بہادر کے اِس وقت دہرمسالہ میں آنے سے ہر ایک فوجی آدمی پر بہت اچھا اثر ہوا۔ تمام رینکوں نے یہ بات جان لی کہ ہمارے اعلےٰ افیسر ضرب رسیدہ آدمیوں کی تکلیف رفع کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔ اور کمانڈرانچیف بہادر کو ہمارے آیندہ آرام کے بندوبست کرنے کا پُورا پُورا خیال ہے +

ایک یا دو آدمیوں کے سوا باقی تمام فوجی آدمیوں کو روز بروز صحت حاصل ہوتی جاتی تھی +

زلزلہ کے وقت دہرمسالہ کا موسم اعتدال پر نہیں تھا۔ ہوا۔ کڑک اور بجلی کے ساتھ بارش۔ ژالہ باری وغیرہ اکثر ہوتے رہتے تھے۔ کہ جس کی وجہ سے خیموں کے اندر زندگی ذرا تکلیف سے بسر ہوتی تھی +

مسٹر نیوٹن کی کیفیت

مسٹر ایف۔ ڈبلیو نیوٹن معہ اپنی میم صاحبہ کے ولایت جانے والے تھے۔ اور مسٹر نیوٹن نے بڑی لمبی رخصت لی تھی۔ چونکہ ان کے باغات چائے وادی کانگڑہ میں موجود تھے اس لئے اُنہوں نے مُناسب سمجھا کہ چلتے وقت اپنی ملکیت کو دیکھتے آئیں۔ جس وقت زلزلہ آیا اُس وقت کوٹھی میں اُنکی میم صاحبہ مسز فریڈ نیوٹن اور اُن کی سالی مسز واکر موجود تھے۔ مسٹر ایچ۔ ڈبلیو نیوٹن اُسوقت

کوٹھی میں موجود نہ تھے۔ بلکہ وہ ایک دوسری کوٹھی میں تھے جو وہاں سے چار میل کے فاصلہ پر تھی۔ اگرچہ مسٹر نیوٹن بھی کوٹھی کے گرنے سے دب گئے تھے اور مشکل سے بچے جو اپنے ہاتھوں سے چونہ اور مٹی کریدکر نکلے تھے مگر جب وہ اپنے گھر میں آئے تو دیکھا کہ اُن کا بنگلہ بالکل گر گیا تھا جس کے صدمہ سے مسز فریدنیوٹن اور مسز واکر ہلاک ہوگئیں +

لارڈ الجن سابق ویسرائے ہند کی یادگار دھرمسالہ میں

یہ عشرت وعیش وکامرانی کب تک	عشرت بھی سہی تو نوجوانی کب تک
گر یہ بھی سہی بقائے دولت ہے محال	دولت بھی ہوئی تو زندگانی کب تک

یہ وہی لارڈ الگن ہیں جو ۱۸۶۲ء میں ولایت سے منتخب ہوکر ہندوستان کے پہلے ویسرائے اور گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ اگرچہ لارڈ الگن سے پہلے ہندوستان کے ویسرائے اور گورنر جنرل لارڈ کے ننگ تھے مگر وہ اُس وقت کے ویسرائے ہند تھے جبکہ ہندوستان کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ میں تھی۔ غدر ۱۸۵۷ء کے فرو ہونے پر اور سپاہیوں کی بغاوت سے جو خرابیاں اور دقتیں پیش آئی تھیں اُنکا یہ انجام ہوا کہ انگلستان کے پارلیمنٹ نے ہندوستان کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ سے لیکر **ملکہ معظمہ وکٹوریہ** جارجیا قیصرہ ہند کے دست مبارک میں دی گئی۔ اس وقت حضور ممدوحہ جارجینا نے یہ انتظام فرمایا تھا کہ ایک ویسرائے۔ نائب سلطنت ہندوستان میں اور ایک وزیر انگلستان میں ہند کا انتظام کرے۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق لارڈ کے ننگ ملکہ قیصرہ ہند کے گورنر جنرل اور ویسرائے ہند مقرر ہوئے جو ہندوستان ہی میں عہد کمپنی کے وقت سے گورنر جنرل تھے۔ اور اُن کے ہی زمانہ میں غدر ۱۸۵۷ء برپا ہوا تھا مگر عہد وکٹوریہ میں جو سب سے پہلے انگلستان سے گورنر جنرل یا ویسرائے ہند مقرر ہو کر آیا وہ لارڈ الگن ہی تھے۔ جنھوں نے پونے دو برس یعنی ۲۰ مہینے تک ہندوستان کی حکومت کی اور ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع کانگڑہ میں جو چھاونی دھرمسالہ ہے اسی مقام میں فوت ہوگئے تھے جو آج کل زلزلہ کی وجہ سے نیست ونابود ہو چکا ہے اور اس نیستی کی وجہ سے لارڈ الگن کی قبر اور اُن کی یادگار بھی منہدم ہوگئی۔ لارڈ الگن مرحوم کی لاش دھرمسالہ میں ایک چھوٹے سے قبرستان میں مدفون کی گئی تھی مگر ان کی یادگار ایک بڑی عالی شان اور نہایت ہی خوبصورت بنائی گئی تھی جس سے دھرمسالہ کو ایک بڑا فخر تھا اور

اس میموریل سے اُس کی بزرگی اور رونق تھی +
لارڈ الگن ۱۸۶۲ء میں جبکہ انگلستان میں لارڈ پامرسٹین کی وزارت قائم تھی ہندوستان کے
گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے اور اُن کا یہ تقرر ملکہ انگلستان وکٹوریہ جبلیلہ کی طرف سے تھا گویا لارڈ
الگن ملکہ انگلستان کے نائب سلطنت ہو کر ویسرائے ہند ہوئے تھے۔ ۱۸۶۳ء کو اپنی حکومت
کے آخری دور میں موسم گرما کو کوہ شملہ میں گذار کر انہوں نے کوہ ہمالہ کا سفر اختیار کیا۔ اور اس
سفر سے اُن کی یہ غرض تھی کہ زراعت چاے اور تجارتی راستوں کا عمدہ طرح سے فیصلہ کریں۔
چنانچہ لارڈ الگن کوہ شملہ سے کوہستانی راستوں سے ہو کر سیالکوٹ براہ بیاس۔ راوی
اور چناب کے شمالی وادیوں کو طے کرتے ہوئے کاشگڑیا اور تبت۔ روٹنگ پاس کو
پاس کر گئے جس کی بلندی تیرہ ۱۳ سو فٹ ہے جو بیاس ویلی اور چناب کو جدا کرتا ہے۔ اور جب وقت
وہ چندرا درے کے ایک چھوٹے سے پل سے گذرے جو کمزور پُل تھا تو وہ گر گئے تھے اور وہاں
سے وہ وادی کانگڑہ میں داخل ہو کر دہرمسالہ کے اسٹیشن پر پہنچے جو ایک عمدہ اور پارسائی
جگہہ تھی۔ اور ہمالیہ پہاڑوں کے عمدہ موسم بہار کی انتظاری کرنے لگے۔ مگر یہ اُس وقت
اچھی طرح سے معلوم نہ تھا کہ ہمارے لارڈ الگن کا بستر مرگ۔ یہ ہی مقام ہوگا۔ اُس وقت لیڈی
الگن اُن کے ہمراہ تھیں جن کو اُنہوں نے بہت سی ہدایتیں اور وصیتیں کیں اور اُن کی قبر چھوٹے
سے قبرستان میں جو اسٹیشن دہرمسالہ کے گرجا گھر کے پاس اور اُس کوٹھی کے اوپر ہے جہاں اُنہوں
نے آخری دم دیا +
غرضیکہ لارڈ الگن دہرمسالہ میں دو ہفتہ تک اپنے متبرک اور پاک خیالوں میں پڑے رہے۔ اور
۲۔ نومبر ۱۸۶۳ء کو آپ کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ لیڈی الگن نے جو کہ بیوہ ہو چکیں
تھیں اپنے پیارے شوہر کی قبر عمدہ طرح سے بنائی اور اُن کی یادگار میں لارڈ الگن کا کتبہ ایک
نفیس سنگ پر کُھدوا کر نصب کرایا۔ اور یہ یادگار نہایت ہی عمدہ اور شان و شوکت سے بنی ہوئی
تھی جس پر چہار منزلہ گرجا کا دور سے گمان ہوتا تھا اس کی چاروں طرف بیل دار آہنی جنگلا لگا ہوا
تھا اور چاروں کونوں میں چھوٹے چھوٹے مینار تھے۔ اسی طرح سے دوسری منزل پر بھی چار مینار
عمارت سے ملے ہوئے تھے۔ اور تیسری منزل پر نہایت خوبصورت سنگ مینار طیار کیئے گئے
تھے۔ چوتھی منزل پر صلیب کا نشان خوبصورت تھا۔ اور اُس کے اوپر والہ حصہ میں دائرہ لگا ہوا
تھا۔ غرضکہ یہ بے نظیر یادگار لارڈ الگن کی بیالیس برس تک اپنی شان و شوکت دہرمسالہ کے

اسٹیشن میں دکھاتی رہی اور وہ کوٹھی جس میں کہ لارڈ الگن دو ہفتہ تک بیماری کی حالت میں ٹھیرے رہے تھے۔ اور اُسی میں ہی لارڈ موصوف کا انتقال ہوا تھا۔ ۳۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء تک برابر قایم تھے مگر افسوس صد افسوس ۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کے صبح کو زلزلہ کے سخت صدمہ سے یہ دونوں عالی شان عمارتیں بالکل مسمار ہوکر تودۂ خاک ہوگئیں اور کھنڈرات بنگئیں +

مرحوم لارڈ الگن کا بیٹا لارڈ الگن بنکر اپنے باپ کی طرح سے ہندوستان کا ویسرائے اور گورنر جنرل ہوکر شملہ میں داخل ہوا۔ اور سابق ویسرائے ہند لارڈ الگن مرحوم کی زیارت کے لئے اُسکا بیٹا لارڈ الگن ویسرائے ہند حال ہوکر پہاڑوں پہاڑوں دہرمسالہ میں پہنچا اور اپنے باپ کی زیارت کرکے اور اُس کی عمدہ یادگار دیکھکر بہت خوش ہوا ہوگا۔ مگر افسوس اب اُس کی یادگار بالکل تباہ اور برباد ہوگئی۔ گورنمنٹ ہند کو چاہئے کہ مرحوم لارڈ کی یادگار از سرِ نو پھر بنائے اور پہلے سے عمدہ بناکر دکھائے۔ اور نیز وہ کوٹھی جس میں لارڈ الگن کا انتقال ہوا تھا اُسی طرز کی پھر بنائی جائے یا لارڈ الگن کی توجہ اِس طرف ہونی چاہئے +

مرحوم لارڈ الگن اور اُس کے بیٹے لارڈ الگن کی تصویریں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور نیز مرحوم لارڈ الگن جس کوٹھی میں فوت ہوئے اُس کی اور اُس کی قبر کی یادگار اور اُس کی بربادی کی اور تصویریں موجود ہیں۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اِس کتاب میں یہ تصویریں اور نیز کانگڑہ کے قلعہ اور مندروں اور دہرمسالہ کے تمام تباہ شدہ رقبہ اور مکانات وغیرہ وغیرہ کی تصویریں چھاپتے۔ مگر افسوس ہندوستان کے مطابع اور مصوّر ایسی عمدگی سے چھاب اور بنا نہیں سکتے جیسے کہ وہ اصلی ہیں۔ اِس واسطے تصویروں کا چھاپنا فی الحال ترک کرتے ہیں۔ جب تک کہ کوئی دوسرا عمدہ انتظام نہ کریں +

بمبئی پنچ

ظریف لوگ مُصیبت کے وقت بھی اپنی ظرافت سے نہیں چوکتے اور مسخرا پن سے باز نہیں آتے۔ یہ وہی مثال ہوئی کہ کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔ وادی کانگڑہ کے زلزلہ زدگان کی مُصیبت دُور کرنے کے لئے ایک عالم اُس کی امداد کے سامان مہیا کر رہا ہے۔ ہمارے حضرات پنچ صاحبوں کو اِس مہیب موقعہ پر بھی بغیر دل لگی اور مسخری کے اور کچھ نہیں سوجھا چنانچہ بمبئی کا پنچ لکھتا ہے کہ بھونچال نے دہرمسالہ میں وہ آفت مچائی کہ توبہ ہی بھلی۔ دہرتی

ماٹی پوری گورکھاپلٹن کو ہڑپ کر گئی - افسوس فوج کا نام ہی ایسا منحوس تھا کہ اُس کی نحوست اُس کے آگے آئی - اس کے نام ہی سے زندہ در گور ہونے کی تمنا پائی جاتی ہے - گورکھا یعنی گور - کھا - آخر دفعہ اُس کی یہ آرزو پوری ہوئی - اور گورکھاپلٹن کو گور - کھا - گئی ✢

جہلم کے پادری صاحب

جہلم کے پادری صاحب نے دھرمسالہ سے واپس آنکر بیان کیا کہ کوتوالی بازار کے مشنری سکول میں سوتے ہوئے ۷ دیسی مسیحی بچّے اِس حادثہ میں پاش پاش ہوکر مر گئے - اور کئی سخت زخمی ہوئے - ایک مس بچ تو نکلی مگر بُری طرح مجروح ہوکر - کانگڑہ میں ۸ نیٹو کرسچن مرے - رات دن میں کسی نہ کسی وقت خفیف سا زلزلہ محسوس ہوتا رہتا ہے ✢

نواح دھرمسالہ میں جن دو قریوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا اُن کے شمار و اعداد یہ ہیں :- موضع گھارو میں جسکی کُل آبادی ۳۰۱۲ تھی ۲۸۶ آدمی ہلاک ہوئے - سووہر آبادی ۵۴۷ - اموات ۲۶ ✢

میجر جنرل کچنز کمانڈنگ میانمیر ڈویژن نے اپنی ڈویژن فوج کے اُن تمام افیسروں اور سپاہیوں کا شکریہ ادا کیا ہے کہ جنہوں نے زلزلہ زدوں کو مٹی وغیرہ کے نیچے سے اور نعشوں کو ملبہ کے نیچے سے نکالنے میں بہت پھُرتی اور خوشی کے ساتھ مدد دی ✢

جنرل سر بنڈن بلڈ کمانڈنگ نادرن کمانڈ نے جنرل کچنز کمانڈنگ میانمیر ڈویژن کے نام اپنی خوشنودی کا حسب ذیل تار روانہ کیا :-

آپ نے میرے ملاحظہ کے لئے جو رپورٹیں بھیجی ہیں - اُن میں یہ دیکھکر کہ دھرمسالہ میں زلزلہ کی مصیبت کے بعد ہی فوراً افیسروں اور سپاہیوں نے مقتولین اور زخمیوں کو ملبہ سے نکالنا شروع کر دیا - میں بہت خوش ہوا - آپ ازراہ مہربانی اُن سے کہدیں کہ میں تمہاری اِس کارروائی سے بہت خوش ہوا - گورکھا فوج کے نقصان پر مجھکو بڑا افسوس ہے - یہاں زلزلہ برابر جاری ہے - رات دن ایک ایک دو دو دفعہ ضرور محسوس ہو جاتا ہے - ۱۶ اپریل کو ۳ - بجے صبح کے پھر ایسا زور کا زلزلہ کہ جس سے بھاگسو ناتھ کا مندر جو کوہ ہمالیہ کے دامن میں تھا غرق ہو گیا - اِس کے اندر آٹھ آدمی تھے - اُن کا بھی کچھ پتہ نہیں ✢

ایک لیڈی کی داستان

در موسم گل گر بہ گلستاں نرسیدیم | از دست ندادیم تماشاء خزاں را

وادی کانگڑہ کے زلزلہ کی داستانیں اور کہانیاں ہنیں ایک عرصہ دراز تک ایک سی ایک نئی اور پر حیرت سننے میں آیا کرینگی ابھی تک پورے پورے واقعات ظہور پذیر نہیں ہوئے جو وقائع نگاران کی نظروں سے چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہرا اور معمولی باتیں جو دیکھنے اور سننے میں آئیں وہ قلم بند ہو چکیں لیکن جن لوگوں پر یہ قیامت خیر مصیبت گذری ہے وہ صمٌ بکمٌ اور عمیٌ ہوئے بیٹھے ہیں کبھی فرصت میں اپنی داستانیں سنائینگے۔ اسیوقت لیڈی این کے صاحبہ جو دلہوزی میں مقیم تھیں وہ ۴ اپریل والہ زلزلہ کے متعلق اپنی چشم دید اور تجربہ کی باتیں جو ان پر بمقام ہولٹا واقع پالم پور میں واقع ہوئیں اور جو انہوں نے اُس موقعہ پر اُلوالعزمی دکھائی وہ حالات یہ ہیں میں

ہیں ۴ اپریل کی صبح کو چھ بجے کی کچھ دیر کے بعد خواب سے بیدار ہوئی لیکن چونکہ سمجھتی تھی کہ ابھی چھوٹی حاضری کے تیار ہونے میں کچھ عرصہ ہوگا۔ پھر سو رہی پانچ منٹ بھی نہ گزرنے پائے ہونگے کہ خوفناک گرج کی آوازوں کو سن کر میں پھر جاگ پڑی اور مجھکو یہ معلوم ہونے لگا کہ چھت میرے سر پر پھٹ پڑے گی۔ وہ چھوٹی لڑکی جو میرے کمرے میں سوتی تھی میرے ساتھ ہی جاگ اٹھی اور ہم دونوں جلدی سے کمرے کے باہر نکل آئے۔ یہ مکان دو منزلہ تھا اور ہم زینہ تک چڑھتے اترتے کے راستہ تک پہنچ گئے۔ دیکھا کہ چاروں طرف سے مکان لرز رہا ہے اور بار بار مجھکو یہی خیال ہوتا تھا کہ زینہ کا راستہ گرا چاہتا ہے۔ یہ راستہ کسی طرح کاٹے نہ کٹتا تھا اور ہر طرف سے اینٹوں کا گارا گر کر سانس روک رہا تھا اور دم گھٹا جاتا تھا ✦

ان چند منٹوں میں جو خوفناک حالتیں پیش آئیں لفظوں میں اُن کا بیان غیر ممکن ہے۔ اتنا زمانہ قرنوں کے برابر ہو گیا۔ ہر ہر لحظہ یہی اندیشہ تھا کہ بس اب ہم خاک کے پیوند ہوا چاہتے ہیں۔ کوئی شخص پاس نہ تھا اور نہ گھر بھر کے دوسرے آدمیوں کی خبر تھی کہ ان کا کیا انجام ہوا۔ میرے لئے یہ عالم قیامت معلوم ہوتا تھا اور معلوم نہیں اس لڑکی کا کیا حال ہو جس کے ماں باپ بھائی بہن اور چچی سب ملبہ میں دفن ہو چکے تھے ✦

ہم زور زور سے چیختے اور چلاتے تھے اور کوئی شخص جواب نہ دیتا تھا۔ آخر کو بعض نوکروں نے ہماری آواز سنی اور ملبہ پر کسی نہ کسی طرح چڑھ کر وہاں تک پہنچے جہاں ہم پہنچے تھے ✦

لڑکی اسی طرح ماں کو چیخ چیخکر پکار رہی تھی اور جب اس نے جواب دیا تو ہم اس مقام پر ٹھہر گئے جہاں وہ ملبہ کے اندر دبی تھی۔ نوکروں کو بلوا کر ملبہ صاف کر دیا اور اس کو باہر نکلوایا۔ اس کو کچھ زیادہ صدمہ بجز اس کے نہیں پہنچا تھا سر میں ایک چرکا لگ گیا تھا۔ سب سے پہلے اس نے یہ سوال کیا کہ میرے شوہر اور بچے کہاں ہیں لیکن ہم کو معلوم نہ تھا اس نے مجھے بیان کیا کہ میں جاگتی تھی اور میرا شوہر اٹھ چکا تھا اور جس وقت پہلا زلزلہ آیا تو وہ کپڑے پہن رہا تھا۔ وہ فوراً لڑکوں کے لئے دوڑ پڑا جو اپنی چچی کے پاس سو رہے تھے مجھ سے کہا کہ تم پیچھے پیچھے چلے آؤ لیکن میں زیادہ آگے نہ بڑھنے پائی تھی کہ جس کمرہ میں بچے سو رہے تھے اس کا دروازہ میرے سر پر آرہا اور میں گر گئی۔ میرا شوہر آگے تھا اس وجہ سے وہ لڑکوں کے کمرہ کے اندر اور لڑکوں کے بستر کے قریب پہنچ گیا تھا کہ یکبارگی چھت گر پڑی اور وہ سب اس کے نیچے دب گئے ✦

نوکر اور باغ کے قلی وغیرہ یہاں جمع ہو گئے تھے اُنہوں نے سب کیفیت مشاہدہ کی اور فوراً ملبہ ہٹانے لگے معلوم ہوا کہ سب آدمی زندہ ہیں لیکن حرکت نہیں کر سکتے کیونکہ اینٹوں اور لکڑیوں میں بالکل پھنسے ہوئے تھے ✦

یہ حال ہم کو اس وقت تک نہیں معلوم ہوا جبتک کوٹھے سے نیچے اُتر نہیں لئے۔ جو اس کے گرے ہوئے مکان کی خوفناک حالت اپنی آنکھوں سے معائنہ کی جو چند منٹ میں زمین پر ڈھیر ہو گیا تھا ہماری حالت کا قیاس کر لیجئے کہ کیا گذری ہوگی

ننگے پاؤں مارے جاڑے کے تھرتھرا رہی تھی گو آفتاب روشن تھا اور دھوپ اچھی طرح سے نکلی ہوئی تھی لیکن ہوا میں اس قدر خنکی تھی کہ شب خوابی کے کپڑوں سے زیادہ لباس بدن کے گرم رکھنے کے لئے درکار معلوم ہوتا تھا اتنے میں ہمارے نوکر کمبل لے آئے جن کی بابت فی الواقع تہ دل سے ہم ان کے شکرگزار ہوئے۔ تین گھنٹہ تک کی سخت انتظاری کے بعد ہم لوگ ٹنس کورٹ میں لائے گئے لڑکوں کا بدن بعض بعض مقامات سے چھل گیا تھا اس کے سوا اُن کو کوئی ضرر نہیں پہنچا تھا ۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیوں کر بچ گئے اس بات کا ابتک ہم کو سخت تعجب اور تحیر ہے ۔ ان کے باپ اور چچی کو بُرے طرح صدمہ پہنچا تھا اور ہفتوں کے بعد ان کی حالت کچھ درست ہوئی لیکن ہم سب لوگوں کی جانیں بچ گئیں اور اس وقت اس کے سوا ہم کو اور کسی شے کی پروا نہ تھی البتہ کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہونے لگا کہ ۴ اپریل کے زلزلہ سے کیا کیا نقصان پہنچا ہے ۔

لیڈی کے ۔ این صاحبہ نے اس بات پر بہت حیرانی ظاہر کی ہے کہ جو لوگ چھتوں کے نیچے دب گئے تھے وہ کیونکر زندہ رہے اور صحیح وسلامت نکل آئے ۔

چونکہ مکانات کی دیواروں پر چھت کی کڑیاں یا بلیاں و شہتیر سادہ طور سے رکھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی اُن میں کوئی ایسا انتظام کیا ہوا نہیں ہوتا کہ وہ اپنی جگہ سے ڈہل سکیں یا نہ کھسک سکیں ۔ اس واسطے جب زلزلہ آتا ہے تو تمام مکان ٹہرا ہو جاتا ہے اور دیواریں اور چھت کی کڑیاں و بلیاں جھک کر اپنی جگہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور جس طرف مکان کے جھکنے کا زور ہوتا ہے اُسی طرف بلیاں چھت کی بھی کھسکتی ہیں جب وہ دیوار کا آثار چھوڑ دیتے ہیں تو اُن کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی ۔ اس واسطے بلیاں معہ ملبہ کے مکان کے اندر دیوار کی جڑ میں گرتی ہیں مگر پہلے ان کا صرف ایک ایک سرا گرتا ہے پھر دوسرے سرے بھی ۔ مگر وہ دیوار کے کسی حصہ پر ٹھیر جاتی ہیں جب یہ کڑیاں یا بلیاں مکان کے اندر گرتی ہیں تو وہ ایک ٹپری یا ایک چھوٹی پال یعنی خورد خیمہ یا ڈولی کی شکل میں ہو جاتی ہیں ۔ جس کے بیچ میں خلا محفوظ جگہ رہتی ہے جو شخص اس محفوظ جگہ میں ہوتا ہے اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا ہے گو بہت سا ملبہ وغیرہ اندر بھی گھس جاتا ہے ۔ البتہ جو شخص کڑیوں کے سروں کے نیچے دب جاتے ہیں وہ بالکل پس جاتے ہیں اور فوراً مر جاتے ہیں یا اُن کو ضرب شدید لگتی ہے ۔ اس صورت کے برخلاف اگر ایک دم سے دونوں دیواریں بھی چھت کی گر جاویں تب بھی چھت ایک نہ ایک دیوار کے ملبہ پر ضرور ٹھیرے گی تب بھی اس میں کسی قدر خلا رہتا ہے جس سے انسان زندہ رہ سکتا ہے چنانچہ اسی قسم کی وارداتیں کانگڑہ وغیرہ میں بہت سی ہوئیں اور کئی روز تک لوگ ملبہ میں دبے ہوئے پکارتے رہے کہ ہم کو نکالو کیونکہ ان پر بے شمار ملبہ پڑا ہوا تھا اور اکثر جگہ مکان کے گرنے سے انسان محفوظ رہے ہیں اور بہت عرصہ کے بعد زندہ اور سلامت نکلے ہیں ۔ سو لیڈی ۔ این ۔ کے صاحبہ کو ایسے لوگوں کے زندہ رہنے پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے ۔ خدا جسے چاہتا ہے ہر طرح سے زندہ رکھ سکتا ہے ۔

گرل اسکول کی بربادی

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے	حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اگرچہ بربادی کا منظر نمایاں طور سے تمام وادی میں دکھائی دیتا تھا مگر گرل سکول کی تباہی کا نظارہ دلوں کے پاش پاش کرنے والا تھا۔ ہائے وہ معصوم صفت لڑکیاں جو تحصیل علوم کی غرض سے اس زنانہ سکول میں زینت بخش تھیں کیسی چپ چاپ سوتی کی سوتی ہی رہ گئیں۔ اس سانحۂ جاں خراش کی مختصر کیفیت مس۔ ایم۔ سی۔ ایف کملیت اس طرح تحریر فرماتی ہیں کہ:-

۴ اپریل کی صبح کو چھ بجے دس منٹ گذرنے کے وقت میں خواب سے بیدار ہوئی میں نے فوراً ہی چاہا کہ ان چودہ لڑکیوں کو جو میرے حوالہ تھیں خواب استراحت سے بیدار کروں یکایک میرے آہنی پلنگ کا کٹہرا میرے بدن سے آکر لگ گیا اور اُس کٹہرے پر ایک دم سے دیوار و چھت بھی آگرے۔ اس وقت گرد و غبار کا یہ حال ہوا کہ دیوار کا چونہ دھول ہوکر میری آنکھوں میں بھر گیا اور اس پر یہ طرفہ ماجرا کہ میرا ایک ہاتھ کٹہرے میں پھنس گیا اور دوسرا ہاتھ ملبہ کے نیچے دب گیا صرف دونوں پاؤں کھلے ہوئے تھے جن کو میں حرکت دیتی تھی۔ اس حسرت اور مایوسی کے عالم میں میں نے لڑکیوں۔ نوکروں اور پولیس کے آدمیوں کو آواز دی اور ان کو دیر تک پکارتی رہی مگر اس وقت کوئی شخص جواب دینے والا موجود نہ تھا میں نے ہر چند کوشش کی کہ کسی طرح دست و پا کو حرکت دیکر اس بلا سے نجات پاؤں مگر میری تمام سعی رائگاں گئی اسی عالم میں جبکہ میں ملبہ میں دبی ہوئی پڑی تھی اور نوکر لوگ بھی ملبہ میں دب گئے تھے مگر انہوں نے بہت کچھ جد و جہد کی اور ملبہ سے نکل رہے تھے اور باہم ایک دوسرے کو مدد دے رہے تھے۔ اسی حالت میں میں نے اُن لوگوں کی آوازیں اپنے کانوں سے سنیں جو لڑکیوں کو پکار رہے تھے۔ اور وہ لوگ اسکے بعد چلے گئے اور انہوں نے یہ خیال کر لیا تھا کہ مس صاحبہ دب کر مر گئی ہونگی اسی اثنا میں مجھ کو ایسی غفلت طاری ہوئی کہ مجھے ایکدم نیند آگئی۔ کچھ دیر کے بعد میری آنکھ کھل گئی مگر اس وقت کہ جب لوگوں کے زینہ پر چلنے کی آواز میرے کانوں تک پہنچی۔ اس وقت میں نے وقت کو غنیمت سمجھ کر زور زور سے چلانا شروع کیا اس وقت مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص نے میرے پاؤں پر ہاتھ رکھے ہیں اور میں نے سنا کہ کوئی شخص پہاڑی زبان میں یہ کہ رہا ہے کہ مس صاحبہ کیا تم زندہ ہو میں نے فوراً ہلکی آواز سے جواب دیا کہ ہاں ابھی تک زندہ ہوں میری آواز سن کر اُس بھلے آدمی نے اَور دوسرے آدمیوں کو پکارنا شروع کیا جو اس وقت صحیح سالم اور زندہ تھے اگرچہ پنڈت اور منشی اسی حادثہ سے مر چکے تھے تاہم کچھ آدمی آئے اور ملبہ کو ہٹایا چھت اس قدر بھاری تھی کہ اس کو حرکت نہیں دے سکتے تھے اسی اثنا میں ایک گورکھا سپاہی بھی آگیا اس نے بھی مہربانی کر کے مدد دی اور وہ بھاری اور وزنی چھت ان سب لوگوں کے زور کرنے سے ہٹائی گئی اور پلٹے کھائی ہوئی آگے جارہی میں صحیح و سلامت نکل آئی۔

اسکول کی لڑکیوں کی ہلاکت

یہ ایسا مہلک واقعہ تھا کہ جس کے حالات دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ ہر مقام پر مردمان کو مردہ دیکھ کر سینہ شق ہو جاتا تھا تمام مکین و مکان زمین سے مل گئے تھے صرف سبزائے تام خزانہ کی عمارت کھڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی جو مقتنمات میں سے تھے جب مجھکو ملبہ سے نکالا تو میں نے لڑکیوں کا حال دریافت کیا۔ نوکروں نے کہا کہ وہ اپنی خوابگاہوں میں اس قدر گہرائی میں دبی ہوئی ہیں کہ ان کا نشان تک بھی معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ہندوستانی سفرمینا کے سپاہیوں اور دیسی عیسائیوں نے اس جگہ کی زمین کھودنی شروع کی اور دن بھر ملبہ ہٹا ہٹا کر مردہ لڑکیوں کی لاشیں برآمد کیں۔ ان لڑکیوں سے مس صاحبہ کو بہت محبت تھی۔ ان کی لاشیں باغ میں دفن کی گئیں۔ ہائے اس وقت کیا عالم گذرا ہوگا جب وہ عورت جو تین لڑکیوں کی ماں بھی اس گرل سکول میں اپنی پیاری بیٹیوں کو دیکھنے کے لئے آئی اور اسکو یہ معلوم ہوا کہ اسکی چاہیتی تینوں لڑکیوں میں سے ایک بھی نہیں بچی اور سب ہزارہا من پتھروں کے نیچے دبی پڑی ہیں تو وہ روتی اور سینہ کوبی کرتی ہوئی چلی گئی۔

دل اب صحبت سے کوسوں بھاگتا ہے + گو احبابوں سے شرمانا پڑے گا + زمانہ کر رہا ہے قطع پیوند + وفا سے
ہم کو پچھتانا پڑے گا + بشر پہلو میں دل رکھتا ہے جبتک + اسے دنیا کا غم کھانا پڑے گا +

مس مذکور بیان کرتی ہیں کہ ہم اسی عالم میں تھے۔ بارش کی طرح رات دن گندھک ہم پر آ آ کر گرتی تھی۔ ہمارے چہرے اور ہاتھ جھلس گئے تھے بہت سے مردمان ادھر سے دوڑے ہوئے گزرتے تھے میں انکو روک روک کر ٹھہراتی اور التجا کرتی تھی کہ میری مدد کرو اور لڑکیوں کو جو دبی ہوئی ہیں کھود کر نکالو۔ لیکن وہ انکار کرتے تھے گویا ایک قسم کی کشمکش پڑی ہوئی تھی۔ ایک برہمن کی لڑکی میرے پاس سکول میں دن کو پڑھنے آتی تھی اسکے باپ نے بہت کوشش کی کہ لڑکیاں مٹی کے نیچے سے نکالی جائیں اور فی لڑکی کے نکالنے پر پانچ روپیہ دینے کا اقرار بھی کیا لیکن کوئی شخص رضامند نہ ہوا چونکہ اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا تھا اور اسکے اہل و عیال میدانی ملک میں تھے اس وجہ سے اپنے احاطے اور بازار کے بہت سے آدمی اُس نے کھود کر نکلالے۔ وہ کانگڑہ کو بھی گیا تھا ان میں ایک لڑکی زیادہ سن کی تھی افسوس ہے کہ ارجون کو اسکی شادی ہونے والی تھی۔ دوسری لڑکیاں نرسوں کا کام سیکھتی تھیں۔ باقی ماندہ لڑکیاں بہت ہی چھوٹی چھوٹی تھیں +

جو بازار غارت ہو گیا تھا اس کے دیکھنے سے وحشت ہوتی تھی آدمیوں کی لاشیں کہیں تو جلائی جاتی تھیں کہیں اس وقت تک مٹی ہی میں دبی ہوئی تھیں۔ اور کہیں کہیں لاشیں دفن کی جاتی تھیں۔ غیر عیسائی مرد اور عورتیں اور لڑکے میرے پاس آتے تھے اور کہتے تھے خوشی کی بات ہے کہ آپ بچ گئیں۔ آپ بہت نیک مس صاحبہ ہیں اور آپنے بڑی بڑی نیکیاں کی ہیں۔ پھر کیونکر آپ کو خدا ہلاک کرتا +

مسٹر ڈیویل کی شفقت اور مہربانی مسز رابنس مس صاحبہ رابنس اور مسز الگزینڈر اور وچین کی ہمدردیاں ہمیشہ یاد رہینگی۔ خدا اُن کو اُن کی نیکیوں کا بدلہ دے گا +

پالم پور اور چاء کے کارخانوں کی تباہی

چوتھی اپریل کے زلزال نے اس خوشنما قطعہ اور باغات چاء کو بھی زوال کوفہ کے اندھا دھند طوفان کی طرح زلزلہ پیدا کر کے بڑی ضلالت سے ضرر رساں کر کے چھوڑا۔ جس کے حالات سے دل و دماغ میں ایک قسم کا زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس زلزلہ کے نزول نے زمانیاں زادہ شش روز کو ایک ذرا سے زمانہ میں تزلزل ڈالکر ذلیل و خوار کر ڈالا۔ اور اس زندانی زاد بوم میں زندہ دلوں کو بغیر زار و نزار کئے کے نہ رہ سکا۔ زوال ارضی نے تمام آمد و رفت کے ذریعہ بھی چشم زدن میں برہم کر ڈالے۔ اور ذلیل حالت میں بنا دئے تھے تمام ساکنان زمین کو زیر و زبر کر دیا۔ اور بیشمار زن و مرد اس ظالم زلزلہ کی زد میں آ کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بھونچال کی جان کو رو بیٹھے جو زندہ دل بھی تھے وہ زلزلہ زدگی سے ہیبتناک ہو کر گریہ زاری کے عالم میں۔ زار و نزار ہو کر روتے تھے اور طرح طرح کی زحمتیں اٹھاتے تھے۔ اس لایزال کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس زوال سے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار بچ گئے۔ رلیف پارٹی نے زلزلہ زدگان کو جو جان سے بچ گئے تھے اُن کے زخموں کو دلداری و دلسوزی سے دھویا۔ اور اُنکی مرہم پٹی کر کے زاید زحمت کشی سے بچایا۔ نقصان ضرور زیادہ ہوا۔ تاہم اور مقامات کی نسبت زیادہ نہیں افسوس بھونچال نے پالمپور بالکل اجاڑ بنا دیا جہاں امیر و غریب اپنے گھروں میں خوشی سے گذارتے تھے اب وہ زاغ و بوم کا مسکن دکھائی دیتا ہے اس خوشنما آبادی کا سرسبز نظارہ ایک عرصہ تک آنکھوں کے سامنے نظر آتا رہیگا۔ اور یہ مہیب سین جس نے غضب کی وحشت پیدا کر دی ہے عمر بھر دل سے دور نہوگا ہائے کیسے پر فضا باغات اور عمارات و کوٹیات کھنڈرات کا ڈھیر بن گئے۔ جس کے دیکھنے سے ایک بڑی عبرت پیدا ہوتی ہے بازار میں ایک سو آدمی دب کر مر گئے۔ تحصیل پالم پور میں تین ہزار آدمیوں کا تخمینہ لگایا گیا جن کو زلزلہ نے غارت کر دیا۔ ہندوستان میں نینی تال کا زلزلہ مشہور تھا جسکو ۲۵ سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔ وہاں صرف ایک دامن کوہ کا حصہ گرا تھا جس سے یورپینوں کا بہت نقصان ہوا تھا۔ مگر اس زلزلہ نے سابقہ زلزلوں کو بالکل فراموش کر دیا نقصان مال و جان کی انتہا ہی نہیں رہی۔ اس ظالم زلزلے نے ایسا زور بازو دکھایا جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ کئی روز تک تو روزمرہ بھونچال کی آوازوں نے زمین کو شگاف پر شگاف دیا۔ کئی میل کے فاصلہ پر جو برفانی پہاڑ واقع ہیں اُس سے اکثر زلازل کا نزول ہوتا رہتا تھا۔ لوگوں کو شبہ ہے کہ یہ پہاڑ آتش خیز ہو گا اسواسطے

کوہستانہ چاء کی بربادی

ماہرانِ طبقات الارض اس پہاڑ کی دیکھ بھال کر رہے ہیں - جن حصص میں خوفناک زلزلے واقع ہوئے ہیں وہاں کی بربادی کی انتہا ہی نہیں رکھی وہ دریائے بیاس اور دھولادھار کا شمالی کوہستانی سلسلہ ہے - اور مشرقی جانب میں قلعہ رہلو - اور مقام بیجناتھ اور اس کے درمیانی مشہور مندر بھی شامل ہیں - اور انہیں حصص میں دھرمسالہ کا سول اسٹیشن جو ضلع کا ہیڈکوارٹر تھا اور چھاونی و تحصیل اور کانگڑہ کا قلعہ اور اس کا قرب و جوار اور پالم پور جو باغات چاء کا صدر مقام تھا - جوالا مکھی - نگروٹہ - اور ان کے گرد و نواح کے قصبات و دیہات اور مندر جو دولت سے مالا مال تھے غارت ہو گئے - مشرقی حصہ کی طرف گو نقصان کم ہوا مگر شمالی بیاس اور وادی وکلو میں جس طرف بیاس کا مخرج ہے اور ستلج کے درمیان اور نیز ریاستِ منڈی کا پرگنہ لاہول تک اور تحصیل سراج جو کلو کے سب ڈویژن اور سکیت و منڈی کا جنوبی حصہ ہے سب ہی تباہ ہو گئے -

مسٹر ڈی - ڈبلیو میکبین (D. W. Mac Bean) مانیجر کلاچ نکوڈین دی اسٹیٹ اپنے باغات چاء کی تباہی اس طرح سے بیان کرتے ہیں - کہ ۴ - اپریل کو چھ بجے ایک خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا جس کی کچھ پروا نہیں کی گئی - اس کے چند لمحہ بعد دوسرا ایک سخت زلزلہ آیا اور بعدہٗ خوفناک بھونچال پیدا ہوا جس نے ہم کو نیند سے جگا دیا - جس کی رفتار شمال مشرق سے معلوم ہوئی - پہلے تو میں نے کچھ خیال نہ کیا کیونکہ ایسے زلزلے یہاں اکثر آتے رہتے ہیں - دوسرے ہچکولہ میں مجھ کو بیدار ہونا پڑا - اور میں بسترے پر بیٹھ گیا - اور میں نے میم صاحبہ کو کھڑکی سے بلانے کے لئے آواز دی - ابھی آواز سے فارغ نہ ہوا تھا کہ یکایک ایک دیوار سونے کے کمرے کی گر گئی - اور ہم سب دب گئے - اس وقت ملبہ کے نیچے خوفناک اندھیرے کا عالم تھا - میرا دم گھٹنے لگا - میں نے ہمت کر کے کھڑکی کے شیشہ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور زور کر کے نکل آیا اگر میں ایسا نہ کرتا تو اس دیوار کے گرنے سے جو میرے بستر کے سرہانے گری جس میں بھی دب گیا تھا ضرور مر جاتا - ملبہ کے نیچے مجھے یہ چند لمحے ایسے شدید گذرے جو کئی سالوں کے برابر معلوم ہوئے جن کو تمام عمر نہ بھولونگا - مجھے تو کامل یقین ہو گیا تھا کہ ہم سب برباد اور ہلاک ہو گئے - جب زلزلہ ختم ہو گیا - میں نے کھڑکی کھولی اور برانڈے میں جھک کر باہر نکل پڑا - اور امداد کے لئے لوگوں کو بلانے لگا - کوئی نظر نہ آیا - کیونکہ تمام لوگ جو زندہ تھے اپنے رشتہ داروں - دوستوں وغیرہ کو نکالنے کے لئے بھاگ گئے تھے - اور ہر طرف مجکو خوفناک نظارہ معلوم ہو رہا تھا - ہمارے

تمام مکانات گر گئے تھے۔ صرف مالی کا جھونپڑا باقی رہ گیا تھا۔ افسوس انہیں مکانات میں جو سطح زمین کے برابر ہو چکے تھے۔ میرے باپ کی تعمیر کرائی ہوئی ایک ہی نہایت ہی خوبصورت پتھر کی فیکٹری تھی جو سب کی سب برباد ہوگئی۔ اور ساتھ ہی سب آدمی بھی دب کر مر گئے۔ صرف ایک آدمی بچا جو میرا ہیڈ کلارک تھا۔ مدد سے مایوس ہو کر میں نے تنہا کوشش کی۔ اور میں نے چند خانگی ملازم ملبہ سے نکالنے میں کامیابی حاصل کی۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے چونہ اور پتھر ہٹا کر اپنے بچہ کو نکالا تھا جو بالکل مر گیا تھا۔ بعد ازاں اُس کو بغیر رسومات ادا کرنے کے کارخانہ کے احاطہ میں دفن کر دیا۔ جب وادی کی طرف دیکھا جاتا ہے تو بجز حیرت کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک طرف تو چھوٹے چھوٹے گاؤں معہ اپنی سفید دیواروں کے سلیٹ والی چھتوں سے ٹکرا کر تہ زمین ہوگئی۔ ہم بالکل برباد ہو گئے۔ دس ہزار روپیہ جاتا رہا۔ ہماری مشینوں کا نقصان جو دبی ہوئی پڑی ہیں معلوم نہیں کس قدر ہوا۔ ہم ڈرتے ہیں پھر بھی ہمارا ہزار ہا روپیہ کا نقصان ہوا۔ ہمارے خوف زدہ کاریگروں اور ملازموں کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ خوبصورت وادی برباد ہو چکی ہے۔ انہوں نے چھوٹے چھوٹے جھونپڑے اپنے بال بچوں کے لئے بنائے ہیں۔ اور رات دن رنج و غم میں گذرتے ہیں۔ بہت سے خاندان برباد ہو گئے۔ جو لوگ ۴۔ اپریل کی صبح صبح زلزلہ سے پہلے ہمارے باغ میں کام کرنے کے واسطے آئے تھے وہ بچ گئے۔ اور وہ اپنے مرحوم رشتہ داروں کی جایداد حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ ہماری فصل بالکل طیار تھی۔ مگر کاٹنے کو آدمی دستیاب نہ ہوئے۔ چاء کے کارخانوں کا بہت نقصان ہوا۔ اگرچہ عمارات اور کلیں پھر بھی بن سکتی اور دستیاب ہو سکتی ہیں۔ لیکن چاء کے باغات اور کاشتکاری جن کی ہمیشہ دیکھ بھال۔ درستگی اور خدمت بھی ہوتی رہتی تھی وہ ممکن نہیں سلامت رہیں وہ برباد ہو جائیں گے۔ اور اگر اُن کی فی الفور درستگی نہ ہوئی تو بیکار ہیں۔ جو لوگ تجربہ کار اور کارکن تھے وہ دب کر مر گئے۔ اب ویسے آدمی بہم پہنچے اور آباد ہونے سخت مشکل ہیں۔ ہولٹاٹی اسٹیٹ جس کے ایجنٹ مسرز شاہ ولیس اینڈ کو کلکتہ ہیں۔ اُن کے نقصان کی نسبت جو کچھ بیان ہوا درست ہے۔ ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ہولٹاٹی اسٹیٹ بہ نسبت اپنے قرب وجوار کے کچھ اچھا بچا ہے +

جب مسٹر بیلرڈ کا بنگلہ گرا جو ٹی اسٹیٹ کے مانیجر تھے تو مسٹر بیلرڈ معہ اپنے دو بچوں اور مسز بریڈ فورڈ جو مسٹر بیلرڈ کے یہاں ٹھیری ہوئی تھی یہ سب ملبہ کے نیچے دب گئے تھے۔ تین گھنٹہ کے

کے بعد نکالے گئے۔ افسوس صد افسوس مسز ہیڈفورڈ زلزلہ کے صدمات سے کچلکر مر گئے۔ اور اُن کا نازک جسم کٹ گیا تھا۔ خدا کی مہربانی اور اُس کے کرم وفضل سے مسٹر بیلٹر کے دونوں معصوم بچے بے شمار ملبہ کے نیچے سے بالکل صحیح وسلامت نکلے اور مسٹر بیلٹر صرف اِس قدر زخمی ہوئے کہ آپ کی کلائی پر چوٹ آئی۔ اور ایک پاؤں چوٹ سے کٹ گیا۔ پالم پور کے حالات سے معلوم ہوا کہ چار یوروپین ہلاک ہوئے اور پانچ مجروح جواَب روبصحت ہیں۔ تھانہ۔ تحصیل۔ ڈاک بنگلہ اور ڈنبار برج میں بڑا نقصان ہوا ہے۔ تین سو دیسی بالکل ہلاک ہو گئے۔ مسٹر گبسن ۔ مسٹر کوپ لینڈ۔ مس مکبین جو ابھی بچہ تھے اور مس وانٹ ول بالکل ہلاک ہو گئیں اور ملسن کے چار بچے ڈبلیو بیلٹر و۔ مسز بلیڈ فورڈ۔ مسٹر کوپ لینڈ اور مسٹر گبسن سخت زخمی اور مجروح ہوئے تھے۔ جواَب روبصحت ہیں +

زلزلہ کے موقع پر پلنٹروں کے اجماع سے خیموں کی سخت ضرورت تھی گورنمنٹ کی طرف سے فوراً چھوٹے چھوٹے خیمے اور چھولداریاں روانہ کردی گئیں تھیں۔ بڑے خیمے اِس وجہ سے روانہ نہیں کئے گئے تھے کہ دریائے بونیر کی پُل کی مرمت اُس وقت تک نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ بغیر اونٹوں کے خیموں کا جانا محال تھا۔ رسد وغیرہ کا سامان معقولیت سے کردیا گیا تھا۔ کسی شے کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ کپتان میکچنی اور اسسٹنٹ سرجن اون مجروحین کا علاج معالجہ عمدہ طور پر کرتے رہے۔ ڈاکٹری سامان افراط سے موجود ہے۔ گرجا گھر۔ سشن کا مکان اور پلنٹروں کے مکانات اور بڑے بازار کی عمارتیں بالکل مُنہدم ہو گئیں اور پالم پور کی جنوبی و مشرقی سمت بالکل تباہ ہو گئی۔ مگر بیجناتھ جو چار میل پر ہے وہاں کچھ اثر نہیں ہوا۔ ڈاک اور تار کا سب انتظام سڑکیں بالکل درست ہو گئیں۔

مسٹر ملر۔ آئی۔ سی۔ این۔ اپنی سرگذشت ایک چٹھی میں جو ۱۰۔ اپریل کو وصول ہوئی اِس طرح لکھتے ہیں کہ میں اور راجہ منڈی ۳۔ اپریل کو دہرمسالہ سے روانہ ہوئے۔ اور شب پالم پور میں بسر کی۔ ۴۔ اپریل کی صبح کو میرے سر پر چھت کی اینٹیں اور استرکاری گرنے لگی۔ اُسوقت میں خوف سے پلنگ کے نیچے گھس گیا اور فوراً چھت گر گئی۔ اور ملبہ کے بوجھ سے پلنگ بھی ٹوٹ گیا۔ میں اُس کے نیچے دبا ہوا پڑا تھا۔ جب میرے نوکروں نے میرے واویلا کی آواز سُنی تو اُس نے مجھ کو نکالا۔ اُس وقت ہم نے راجہ کے کمرے میں جاکر راجہ صاحب کو نکالا۔ اُن کے جسم پر فقط دو ایک خراشوں کے نشان آئے تھے۔ پانچ منٹ کے بعد تمام مکان گر گیا تھا

جوالا مکھی کا غضبناک سین اور تاریخی واقعات

نرا نظارہ ہی اے بو الہوس مقصد نہیں اسکا	بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھکر چشم آدم کو
خدا جانے یہ بندے کونسی آتش میں جلتے ہیں	کہ خاکستر کی اک مٹھی سمجھتے ہیں جہنم کو

جوالا مکھی اہلِ ہنود کا ایک پرانا مندر ہے جس میں عرصہ دراز سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ اِس مندر نے اپنے آپ کو اسم بامسمےٰ بنایا ہوا ہے کیونکہ جوالا کے معنے آگ۔ شعلہ۔ بھبھوکہ کے ہیں مُکھ ہندی میں مُنہ یعنی دہن کو کہتے ہیں جس کے معنے آتشیں دہن یا آگ کا مُنہ ہے چونکہ اِس مندر سے ایک قسم کی گیس یعنی آگ دُہواں نکلتا رہتا ہے۔ اِس واسطے اُس کو جوالا مکھی کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اِس قصبہ کا نام بھی یہ ہی مشہور ہوگیا۔ یہ مندر کانگڑہ سے جنوب مشرق کی طرف ۲۰ میل کے فاصلہ سے ایک اونچے پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اِس مندر کے قایم ہونے کی کوئی مُعتبر تاریخ معلوم نہیں ہوئی۔ اِس وجہ سے یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ کس زمانہ میں یہ گیس اور مندر جاری و قایم ہوا۔ اگرچہ جوالا مکھی کی نسبت اہلِ اسلام کے زمانہ میں سب سے پہلے شمس سراج نے اِس کا کسی قدر حال لکھا ہے جو فرشتہ سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے اور ابو الفضل نے آئین اکبری میں اِس مندر کی کیفیت بہت کچھ لکھی ہے مگر قدیمی حالات دستیاب نہیں ہوسکے۔ کیونکہ ہندوؤں کو تاریخ لکھنے کا کبھی مذاق نہیں ہوا ہے۔ مسٹر ٹام کاریٹ (Tom Conyat) نے پادری ٹری (Jezzy) کو جہانگیر کے وقت میں یہ چند فقرے بتائے تھے کہ اِس صوبہ میں ایک اعلےٰ مشہور جاترہ کی جگہہ ہے جسکو جوالا مکھی کہتے ہیں۔ اِس مقام پر سرد چشموں کے درمیان سخت چٹانوں سے ہر روز آگ نمودار ہوتی ہے جس کے سامنے بُت پرست لوگ سجدہ کرتے ہیں اور اُس کو پوجتے ہیں۔ مسٹر تھوی ناٹ (Thevenot) اِس طرح سے بیان کرتے ہیں (جو اورنگ زیب کے شروع عہد حکومت میں گذرے ہیں) کہ اِس آتشیں مقام کو ہندو لوگ معجزہ خیال کرکے اُس کی پرستش کرتے ہیں۔ اِس قصبہ کا سرد پانی اُن سخت چٹانوں سے نکلا ہے جو بالا گھاٹ کے پہاڑ کہلاتے ہیں۔ برہمن اِس مندر سے بہت فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ چین کے ایک سیاح نے اپنے سفرنامہ میں ہندوستان کے عجائب و غرائب حالات لکھے تھے جسکو شہنشاہ چین نے سنہ ۶۵ء میں ہندوستان کی تعریفیں سُنکر اِس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ ہندوستان میں

پارس پتھری اور آب حیات کو تلاش کرے۔ چنانچہ چینی سیاح نے ہندوستان اور پنجاب کی اُن چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی سیر کی جہاں پر برہمن اور راجپوت حکومت کر رہے تھے۔ اور پنجاب کے اُن پانچوں دریاؤں کو دیکھکر حیران تھا کہ جنھوں نے اِس علاقہ کا نام عالم میں پنجاب مشہور کر دیا۔ اور یہ پانچوں دریا ایسے مقامات سے نکلتے ہیں جہاں پر اُن کی نگہبانی ہاتی اور پتھر کرتے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ ان پہاڑوں میں سے گرم اور سرد پانی کے چشمے نکلتے ہیں۔ اِس لئے چینی سیاح نے جوالامکھی کو بھی ضرور سُنا ہوگا۔ جہاں پر آگ اور ٹھنڈے چشموں کا ایک چٹان سے نکلنا معجزہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ اِس بیان سے خیال کیا جاتا ہے کہ سنہ ۶۵۰ء میں ضرور جوالامکھی کا مندر موجود ہوگا۔ اِس حساب سے ساڑھے تیرہ سو یا چودہ سو برس اِس مندر کی قائمی کے برآمد ہوتے ہیں۔ لیکن پنڈت لوگ عجیب وغریب زبانی روایتیں بیان کرتے ہیں۔ ایک برہمن بھوجکی کا بیان ہے کہ سات سو سال کا عرصہ منقضی ہوا جو دیوی ماتا نے ایک بھگت کو خواب میں درشن دیئے تھے جو دکھن میں رہتا تھا اور کہا کہ کوہستان کانگڑہ میں جاؤ وہاں ہمارے مکان کے نشان تم کو معلوم ہونگے چنانچہ وہ بھگت کوہ ہمالہ کے کوہستان میں داخل ہوا اور کانگڑہ کے لق ودق جنگل میں پہنچا وہاں اُس کو زمین سے آگ نکلتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اُس نے اُسی مقام پر مندر بنا دیا اور اُس کو پوجنے لگے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مندر بارہویں تیرہویں صدی عیسوی میں قایم ہوا۔ ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے مگر اس کا بھی سر پیر دکھائی نہیں دیتا۔ اکثر اہل ہنود بیان کرتے ہیں کہ زمانۂ قدیم میں ایک راجہ دیت جالندھر تھا جو زبردست اور ظالم تھا۔ لوگوں کو بہت تنگ کرتا تھا شب جی مہاراج (آدم علیہ السلام) نے اُس کو بڑی سختی سے مارا۔ بلکہ پہاڑوں سے بڑی بڑی چٹانیں توڑ کر اُس کی ضربوں سے دیت جالندھر کو ہلاک کیا۔ اُس کے پاؤں تو ملتان میں ہیں اور دھڑ کانگڑہ میں۔ اور سر جوالامکھی میں ہے۔ اور اُس کے ہی مُنہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ جو اب تک جاری ہیں۔ اِس روایت سے کوئی سن و سال ہرگز ہرگز نہیں معلوم ہوتا۔ صرف اِسقدر خیال ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا واقع ہے جو سراسر لغو معلوم ہوتا ہے ÷

اس سے بڑھکر ایک اور لطیفہ سننے میں آیا کہ مہارانی کی مورتی اور جوالامکھی ست جگ میں قایم ہوئی تھی جس کو قریب چالیس لاکھ برس کا زمانہ گذرا ہے ÷

ایک اور روایت دیوی بھاگوت سے بیان کی جاتی ہے کہ راجہ سرجاتی کی ایک لڑکی تھی جس کا نام سوکنّا تھا۔ وہ ایک روز جنگل میں سیر کرنے کو گئی۔ اُس نے ایک ضعیف سادھو دیکھا جس کی آنکھوں

کے پاس دو سوراخ تھے جن میں سے آگ نکلتی تھی۔ سوکنّا نے اُن سوراخوں میں لکڑی ڈالی جس کی وجہ سے وہ سادہو اندھا ہوگیا۔ اور اُس کی بد دعا سے راجہ کے خاندان میں مرض بند ہائل ہوگیا۔ سادہو کو تلاش کر کے لائے اُس نے اُسی لڑکی سوکنّا سے شادی کی تب راجہ کے خاندان سے مرض بند رفع ہوا۔ اور وہ سوکنّا کو جنگل میں لیگیا اور وہ راجہ کی لڑکی اُسکی خدمت کیا کرتی تھی۔ اُس کو ایک حکیم ملا جو اُسپر عاشق ہوگیا تھا۔ اُس نے اُس اندہے سادہو کا سونکھا اور جوان کردینا اِس شرط پر منظور کیا کہ جس کو تو اُس وقت ہاتھ لگادیگی۔ جب وہ سادہو اچھا ہوجاویگا تو وہی تیرا خاوند ہوگا۔ اِس شرط پر حکیم نے معہ اندھے سادہو کے ایک تالاب میں غوطہ لگایا جس سے وہ سادہو اور وہ حکیم بالکل ایک ہی شکل کے نوجوان ہوکر نکلے اور آنکھیں ضعیف سادہو کی روشن ہوگئیں۔ پاک دامن لڑکی نے خدا سے دعا کی کہ خدایا یہ دونوں ایک شکل کے ہوگئے مگر میرا ہاتھ میرے خاوند ہی کو لگے تاکہ میری پاک دامنی قایم رہے۔ چنانچہ اُس نے اپنے خاوند ہی کو ہاتھ لگا دیا۔ حکیم کو سخت ناگوار گذرا۔ پھر راجہ اپنی بیٹی کو ملنے آیا۔ جس نے یہ عالم دیکھکر تعجب کیا۔ لڑکی نے تمام ماجرا کہہ سُنایا۔ پھر راجہ نے بھون کیا اور اُس میں بہت سے سادہو شامل ہوئے اور راجہ نے سب کو حصہ دیا۔ وہ حکیم بھی اُس بھون میں شامل ہوا مگر اُس نے اُس سادہو کا حصہ نہیں دیا جسکو اُس نے سونکھا اور جوان کردیا تھا۔ سادہو نے آگ دہن سے نکالی جو حکیم کو بلا کی طرح سے کھانے دوڑی۔ پھر حکیم نے معافی چاہی۔ پھر وہ آگ کی بلا اُسے تالاب میں ڈال گئی۔ اُس روز سے جوالا مکھی میں آگ کے شعلے نکلنے شروع ہوئے۔

اِس قصہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اِس جُگ کے شروع میں اور گذشتہ جُگ کے اخیر میں یہ راجہ سرجاتی گذرا ہے جسکو پانچ ہزار برس گذرے۔ اسی طرح سے اور بہت سے قصے جوالا مکھی کی نسبت مشہور ہیں مگر قابل اعتبار نہیں۔ ہم جوالا مکھی کے تاریخی واقعات کو مفصل طور سے کسی دوسری جگہہ بیان کرینگے۔ اب کسی قدر حال ضمیمہ میں بتایا جاتا ہے۔

جوالا مکھی ۳۱ ڈگری ۵۲ دقیقہ ۴۳ سیکنڈ عرض بلد شمالی اور ۷۶ ڈگری ۱۲ دقیقہ اور ۵۹ سیکنڈ طول بلد شرقی پر واقع ہے۔ کسی زمانہ میں مقام جوالا مکھی ایک بڑا بھاری شہر ہوگا۔ کیونکہ اس کی عمارات کے کہنہ کھنڈرات اسکی گذشتہ شان و شوکت اور دولتمندی کی شہادت دے رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجپوتوں کے زمانہ میں کٹوچ خاندان کے عروج کے وقت اِس شہر میں بہت رونق ہوگی۔ کیونکہ شہزادگان کٹوچ کا سلسلہ اُس جنگ عظیم تک پہنچتا ہے جو سن عیسوی سے پندرہ سو سال پہلے ہوتا ہوا چلا آیا ہے۔ اگرچہ کٹوچ خاندان کا اصلی دارالحکومت شہر جالندہر تھا اور

کٹوچوں کی کہنہ ہسٹری جالندہر سے زیادہ تعلق رکھتی ہی مگر اسکا پتہ نہیں لگتا ہی کہ جالندہر کی حکومت اور راجپی کے ساتھ کوہ ہمالہ کا تعلق کب اور کسطرح ہوا۔ یہ بات بہت مشہور ہی کہ دریاے ستلج اور چناب کے درمیان ۲۲ علاقے تھے گیارہ علاقہ دریاے راوی کے آر والی طرف تھے۔ اور گیارہ پار تھے۔ مسٹر بارنز (Barnes) اُن گیارہ علاقوں کو جو دریاے راوی کے اس طرف ہیں اُن کی تفصیل اس طرح سے بیان کرتے ہیں ۱۔ چمبہ۔ ۲۔ نورپور۔ ۳۔ سیبا۔ ۴۔ وتارپور۔ ۵۔ گلیر۔ ۶۔ جسوان۔ ۷۔ سکیت۔ ۸۔ منڈی۔ ۹۔ کلو۔ ۱۰۔ بنگاہل۔ ۱۱۔ کانگڑہ۔ اِن تمام ریاستوں کا مجموعہ حلقہ جالندہر سے ملحق تہا۔ اور وہ گیارہ علاقہ جو راوی کے پار ہیں جنکو ڈوگر کے نام سے پکارتے ہیں علیحدہ ہیں۔ نورپور۔ سیبا۔ گلیر۔ اور بنگاہل بلحاظ تقسیم جغرافیہ کانگڑہ خاص کی حدود میں واقع ہیں۔ اور کانگڑہ۔ جسوان۔ ہری پور۔ سیبی اور دتارد کے علاقہ کٹوچی حکومت کے سب ڈویژن تھے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے علاقے تھے۔ اور اُن تمام علاقجات پر کٹوچ خاندان کی اولاد حکومت کیا کرتی تھی۔ سکندر اعظم کے حملۂ ہند کے وقت یونانی تاریخ داں کہتے تھے کہ پنجاب کے شمالی حکمرانوں کی ہستی حضرت عیسے علیہ السلام سے تین سو برس پہلے کی تھی۔ تاہم جوالامکھی کے مندر کی شہرت (جسکی بنا آجتک معلوم نہیں ہوئی) کٹوچ کے خاندان کے عروج میں زیادہ ہوئی ہوگی۔ جسپر ہمیشہ سونا چاندی برستا رہتا تھا۔ اور یہ مندر دہانۂ آتش ہونے کی وجہ سے اہل ہنود میں ہمیشہ سے پُجتا رہا ہے۔ اسکی بیشمار آمدنی بہوجکیوں اور پوجاریوں کا حصہ رہا ہے۔ مگر کسی زمانہ میں کٹوچ خاندان کے راجے اور مہاراجے جوالامکھی کے تمام آمدنی یا اُسکے بڑے حصہ کو لینے لگ گئے تھے۔ اور جب مسلمان بادشاہوں کا اِس علاقہ پر قبضہ ہوا تو جوالامکھی کے جاتریوں سے ایک آنہ فی کس محصول لیا جاتا تھا۔

کہتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر نے جوالامکھی کے مندر پر سوامن سونے کا ایک چھتر چڑہایا تھا جسکا کسی قدر حصہ اب تک جوالامکھی میں موجود ہونا بیان کیا جاتا ہی۔ جوالامکھی کسی زمانہ میں تجارت کی اعلےٰ منڈی بنا ہوا تھا۔ کلو وغیرہ کے علاقہ سے یہاں پر لاکھوں روپیہ کی افیون آیا کرتی تھی۔ اب بھی افیون کی کسی قدر تجارت ہی۔

رونیا (Rolia) ایک قسم کا رنگ ہی۔ اِس علاقہ میں پیدا ہوتا ہی۔ یہ رنگ بڑی قدر سے فروخت ہوتا ہے اور مگنے اور دولے کے کام آتا ہی جسکو انولہ (Anola) درخت کے پھل سے طیار کیا جاتا ہے۔

ضلع کانگڑہ میں بہت سے مندر ہیں جنکا سلسلہ سوجان پور سے راجہ سنسار چندر کے شوالے سے شروع ہوتا ہے۔ اور مندر گوگا تک جا ختم ہوتا ہی جو ڈنڈوں کا دیوتا ہی جسکا مقام سڑک کے کنارہ پر پیپل کے نیچے ہے۔ مسری بجرائی اگریکر دیوی کا مندر بھی کبھی مشہور تھا۔ اب بھی اِس مندر کو کسی قدر مانتے ہیں۔ مندر اسوامیدہ (Aswamedh) بھی نہایت ہی مشہور تھا۔ جب سلطان محمود غزنوی نے نگرکوٹ کو فتح کیا تو اس مندر کو مسمار کر دیا تھا اور بجاے

مندر کے اسکے کھنڈرات پر ایک مسجد تعمیر کرادی تھی - لیکن جس زمانہ میں شہنشاہ اکبر مع دیوان ٹوڈرمل کے اِس مقام پر آیا تو اُس کے حکم سے اس مسجد کا پھر مندر بنا دیا گیا تھا - اسی زمانہ میں دیوان ٹوڈرمل نے بھی بہت سے مندر اس علاقہ میں بنوا دیے تھے - ۱۸۱۵ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جوالا مکھی اور بھون کے مندر کے گنبد کو سنہری کرادیا تھا - ایک اور مندر گوری شنکر کے نام سے مشہور تھا - جب یہاں کے سردار عروج پر تھے - مندر گوری شنکر کی بہت پوجا ہوا کرتی تھی - اور اِس مندر کے متعلق ایک جاگیر بھی تھی جسکو اُسنے منتظم نے خراب وخستہ کردیا - اب یہاں کوئی جاتری نہیں جاتا - اسی مقام پر بہت سے مسلمان فقرا کی قبریں اور مزار بھی ہیں جن کو ہندو لوگ بہت مانتے ہیں - اور اُن کی تعظیم وتکریم مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں - اسی مقام پر باوا فتو فقیر کی قبر شریف ہے جو دو سو برس سے قایم ہے اور باوا صاحب کی تعظیم خصوصیت سے کی جاتی ہے بلکہ اُن کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے اور عدالت دیوانی میں باوا فتو کی قسم پر فیصلے ہوتے ہیں - کہتے ہیں کہ سوڈہی گورو گلاب سنگھ سے انکو فیض ہوا تھا - اسیطرح سے باوا ابھویت کا بھی ایک مندر ہے جسکی نذر ونیاز بہت کچھ چڑہائی جاتی ہے - اور اپنی مرادوں کی درخواستیں لکھ لکھ کر مندر میں پیش کرتے ہیں - پوجاری لوگ ایسی تحریر درخواست پر بہت کچھ نذر ونیاز پیشگی لے لیتے ہیں ✦

کانگڑہ کی وجہ تسمیہ

نگرکوٹ (کانگڑہ) کے پوجاری بیان کرتے ہیں کہ اس علاقہ میں ایک شخص تھا جسکو دیت جالندہر کہتے تھے وہ نہایت قوی ہیکل اور طویل القامت بیان ہوا ہے اور اسکا جسم میلوں میں پھیلا ہوا تھا گویا عوج بن عنق سے بھی زیادہ بڑا تھا - بیان کرتے ہیں کہ وہ قلعہ کانگڑہ میں مرا تھا اور اوسی زمانہ میں قلعہ طیار ہوا تھا اور اُسکا سر قلعہ میں تھا اُسکی یادگار قایم رکھنے کے لیے اس قلعہ کا نام قلعہ کانگڑہ رکھا گیا - کنگڑہ کے معنی ہیں سر کا قلعہ - کن بمعنی سر - گڑہ بمعنی قلعہ - اسواسطے اِس زمانہ میں جب اس علاقہ کو نگرکوٹ کہتے تھے اس قلعہ کو قلعہ کنگڑہ کہا کرتے تھے جو بگڑ بگڑ کر کانگڑہ ہوگیا ✦

مندر جوالا مکھی کی کیفیت

جوالا مکھی کا مندر مسلمانی وضع کا بنا ہوا ہے جس کی بیرونی دیواروں پر پلستر اور رنگ لگا ہوا ہے - اس کا گنبد اور مینار سنہری ہے - اور اُس کی چھت اور اندرونی حصہ بھی سنہری بنا ہوا تھا مگر قدرتی طور سے جو آگ اور دہواں اُس میں نکلتا ہے اُس کی وجہ سے سنہری کام بالکل کالا ہوگیا ہے جو دکھائی بھی نہیں دیتا - اِس مندر میں سب سے عمدہ چاندی کے کیواڑ ہیں جنکو کھڑک سنگھ ولد مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بنوائے تھے - یہ دروازہ سراسر چاندی کا بنا ہوا ہے اور

اِس حکمت سے بنایا گیا ہے کہ وہ فولڈنگ یعنی تہ ہو سکتا ہے۔ جو لارڈ ہارڈنج Hardinge کو بہت پسند آیا تھا۔ بلکہ خود لارڈ موصوف نے اُس کا نمونہ بنوایا تھا۔ مندر کے اندر ایک مربع گڈھا بنایا گیا ہے جو تین فٹ گہرا ہے۔ اور اُس کے گِرد چلنے پھرنے کا راستہ بنایا ہوا ہے جسپر اکثر جاتری گھومتے اور اُس کا طواف کرتے ہیں۔ اِس مربع گڈھے کو کیقدر کھودا گیا ہے جس میں سے گیس یعنی آگ اور دھواں نکلتا ہے۔ اِس گڈھے کی دیواروں سے بھی روشنی عیاں ہوا کرتی ہے جب اُس مقام پر آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے تو پوجاری لوگ اُس آتشدان میں روغن زرد یعنی گھی ڈال دیتے ہیں جس سے آگ کا شعلہ بلند ہو جاتا ہے ورنہ اِس میں ہمیشہ شعلہ دار آتش نہیں نکلتی بلکہ کم نکلتی ہے اور دھواں نکلتا رہتا ہے۔ یہ گیس خاص مندر ہی میں نہیں نکلتے بلکہ اور کئی مقامات سے آگ نمودار ہوتی ہے۔ اِس مندر جوالا مکھی میں کوئی بُت یعنی مورتی رکھی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ اُسی جگہہ کو جہاں سے آگ نمودار ہوتی ہے اُس کو دیوی کا مُنہ کہتے ہیں۔ اور یہ بیان کرتے ہیں کہ صرف دیوی کا آتشیں دہن جوالا مکھی میں ہے اور دھڑ کانگڑہ میں۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ یہ آتشیں شعلہ جنکو معجزہ خیال کیا جاتا ہے قدرتی طور پر گندھک کا نتیجہ ہے ؎

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانہ میں زباں سے گر کیا توحید کا دعوےٰ تو کیا حاصل	یہ تصویریں ہیں تیری جنکو سمجھا ہے بُرا تو نے بنایا ہے بُتِ پندار کو اپنا خدا تو نے

اِس مقام پر دو نہریں پہاڑوں سے نکل کر اس طرح گذرتی ہیں کہ ایک تو خاص مندر کے بیچوں بیچ ہو کر بہتی ہے۔ دوسری نہر جوالا مکھی کے ایک بیرونی پہلو سے ہو کر جاری ہے۔ یہ سرسبز و شاداب قطعہ نہایت ہی بہار اور گلزار کا مقام بنا ہوا تھا۔ غیر تعلیم یافتہ ہندو جن کو دنیاوی علوم اور جغرافیہ سے واقفیت نہیں ہے اِس آتشیں پہاڑ کو ایک اوتار اور دیوی ماتا قرار دیتے ہیں اور اِن آتشیں شعلوں کو دیوی کی کرامتیں مانتے ہیں۔ اِس وجہ سے ہندوستان کے ہندو اِس مقام پر کثرت سے آتے ہیں۔ لاٹوں والی دیوی کے درشن کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ضلع کانگڑہ میں یہ بھی تیرتھ کا مقام عرصہ دراز سے بنا ہوا ہے۔ ہزارہا جاتری اِس جگہ کی زیارت اور پوجا پارٹ کرتے ہیں۔ اور عقیدت مندی سے مُرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ مقام بھی جاتریوں کا ملجا و مسکن بنگیا ہے جس کی وجہ سے یہاں اور اِس نواح میں بہت رونق رہتی ہے ؎

بُت بھی دعوےٰ کریں خدائی کا	یہ بھی اک شانِ کبریائی ہے

اسی نواح میں ایک چشمہ منی کرن کے نام سے مشہور ہے جو کانگڑہ سے اسی میل کی دُوری پر گوشۂ شمال مشرق میں کوہستانِ کلو پر واقع ہے۔ اِس چشمہ کے سوا اور بھی کئی تالاب ہیں لیکن روالسر کا تالاب بہت مشہور ہے جو کانگڑہ سے پچاس کوس کے فاصلہ پر مشرق میں ریاست منڈی کی طرف واقع ہے۔ یہ بہت بڑا تالاب ہے اور ایک میل میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اس میں زیادہ پانی رہتا ہے۔ اِس تالاب میں یہ طلسم کیا ہوا ہے کہ سات ٹیلہ پہاڑ کے جو چھوٹے چھوٹے ہیں تیرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو تمام تالاب میں گھومتے پھرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اِن پہاڑوں پر جو اس تالاب میں تیرتے ہیں جنگلی درخت لگے ہوئے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ ملکہ۔ نے۔ نرسل وغیرہ کے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ ایک ٹیلا اس میں سے تیرہ ۱۳ فٹ لانبا اور ۵ فٹ چوڑا ہے۔ باقی اس ٹیلے سے اور ٹیلے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ ہندو اور خاصکر پہاڑی لوگ اِس تالاب روالسر کو کرامتی تالاب سمجھتے ہیں اور اِس تالاب اور ٹیلوں کو پوجتے ہیں۔ یہ تو غیر ممکن ہے کہ پہاڑ بھی پانی میں تیرتے ہوں اگر پہاڑ تیرا کرتے تو آج سمندر میں بہت سے پہاڑ تیرتے ہوئے نظر آتے۔ یہ کسی عیار کی چالاکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لکڑی کی گھڑونجی یا لکڑی کی بیڑی بنا کر اس تالاب میں چھوڑ دیئے ہیں۔ اور اُن پر جنگلی درخت لگا دیئے گئے ہیں جو چھوٹے چھوٹے پہاڑ نظر آنے لگے اور لکڑی کے گھڑونجوں کی وجہ سے وہ تیرتے ہیں جن کو کم عقل لوگ ایک کرامت خیال کرتے ہیں۔ کشمیر وغیرہ کی طرف اکثر جھیلوں میں ایسا کیا گیا ہے۔ علاوہ تالابوں کے اِس وادی میں بہت سے مندر ہندوؤں کے بنائے ہوئے ہیں جن کو وہ پوجتے ہیں جیسے کہ جینتی دیوی۔ بیجناتھ کا مندر۔ ترلوک ناتھ کا مندر وغیرہ ہیں۔ لیکن گرم پانی کے چشمے حیرت ناک ہیں جن کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔ چشمہ منی کرن سب سے زیادہ مشہور گرم چشمہ ہے جس میں سے کھولتا ہوا پانی نکلتا ہے اور ہر وقت اُبلتا ہوا رہتا ہے۔ اِس کھولتے اور تیز تر جلتے ہوئے پانی میں روٹی چاول وغیرہ بخوبی بلا آگ کے پک سکتے ہیں۔ اِس لئے اِن آتشیں چشموں کو بھی ہندو لوگ پوجتے ہیں اور متبرک خیال کرتے ہیں۔ اِس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس نواح میں آتش کا بہت بڑا بھاری مواد بھرا ہوا ہے۔ گندھک تو اِس پہاڑ میں بے شمار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ گرم پانی کے جس قدر چشمے ہیں اُن سے گندھک کی بُو سلسر آتی ہے۔ کوئلہ وغیرہ بھی ضرور اِس پہاڑ میں ہوگا۔ جس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ کوہستان

آتش کا مخزن بن رہا ہے۔ مگر قدرتِ خدا کے کارخانہ ہیں۔ خدائی کام حکمتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اُن کی سمجھ میں خدائی باریکیاں نہیں آسکتیں عقل دنگ ہو جاتی ہے۔

اِن آتش زا پہاڑوں سے ایسے ایسے زبردست دریا بھی بہتے ہیں جو تمام گرمی کو بُجھاتے اور ٹھنڈا کرتے ہوئے ہزارہا کوس چلی جاتی ہیں۔ ہم مختصر طور پر اُن دریاؤں کا ذکر کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ اول دریائے ستلج ۔ دوم دریاے بیاس ہے جو کوہ ہمالہ کو سیراب کرتے ہیں دریاے ستلج جس کو ہندی زبان میں ستدرو بھی کہتے ہیں یہ چین اور تبت کے پہاڑوں سے نکلتا ہے جو جھیل مان۔ سرودر کے قریب ہے۔ اور کوہ کاہلور سے گذر کر اور رام پور شہر کے چند میل اوپر ہو کر کلو میں داخل ہوتا ہے جو آتشیں پہاڑوں کا ایک سلسلہ خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسی مقام سے یہ دریا شملہ والی ریاستوں کی مغربی سرحد بن جاتا ہے۔ اور یہ مغربی حد ستلج کی خاص کانگڑہ میں داخل ہونے سے کچھ ورے تک چلی جاتی ہے۔ اور یہاں سے جنوبی سمت کو گھوم جاتی ہے۔ پھر یہ دریا ریاستِ بلاس پور سے گذرتا ہے اور مقام وانگتو اور لاری میں اِس کے پُل بنے ہوئے ہیں۔ وانگتو میں یہ نوّے ۹۰ فٹ چوڑا ہے اور بلاس پور میں بذریعہ کشتی عبور کیا جاتا ہے۔ اور بعض بعض مقاموں میں مشکوں پر بیٹھ بیٹھ کر پار ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ دریا بہت گہرا ہے وہاں سے بہتا ہوا ریاست بھجی میں گذرتا ہے اور یہاں اس کا پاٹ یعنی چوڑائی بہت کم ہے۔ موسمِ گرما میں اِس کا پانی بہت سرد ہوتا ہے مگر گدلا رہتا ہے۔ کیونکہ برفانی کوہستان کی برف گل گل کر اِس میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور ایسی موجیں مارتا ہے کہ پتھروں اور مٹی کو تہ و بالا کر دیتا ہے ریاست بھجی میں ستلج کے کنارہ ہی پر ایک آتشیں چشمہ ہے جس میں سے بہت تیز گرم پانی نکلتا ہے جس کا جسم انسانی متحمل نہیں ہو سکتا۔ اِس چشمہ کو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ شملہ سے شمالی سمت مقام ہری پور میں جہاں ستلج گذرتا ہے۔ وہاں بڑے بڑے کھڈ اور بھنور پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہاں پر ایک بڑی بلندی سے دریا کا پانی گرتا ہے۔ اُس وقت کا سین نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور یہ قطعہ ہری پور کا اس دریا کی وجہ سے نہایت سرسبز ہے۔ چاروں طرف سے پہاڑ اور فضا کا عالم دکھائی دیتا ہے۔ گُل چمپا کے بے شمار درخت لگے ہوئے ہیں جو موسمِ ربیع میں عمدہ بہار دکھاتے ہیں۔ یہاں پر مُرغابیاں بے شمار ہوتی ہیں۔ غرضکہ یہ دریا بہت سے کوہستانی ندی نالے سمیٹ کر بھجی اور بلاس پور سے گذرتا ہوا پہاڑوں سے نکلجاتا ہے۔ پہاڑوں سے نکلکر اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں مگر قصبۂ روپڑ ضلع انبالہ میں پھر وہی دونوں شاخیں آپس میں

رل جاتی ہیں۔ وہاں سے چھوٹا ماچھیا کے نیچے ہوکر اور لدھیانہ سے گذر کر جہاں اسکی پل بندی ہوئی ہے اور بہت سے قطعات کو سرسبز کرتا ہوا دریائے اٹک یا سندھ سے جا ملتا ہے۔
دوسرا دریا۔ دریائے بیاس ہے جسکو ہندی زبان میں بیاشا کہتے ہیں اور پنجابی بول چال میں بیاہ بولتے ہیں۔ یہ دریا اُس تالاب سے خارج ہوتا ہے جسکو بیاس کنڈ کہتے ہیں۔ یہ بھی کلو کے نیچے سے گذرتا ہے۔ اور ریاست منڈی میں سے ہوتا ہوا ریاست سکیت کو شاداب بناتا ہوا لوہے کی کانوں سے ہوکر شہر نادون۔ قصبہ ہری سے گذر کر ستلج سے جا ملتا ہے۔ پھر یہ دریا گھارا دریا کے نام سے مشہور ہو جاتا ہے۔ پھر ریاست بہاول پور کے حدود سے گذر کر جہاں پر دریائے جہلم۔ راوی اور چناب ملتے ہیں یہ بھی پھلاد پور میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہاں پر یہ پانچوں دریا یعنی ستلج۔ بیاس راوی۔ چناب اور جہلم سب مل کر ایک بڑا دریا ہو جاتا ہے جس کو پنج ند کہتے ہیں۔ مگر ان پانچوں دریا کے واقع ہونے سے اِس صوبہ کو اِس واسطے پنجاب یعنی پنج آب کہتے ہیں +
اور اس علاقہ کو جو سیراب کرتا ہے تیسرا دریا۔ دریائے راوی ہے اِسس کو ایراوتی یا راوتی بھی کہتے ہیں۔ دریائے راوی کا مخرج بھی وہی آتشیں پہاڑ ہیں۔ جو علاقہ کلو میں واقع ہیں۔ اور راوتی بھی کلو ہی کے پہاڑوں سے نکلتی ہے اور دریائے بدلی اور دریائے نے جو چھوٹی چھوٹی ندیاں ہیں اور دریائے راوی تینوں شامل ہوکر ایک بڑا دریا راوی بن جاتا ہے جو کہ ریاست چمبہ کے نیچے کو بہتا ہے اور بسولی و شاہ پور ہوکر اور مادھو پور کے گاؤں سے گذر کر جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور یہاں ہی سے اُس کی ایک شاخ یعنی ایک چھوٹی سی نہر کاٹ کر لاہور تک پہنچائی گئی ہے جو لاہور کے نیچے کو نکل کر اور شاہ درے سے ہوکر یہ دریا موضع سردار پور اور فاضل شاہ پر دریائے جہلم اور دریائے چناب سے ملتا ہے۔ اور یہ تینوں دریا جمع ہوکر دریائے ترموں کے نام سے مشہور ہوگیا ہے یعنی تینوں دریا ایک ہوگئے ہیں۔ پھر یہ علاقہ ملتان سے گذر کر حدود ریاستِ بہاولپور میں جس مقام پر دریائے ستلج اور بیاس ملکر بہتے ہیں یہ دریا بھی اُن میں جا ملتا ہے اور یہ مقام پنج ند کہلاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا +
ہماری غرض اِس جغرافیہ کے بیان کرنے سے زیادہ تر یہ ہے کہ واقعی کوہ ہمالہ کی یہ تمام وادی آتشیں مواد سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے اور یہاں پر گندھک کی ایک بڑی بھاری کان تو معلوم ہو ہی گئی ہے جس نے جابجا اپنے زور سے اکثر چشموں کو گرم بنایا ہوا ہے جہاں سے اُبلتا

ہوا پانی ہر وقت نکلتا ہے۔ تعجب نہیں کہ یہ تمام کوہستان کوہ اسد کی طرح سے آتش فشاں رہتا تاہم کوہ جوالا مُکھی کا چھوٹا سا ٹکڑا شعلہ زن رہتا ہے جس میں سے ہمیشہ قریب قریب ایک ایک فٹ کے آگ نکلتی رہتی ہے۔ اگرچہ کوہ اٹنا جیسا زور شور اس میں نہیں ہے جو ملک اٹلی کے جزیرہ سسلی میں واقع ہے اور نہ کوہ ہک لا و کوہ سٹ راہم بُلی جیسا ہے جو ایسلینڈ اور لیپارٹی میں واقع ہیں اور نہ کوہ پیچا اور ہوچن جیسے آتش خیز پہاڑوں کی شہرت جو تھن شان میں ہیں اور نہ کمسکیٹکا (جاپان) اور جزائر فلپائن کے آتشیں پہاڑوں کی طرح سے ہے۔ تاہم جوالا مکھی کا آتشیں پہاڑ مشہور پہاڑ ہے جوالا مکھی اُس پہاڑ کے ایک دامن میں واقع ہے جو دنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہے اور جس کی بلندی اور طول عرض کوہستان عالم پر ہر طرح سے شرف رکھتی ہے۔ یہ وہی کوہ ہمالیہ پہاڑ ہے جس کی بلند چوٹی جس کو مونٹ اورسٹ (Mount Everest) کہتے ہیں جو سطح سمندر سے اُنتیس ہزار دو فٹ ۲۹۰۰۲ بلند ہے۔ اس پہاڑ کی پیمائش سب سے پہلے کرنل اورسٹ صاحب نے کی تھی جس کے نام سے آجتک مشہور رہا ہے کوہ ہمالہ کی دوسری چوٹی کنچن چنگا ہے جس کی بلندی ستائیس ہزار آٹھ سو پندرہ ۲۷۸۱۵ فٹ ہے۔ تیسری چوٹی دھولا گری ہے جو سطح آب سمندر سے چھبیس ہزار آٹھ سو بیس ۲۶۸۲۰ فٹ ہے اور یہ پہاڑ کوہستان پامیر سے لیکر دریائے برہم پتر تک پندرہ سو ۱۵۰۰ میل کے عرض میں پھیلا ہوا پڑا ہے۔ اور دو ہزار میل سے زیادہ لمبا ہے۔ اُس کی اوسط بلندی سطح سمندر سے ساڑھے تین میل ہے۔ ہمالیہ پہاڑ سے بڑے بڑے عظیم الشان دریا نکلتے ہیں اور بڑی اونچی اونچی چڑھائیاں ہیں جن کی چوٹی کو سر پکڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ اور مخروطی چوٹیاں اس قدر بلند ہیں۔ گویا آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ اور یہ پہاڑ اکثر سردی کا مخزن اور برف کی کان ہے۔ اسی واسطے اس کا نام ہم الہ ہے۔ ہم برف کو کہتے ہیں۔ الہ جگہہ کے معنی میں آتا ہے۔ یہ سنسکرت کا لفظ ہے چنانچہ کوہ ہمالہ ہمیشہ برف سے لدا رہتا ہے۔ اور دور دور از مقامات سے سفید ہی سفید نظر آتا ہے۔ اور بہت سے دریا اس کو سرسبز و شاداب بنائے ہوئے ہیں اور اکثر مقامات ایسے تروتازہ اور خوش نظارہ ہیں جن سے قدرتی بہار برستی ہوئی نظر آتی ہے اور عمدہ عمدہ سین دکھائی دیتے ہیں۔ بس انہیں وجوہات سے یہ پہاڑ اپنی اصلی حیثیت پر قایم ہے۔ ورنہ اس میں آتش کا مواد بے شمار بھرا ہوا ہے جو اُس کی خلاصی کرتا رہتا ہے۔

کیونکہ دریاؤں کے سیلابی اور برف کی سردی نے تمام آتش کو سرد کر دیا ہے اور یہ ایک اتفاقی امر ہوا ہے کہ وہ تمام آتشیں مواد جو پہاڑ میں جمع ہو گیا تھا ۴-اپریل کو وادی کانگڑہ میں پھوٹ نکلا جس کا دہانہ جوالا مکھی میں پندرہ سولہ سو برس سے قایم تھا۔ جس نے یہ ایک قیامت صغرےٰ پیدا کر دی - اور جسکے زلزلہ نے چند لمحوں میں بتیس ہزار سے زیادہ مردمان کو مار ڈالا۔ ہمارے خیال میں یہ قیامت خیز زلزلہ جو واقع ہوا اس کا اصلی مرکز کوہ جوالا مکھی ہے جس کی خوف ناک حرکت وادی کانگڑہ تک محدود رہی اور خفیف خفیف حرکتیں جو ہندوستان سے ہو کر اور تمام ایشیا کا چکر لگا کر یورپ تک چند منٹوں میں پہنچکر اپنے اثر کو سب جگہہ دکھا گئی ہیں۔ ہم سخت حیران ہیں کہ یہ بلا خیز بھونچال اور اس کی حرکت متزلزل اسی وقت جاپان میں بھی نمایاں ہوئی تھی جس وقت یہ وادی کانگڑہ میں نمودار ہوئی - خیر اس پر ہم آگے چل کر بحث کرینگے۔ مگر اس مقام پر ہم کو صرف جوالا مکھی کے وقائع کو دکھانا منظور ہے جسکو ہم بہت مختصر طور سے بیان کرسکتے ہیں ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کو قہر الٰہی زلزلہ کے لباس میں واقع ہوا۔ واقعی زلزلہ کی آتش ناک بلا کو اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کا عالم سوز شعلہ کوہ جوالا مکھی ہی سے شرر افشانیاں کرتا ہوا بلند ہوا جس نے اپنی پیچیدہ لاٹوں اور لرزانے والے بھبھوکوں سے کوہ ہمالہ کے پہاڑوں کو ہلا ہلا کر تودۂ خاک بنا دیا یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جوالا مکھی ایک آتش خیز پہاڑ ہے جو عرصہ دراز سے آتشکدہ بنا ہوا ہے اور ہمیشہ وہاں سے آگ کے شعلے نکلتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ پہاڑ اہل ہنود کے عقیدہ میں ایک نہایت ہی متبرک خیال جاتا ہے اور اس کو آگ کی دیوی مانا جاتا ہے بلکہ اسکو بمنزلہ ایک اوتار کے گروانا جاتا ہے۔ ہندوستان کی تمام ہندو قومیں اس کو پوجتی ہیں - اور اپنے عقیدہ کے موافق اس آتشیں پہاڑ سے فایدہ حاصل کرتی ہیں - اور دور دراز مقامات کے ہندو ہزارہا روپیہ خرچ کر کے لاٹوں والی دیوی ماتا کے درشن کرتے ہیں - اور بہت سا مال و زر جوالا مکھی ماتا کی نذر و نیاز پر چڑھاتے ہیں - اور ہر سال ایک عظیم الشان میلہ بھرتا ہے کہ جس میں بیشمار اہل ہنود لاٹوں والی کے درشن سے معزز ہوتے ہیں۔ اور اس جوالا مکھی مندر میں سونا چاندی بارش کی طرح سے برستا ہے جس سے یہاں کے پنڈت مالا مال ہو جاتے ہیں - جوالا مکھی کے گرد و نواح میں اور بھی چند مندر ہیں جن کی شہرت سے یہ ضلع کانگڑہ نہایت ہی رونق کے ساتھ چمکا ہوا تھا۔ ان مندروں کی شہرت سولہ سو سال سے برابر ہوتی

ہوئی چلی آتی ہے - جن کی کفری۔ شرکی اور طلائی شہرت نے ایران سے محمود غزنوی کو اِس
بات پر آمادہ کیا کہ وہ کفر اور شرک کو دُور کر کے بُت شکن بنے - چنانچہ محمود نے اپنے قدم اِس
طرف کو بڑھائے تھے جو بڑے بڑے جنگلوں - پہاڑوں اور کوہستان کو طے کرتا ہوا ایک عرصہ
کے بعد ان مقاموں میں داخل ہوا تھا - اِس قدر عرصہ کے بعد جوالا مُکھی دیوی نے
ایک عجیب وغریب کرشمہ دکھایا - جوالا مکھی کے مختلف مقاموں پر جو چھوٹے چھوٹے آگ
کے شعلے نکلا کرتے تھے وہ زلزلہ آنے سے دس پندرہ روز پہلے یکایک بند ہو گئے تھے -
مطلق آگ کا نشان بھی نہ رہا تھا - جوالا مکھی کے پُجاریوں نے خیال کیا کہ آگ کی لاٹین جو
نکلنی بند ہو گئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جوالا مکھی ماتا خفا ہو گئی ہے - اِس ناراضگی کا یہ
ہی باعث معلوم ہوتا ہے کہ دیوی ماتا کی بھینٹ نہیں دی گئی - چنانچہ پوجاریوں نے ۳۔ مارچ
سنہ ۱۹۰۵ء کو بہت سے بکرے جوالا مکھی کی بھینٹ میں دئے - اور قربان کئے - مگر جوالا مکھی
مائی ناراض ہی معلوم ہوتی رہی - کیونکہ وہ آتشین شعلے بالکل ہی بند ہو گئے تھے - لیکن کسی پنڈت
کو یہ خیال نہ ہوا کہ یہ آتشیں مادہ جو ہمیشہ سے خارج ہوتا رہا ہے کیا وجہ ہے جو بند ہو گیا - اور
اِس کا بند ہونا ایسا نہ ہو کہ قیامت برپا کرے - لیکن یہ تو سائنس کا مسئلہ تھا - اگر پنڈت لوگ
اس کو خیال بھی کرتے تو اُن کے فریب میں بڑا بھاری فرق پڑتا تھا - اور ایک بڑا گروہ بدعقیدہ
ہوتا تھا جس کے ذریعہ سے وہ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں - وہ تو اسی خیال میں رہے کہ آج دیوی
ماتا اپنا درشن دینگی - کل دینگی - یا پرسوں کو درشن کراوینگی - جوالا مکھی دیوی ماتا نے اپنے پرسن
کرائے پر کرائے - اور ایسے پرسن و درشن کرائے کہ ایک زمانہ تک اُن عقیدت مندوں کو
اور تمام عالم کو معلوم رہینگی - اور اس سانحہ عظیم کو بمشکل بھولینگے - غضب تو یہ ہوا کہ اس وقت
نوراتروں کے دن تھے - سینکڑوں جاتری کانگڑہ اور جوالا مکھی میں وارد تھے - ہندؤں کے خیال
سے یکایک جوالا مکھی ماتا کو جوش آیا - آتشیں لاٹیں بھڑک اُٹھیں جو اپنے قدیمی معمول سے کہیں
زیادہ بلند تھیں - پہلے صرف کئی انچ اونچے شعلے نکلا کرتے تھے - مگر ۴- اپریل کو فٹوں نہیں بلکہ
گزوں تک اُبھرنے لگے - اور ایک دم سے پوجاریوں میں شور اُٹھا کہ دیوی ماتا کے پرسن ہو گئے
شادمانی کے شادیانے بجنے لگے - گھنٹوں کی آوازیں بلند ہوئیں - مگر پنڈت لوگ یہ نہیں
جانتے تھے کہ دیوی ماتا خفا ہے اور ایسی خفا ہے کہ سب کا خاتمہ کر دے گی - اسی اثنا میں
جوالا مکھی کے شعلوں کی بلندی ۱۲ فٹ سے بھی زیادہ بڑھنے لگی - اور ارضی مادہ آگ سے

گل گل کر اُبلنے لگا - اور پانی کی طرح سے نکل نکل کر زمین پر بہنے لگا - بلکہ چند آدمی اس مادہ سے زخمی بھی ہوئے اور یکایک ایک قیامت خیز بھونچال نمودار ہوا جس کی رفتار شمال سے جنوب کو معلوم ہوئی - پہلی دفعہ کسی قدر خفیف سا صدمہ معلوم ہوا مگر ابھی چند سیکنڈ ہی گذرے تھے کہ زلزلہ کا ایسا سخت دھکا لگا کہ زمین اور پہاڑ کانپتے ہوئے نظر آتے تھے - درختوں کا عجب حال تھا جیسے کسی سخت آندھی میں ہلا کرتے ہیں - زمین میں سے عجب قسم کی آواز آتی تھی گویا دھرتی ماتا کے اندر کوئی بڑا بھاری توپ خانہ چل رہا تھا جس کی آوازوں نے ایک دھوم مچا رکھی تھی - تمام پرندوں نے آشیانے چھوڑ دیئے تھے - خلاے آسمانی میں اس وقت پرواز کر رہے تھے - جانور قسم قسم کی بولیاں بے تابی کے ساتھ بول رہے تھے اس وقت زلزلہ کی رفتار نہایت تیز تھی - زمین پر کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے قیام نہیں ہو سکتا تھا - اچانک مرد و زن سے شور وغل کی ہیبتناک آوازیں نکلنی شروع ہوئیں - ایک دم سے زلزلہ نے زور کیا اور تمام زمین کو جس پر آبادی کے نشان تھے - ایک لخت ہی دے پٹخا - تمام مکانات اور عالی عالی شان عمارات دیکھتے دیکھتے منہدم ہو گئیں - تمام شہر اُلٹ پلٹ ہو گیا - جوالا مکھی مائی کے مندر کا بھی ایک حصہ زیر و زبر ہو کر تہس نہس ہو گیا - اور نیستی و نابودی کا مسکن بن گیا - بہت سی جانیں ضائع ہو گئیں - مگر جوالا مکھی کا اصلی مندر بچ گیا لیکن اُس کی تمام بیخ و بُن ہل گئی - اور مخدوش حالت میں ہو گیا ہمارا خیال ہے کہ جوالا مکھی کا مندر جو صحیح و سلامت رہا اُس کی یہ وجہ ہے کہ آتش کا دہانہ خاص مندر میں تھا - جب آتشین مادہ کو زمین میں حرکت ہوئی تو اُسنے زمین کو پھوڑ ڈالا - لیکن جو دہانہ کھلا ہوا تھا اُس میں سے ارضی ہوا ایک دم نکلتی رہی اور دہانۂ آتش کو صدمہ نہیں پہنچا کیونکہ یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ زلزلہ کے وقت جوالا مکھی سے غیر معمولی شعلہ نکل رہے تھے - یہ کوئی تعجب کی بات نہیں جو جوالا مکھی کا ڈھیر نہیں گرا مگر تمام قصبہ کو سخت صدمہ پہنچا ؎

قیامت تھی کہ ہر ذرہ سے پیدا سو مصیبت تھی — زمیں پھٹ پھٹ کے شاید اُڑ گئی تھی آسمانوں میں
اُڑا لیجائیگی موج ہوائی نیستی اُن کو — نہ ہو جب راہ پیمائی کی طاقت ناتوانوں میں

اس زلزلہ سے یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ خلق خدا کو سخت عبرت حاصل ہوئی اور وہ بُرے کاموں سے تائب ہو کر ڈرنے لگے - اور خدا کی قہاری اور جباری کو ماننے لگے - وادی کانگڑہ کے بہت سے ہندو اور مسلمان جنھوں نے اس جاں ستاں واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اُن پر گذرا وہ یک لخت دنیاے دنی سے مُنہ موڑ بیٹھے - اور فقیر و درویش اور سادھو جوگی ہو کر نکل گئے اور تمام مال و

اسباب کو چھوڑ کر چلے گئے اور اس طرح سے روتے پیٹتے تھے ؎

ہویدا آج اپنے زخمِ پنہاں کرکے چھوڑوں گا ۔۔۔ لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کرکے چھوڑونگا
دکھادونگا میں اے ہندوستاں رنگِ وفا تجھکو ۔۔۔ کہ اپنی زندگانی تجھ پہ قرباں کرکے چھوڑونگا
ابھی مجہہ دل جلے کو ہم صفیرو خوب رونے دو ۔۔۔ کہ میں سارے چمن کو شبنمستاں کرکے چھوڑونگا
مجھے اے ہمنشیں رہنے دے شغل سینہ کاوی میں ۔۔۔ کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کرکے چھوڑونگا

رولایا خوں مری آنکھوں کو تیری خواب غفلت نے
مری تقدیر میں لکھا تھا رونا کلکِ قدرت نے

ڈاکٹر دتا سول سرجن ہوشیارپور نے ایک دلچسپ رپورٹ بھیجی ہے جسمیں اُنہوں نے جوالا مکھی کی وہ کیفیت بیان کی ہے جو اُنہوں نے مشاہدہ کی تھی۔ وہاں ڈسپنسری کا مکان بھی اور مکانوں کی طرح بالکل تباہ و برباد ہوگیا مگر اسپتال اسسٹنٹ نے حتے الامکان لوگوں کو مدد دی۔ ڈاکٹر دتا کا اندازہ ہے کہ جوالا مکھی میں بائیس ہندوستانی اور دوسو جاتری ہلاک ہوئے اور بہت سی عمارتیں گرگئیں مگر مندر کا بیچ کا حصہ قایم ہے اُس میں جاتری بھرے ہوئے ہیں۔ ایک قلیوں کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ میں تو چاہتا ہوں کہ جاتری کچھ مدد دیں مگر وہ ایسے بحال و خوش و خرم ہیں کہ اُنہیں کچھ پروا بھی نہیں۔ اب میں پانڈوں سے کہنے والا ہوں کہ وہ اُن سے بکنایہ و اشارہ اس بات کو کہیں۔ جوالا مکھی میں میں نے ڈسپنسری کے لئے چھپر ڈالنے کا حکم دیا ہے اور قلی پرانی ڈسپنسری کے ملبہ میں سے ادویہ نکالنے میں مصروف ہیں۔ میلہ ختم ہوجانے کے بعد اسپتال اسسٹنٹ تمام مواضع گرد و پیش میں دورہ کرے گا۔ کانگڑہ اور جوالا مکھی میں جاتریوں کے رہنے کی بہت جگہہ تھی۔ اس لئے کہ یہاں بہت ہندو آیا کرتے ہیں۔ یہ سہ منزلہ مکانات سالہا سال خالی پڑے رہتے ہیں مگر اتفاقاً ان دنوں کل مکانات معمور تھے اسی وجہ سے بہت سے جاتری ہلاک ہوئے۔ چونکہ یہ لوگ ہمیشہ پھرا ہی کرتے ہیں اس سبب سے یہ جاننا بہت مشکل ہے کہ کس قدر ضائع ہوئے جو بڑے بڑے مکانات تھے وہ بالکل ہی تباہ ہوگئے اور بازار بھی ویران پڑا ہوا ہے اور دوکانوں اور مکانوں کو پھر بنوانا پڑے گا۔ اور سرکاری مدد کا عمدہ طریقہ یہ ہوگا کہ اہل شہر کو کم سے کم پانچ لاکھ روپیہ تعمیر مکانات کے لئے دیدیا جائے۔ جہاں تک سُنا گیا معلوم ہوا کہ لوگوں کا ارادہ ہے کہ عارضی جھونپڑے بنا کر

بارش کے لئے تیار ہو جائیں- جو یہاں اور گردو پیش کے پہاڑوں میں بشدت ہوتی ہے اُنہیں دو تین مہینے کے اندر مضبوط و مستحکم مکانات بنا سکنے کی امید نہیں ہے- اور غالباً مکانات خاصکر دھرمسالہ میں اب اُس قدر بلند نہ بنیں گے جس قدر پہلے بلند تھے- کیونکہ اندیشہ ہے کہ کہیں پھر نہ زلزلہ آئے اور یہ پھر منہدم ہو جائیں- بہر صورت تعمیرات مکانات کے لئے کم سے کم پانچ لاکھ روپیہ درکار ہوگا +

مسٹر وارنگ ڈپٹی کمشنر جوالا مکھی و دولت پور و کانگڑہ ہوتے ہوئے سہ شنبہ کو یہاں داخل ہوئے جوالا مکھی میں اُنتیس ۲۹ لاشیں ملبہ سے نکالی گئیں- اور ایک شخص کی لاش کا ابھی تک پتہ نہیں چلا- یقیناً اسّی نوّے ۹۰ جاتری ہلاک ہوئے اور کل ایک سو بیس ۱۲۰ سے زیادہ جانیں نہیں ضائع ہوئیں- جو غلہ دب گیا تھا لوگوں نے اُسے کھود نکالا ہے اور اب ایک میلہ ہو رہا ہے بہت سے مکان تو برقرار ہیں اور کچھ مکان کسی قدر گر گئے ہیں- اول روز غلہ کی کسی قدر کمی تھی لیکن راجہ صاحب نند انوں نے بڑی سرگرمی و مستعدی سے رسد بھیجی- دوسرے دن خود لوگوں نے اپنا دبا ہوا غلہ نکال لیا- موجودہ جاتری موضع والے ہیں جو میدان سے پاپیادہ سفر کر رہے ہیں- اُنہوں نے اُن اُفتادوں کا حال نہیں سُنا تھا اور جو شہر کے لوگ واقف ہو گئے تھے وہ ٹھہر گئے تھے اور نہ آئے- جوالا مکھی سے کچھ جاتری آئے تھے اور کانگڑہ کو جانا چاہتے تھے مگر چونکہ وہ مقام بالکل تباہ ہو گیا ہے اس وجہ سے وہ واپس کئے گئے + جوالا مکھی میں امرتسر سے ۲۵ ہندو دیوی ماتا کے درشن کو آئے ہوئے تھے افسوس وہ سب کے سب جوالا مکھی کی بھینٹ میں چڑھ گئے- اور ایک آن میں زلزلہ کے صدمہ سے ہلاک ہو گئے- صرف اُن میں سے دو شخص جان بچا کر بھاگتے دوڑتے ہوئے امرتسر میں پہنچ گئے تھے جنہوں نے اپنی زندگی پر ہزار ہزار شکر ادا کئے- بھنچال کیا تھا ایک غضب الٰہی تھا- یا جنگ روس و جاپان کی ایک لڑائی تھی- مگر وہاں تو قتل و غارت میں کچھ دیر بھی لگتی ہے- یہاں تو لمحہ بھر میں تمام وادی کا صفایا ہو گیا- اور یہ خوش وضع قطعہ کھنڈرات بن گیا- زمینیں پھٹی پڑی ہیں- پہاڑوں میں جا بجا شگاف اور دراڑیں واقع ہو گئیں اور بہت سی چٹانیں کھسک کر گر گئیں- چھ سو ۶۰۰ آدمی ضائع ہوئے ہے

ہو گیا آنکھوں کے آگے باغ تاراجِ خزاں ۔۔۔ غنچہ اور گل ہو گئے ہیں سارے جل بل کر دھواں

جوالا مکھی دیوی کی ناراضگی

جب جوالا مکھی کا مندر برباد ہوا تو ایک منچلے نے قہقہہ اُڑایا کہ لاٹوں والی دیوی سے کچھ بھی نہ ہو سکا کہ جو اپنا ہی مندر کا حلقہ بچا لیتی۔ اِس کے جواب میں ایک برہمن نے بیان کیا کہ دراصل دیوی ماتا یہاں سے سخت ناراض ہو گئی ہے جس کا یہ نتیجہ ہے۔ اور رام پور بشہر میں دیوی ماتا نے اپنا ڈیرہ ڈال دیا ہے اور وہ اپنا مکان (مندر) اُسی جگہہ پر بنا رہی ہے اِس کی تصدیق اِس طرح پر ہو سکتی ہے کہ اِس مندر کے قایم ہونے کی وجہ سے۔ زمین کے اندرونی حصہ سے توپ کے گولوں کیسی آوازیں آ رہی ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دیوی ماتا لاٹوں والی اپنا گھر بڑے زور شور سے رام پور بشہر میں طیار کر رہی ہے۔

چونکہ رام پور بشہر اور علاقہ کلو میں زمین کے پھٹ جانے اور جا بجا شگاف واقع ہونے سے زلزلہ کا زور ادہر بھی معلوم ہوا تھا اور نیز کلو کے کوہستان میں زلزلہ خیز پہاڑ بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اور گندھگ وغیرہ کا مادہ زیادہ تر اِس طرف معلوم ہوتا ہے اور نیز چشمہ منی کرن بھی ادہر ہی ہے۔ کچھ تعجب نہیں ہے کہ کسی زمانہ میں یہ تمام اندرونی حرارت جوش کھا کر ادہر ہی پھوٹ پڑے۔ اور آگ نکلنے لگے۔ بہر حال ارضی بلیات اور طوفانوں میں سے زلزلہ بھی ایک سخت بلا ہے جسکو قہر الٰہی کہنا چاہیئے۔ ان بلاؤں کے واقع ہونے سے ہم کو ضرور عبرت حاصل ہونی چاہیئے۔ اور تمام بندگان خدا کو چاہیئے کہ وہ ظلم و ستم۔ جھوٹ۔ کذب بُرائی۔ بدکاری اور تمام نا افعال سے تائب ہو کر عدل اور انصاف سے خلق خدا کے ساتھ اتحاد و اخلاق قایم کریں اور نیک اعمال سے اپنی مستعار زندگی کو بسر کریں۔ آمین ثم آمین

اِس نواح کے رہنے والے اپنی قیام گاہوں کو زاغ و زغن کا مسکن دیکھتے ہیں اور رو رو کر کہتے ہیں ؎

بیابانِ محبت۔ دشتِ غربت بھی وطن بھی ہے — یہ ویرانہ قفس بھی آشیانہ بھی چمن بھی ہے
محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی — جرس بھی کارواں بھی راہبر بھی راہزن بھی ہے
اُجاڑا ہے تمیزِ ملت و آئیں نے قوموں کو — میرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے

زلزلہ کے متعلق مذہبی بحث

آریہ سماج والے اِس طرح کہتے ہیں کہ جن دیوی دیوتاؤں کو ہم پوجا کرتے تھے اور طرح طرح کی

سوگندی پھولوں سے ڈھانپے رکھتے تھے۔ کہ یہ ہمارے بڑے وقت میں کام آئینگے۔ لیکن ۲۳ چیت سمت ۱۹۶۲ کی صبح کو ۶ بجے جو بھونچال آیا اس میں انہوں نے کچھ بھی سہاتیا نہ کی۔ یعنی ذرا سی بھی مدد نہ دی۔ غالباً وہ پہلے ہی بھاگ گئے ہوں گے۔ کیا انہیں دیوتاؤں کو ہندو لوگ نارائن سمجھتے ہیں۔ کیسی کم عقلی ہے۔ اِس کے جواب میں سناتن دھرم والے آریاؤں کو یوں کہتے تھے کہ آریہ سماجیوں کو اپنے لچر خیال کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اُن کی یہہ دریدہ دہنی اور گستاخی اچھی نہیں۔ جس مورتی پوجا کا زمانہ قائل ہو رہا ہے اُس پر جب آریہ لوگ حملے کریں گے تو کیوں زلزلہ نہ آئے گا۔ یہ زلزلہ ایسے ہی حملوں کا نتیجہ ہے۔ آریہ سماجیو یہ بھی خیال رکھو کہ پنجاب جس میں آپ کے باوا دیانند کا مت وسعت پکڑ گیا ہے وہی اِس زلزلہ کا مرکز بنا ہے ورنہ اودھ۔ ممالک مغربی و شمالی جہاں کے لوگ دیانند مت کو دور ہی سے نمستے یعنی سلام کرتے ہیں وہ اِس زلزلہ کے حادثہ سے محفوظ رہے ہیں۔

یورپ میں جب زلزلہ آیا تو فرقہ پروٹسٹنٹ نے برملا یہ کہا تھا کہ فرقہ رومن کیتھولک کی وجہ سے زلزلہ نمودار ہوا ہے اور رومن کیتھولک والے فرقہ پروٹسٹنٹ کو یہ کہتے تھے کہ اگر یہ گروہ نہ ہوتا تو مطلق زلزلہ نہ آتا۔ یہ انہیں حضرات کا ظہور ہے جو ایسی بلائیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اہلِ اسلام کے فرقوں میں بھی ایسے ہی خیالات ہیں۔ چنانچہ پنجاب کے کسی اخبار نے کسی نامور بزرگ کا تذکرہ لکھا ہے کہ اُن کی برکت سے اِس آبادی میں جہاں وہ رہتے ہیں زلزلہ نے کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ اگرچہ مکانات اور دیواریں بوسیدہ تھیں۔ اِس کے جواب میں حسن نظامی دہلوی نے لکھا ہم کو اِس خبر سے تعجب ہوا کہ قدرتِ الٰہی کے اتفاقی واقعات شخصی اعجاز میں کس طرح شامل کر لئے گئے۔ حالانکہ دہلی میں اِس قسم کے صدہا موقعہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں کہ پختہ عمارتوں کو نقصان پہنچا اور کچی بودی عمارتیں محفوظ رہیں پُرانی دہلی میں جاکر دیکھو قطب صاحب کی لاٹھ زلزلہ میں لرز رہی تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دم میں پاش پاش ہو کر گر پڑے گی۔ مگر سر سے پیر تک بال برابر بھی شق نہوئی مسجد قوۃ الاسلام کی شکستہ محرابیں جھکی پڑی تھیں بلکہ ایک محراب ہے جسکا جوڑ صرف ایک پتھر پر باقی رہ گیا تھا اِس قدر ہچکولے کھائے کہ سر بسجود ہونے میں کچھ کسر باقی نہ تھی مگر خدا کی شان مطلق ضرر نہوا۔ نئی دہلی کی جامع مسجد ایک پہاڑی پر واقع ہے لرزہ کی شدت سے بُرج و مینار جھوم رہے تھے لیکن خدا کے فضل سے

کچھ نقصان نہوا۔ سامنے لال قلعہ کی پختہ برجی جس کے برابر انگریزی جھنڈا نصب تھا اس طرح گری کہ گویا چاقو سے تراش کر الگ پھینک دی۔

اگر نقصان سے محفوظ رہنا تقدس کی نشانی ہے تو سب سے زیادہ مجھ پر تباہی آتی کیونکہ اس دنیا میں میرے برابر کوئی گنہگار نہیں ہے۔ لیکن میرے کہنہ اور بوسیدہ مکان کو ذرا بھی صدمہ نہیں پہنچا یہاں تک کہ ایک خمیدہ پشت دیوار کو جو دو سو برس سے طوفان باد و باران کے صدمے اُٹھا رہی ہے جو اکھری اینٹ کے آثار پر قایم ہے جسکی چند اینٹیں مدت سے تھوڑے سے سہارے پر اُلجھی ہوئی ہیں۔ اور جس کا ایک غلیظ مقام یعنی بیت الخلا سے تعلق ہے کچھ نقصان نہ پہنچا۔ لیکن یہ تقدیس اور بزرگی کے سبب سے نہیں۔ قدرت الٰہی کا ایک نمونہ ہے کہ جس کو چاہے رکھے اور جس کو چاہے فنا کر دے۔ دہلی میں بڑے بڑے بزرگ آرام کر رہے ہیں کون اُن کی بزرگی کا منکر ہو سکتا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نیک آدمیوں پر مہربان ہے تو وہ نیک کون لوگ ہیں۔ ہم نے سُنا ہے کہ زلزلہ میں مسجدیں بھی گری ہیں۔ اور مندر بھی منہدم ہو گئے ہیں۔ اور گرجا گھر بھی مسمار ہو گئے ہیں اور عشرت خانے بھی۔ یہ سمجھنا غلطی ہے کہ ہماری پرہیزگاری یا کسی شخص کی برکت سے زلزلہ کا صدمہ نہ پہنچا۔ لاہور کا ذکر ہے کہ اسی زلزلہ کے موقع پر ایک عورت پاک دامن نماز پڑھ رہی تھی خدا کی قدرت جب وہ سجدہ میں گئی تو اوپر سے مکان گر پڑا۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے بھید ہیں ان میں بھی کوئی حکمت پوشیدہ ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ بہرحال یہ بات تو جب ٹھیک ہوتی کہ سوائے مقام مخصوصہ اور سب مقامات کو یکساں صدمہ پہنچا۔ لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس زلزلہ سے یہ تجربہ ہوا ہے کہ بعض مقامات میں سخت زلزلہ محسوس ہوا اور بربادی کی نوبت پہنچی اور اکثر مقامات میں ان کے پاس ہی جو موجود تھے زلزلہ محسوس ہی نہیں ہوا۔ یہ خدا کے کارخانے ہیں۔ دم مارنے کی جگہہ نہیں۔ خدا خوب جانتا ہے[۱]*

کلو یا سُلطان پور

۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ کے زلزلہ سے کلو بھی محفوظ نہیں رہ سکا۔ یہاں بھی زلزلہ نے وہی عالم دکھایا ہے جو کانگڑہ میں دکھایا تھا۔ تمام گھر بار منہدم ہو گئے مگر یہ خیر گذری کہ صبح ہو گئی تھی اور مرد مان کسی قدر خواب غفلت سے بیدار ہو گئے تھے۔ زلزلہ کے محسوس ہوتے ہی اکثر

[۱] اس مندر اور زلزلہ کی بابت ہمارے مرزا صاحب قادیانی اپنی نبوت اور صداقت کی بابت جو فرما رہے ہیں وہ آریہ۔ سناتن۔ عیسائی وغیرہ سب سے بڑھ گئے ہیں۔ دیکھو دوسرا حصہ زلازل ہند*

لوگوں نے مکانوں کو چھوڑ دیا۔ اور دور ہی سے کھڑے ہو کر زلزلہ کا عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے تھے۔ بلکہ خود بھی اُس وقت تماشا بن رہے تھے۔ ہوش و حواس سب باختہ تھے۔ اور عجب کش مکش کا عالم تھا۔ اور بعض بعض لوگوں پر تو یہ عالم طاری ہوا کہ وہ خیال کرتے تھے کہ آیا ہم عالم خواب میں ہیں یا کہ عالم بیداری میں۔ عجب تباہی و بربادی کا نقشہ دیکھ رہے ہیں اسی شش و پنج میں تین سو آدمی ہلاک اور برباد ہو گئے۔ اور جو جو مکان پختہ اور سنگین بنے ہوئے تھے سب کے سب خاک کا ڈھیر بنگئے۔ اِس مقام پر زلزلہ کا ایسا عظیم اثر ہوا کہ آبادی کی شکل تو بربادی سے بدل ہی گئی تھی مگر دریائے بیاس کا رُخ بھی زلزلہ کے باعث سے بدلگیا جھونے کے پل یعنی دریائے چناب کو بھی صدمہ عظیم لاحق ہوا ہے۔ سرکاری عمارتوں کا بھی ٹوٹ پھوٹ کر بھس بنگیا ہے۔ سڑکیں اور تار ٹوٹ جانے سے سلسلے تار و ڈاک بالکل مسدود ہو گئے تھے۔ بیرونجات اور یہاں کی خبروں کا سلسلہ اور ترسیل رسل و رسائل ایک ہفتہ تک بند رہا۔۔ چونکہ ہر سمت سے واویلا مچا ہوا تھا اِس لئے بہت جلد امدادی پارٹیاں موقعات واردات پر پہنچ گئیں۔ اور سب انتظام خاطر خواہ ہو گیا۔ اگرچہ دیر میں ہوا مگر ہوا تو سہی۔ لاحول سے قلیوں کی آمد آمد نے سخت انتظار دکھایا۔ لیکن وحشت افزا یہ معاملہ تھا کہ دن بھر میں دو چار دفعہ زلزلہ کا ظہور ہوتا تھا جس سے لوگوں کو سخت خوف تھا کہ رہا سہا تختہ زمین بھی نہ کہیں اُلٹ پڑے اکثر زلزلہ کے خفیف صدمات برابر محسوس ہوتے رہتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹے میں ایسے خفیف زلزلے ۴ یا ۵ مرتبہ آتے تھے کہ دیسی باشندے اِن زلزلوں کے آنے سے بڑے خوف زدہ ہو رہے تھے اِس بات کا یقین ہے کہ جو لوگ زلزلہ کے صدمہ سے مرگِ مفاجات کا لقمہ ہوئے اُنکی تعداد ایک ہزار نفوس سے کم نہیں ہوگی۔ کلو میں مویشی اور بھیڑ بکریوں کا بھی سخت نقصان ہوا۔ گورنمنٹ نے اِس علاقہ میں بھی زر مالگذاری بہت کچھ معاف کر دیا ہے +

کلو کے علاقہ میں دریائے چنا کے پُل ٹوٹ جانے اور ٹیلہ کے آپڑنے سے ایک میل لمبی اور ۱۰۰ فٹ گہری ایک جھیل بنگئی ہے۔ یہ جھیل زیادہ عرصہ تک قایم نہیں رہیگی۔ اِس کا بند ٹوٹ کر جب پانی بہے گا تو قرب و جوار میں سخت سیلاب آجائے گا۔ چنانچہ اِس جھیل میں کثرت سے پانی جمع ہو گیا ہے جس طرف کو یہ زور کریگا سب کو غارت کرتا ہوا چلا جائیگا۔ گورنمنٹ کو اِس کا انتظام کرنا نہایت ضروری ہے +

زلزلوں کے خوف سے باشندگانِ شہر نے شہر کو چھوڑ دیا تھا۔ کھیتوں میں خیموں اور کُھلی ہواؤں

اوقات بسر کر رہے تھے اور آس پاس کے گاؤں والے بھی دیہات کو چھوڑ چھوڑ کر جنگلوں میں نکل گئے تھے۔ ۹۔ اپریل کو اور دوسرا زلزلہ واقع ہوا جس سے رہے سہے مکانات ایک ہی جھونکے سے برباد ہو گئے۔ ۱۱۔ اپریل کو تیسرا بھونچال آیا وہ بھی مالی اور جانی نقصان کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ان زلازل کے عجیب خواص معلوم ہوتے ہیں۔ ایک گاؤں میں زلزلہ نمودار ہوتا ہے۔ دوسرے گاؤں میں خبر تک نہیں ہوتی۔ حالانکہ دم بدم زلزلہ کا خیال بندھا رہتا ہے۔ چنانچہ موضع میانی میں جو اسی علاقہ کلو میں داخل ہے۔ ۱۴۔ اپریل کو ہلن آیا جس کے صدمہ سے کئی مکان گر گئے اور بغیر ضرر و نقصان کے کوئی عمارت نہیں بچی۔ اور بڑے افسوس کی بات یہ ہوئی کہ کلو کا بڑا مندر بھی زلزلہ کی بھینٹ میں آکر زمین دوز ہو گیا ہے۔ بالائی وادی کلو میں زیادہ تر نقصان اس وجہ سے ہوا ہے کہ بہت سی چٹانیں اوپر سے گرتی تھیں۔ اور جو مکان یا گانوں چٹان کی زد میں آتا تھا سب کو توڑ پھوڑ کرتا ہوا چلا جاتا تھا۔ چنانچہ مقام سوناگ میں ایک بڑی چٹان پہاڑ سے کھسکی۔ اور ایک مکان کو اپنی زد میں لیکر بہت دور تک لڑکاتی ہوئی اور دھکیلتی ہوئی لیگئی اور آخر میں پہنچکر مکان اور چٹان کا ملیامیٹ ہو گیا۔ اور گیارہ شخص جو مکان میں تھے غضب الٰہی میں گرفتار ہو گئے۔ ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر کلو میں ہلن آیا جس نے اور دہشت کو بڑھایا ۲۸۔ اپریل کو پھر ہلن کا نمود ہوا مگر خیر گذری الغصہ ۴۔ اپریل سے اخیر اپریل تک قریب سو مرتبہ کے کلو اور نواح کلو میں زلازل کا سرگرم دورا رہا۔ جان اور مال کا نقصان زیادہ تر تو پہلے ہی صدمہ سے ہو چکا تھا۔ اب جو جانیں باقی تھیں وہ یہ کہتی تھیں ؎

ہر وقت ڈراتا تھا اب تجھے قتل کروں گا	اک جان ہے باقی اسے تو لے یا خدا

کوہ آتش فشاں

کلو کے دور دراز حصص سے اس قسم کی خبریں موصول ہوئی ہیں کہ گندھک کے چشمے کئی جگہہ پر پھوٹ پڑے ہیں اور اکثر پہاڑ شق ہو گئے ہیں۔ اور آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ پہاڑوں کا شق ہونا اور آتشیں شعلوں کا نکلنا اس زلزلہ کی وجہ سے کوئی نئی بات نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ یہ ممکنات میں سے تھا۔ اگرچہ آتشیں پہاڑ پھوٹنے کی بہت سی بے بنیاد خبریں اڑیں مگر سرکاری طور سے بھی مشہور ہو گیا تھا۔ چنانچہ تھانہ کلو کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ علاقہ سراج میں کمارسین کے نزدیک ایک پہاڑ پھٹ گیا ہے جس سے آگ اور دھواں نکل رہا ہے۔ اور مٹی گرم

پہاڑ سے بھی جابجا آگ نمودار ہوگئی ہے جس کے شعلے زمین سے نکلتے ہیں۔ بعض مقاموں پر صرف گرد و غبار و دھواں نکلتا ہے۔ محکمہ کمپاس کے انگریزوں سے معلوم ہوا کہ کوہ ہمالہ برفانی پہاڑ جو دھرمسالہ کے اوپر ہے ۲ ۳ ½ فیٹ نیچا ہوگیا ہے۔ اس سے ورے کی طرف تو تمام پہاڑ گرے ہوئے اور اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اور سب کچھ صحیح تھا مگر آتشیں پہاڑ کا نمودار ہونا بالکل جھوٹ تھا +

کوہ آتش فشاں کی بابت پنجاب کے مختلف حصص میں بھی یہ افواہ پھیل رہی تھی کہ ۴۔ ماہ اپریل کے زلزلہ کے ساتھ ہی ساتھ پنجاب کے ضلع کانگڑہ میں ایک آتش فشاں پہاڑ نمودار ہوگیا ہے لیکن یہ افواہ بالکل بے بنیاد پائی جاتی ہے۔ خود وادی کانگڑہ میں یہ افواہ بطور قصہ کے اس طرح مشہور ہے کہ شمال میں کسی آتش فشاں پہاڑ سے آگ نکل رہی ہے۔ شملہ میں مشہور تھا کہ ریاست بشہر میں ایک آتش فشاں پہاڑ نمودار ہوگیا ہے۔ اس عام افواہ میں جن جن مقامات کا نام لیا جاتا ہے اگر وہاں حقیقت میں کسی پہاڑ سے آتش افشانی ہوتی تو اس میں کچھ شک نہ تھا کہ سب سے پہلے گورنمنٹ کو بہ تحقیق اس امر کی اطلاع مل جاتی +

مسٹر کیلورٹ اسسٹنٹ کمشنر ضلع کانگڑہ ۴۔ ماہ اپریل کو ریاست بشہر کے قصبۂ رامپور کے قریب ہی مقیم تھے۔ اگر وہاں کسی پہاڑ سے غیر معمولی طور پر آتش فشانی ہوتی تو ان کو اس بات کی اطلاع ضرور دی جاتی۔ بشہر چھوٹی سی ریاست ہے۔ وہاں یورپین حکام بہت ہی کم جاتے ہیں۔ ہاں مقام چینی تک یورپین سیاح اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ قصبۂ چینی ریاست بشہر کے علاقہ میں واقع ہے۔ یہ ریاست وادی کلو کے جنوب مشرق اور گڑھوال کے عین شمال میں اور بالکل ایک علیحدہ گوشہ میں ہے۔ ہندوستان تبت کی سڑک اعظم اس ریاست کے علاقہ میں سے گذرتی ہے۔ رام پور اور کوٹ گڈھ سے بھی اکثر سوداگر اور تجارت پیشہ شملہ وغیرہ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر بشہر میں کوئی آتش فشاں پہاڑ نمودار ہوتا تو یہ لوگ اُس غیر معمولی بات کا ضرور ذکر کرتے +

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ ۴ ماہ گذشتہ کا زلزلہ نہایت سخت اور خوفناک تھا۔ اسلیے لوگوں نے اپنے ڈر اور خوف کی حالت میں یا کسی پہاڑ کو رات کے وقت ایسی صورت میں دیکھا ہوگا جبکہ وہاں آگ روشن ہو رہی ہوگی۔ اکثر جنگلوں میں آگ جلتی رہتی ہے اور دھواں نکلتا رہتا ہے خواہ مخواہ یہ افواہ اُڑ گئی اور ہر ایک افواہ کو سچی خبر مان لی +

کسی آتش فشاں پہاڑ کے نمودار ہونے کی افواہ کی ابھی تک بالکل تصدیق نہیں ہوئی۔ اِس لئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ افواہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور اِس افواہ کی اچھی طرح سے تکذیب ہوگئی ہے ✣

مسٹر ڈانلڈ صاحب کی رپورٹ سے عیاں ہے کہ لارمی پہاڑ کی چٹانیں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکثرت منہدم ہو رہی ہیں اِس راستہ سے خچروں کا آنا جانا بھی سخت دشوار ہے۔ اِس لئے جو سڑک شملہ سے براہ درہ جلوای کلو کو جاتی ہے۔ اِس راستہ سے خچروں کی آمدورفت بخوبی ہوسکتی ہے۔

ایک عجیب واقعہ: یہ حسرت انگیز واقعہ بھی عجیب ہے کہ مقام کلو میں ایک شخص کا مکان ایک ڈھلوان پہاڑی پر واقع تھا۔ اتفاقاً مکان چٹان کے صدمہ سے کھسکا۔ مگر اُس وقت صاحب مکان مکان سے دور فاصلہ پر تھا۔ اُس نے اپنے مکان کو اپنی آنکھوں کے سامنے کھسکتے اور گرتے ہوئے دیکھا اُس کے دل میں ایک سخت رنج اِس وجہ سے پیدا ہوا کہ مکان میں جو بال بچے تھے وہ دب کر مر گئے ہوں گے۔ اپنی آنکھوں سے یہ سانحہ دل خراش دیکھ کر دل میں ٹھان لی کہ اِس زندگی سے مرنا ہی بہتر ہے۔ اِس لئے وہ ایک اونچے پہاڑ سے گر کر خودکشی کے ارادہ سے آگے بڑھا مگر قدرتِ خدا سے کیا دیکھتا ہے کہ اُس کی بیوی اور بچے سب کے سب سامنے سے چلے آرہے ہیں اور سوائے خفیف خراشوں کے کسی کو بھی ضرب شدید نہیں آئی تھی۔ یہ تماشائے قدرت ہے کہ ایسی مہیب اور خطرناک حالت میں اُن لوگوں کا صحیح وسلامت نکل آنا ایک حیرت ناک واقع ہے۔ یکم مئی ۱۹۰۵ء کی شب کو دوسرا حادثہ ایک اور گذرا کہ ایک عمدہ مکان جس کو زلزلہ سے کسی قدر خفیف صدمہ پہنچا تھا یکایک گر پڑا اور ۸۔ آدمی دب کر مر گئے۔ اور ۲۵ مویشیاں ہلاک ہوگئے ✣

زلزلوں کے ہیبت ناک حادثہ تمام علاقہ کلو کے باشندوں کو پے در پے مصیبتوں اور تباہیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اور سلسلہ ڈاک اور تار برقی کے بند۔ اور ٹوٹ جانے سے وہ ایسے عالم کی طرف سے گھبرا گئے کہ واللہ عالم اور دنیا بھی صحیح وسلامت ہے یا کہ سب کی سب غارت ہوگئی۔ کیونکہ کئی روز تک پیغام رسل ورسائل قطعی بند ہوگئے تھے جس سے اہل کلو نے سوچ لیا تھا کہ وہ دنیا سے علیحدہ ہوگئے بلکہ اپنے علاقہ کو دوسری دنیا تصور کرتے تھے مگر خدا نے سب انتظام درست کر دیئے اور گورنمنٹ عالیہ کے دل میں رحم ڈال دیا جس سے مصیبت زدگان کو ہر قسم کی امداد پہنچ گئی۔ اور مشیت ایزدی میں تو کسی کا چارہ ہی نہیں۔ جن لوگوں کو اس آبادی سے

عدم آباد کو جانا تھا بہرِصورت اُنہوں نے ایک آن واحد میں عدم آباد کو جا آباد کیا۔ ان کو کوئی متنفس روکنے والا نہیں تھا۔ اور وہ بھی اپنے سفر کے ایسے مضبوط تھے کہ ہرگز رُک بھی نہیں سکتے تھے۔ اب اُن کو اس آفت گاہ میں رہنا ہرگز منظور نہ تھا اور وہ سیدھے اپنے اصل وطن کو مراجعت کر گئے۔ اور اِس جہانِ فانی میں اپنے پروگرام کی ایسی شہرت کر گئے کہ ایک زمانہ تک یادگار رہے گی۔ ہم تو کیا ساری آیندہ۔ آنے والی نسلیں بھی اِن واقعات کو دیکھ کر عرصہ تک یاد کیا کرینگی۔ کلو سلطان پور تو غارت اور تباہ ہو اہی تھا۔ مقام آرام گڈھ بھی جس میں مسٹر ہینکن کا گھر تھا وہ بھی بالکل گر گیا۔ یہ نہایت ہی خوبصورت پُرفضا اور عالی شان بلند عمارت تھی کنڈیجی کا بنگلہ بھی منہدم ہو گیا۔ زلزلہ کیا تھا ایک ارضی بلا تھی۔ اگر اس کو ہاویہ کی حرارت کہیں تو بجا ہی یا تیزی اسفل السافلین کہیں تو سزا ہے۔ غرضکہ کسی نہ کسی دوزخ کی پُرطاقت حرارت ضرور ہے جو ایک تختہ عالم کو چشم زدن میں زیر و زبر کر کے رکھ دے۔ لیکن اِس زلزلہ میں عجیب و غریب عجائبات ظاہر ہوئے۔ کلو ایک ایسے سلسلہ ہمالیہ میں داخل ہے جس پر آتش فشاں پہاڑ ہونے کا گمان صحیح ہے۔ چنانچہ اِس سلسلہ کا آتشداں ہونا یا آتشکدہ یا کان آتش ہونا کچھ بعید بات نہیں کیونکہ اِس علاقہ میں اکثر ایسے چشمہ آب ہیں جو اس پہاڑ کے آتش تعے ہمیشہ گرم رہتے ہیں اور کچھ ایسے معمولی گرم نہیں بلکہ ان کا پانی ایسا تیز گرم ہوتا ہے جس میں کوئی ذی روح سلامت نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ چشمہ معنی کرن بھی بہت گرم ہے جس میں پانی بہت تیز گرم جلتا ہوا نکلتا ہے مگر خدا کی قدرت کا عجب حال ہے جو خیال میں بھی نہیں آتا۔ جس روز یہ زلزلہ واقع ہوا تھا اُسی روز چشمہ معنی کرن بالکل ٹھنڈا سرد ہو گیا۔ اِس وادی میں یورپینوں کا بہت کم نقصان ہوا۔ کلو میں چرچ مشنری سوسائٹی کے پادری مسٹر ٹن برج معہ اپنے عیال و اطفال کے بال بال بچے۔ جو مکانات سلطان پور کے بازار میں گرے تھے۔ اُن میں سے ۔ اپریل تک دو سو چھیالیس لاشیں کھود کر نکالی گئیں اور مرنے والوں کی مجموعی تعداد ابھی بہت دنوں کے بعد معلوم ہو گی۔ مقام باجورہ کے جنوب میں مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گی۔ منڈی کے مواضع میں سے ایک گھر بھی نہیں باقی رہا۔ اور ایک موضع جو دامنۂ کوہ میں تھا وہ تمام و کمال پہاڑ کے گرنے سے دب گیا۔ اور وہاں جتنی جانیں تھیں وہ سب ضائع ہوئیں۔ جہاں تک میں نے دریافت کیا ہے منڈی کی دو کوٹھیوں میں جو بیاس کے شمالی جانب سنور اور بیدر میں تھیں اُن میں ایک سو پچیس ۱۲۵ آدمی مرے۔ شیو راجی لوگ جو کلو میں ۱۰۔ ماہ اپریل کو بلگتیاش سے

آئے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ منڈی اور شیوراج میں بہت سے لوگ ضائع ہوئے ہیں ہمارے اسسٹنٹ کمشنران مسٹر کلوربٹ اور مسٹر ڈونل اور ہمارا انجنیر مع عیال واطفال کے شیوراج کے مضافات میں گئے تھے۔ اور چونکہ منگلو رہ اور لارجی کے پل شکست ہوگئے تھے۔ اِس لئے اُن تک آمدورفت نہیں ہوسکتی تھی۔ ہم کو اُن کے پاس سے کوئی خبر نہ آنے کی وجہ سے سخت تشویش تھی۔ ہمارے باجورہ کے پوسٹ ماسٹر نے جب تک اُسے ہرکارے بہم پہنچے برابر ڈاک روانہ کی۔ لیکن دوسری طرف سے پلٹ کر ایک بھی ڈاک نہیں لایا۔ تحصیلدار نے بھی متواتر تدبیریں کیں کہ اسسٹنٹ کمشنر کی کوئی خبر ملے۔ لیکن اب تک کچھ حال نہیں معلوم ہوا تھا۔ آدمی روانہ کئے مگر وہ بھی پلٹ کر نہ آئے تھے۔ خدا کے فضل سے وہ سب صحیح وسلامت آئے۔ ۱۱۔ ماہ حال کو دو سخت زلزلے آئے اور تیسری جنبش معمولی تھی جیسی یہاں اکثر آتی رہتی ہے۔ شملہ کا ایک نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ تھانیسر ڈویژن سے وہاں کے ڈپٹی مہتمم جنگلات نے لکھا ہے کہ ہندوستان وتبت کی سڑک کو حال کے زلزلہ سے سخت ضرر پہنچا یہ سڑک اُن پتھروں کی چٹانوں سے جو پہاڑ سے گری ہیں کئی جگہ رُکی پڑی ہے۔ اور بعض جگہ تو یہ حالت ہے کہ پیدل آدمی کا بھی گذر سکنا ناممکن ہے۔ اور چونکہ اب تک بھی پتھروں کے چھاڑ گرتے رہتے ہیں اس لئے وہاں ہوکر گذرنا سخت خطرناک امر ہے۔ زلزلے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد متواتر آتے ہیں۔ مگر ۱۰۔ تاریخ کی صبح کو ایک سخت زلزلہ آیا تھا۔ چیف انجنیر اور سپرنٹنڈنگ انجنیر اُس نقصان کا معائنہ کر رہے ہیں جو پہنچا ہے اور ضروری مرمت کا حکم دے رہے ہیں۔ ابتک نقصان کا صحیح اندازہ تو نہیں ہوسکا ہے لیکن غالباً اُس کی مرمت میں کئی لاکھ روپیہ صرف ہونگے کلو میں جس قدر چوبی مکان تھے وہ زلزلہ کے صدمہ سے محفوظ رہے مگر پختہ اور دو منزلہ بالکل مسمار ہوگئے۔ مُصیبت زدگان کے لئے امدادی پارٹیاں سرگرمی سے اپنا امدادی کام کر رہے ہیں۔ شمالی کمانڈ کی افواج کا دیسی میدانی ہسپتال مجروحین کی امداد کے لئے پہنچ گیا تھا۔ اور سامان رسد وغیرہ بھی داخل ہوگیا تھا۔ لارجی پہاڑ پر انشقاق الارض کے حادثات برابر وقوع پذیر ہوتے رہے۔ خچروں کی آمدورفت ابھی بدقت ہوتی تھی۔ مگر شملہ سے درہ بالوری ہوکر کلو کا راستہ بالکل صاف ہوگیا ہے۔ تحصیل سورج واقع کلو میں جان ومال کے نقصان ہونے کی رپورٹ حسب صراحت ذیل پیش کی ہے۔

کوٹھی بان دریہ۔ گیارہ آدمی ہلاک۔ بارہ زخمی ہوئے۔ بارہ جداگانہ مکان اور چند پورے

بالکل مسمار ہو گئے۔
کوٹھی ڈھول۔ دو آدمی زخمی ہوئے۔ اکتالیس(۴۱) مکان مسمار ہو گئے۔ کوٹھی کاندھی بیالیس(۴۲) مکان مسمار ہو گئے۔ کوٹھی کوٹ۔ پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔ گیارہ زخمی ہوئے۔ چار سو پینسٹھ مکان منہدم ہو گئے۔ کوٹھی بہرام گڑھ۔ پانچ آدمی مر گئے۔ اکثر مکانات مسمار ہو گئے۔ کوٹھی جھیجہ ایک آدمی مر گیا۔ دو زخمی ہوئے۔ اکثر مکانات مسمار ہو گئے۔ کوٹھی نرائن گڈھ۔ پانچ آدمی ہلاک اور پانچ ہی زخمی ہوئے۔ کوٹھی ہمیر تین آدمی مر گئے۔ چار آدمی زخمی ہوئے۔ اور گائے۔ بیل اور بکریاں وغیرہ جانور بہت سے ضائع ہو گئے۔ تحصیل کنو نوگ سے جو رپورٹ وصول ہوئی اسمیں سورج تحصیل کے متعلق اس قدر اضافہ ہے۔ چھوہی میں اکتیس شہارنی میں چھ منگلور میں اُنتالیس۔ گوپال پور میں سات اور سارجی میں بھی سات آدمی اور ضائع ہوئے۔ پھر کلو میں ۲۳۔ اپریل کو ۱ بجے شب کے ایک خفیف زلزلہ آیا اسوقت ہر ایک زلزلہ کے مابین بیس(۲۰) یا چوبیس(۲۴) گھنٹوں کا وقفہ ہوتا تھا۔ اور حرکت بھی بتدریج خفیف ہوتی جاتی تھی۔ اب تک اِس بات کو دریافت نہیں کر سکا کہ کس قدر لوگ مرے لیکن مجھے یہ خوف ضرور ہے کہ بہت سے لوگ مرے ہونگے۔ بہت سے سہ منزلے اور چار منزلے مکانات بیرونی مواضع میں تھے۔ وہ سب گر گئے۔ مفصل حال تحصیل کلاچھر یا روپی تعلقہ سے نہیں آیا۔ منڈی کے وزیر نے بیان کیا کہ تقریباً ریاست کے تمام مکانات گر گئے۔ منڈی میں جو لوگ مرے ہیں اُن کی تعداد دو سو بتائی گئی تھی۔ اور یہ اُس سے کہیں کم ہے جو پہلے خیال ظاہر کیا گیا تھا۔ جن شریر اور بدذات لوگوں نے عوام کو یہ کہکر ڈرایا کہ اور بھی سخت زلزلے آنے والے ہیں اُن کو بید کی سزا ہونی لازم ہے وہ کہتے ہیں کہ اس سے قبل چار اور زلزلے آنے والے تھے۔ مگر وہ کسی نہ کسی وجہ سے نہیں آئے۔ آخری افواہ یہ تھی کہ نشیبی وادی میں جو پہاڑ ہیں وہ تمام دریا میں گر رہے ہیں جن کے باعث پانی رُک کر جھیل بن جائیگی۔ اور تمام وادی کلو کو غرق کر ڈالیگی۔ اِس افواہ کی بنیاد یہ تھی کہ جو چوٹیاں پہاڑ کی مقام لاگرہی کے گرد تھیں وہ بہت کچھ گر گئی ہیں مگر اُن کی یہ کوئی نئی حالت نہیں کیونکہ اُن کے پتھر بہت ڈھیلے ہیں اور باہم چسپاں نہیں۔ اس لئے ذراسی بارش ہونے پر بھی وہ فوراً پھسل پڑتے ہیں۔ خیر زلزلہ آئے یا نہ آئے اب تو اُن زمینداروں نے جو عارضی طور پر درختوں کے نیچے رہا کرتے تھے اپنے عارضی مکانات بنانے شروع کر دیے ہیں۔ کیونکہ ابر کے سخت طوفان سرد ہوا کے جھونکوں اور بارش نے اُنہیں دق

گر رکھا تھا۔ تمام پن چکیاں ۔گھراٹ بند ہیں۔جن سے احتمال ہے کہ آٹا میسر نہیں آئے گا۔
کل سڑکیں بالخصوص شملہ کی سڑک بند ہے۔ کیونکہ اُس پر بہت بڑے بڑے پہاڑ پھٹ پڑے ہیں
ایک سنگی چٹان ایک باغ سے سو گز کے فاصلے پر گری ہے جو وزن میں ایک سو ٹن کم از کم ہوگی۔
اِس بات کا خوف ہے کہ کلو کے مرنے والوں کی تعداد ابتدائی خیالی تخمینہ سے کہیں بڑھ کر
ہوگی۔ کیونکہ باجورہ میں صرف دو آدمیوں کے مرنے کی رپورٹ اول اول ہوئی تھی۔ کرنل انگ
جن کی اراضیاں اُس مقام کے نواح میں ہیں وہ بیان کرتے تھے کہ مجھکو موضع کے افسروں
نے کوئی مدد نہیں دی۔ اور اگر وہ زندہ ہیں تو یہ کہا جائے گا کہ زلزلہ آنے کے وقت سے وہ
بالکل لاپتہ ہو گئے ہیں۔ میں نے خود اپنے آدمیوں سے مکانات کا ملبہ ہٹوایا اور پچاس
لاشوں سے زیادہ عورتوں اور بچوں کی نکلوائیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ ابھی ملبہ کے
نیچے بہت سی لاشیں دبی پڑی ہوئی ہیں جو کہ جلد تر نکلوا کر جلائی نہ جائیں گی تو اُن کے سڑنے
سے بہت جلد کسی وبا کے پھیلنے کا خوف ہے۔ ڈاکٹر کے این لٹاکر اور ان کا کمپاؤنڈر ضرب رسیدہ
اور ہڈیاں ٹوٹے ہوئے اشخاص کے علاج معالجہ میں سخت کوشش کر رہے ہیں مگر مجروحین
کے رکھنے کے لئے خیموں اور شمعوں کی سخت ضرورت ہے۔ اب سلطانپور اور دھولبو
کے مُردوں کی فہرست مکمل ہو گئی۔ وہاں ایک تحصیل اور پوسٹ آفس ہے۔ کل مرنیوالوں
کی تعداد دو سو پچیس ہے۔ اور اگر اُس میں مقامات ہری اور باجورہ کے لوگ بھی شریک کر
لیئے جائیں تو کل تعداد تین سو سترہ ہوگی۔ مُردوں کی فہرست مقامات روپی اور دیگر حصص
کلو ڈویژن کی تیار ہو رہی ہے۔ سُننے میں آیا ہے کہ ان پور میں بھی چند مکانات گر گئے لیکن
وہاں دیگر مقامات سے زلزلہ کی شدت کم تھی۔ لوگوں کو یقین دلایا گیا تھا کہ ایک ہفتہ تک متواتر
زلزلے آئینگے۔ ایک شب کو دس بجکر پینتالیس منٹ پر ایک خفیف حرکت زلزلہ کی محسوس
ہوئی تھی اور سخت ابتدائی زلزلہ کے بعد سے یہ چوتھی حرکت تھی۔ رات کو بھی خفیف زلزلے
آئے تھے۔ جو مکانات گرنے سے بچے ہیں وہ کاٹھ کے تھے۔ پہاڑوں سے بڑے بڑے
پتھروں کے چھاڑوں یعنی چٹانوں کا گرنا سخت خوفناک تھا۔ سُنا ہے کہ منڈی کے شمال
میں تیئیس ۲۳ آدمی اور بھی مرے ہیں۔ شملہ سے ذیل کی تار برقی ۲۲۔ اپریل کمشنر جالندھر کی مرسلہ
آئی تھی۔ وادی کانگڑہ میں اُنیسویں سفر مینا پلٹن نے دریائے بُنیر پر ایک پُل بنا کر تیار کیا
ہے۔ جس پر ہلکی ہلکی پہیہ دار سواریاں گزر سکینگی۔ شاہ پور میں ایک چوتھی ڈبل کمپنی پائنیر سپاہیوں

کی بھی داخل ہوئی - اور یہ کمپنی سفر مینا پلٹن کے شریک ہو کر آبپاشی رجبھوں کی درستی میں کام دیگی - کانگڑہ کے حوالی میں مُردہ جانور چماروں سے اُٹھوائے جاتے ہیں اور ذیلدار وغیرہ لوگوں کے ذریعہ سے اُن لوگوں کی ایک فہرست تیار کرائی جا رہی ہے جو بالکل غریب اور محتاج ہیں اور جن کے لیئے غلہ بہم پہنچانا ضروری ہے - اُس فہرست کی پرتال تحصیل کے افسر کرینگے تاکہ غلہ کی مُفت تقسیم صحیح طور پر عمل میں آئے - سول سرجن نے بذریعہ تار ایک اسسٹنٹ سرجن اور تین اسپتال اسسٹنٹ طلب کئے ہیں اور ایک اسپتال اسسٹنٹ اور ایک کمپاونڈر مقام کلو کو روانہ کئے ہیں - کلو میں اور سورج میں جو اسپتال اسسٹنٹ تھے وہ بہر صورت محفوظ ہیں - کمشنر نے تار بھیجا ہے کہ اسسٹنٹ سرجن فارمر جو ڈاکٹری رفع تکلیف کی غرض سے شملہ سے بھیجے گئے ہیں وہ منڈی سے کلو کو روانہ ہو گئے - مسٹر ملس پالم پور سے منڈی کو معہ راجہ کے روانہ ہوئے - سفر مینا پلٹن کے سپاہیوں نے اُن آبپاشی کی نہروں پر کام شروع کر دیا تھا جو دریائے بنیر کے دہانہ پر ہیں - کپتان ڈیس آئی - ایم - ایس کانگڑہ سے رپورٹ کرتے ہیں کہ اب مجروح عورتیں لائی جاتی ہیں - اور میرا ارادہ ہے کہ ایک زنانہ اسپتال بھی قایم کروں - معالجہ کے لیئے آنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہے اور احتیاط کی جا رہی ہے کہ پینے کے واسطے عُمدہ پانی بہم پہنچے - اور اُس میں کسی مرض کا کوئی اثر نہ پیدا ہو اس کی حفاظت کی جائے - پالم پور اور اُسکے حوالی میں بہت سے سخت مجروح علاج کے واسطے نہیں آتے - اِس لیئے ڈاکٹر اور دیگر لوگ موضعوں کا دَورہ کر کے اُن کے گھروں ہی میں جا کر علاج کرتے ہیں +

کمشنر جالندھر کی رپورٹ ہے کہ مقام لاحول میں سخت طریقہ کا زلزلہ آیا اور جانیں ضایع ہوئیں - تفصیلی حالات آنے کا انتظار ہے - ملوک چنگ - ۲۳ - اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک سخت زلزلہ یہاں بر ۹ بجے ۲۵ منٹ اور نو بجے ۳۰ منٹ کے مابین ۲ - اپریل کو آیا +

ایک استدعا

ایک قدیم پلینٹر نے حسب ذیل ضروری استدعا کی تھی - وہ تحریر کرتا ہے کہ میں مصیبت زدہ پلنٹران وادی کانگڑہ کے لیئے ایک فنڈ کا قیام تجویز کرنا چاہتا ہوں جسکے لیئے تمام ہندوستان کے وہ پلنٹر جو آسام اور سیلون میں ہیں اور ٹی ایسوسی ایشن اور تاجران و ایجنٹان چائے اور دلال و مالکان چائے جو اِس ملک اور ہندوستان میں ہیں سب اُس کے لیئے چندہ جمع

کریں۔ میں نے کانگڑہ وادی کے جسقدر حالات معلوم کیئے ہیں اُنسے واضح ہوا ہے کہ بیشتر پلنٹر سخت خوفناک طریقہ سے تباہ ہو گئے ہیں۔ اور اکثر ایسے ہیں جو کبھی نہیں سنبھلیں گے پس میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ تمام لوگ جن کو معاملاتِ چاے میں کچھ بھی دلچسپی ہے فیاضی کے ساتھ اِس کارِ خیر میں شریک ہوں اور جہاں تک ممکن ہے میں خود بھی مدد دونگا +

دہرمسالہ میں کئی یوروپین خاندان آباد ہوئے تھے۔ جن کی بسر اوقات مکانوں کے کرایہ پر تھی اب وہ بالکل ہی مفلس ہو گئے۔ واقعاً عام رفع تکالیف کے فنڈ میں وہ بھی مستحق ہیں۔ چاٹے کے چھوٹے چھوٹے پلنٹیر جو بے زر تھے بالکل ہی تباہ ہو گئے اور اُن کے بنگلے اور مکانات جن میں کلیں وغیرہ لگی ہوئی تھیں بالکل مسمار ہو گئے۔ رفع تکالیف کے فنڈ سے اُن کی بھی اعانت ہونی چاہیئے۔ اس کے بعد اور صحیح تخمینہ کیا جائے گا۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اہلِ شہر کو روپیہ کی مدد دینے کی ضرورت ہو گی۔ اور مشن کے مکانات اور ڈاک بنگلے اور خزانے کے مکانات اور جیلخانے بنانے کے لیئے خود گورنمنٹ کو روپیہ کی ضرورت ہو گی۔ اور ٹیلوں اور سڑکوں کو تو ایسا ضرر پہنچا ہے کہ اُن میں بہت کچھ صرف کرنا پڑیگا۔ گورکھا پلٹن دھرم سالہ میں بھی مسکوٹ اور افسروں کے پرایویٹ مکانوں اور افسروں اور سپاہیوں کے اسباب کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ پس اِن سب امور کے لیئے فوجی بجٹ میں مدد دی جائے گی +

کلو میں بھی ۲۷۔ جون کو خفیف سا زلزلہ محسوس ہوا اور ساتھ ہی طوفان رعد و باران کا بھی آیا تھا ٹھاکر لاحول کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ مشنری بالکل محفوظ ہیں اور اُن کے مشن ہوس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو امداد زلزلہ زدگان کو دی گئی ہے وہ سب خوشی سے لی۔ لیکن کلو کے برہمنوں نے لکڑی اور روپیہ کی امداد لینے سے اِس بنا پر انکار کر دیا ہے کہ ہم برہمن ہیں ہم کو معمولی آدمیوں سے زیادہ امداد ملنی چاہیئے۔ دیکھیے کیا فیصلہ ہوتا ہے +

کلو میں جولائی ۱۹۰۵ء تک زلزلوں کا یہ حال رہا ہے کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر دو تین جھٹکے زلزلہ کے ضرور محسوس ہوتے رہے۔ اسی طرح اخیر اگست تک یہی حالت رہی +

چونکہ یہ زلزلہ بہت ہی خوفناک تھا جس کو جانوروں اور درندوں نے بھی مہلک سمجھا۔ زلزلہ کے خوف سے اکثر درندجانور بھی جنگلوں سے مفقود ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم کہاں چلے گئے۔ تھے یا کہیں جا کر چھپ گئے تھے۔ اب جنگلوں میں معلوم ہونے لگے ہیں۔ چنانچہ کلو میں چیتے وغیرہ کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے کہ جانوروں کو زلزلہ کا علم پہلے ہی سے

ہو گیا تھا۔ اور وہ زلزلہ سے پہلے بیقرار تھے۔ اور کتنے تو چھوٹے چھوٹے زلزلوں کے آنے سے پہلے شور مچاتے تھے اور بھونکتے تھے علیٰ ہذا القیاس دوسرے جانور بھی ؛

اوتار سراج

بیرون اوتار سراج میں جس قدر نقصان ہوا اُس کی تفصیل سرکاری رپورٹ سے اِس طرح معلوم ہوئی ہے کہ ۵۰۸۔ آدمی ایک ضائع ہوئے اور ۱۲۰ زخمی تھے ۲۷۰۲ مویشی ہلاک ہوئے ۸۹۵ بھیڑیاں اور بکریاں مر گئیں۔ ۹۳۴ گھر بالکل تباہ ہو گئے۔ اسکے ماسوا بہت سے گاؤں ویران پڑے ہوئے ہیں۔ اندرون سراج کی رپورٹ طیار نہیں ہوئی۔ تاہم مفصلات سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا ہے۔ مگر قابلِ حیرت یہ بات ہے کہ نقصانِ جان بہت کم ہوا ہے۔ ۱۴ کوٹھیوں میں سے ۸ منہدم ہو گئیں۔ ۱۸۰۔ آدمی ہلاک ہوئے ۴۸ شخص مجروح ہیں ۴۰۷ مویشی اور ۱۱۴۰ بھیڑ بکری مر گئی ہیں۔ ۴۸ مرد جو زخمی ہوئے ہیں یہ صرف دو کوٹھیوں کے آدمی ہیں اور کوٹھیوں کی رپورٹ میں زخمیوں کا ذکر نہیں تھا ؛

گورنمنٹ پنجاب نے بذریعہ تار برقی یہ اعلان کیا تھا کہ صاحب کمشنر بہادر قسمت جالندھر نے مسٹر کلورٹ صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کلو کی زبانی وہاں زلزلہ کے حالات سنکر یہ رپورٹ کی تھی کہ اسسٹنٹ کمشنر مذکور زلزلہ کے دن اوتار سراج کا دورہ کر رہے تھے۔ اُس کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ سراج کی تحصیل میں ۷۵۔ اموات ہوئی ہیں لیکن مکانات اور مویشیوں کا بے شمار نقصان ہوا ہے۔ ابھی رپورٹ طیار نہیں ہوئی جس سے کلی طور پر معلوم ہو۔ اوتار سراج کے افسر جنگلات کو حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ مکانات کے دوبارہ بنانے کے لئے لکڑی طلب کریں اُنکو بلا قیمت لکڑی دی جائے۔ چونکہ درہ بیس کیس کا راستہ بند ہو گیا ہے اور نیز منڈ اور دلاش۔ منگل پور۔ بجورا کے درمیانی سڑک اور مکانات خستہ حالت میں تھے

ریاست سکیت کے زلزلہ زدگان اور راجہ صاحب بہادر کی جانب سے امداد

آفاتِ ارضی و سماوی ہمیشہ سے ناگزیر ہیں اور تیر قضا کے واسطے سپر پیدا نہیں ہوئی۔ بہر حال جو غیر مترقبہ حادثات وقوع میں آتے ہیں وہ قابلِ عبرت ہیں ؛

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء سے ایک عالمگیر زلزلہ کوہستان کانگڑہ و سکیت و منڈی میں نمودار ہوا ہے جسکے بیان کرنے میں دل کے ساتھ زبان کو بھی لرزہ ہے۔ اور کلیجہ کے ساتھ قلم بھی کانپتا ہے۔ اور اُسکے تصوّر کے ساتھ ہر ایک صاحبِ دل تڑپ جاتا ہے۔ سکیت میں ½-۵ بجے صبح بروز سہ شنبہ ۴۔ اپریل کو یکلخت ایسی شدید جنبش زمین میں پیدا ہوئی کہ بڑے بڑے عالیشان و مستحکم عمارات خوف قہار حقیقی سے سربسجود ہو گئیں۔ اور کوہستانِ سربفلک کشیدہ مثل بید لرزاں تھے۔ سری حضور راجہ صاحب بہادر والی سکیت حسبِ عادتِ مستمرہ صبح نہلانے اور پوجا پارٹ سے فارغ ہوکر پوشاک زیب تن فرما چکے تھے۔ کہ یہ قیامتِ صغرےٰ برپا ہوئی۔ ہز ہائینس فی الفور بہ استقلالِ تمام مشکوے معلّےٰ سے برآمد ہوکر باغیچہ میں مسندِ فیروزی یعنی ہری گھاس پر جلوہ افروز ہوئے۔ جو وقت ہر ایک متنفس کو اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی اور نفسی نفسی کی آواز بلند تھی یہ پرجا کا پالنے والا انتظام رفاہ عام و امداد رعایا میں جان لڑائے ہوئے تھا فی الفور قریب دو سو نفر قلی مزدور (جو واسطے تیاری سڑک پختہ جانب منڈی و دیگر عمارات کے دارالریاست میں جمع رہتے ہیں۔) ایک اشارہ کے ساتھ جمع ہو گئے۔ منجملہ جنکے قریب نصف جانب بازار بھوج پور و پُرانا نگر بہمراہی چند اہلکاران مستعد دوڑا دیے گئے۔ اور باقی یہاں کام میں مصروف ہوئے۔ سرکاری دو منزلہ اصطبل جسکے بالاخانہ میں کئی آدمی تھے اور نیچے کی منزل میں گھوڑے اور مویشی تھے اور جو بالکل سر سے بنیاد تک منہدم ہوکر انسان اور حیوانات کا گورستان بنگیا تھا۔ اُس کی لاکھوں من مٹی ایک چشم زدن میں اُٹھاکر پھینک دی اور کُل آدمیوں اور جانوروں کو صحیح و سالم زندہ و محفوظ نکال لیا۔ خدا کے فضل سے کسی کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔ اور اسی طرح اور مکانات متعلقہ سے بھی مویشی اور آدمیوں کی حفاظت کی گئی۔ جو لوگ بھوج پور سا کو روانہ کیے گئے تھے اُنھوں نے بھی نہایت سرگرمی و جانفشانی سے مکانات مسمار شدہ میں سے مویشی اور آدمیوں کے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر افسوس ہے کہ دو میل کا فاصلہ طے کرنے میں اُن لوگوں کو اسقدر وقفہ حائل ہو گیا کہ زیرِ خاک مدفون شدگان کے منجملہ پانچ سات آدمیوں کی جانیں ضائع ہو گئیں۔ باقی سب زندہ و سلامت نکل آئے۔ البتہ ساہوکارانِ بازار کا ہزارہا من غلہ و دیگر اسبابِ تجارت مٹی میں ملگیا جو بتدریج و سہولیت نکالا گیا۔ ہر ایک اہلکار سرکاری و دیگر معززین شہر کو جہاں تک وسعت تھی ریاست کی طرف سے خیمہ جات و شہر و دریات

کی امداد دیگئی اور سرکار ریاست نے اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت اور تکلیف کو مقدم رکھا
ایسے نازک موقع پر سری راجہ صاحب بہادر کی دلی ہمدردی وفیاضی وعلوہمتی قابل تحسین ہے
جو شاید کسی اور جگہہ نہ پائی گئی ہو۔ شام کے وقت براے بلاحظۂ حالتِ رعایا شہر بھوج پور بذاتِ
خاص دورہ فرمایا اور ہر ایک کہ ومہ کی دلداری ودلجوئی وتسلی وتشفی فرمائی تھی۔ یہ کتنا عمدہ انتظام
تھا کہ جو اسبابِ غلہ وسامانِ تجارت بہ امداد مزدورانِ سرکاری مٹی سے نکال کر باہر جابجا جمع تھا اُسکی
حفاظت کے واسطے ہر جگہہ سرکاری پلٹنوں کے پہرے مقرر کئے گئے۔ اور موقعہاے مُناسب پر
روشنی کے واسطے سرکاری لال ٹین ہاے ستون دار نصب کرادی گئیں تاکہ اِس حالتِ پریشانی
میں کسی مہاجن یا ساہوکار کا کچھ نقصان نہ ہو۔ مکانات سرکاری کے نقصان کا تخمینہ اڑہائی لاکھ سے
اوپر ہے۔ اور رعایا کے نقصانات کا بھی اندازہ زیادہ ہے ۔

واسطے آسودگی عامۂ خلائق وترقی حفاظت تجارت سری مہاراجہ صاحب بہادر نے بقدر گنجایش روپیہ و
لکڑی وسامان عمارتِ رعایا وساہوکاروں کو امداداً دینے کا وعدہ فرمایا ہے جس سے ہر ایک متنفس
کا حوصلہ بڑھگیا۔ اور اپنے ولی نعمت کی ترقی جاہ وحشمت واقبال کے واسطے دُعائیں دے رہے
ہیں۔ الحق والیِ ریاست ہونے کی شان بھی یہی ہے کہ رعایا کی آسایش کو اپنی آسایش اور اُن کی
تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کرے۔ سُنا گیا ہے کہ ریاست منڈی میں بھی اسی طرح مکانات وعمارات
منہدم ہو کر آدمی ومویشی دب گئے ہیں۔ وہاں ریاست کی طرف سے کوئی امداد نہیں ہوئی۔ قریب پانچ
چھ سو نفوس کے مٹی کے نیچے خاک ہوگئے ہیں۔ کچھ دیر تک نہیں نکالے گئے تھے اگر مثل
سکیت وہاں بھی وقت پر کوشش کی جاتی یا دُشٹ نکندن سین جیسے اوصاف کا کوئی پالنہار
اُن کو نصیب ہوتا تو ممکن تھا کہ زیادہ زندہ وسلامت نکل آتے۔ مگر اُن مرنے والوں کی بدقسمتی میں
کس طرح کوئی ہاتھ بٹا سکتا ہے۔ خدا ہی اُن پر رحم فرماوے تو ممکن ہے۔ سری راجہ صاحب کے
یہاں اُسی روز سے برابر صدقات وخیرات جاری ہے۔ خدا اس بلا کو جلد رفع کرے اور اپنے غریب
بندوں پر رحم فرماوے۔ سلسلۂ زلازل سے دن رات میں آٹھ دس مرتبہ زمین کو جنبش ہو جاتی تھی۔ جسقدر عمارت
مخدوش تھیں وہ سب ریاست کی طرف سے گرا کر درست کرادی گئیں۔ تاکہ آمد ورفت شارع عام میں
کوئی اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے۔ اور امید ہے کہ ایسے کریم النفس صاحب جو والیِ ریاست کی توجہ امداد سے
جو تن من سے رعایا کا شریک حال ہے لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اور سارے دُکھ کٹ جاوینگے
سری حضور راجہ صاحب بہادر سکیت اپنی رعایا۔ اپنی ریاست کے لئے ایک بہت ہی مُفید

حکمراں ہونے کے ساتھ ہی بنی نوع انسان کے لئے حد درجہ غمخوار و غمگسار ہیں خاص سکیت میں تو بہت سے سرکاری مکانات منہدم ہوئے ہیں اور کسی قدر رعایا کے مکانات بھی گرے ہیں مگر دو میل کے فاصلہ پر جو مقام بھوجپور ہے اس میں زلزلہ سے بہت ہی نقصان ہوا - یعنی رعایا کے مکان گرجانے کے علاوہ بنیے دوکانداروں کا غلہ ہزار ہا من دب گیا اور خراب ہو گیا - مگر خدا سرکار حضور راجہ صاحب بہادر کو سلامت رکھے اُن کی طرف سے عین وقت پر جس قدر اظہار ہمدردی اور غمخواری و فیاضی کا ہوا وہ اِس زلزلہ کی تاریخی یادگار کے ساتھ ہی حضور راجہ صاحب بہادر کی رعایا پروری اور انسانی ہمدردی کی ایک دوسری مصدقہ یادگار سمجھی جاویگی پُرانا نگر کے بازار وغیرہ بھی منہدم ہو جانے سے بھی رعایا کے پریشانی کے ساتھ ہی حضور دام اقبالہم کو بھی کچھ کم رنج محسوس نہیں ہوا غرضکہ سکیت - بھوجپور - پُرانا نگر وغیرہ کی رعایا کی پریشانی اور نازک حالت کے ساتھ سری حضور راجہ صاحب بہادر سکیت کو پورے درجہ غم - رنج اور ہمدردی اور دلی دردمندی ہے جسکی وجہ سے سرکار حضور دام اقبالہم کو شب و روز یہ فکر دامنگیر ہے کہ کسی طرح رعایا کے مکانات آباد ہو جاویں اور رعایا کی حالت جو اِس زلزلہ کے صدمہ سے بہت کچھ خراب ہو رہی ہے جلد اس سے اُسکو اطمینان ہو جاوے - آجکل سرکار حضور راجہ صاحب بہادر کو سوائے رعایا کی ہمدردی اور بہبودی کے خیالات کے اور کچھ فکر ہی نہیں جس سے سرکار حضور دام اقبالہم کو اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وقت یہی تردد ہو رہا ہے کہ اپنی رعایا کو کس طرح آرام اور اطمینان ہو سکتا ہے -

گورنمنٹ کی طرح رعایا کو معاملہ کی معافی اور تقاوی دینے کے خیالات بھی سرکار حضور کے دماغ معلّے میں قیام پذیر ہیں مگر اِس پر بھی سرکار حضور راجہ صاحب بہادر کا یہ حال ہے کہ پہلے کی سی حالت رعایا کی ایک عرصہ کے بعد جا کر ہو گی -

سرکار حضور راجہ صاحب بہادر کے حضور میں جب کوئی زلزلہ زدہ شخص اپنی حالت کا اظہار کرتا ہے اُس کی ہر ایک طرح دلسوزی کے ساتھ تسلّی کر دی جاتی ہے کہ پرمیشور پر بھروسہ کرو اور اطمینان رکھو کہ ہم تمہاری حالت سے بیخبر نہیں ہیں جہاں تک ممکن ہو گا تمہاری امداد سے سرکار سکیت بیفکر اور بیخبر نہیں ہے - ایسے نازک موقعہ پر سرکار حضور نے معہ اپنے خاص خاص اراکین کے صبح و شام اپنی ریاست کی رعایا کے حالات دریافت کرنے کے لئے دہ بدہ بذات خاص

دورہ کرنے کا انتظام کر رکھا ہے جس سے ہر ایک فرد بشر رعایا کی حالت بچشم خود ملاحظہ فرمانے کا موقعہ ملتا ہے جو حد درجہ کی دلسوزی - دردمندی - غمخواری اور غمگساری کا سرچھنور راجہ صاحب بہادر کی جانب سے کافی ثبوت ہے - اور ایسے نازک وقت پر یہ بہت ہی مشکل ہے کہ اپنی رعایا کے لئے اپنے آرام کو بالائے طاق رکھ کر شب و روز رعایا کی بہبودی اور خبرگیری میں صرف کیا جاوے - بہت سی غریب رعایا کو شاہی سامان انکی ضروریات کے لیے دیا گیا ہے اور دیا جاتا ہے - بہت سی رعایا کو شاہی لنگر خانہ سے دو وقتہ کھانا دیا جاتا ہے - بہت سی رعایا کو سرکاری امداد سے ایحتاج ملتا ہے - بہت سی رعایا سڑک وغیرہ کی تعمیر میں لگا دی ہے - تمام ریاست کے ارا کین اور عہدہ داران کے ذریعہ سے زلزلہ زدگان کی رپورٹیں پہنچ رہی ہیں جہاں ذرا کسی فرد رعایا کی حالت میں غیر معمولی تغیر واقعہ ہوا سنا گیا ہے اہلکاران وغیرہ حتے کہ بذات خاص بھی سرچھنور راجہ صاحب بہادر کو تشریف لیجانے میں کوئی تامل نہیں ہوتا - اور سچ تو یہ ہے کہ ایسا ہمدرد - ایسا غمخوار - ایسا بنی نوع انسان کا جان نثار اور اپنی رعایا پر ایا کا دلدادہ فرمانفرما تو بیشک سابقہ راجگان سکیت میں پہلا راجہ ہے جسنے اپنے وقت میں اپنی رعایا کی غمخواری اپنی ریاست کی جائز ترقی بغیر کسی قسم کے بیجا حصول کے انسانی اولوالعزمی کا ایک مصدقہ ثبوت دیا ہے - ورنہ صرف اس خوفناک زلزلہ کے موقعہ پر ہی بلکہ پہلے بھی جب کوئی آسمانی بلا واقع ہوئی ہے تو رعایا کی ہر ایک مصیبت میں سرچھنور راجہ صاحب بہادر نے ہاتھ بٹایا ہے اور بہت اچھی طرح سے سرچھنور راجہ صاحب بہادر کے ایسے ایسے کارنامے مفصل طور پر حکام بالادست انگریزی کے ملاحظہ سے گذرتے رہتے ہیں - یہی وجہ ہے کہ دیگر ہمسایہ ریاستوں سے یہاں کی رعایا اس زلزلہ سے پہلے ہر ایک طرح مرفہ الحال اور مطمئن تھی اور خدا نے چاہا تو اب بھی یہاں کی رعایا بہت جلد اپنی ہمسایہ ریاستوں سے ہر ایک طرح اچھی رہیگی - یہ زلزلہ کی بلا جو ہے تو ایک آسمانی بلا ہے ریاست کے حکمران کی طرف سے ہرگز کوئی بلا نہیں ہے - پس پرمیشور کی مہربانی سے ہی راجہ صاحب بہادر کی توجہ رعایا کی بہبودی کا کافی ذریعہ ثابت ہو رہی ہے - اس موقع پر سری راجہ صاحب بہادر کے بدخواہ مخالفین حتے کہ دشمنوں تک بھی سرچھنور راجہ صاحب بہادر کی عام ہمدردی اور بیمثل رعایا کی خبرگیری کے مداح ہیں گو ایسے لوگ اپنے جبلی عادات سے بھی باز نہیں رہتے مگر ظاہر میں ایسی سچی ہمدردی کے اظہار سے کس طرح باز رہ سکتے ہیں - اگر رہیں تو انکے برابر کوئی ذلیل خیالات والا نہیں سمجھا جا سکتا - خدا اس ریاست کی رعایا کو اطمینان بخشے - اور سرچھنور راجہ صاحب بہادر ایسے ہمدرد اور غمخوار فرمانفرما کو ایسے ہی اعلےٰ درجہ کے مفید خیالات اور عمل کے ساتھ سلامت رکھے - سرچھنور راجہ صاحب بہادر کی رعایا کے ساتھ دردمندی اور غمخواری کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اپنی ریاست کے دیہات میں اپنی ریاست کے بہت ہی غیر آباد مقامات میں اپنی غریب اور وفادار رعایا کے گھروں میں پہنچکر اس کی آسایش اسکی ہمدردی - اسکے آرام کے تمام حالات

معلوم کئے جاتے ہیں اور رعایا کی دلجوئی کے لئے ہر ایک طرح غمگساری اور اطمینان بخش فیاضی اور مہربانی کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اسوقت سرکھنور نے قریبًا تمام ریاست کی رپورٹیں ملاحظہ فرمائی ہیں اور جہاں رعایا کی معمول سے زیادہ کسی قدر نازک حالت کی خبر سُنی گئی ہے وہاں کے عہدہ داروں اور اہالیان عملہ کو تاکید کردی گئی ہے کہ کسی فردِ بشر کو سرکھنور کی جانب سے ذاتی ہمدردی اور مہربانی کی امید سے محروم نہ رکھا جاوے اور حتّی الامکان اس امر کا اعلان دیا گیا ہے کہ سرکھنور کو اپنی تمام رعایا کے ساتھ دلی دردمندی غمخواری کے ساتھ ہی ہر ایک طرح مناسب امداد سے بھی دریغ نہ ہوگا۔

سرکھنور راجہ صاحب بہادر کی اِس درجہ انسانی ہمدردی کے خیالات ریاست سکیت کی تمام رعایا کو مسلش کرنے کے علاوہ یقین دلادیا۔ کہ اُس کا مالک اُس کا حکمرانِ ریاست اپنی رعایا کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز اور پیار کرتا ہے۔ اور اُس کی ہر ایک دردمندانہ حالت کے ساتھ اپنی ہمدردی اپنی فیاضی اپنی الوالعزمی اور اپنی دلی غمخواری کو وابستہ سمجھتا ہے۔ یہی بات ہے کہ ریاست سکیت کی رعایا اپنے آقائے نعمت سری راجہ صاحب بہادر کی ایسے نازک وقت اور قیامت خیز موقعہ میں اس درجہ ہمدردی اور دلجوئی سے بالخصوص مدّاح ہے کہ خداوندکریم ایسے ہمدردبنی نوع انسان والیِ ریاست سکیت کو دنیا میں جب تک رکھے خوش اور بامراد رکھ کر اُسکی حکومت اور اعزاز میں غیر مترقبہ کامیابی بخشے۔ اُس کے نامراد دشمن اُسکے نمک حرام نمک اعدا اُس کے احسان فراموش مخروج اور بدباطن ملازم۔ اُس کے بدخواہ۔ بدکن اور بدنام کرنے والے لوگ اپنے ایسے ذلیل خیالات کے اظہار سے باز رہ کر خدا کے ایسے ناگہانی غضب سے اپنے اعمال کے انجام کا سبق حاصل کریں اور سرکھنور راجہ صاحب بہادر کی ایسی ہمدردی اور انسانی ہمدردی کی مصدقہ مثال کی دل سے قدر کرکے اپنے اِس عمل سے توبہ کریں ورنہ سرکھنور راجہ صاحب بہادر کی تو بلا کو بھی اس قسم کی لغویات کی پرواہ نہیں ہوسکتی۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ کہ ؎

آں را کہ حساب پاک است + از محاسبہ چہ باک است

جب وہ اپنی ریاست کی آبادی اپنی رعایا کی بہبودی اور ہمددی اور اپنے معاون اور مہربان انگریزی گورنمنٹ اور اُس کے مجوزہ حکّامِ بالادست کی دوستانہ مُفید صلاح اور مشوروں کے مُطابق ہر ایک پہلو سے قابلِ اطمینان انتظام کا عمل کررہے ہیں۔ تو بھلا ایسے ذلیل اور بیجا حملوں سے اُن کو کس بات اور کس امر کا خوف ہوسکتا ہے اُن کی سالہا سال کی شورہ پشتی

سکے خیالات سے مجرمانہ حملے اور دل آزاری کے باطنی اسباب کے اظہار کو بہ نفس نفیس سری راجہ صاحب بہادر اور حکام بالادست انگریزی اچھی طرح سمجھتے اور بخوبی سمجھتے ہیں اُن کے قابلِ اعتماد اراکین اور عہدہ داران کی اطاعت اور فرمانبرداری کے عُمدہ سلوک پر بھی ایسے لوگ چوٹ کرنے سے باز نہیں رہتے - مگر خدا کے فضل سے اُن کا بھی کچھ نہیں بگڑ سکتا - اس لئے کہ جن حکام بالادست کے پاس وہ اپنے گُمنام عرائض اور شکایتی عرائض کے ذریعہ سے سری راجہ صاحب بہادر اور اُن کے عہدہ داران و اراکین کو خواہ مخواہ بدنام کرنا چاہتے ہیں وہ ایسے لوگوں کی نیت اور عمل خصوص سالہا سال سے اس قسم کی ہرزہ درائی کو اچھی طرح جان چکے ہیں کہ ع

مہ نور مے فشاند و سگ بانگ می زند

انصاف بھی یہی ہے کہ سر یحضور راجہ صاحب بہادر نے ہر ایک وقت میں اپنی ریاست کی رعایا کے ساتھ کسی طرح بھی دستگیری کرنے سے دریغ نہیں کیا - ایسے ہی انگریزی حکام کے مُفید مشوروں پر خاطر خواہ عمل کرنے سے انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت کو اپنی حکمرانی کا جزو اعلےٰ سمجھا ہوا ہے اِس قیامت خیز اور عالم آشوب زلزلہ کے وقت میں جبکہ بہ نفس نفیس حضور نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب سلسلۂ کوہستان کے مقام دہرمسالہ ضلع کانگڑہ کے زلزلہ زدگان کی دردناک حالت کو ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لیگئے تو سر یحضور راجہ صاحب بہادر نے بھی حضور گورنمنٹ پنجاب کے اِس مفید عمل کی تقلید فرما کر کوہستانی راجگان میں ہر ایک طرح سبقت فرمائی - کہ رعایا کے اُجڑے ہوئے مکانات پر بذاتِ خاص پہنچکر اُس کی حتے الامکان ہمدردی فرمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور زلزلہ کے مزید خوف کی وجہ سے اگر اپنے محلات چھوڑنے کی ضرورت پڑی ہے تو تمام رعایا کو اعلان کر دیا کہ سب رعایا کے ساتھ ہم اپنی حالت کو یکساں سمجھتے ہیں - رعایا کے جس فرد بشر کو اپنی آسایش کے لئے جس قسم کی اور جس چیز کی ضرورت ہو - اُس کے لئے سرکاری توشہ خانہ - لنگر خانہ وغیرہ کُھلے ہیں بے تکلف اپنی ضرورت اور آرام کا سامان لیوے - اور تمام ریاست میں عام اعلان دیدیا کہ ہر ایک مقام کے اہلکار عہدہ دار رعایا کی حالت اور نقصان سے مفصل اور جلد تر اطلاع دیویں اور جب تک زلزلوں کا سلسلہ شروع ہے روزمرہ دیتے رہیں اور بلا کسی غلطی اور غفلت کے - جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ریاست سکیت کی تمام رعایا کی عام و خاص حالت کی پوری رپورٹ سر یحضور راجہ صاحب بہادر دام اقبالہم کے سامنے پڑی ہے - جس کے مُطابق سر یحضور رعایا کے آرام کے لئے کافی انتظام فرما رہے ہیں سچ تو یہ ہے کہ حکمران ہو تو ایسا ہو اور بس ؎

ایک پہاڑی ریاست کے رئیس کے لئے یہ بات بڑی ہی قابلِ ستائش سمجھی جاسکتی ہے جو اپنی رعایا کے رنج و راحت میں دلی توجہ سے شرکت فرماکر اُس کی دلجوئی اور اطمینان کا موجب ہو۔ خوشی کی بات ہے کہ سری راجہ صاحب بہادر اِس امر کو اپنی خداداد طبیعت سے بوجہ احسن سمجھکر گورنمنٹ انگریزی اور عام و خاص میں ایک خاص نیک نامی حاصل کر رہے ہیں ✢ سکیت میں ۴ سے پانچ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء تک زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ مگر نقصان صرف ۴۔ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کے صبح والے زلزلے سے ہی ہوا۔ یہاں رعایا کے علاوہ بہت سے سرکاری مکانات گر گئے اور شکستہ ہو گئے ہیں اور جو بالکل نہیں گرے وہ رہایش کے قابل نہیں رہے۔ پندرہ آدمی تو خاص سکیت میں دب کر مر گئے۔ بیرونجات کی کوئی پختہ خبر ابھی نہیں ملی۔ رعایا کی خوش قسمتی اور پرمیشور کی مہربانی سے سرکھضور راجہ صاحب بہادر اِس صدمہ سے بال بال بچگئے۔ جس پر سرکھضور نے انسانی ہمدردی سے فرمایا کہ ہمارا بچ جانا اُسی حالت میں خوشی کا موجب ہو سکتا ہے۔ جبکہ ریاست سکیت کی تمام رعایا بھی ہمارے ساتھ تمام قسم کے خطروں اور بلاؤں سے محفوظ نظر آوے۔ اور ہماری رعایا ہی ہماری ناموری اور حکومت کا باعث ہے ✢

سری حضور راجہ صاحب بہادر کا ایسا فرمانا مبصر اور انسانی ہمدرد لوگوں کی نظروں میں اِس قابل سمجھا جاسکتا ہے کہ بصدق دل سرکھضور کی انسانی ہمدردی انصاف پسندی رحم دلی کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ سرکھضور سے بعض اراکین اور رعایا کے سرکردہ لوگوں نے عرض کیا کہ جس طرح ہو سکے سرکھضور محلات شاہی سے باہر باغ میں قیام فرمادیں۔ جس کے جواب میں سری حضور راجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ آپ لوگ اپنی خلوصِ محبت سے سچ کہتے ہیں مگر میرے اعتقاد میں یہ صحیح ہے کہ جب ایک پرمیشور کے ہم سب بندے ہیں اور اُسی کے اختیار میں ہماری جان۔ ہمارا مال اور ہمارے تمام قسم کے نیک و بد معاملات ہیں تو پھر ہمکو ہرگز یہ امر پسندیدہ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم خود تو باغ میں جا ٹھیریں اور آپ لوگ اور دیگر رعایا اپنے انہیں شکستہ مکانات میں رہ کر اپنے کو پریشان اور خوف زدہ بنائے رکھیں۔ پس اگر ہم آپ ایک پرمیشور کے بندے ہیں اور اُسی کی مرضی پر ہمارے آپکے تمام معاملات اور حالات کا سرانجام ہے تو پھر یہاں بھی وہی پرمیشور ہے اور وہاں بھی وہی۔ البتہ بالاتفاق آپ سب لوگوں کی یہی رائے ہے کہ ہم شاہی محلات سے باہر ہو کر باغ میں قیام پذیر رہیں تو پھر آپ لوگوں اور رعایا کے

لئے بھی سرکاری باغات - میدان - خیمے - ڈیرے اور دیگر سامان وغیرہ آسایش اور اطمینان کے لئے موجود ہے - جہاں چاہو اُس کا استعمال کرو - خواہ باغ میں ہمارے ساتھ رہنا پسند کرو - خواہ میدان میں بالاتفاق سب لوگ آرام سے رہو - مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم تو اپنی جان بچانے کے لئے الگ ہو جاویں - اور آپ لوگ معہ رعایا برایا کے بدستور بے چین اور فکرمند رہیں - جس پر سب اراکین اور رعایا نے حضور راجہ صاحب بہادر کی ایسی دلسوزی پر دُعائیں دیکر عرض کیا کہ ہم سب رعایا حضور کے ساتھ رہنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور اگر سرکار حضور کے قدموں میں ہماری جان بھی نکل جاوے تو ہم اُسے اپنے لئے مُکتی سمجھیں گے +

سرکار حضور نے رعایا کی طرف سے اپنی نسبت ایسی خوش اعتقادی کا اظہار سُن کر تمام رعایا اور اراکین کو بہت کچھ تسلی دے کر فرمایا کہ ہمیں تمہارے ساتھ دلی ہمدردی ہے - تمہارے مکانات رہایشی تمہارے گزارے اور تمہاری ہر ایک قسم کی رنج و راحت میں ہمکو ہر ایک طرح تمہاری امداد اور غمخواری کا پُورا خیال ہے - چنانچہ سری حضور راجہ صاحب بہادر معہ کنور صاحب بہادر و عالی جناب سری رانی صاحبہ دام اقبالہما و دیگر اراکین دربار و رعایا - و دیگر شاہی خاندان کے ممبران کاروِنیشن گارڈین کے اندر خیمہ جات لگاکر قیام پذیر ہو گئے تھے بہت سے آدمیوں کو لنگرخانہ سے روزمرہ کھانا دیا جاتا تھا اور اُن کی سب طرح امداد کی جاتی تھی - اور صبح سے شام تک سب کو یہی کہا جاتا تھا کہ بجائے ہماری ذاتی شکرگزاری کے پرمیشور کی پرارتھنا کرکے اُسکی رضامندی کے مُطابق دنیا میں جب تک رہیں - ثابت قدم رہیں +

اس وقت ریاست سکیت میں بہت سے ساہو - سنت - بہت سے سنیاسی فقیر - بہت سے غریب لوگ سرکار حضور کے فیض سے مستفیض ہو کر سرکار حضور کی سلامتی - سرکار حضور کی ترقی عمر و دولت کی دُعائیں کر رہے تھے - سچ تو یہ ہے کہ دوآبہ بست کی پہاڑی ریاستوں میں سرکار حضور راجہ صاحب بہادر سکیت اپنی اس خداترسی اور نیک خوبیوں سے بہت ہی کچھ ناموری کی شہرت پا رہے ہیں +

صدر سکیت سے دو میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے جسکا نام قصبہ بھوجپور ہے جہاں کی رعایا کو سکیت سے زیادہ نقصان پہنچا ہے - بازار کی دُکانیں تمام مُنہدم ہو گئی ہیں اور اگر کوئی بچی ہے تو وہ بھی برائے نام بچی ہے - گویا یہ کہنا چاہئے کہ قصبہ بھوجپور کو سخت اور ایسا صدمہ پہنچا ہے جس کی جلد تر تلافی مشکل معلوم ہوتی ہے - مگر سرکار حضور راجہ صاحب بہادر کو اس بارے میں بھی خاص فکر امداد ہو رہا ہے - خدا کرے یہاں کی رعایا خوشحال ہو جاوے +

پالم پور ضلع کانگڑہ ریاست سکیت سے پانچ پڑاؤ ہے۔ بھلا یہ ناممکن تھا کہ اِس زلزلہ کا اثر یہاں نہ پہنچتا۔ پانچ چھ دن تک تو ڈاک و تار کی بڑی رہی۔ آخر چھ سات دن کے بعد ڈاک اور تار کا سلسلہ جاری ہوا اب خدا کے فضل سے سب طرح کی خبریں آتی جاتی ہیں ÷

مُندرجہ بالا حال ریاست سکیت اور اُس کے حکمراں سرحضور راجہ صاحب بہادر اور اُن کی رعایا کے ہیں۔ پھر اگر ریاست سکیت اور سرحضور راجہ صاحب بہادر کے بدخواہ نمکحرام باوجود ایسی ہمدردی کے سامان دیکھنے کے بھی اپنے اختیار کردہ عمل سے باز نہ آویں تو پھر وہ جلد تر اپنے کیفر کردار کو پہنچیں اور ضرور پہنچیں ÷ اس زلزلہ کے موقعہ پر جناب پنڈت جے گوپال صاحب تحصیلدار صدر سکیت کی کارگزاری اور الوالعزمی قابل تعریف ہے جس کا ہم بھی شکریہ ادا کرتے ہیں ÷

یہاں کی زلزلہ زدہ رعایا کو اگر کچھ غم باقی رہ گیا ہے تو اُس کے چند آدمیوں کے مرجانے کا جس کی تلافی سرحضور راجہ صاحب بہادر کی طاقت سے باہر اور خداوند تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ورنہ جہاں تک انسانی ہمدردی انسانی غمخواری اور انسانی امتیاز میں کوئی بات ممکن تھی۔ سرحضور راجہ صاحب بہادر نے کی اور پورے طور پر بوجہ احسن کی۔ یعنی اپنی رعایا کی دلجوئی۔ اپنی رعایا کی غمخواری۔ اپنی رعایا کے کاروبار میں مالی امداد۔ اپنی رعایا کی زمینداری میں زر تقاوی۔ اپنی رعایا کے لئے سامان زمینداری۔ سامان سہولت گذارہ۔ اپنی رعایا کی گذر اوقات کے لئے کھانا۔ کپڑا وغیرہ بہت کچھ اور سب کچھ سرحضور راجہ صاحب بہادر کی طرف سے دیا جاتا اور دیے جانے کا انتظام مدِنظر ہے ÷

سرحضور راجہ صاحب بہادر کے عہدہ دار اراکین بھی سرحضور کی ہدایات کے مطابق رعایا کے اپنی دلی ہمدردی اور امداد کا عمل کرتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ سری حضور راجہ صاحب بہادر کی جتنی دماغی قوتیں ہیں آجکل اپنی ریاست اور رعایا کے زلزلہ زدگان کی ہمدردی اور امداد میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی اُن کے عہدہ داران واراکین بھی اپنے سرحضور کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ جس ریاست کی رعایا کے لئے خدا کی طرف سے ایسا ہمدرد۔ ایسا غمخوار۔ ایسا فیاض اور ایسا خبر گیر نگہدار فرمانروا میسر آیا ہو اُس رعایا کو اور کیا بکار ہو سکتا ہے۔ کسی ریاست کی رعایا کے لئے اُس کے حکمراں کی طرف سے خالی زبانی دلجوئی ہی بہت کچھ قابلِ فخر سمجھی جایا کرتی ہے تو جہاں رعایا کو اپنی آسایش آرام اور امداد کے لئے سب کچھ سامان میسر آوے تو اُس رعایا کے برابر خوش قسمت اور کوئی کیا سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر اس قدر دستگیری پر بھی کوئی بدخواہ دشمن سرحضور راجہ صاحب بہادر کی ہمدردی۔ امداد اور فیاضی کی تعریف نہ کرے تو پھر اُس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے

دشمن بات کہے انہونی - جبپر کان دھرنے ہی غلطی ہے بکا کریں اُن کے بکواس کا اثر ہی کیا ہو سکتا ہے ÷

ریاست سکیت میں ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد بھی کئی بار تھوڑا تھوڑا زلزلہ آیا نہ صرف سکیت میں ہی بلکہ دھرمسال - کانگڑہ - بھاگسو - کلو - منڈی وغیرہ اسی علاقہ کے پہاڑی مقامات میں بھی بھوجیپوں کی رعایا جو بہ نسبت سکیت کے زیادہ زلزلہ زدہ حالت میں پریشان تھی - سرحضور کی زیادہ تر ہمدردی سے مطمئن اور سری حضور کی دعاگو ہے - بہت سے لوگ اور خصوص بیکار اور بیچارہ لوگ ریاست منڈی سے ریاست سکیت میں آکر پناہ گزین ہوئے جن کے ساتھ بنظر انسانی ہمدردی کے سرحضور نے مثل اپنی رعایا کے بہت کچھ ہمدردی فرمائی ÷

اِس وقت تو اِس علاقہ کے پہاڑی مقامات میں ریاست سکیت کے سرحضور راجہ صاحب بہادر اپنی ہمدردی - فیاضی والوالعزمی میں بہت ہی نام نیک حاصل کیا ہی اور ہونا بھی چاہیئے تھا - کیونکہ سرحضور راجہ صاحب بہادر اس علاقہ میں انسانی غمخواری اور امداد میں ایک بیمثل راجہ سمجھے جاتے ہیں - یہاں کی عام رعایا اور رعایا خاص بھی اپنی غربت اور خوف زدہ حالت پر قیاس کرکے غیر مقامات کے لوگوں کے ساتھ دلی ہمدردی کرتی ہے - ایسے ہی یہاں کے عمدہ دار و اراکین بھی سرحضور راجہ صاحب بہادر نے خصوصیت سے یہ بات جو اپنی رعایا کے دریافت حال کے لئے کی ہی وہ بہت ہی قابل قدر سمجھی گئی ہے وہ یہ کہ سرحضور راجہ صاحب بہادر نے اپنی ریاست کے بعض دیہات میں بذاتِ خاص موقعہ پر پہنچکر جسقدر دلجوئی اور خبرگیری کی ہی اسکی مثال اس تمام پہاڑ میں کوئی نہیں ملے گی - اور ایسے نازک موقع پر ایسا ہی کچھ سرحضور کی طرف سے ہونا چاہیئے تھا - واہ رے مبارک انگریزی گورنمنٹ جس کے دلی جوش ہمدردی سے اِس دھرم سالہ کے ملحقہ پہاڑوں میں بھی عام کے دلوں میں تو خیر - مگر خاص لوگوں کے دلوں کو بھی ہمدردی اور پُرزور ہمدردی کے لئے مسخر کردیا ÷

سکیت میں آجکل خصوصیت کے ساتھ خیرخیرات کا سلسلہ شروع ہے اور پھر ہر ایک قسم کی ہمدردی سے - یعنی کسی کو دو وقتہ کھانا - کسی کو رسد - کسی کو کپڑا - کسی کو مدد - کسی کو نقدی - کسی کو مزدوری - غرضکہ کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ - سرحضور کو دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں بہت تھوڑا وقت اپنے آرام کا ملتا ہی - خدا ایسے ہمدرد حکمران اور گورنمنٹ کے قوتِ بازو راجہ کو ایسی ہی انسانی ہمدردی کی توفیق فرماتا رہے ÷

ریاست منڈی

چوتھی اپریل کی صبح کو چھ بجکر پندرہ منٹ پر بڑی زور شور سے بھونچال آیا تھا جو برابر اڑھائی منٹ تک محسوس رہا۔ آناً۔ فاناً تمام مکانات وعمارات منہدم ہوگئیں اور عمارعمارت کا تودہ بن گئیں اور طرفۃ العین میں یہ خوش وضع ریاست جو نہایت ہی سرسبز اور شاداب ہو رہی تھی اور جسمیں باد بہاری اور نسیم سحری گل وغنچوں کو کھلا کھلا کر شگفتہ اور روا بنا رہے تھے دفعتاً زلزلہ کی باد صر اور خزاں نے ایسا جھولا مارا کہ تمام علاقہ کو صفحہ ہستی سے اکھیڑ پکھیڑ کر کھنڈرات کا گنجینہ بنا دیا زلزلہ نے ایسی بیرحمی سے اس تختہ کو پٹخا کہ دم کے دم میں سب کو زندہ درگور بنا دیا۔ اُس وقت اُن مجروحوں اور مرنے والوں کی چیخیں اور فریادیں دل میں درد اور رقت ہی پیدا نہیں کرتی تھیں بلکہ بڑے بڑے بہادروں اور سنگیں دلوں کو ہلا ہلا کر آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی تھیں اگرچہ اس قیامت افزا وقت میں نفسی نفسی کی پکار تھی مگر وہ لوگ جو پیوند زمیں ہو رہے تھے اور اپنے اس آخری وقت میں واویلا۔ حسرتا۔ دریغا کرتے ہوئے پامال ہو ہوئے غرض کہ وہ کونسی عاجزی کے الفاظ ہونگے جو اُن مرنے والوں کی زبان سے نہ نکلے ہوں مگر افسوس اُن کی فریاد۔ ان کی عاجزی اُن کی گریہ وزاری کو کون سُن سکتا تھا اور اُن کو کون بچا سکتا تھا۔ جو لوگ اس بلا سے بچ رہے تھے وہ خود پاگل ہو رہے تھے اپنی زندگی سے مایوس تھے غرض کہ چشم زدن میں منڈی کے مال اور جان کا سخت نقصان ہوا دو سو سے زیادہ آدمی دیکھتے دیکھتے تہ خاک نہاں ہوگئے اور جو زندہ بچے وہ کھلے میدانوں میں بے سروسامان و بے خانماں ہو کر اپنی زندگی سے مایوس تھے اور بقیہ عمر کی قسمت کا انتظار کرتے رہتے تھے کہ دیکھئے اور بھی اس سے زیادہ کوئی مصیبت آنے والی ہے کچھ عرصہ تک زلزلے برابر محسوس ہوتے رہے آخر لاشیں اُٹھائی گئیں۔ بازار صاف کیا گیا۔ لوگوں کے پاس کھانے پینے اور اوڑھنے پہننے کو کچھ بھی نہ تھا اور جو تھا وہ سب خاک میں پنہاں ہوگیا تھا اس لئے ریاست کے مودیخانہ سے ان لوگوں کو سامان بسد دیا گیا۔ منڈی اور پالمپور کے درمیان کئی روز تک ڈاک بند رہی۔ منڈی سے پالمپور چار پڑاؤ ہے اور نیز ریاست منڈی کی آبادی ہی کے پاس سے دریائے بیاس گزرتا ہے اس وجہ سے منڈی کو بھاری نقصان پہنچا چھ روز کے بعد تار برقیاں وصول ہوئیں۔

یہ خدائی قہر ایسا نازل ہوا ہے کہ جس کی ہندوستان میں دید ہے نہ شنید ہے۔ ڈاکٹر

صوبہ رام صاحب نے زخمیوں کے علاج معالجہ میں بڑی بھاری مدد دی ہے۔

وزیر ریاست منڈی کی چٹھی سے معلوم ہوا کہ قصبہ تو بالکل تباہ ہوگیا دو سو جانیں بھی گئیں مگر محل کی لونڈیاں و رانیاں وغیرہ سب بچ گئیں۔ مردے سب نکالے جا چکے ہیں۔ زخمیوں اور بھوکوں کی امداد ریاست کی طرف سے ہو رہی ہے۔ بیج ناتھ سے منڈی تک اونٹ کا رستہ بند تھا۔ کان نمک کے پاس موضع گوما اُلٹ ہی گیا۔ ساری ریاست منڈی کے ۷ ½ سو آدمی ہلاک ہوئے بتاتے ہیں۔

سکیت اور منڈی کی دو تو چھوٹی ریاستوں میں بہ نسبت کانگڑہ کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوا ہاں بہت سے مکانوں کو ضرر پہنچا ہے اور عام حالت کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ آیندہ بہت روپیہ صرف کرنے کی ضرورت ہے حالانکہ اشیائے خوردنی کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہاں بکثرت ہیں اور کھیت پک رہے ہیں جن سے اچھی پیداوار ہوگی مگر مکانات از سر نو تعمیر کرانے اور خرید مویشیاں کی غرض سے لوگوں کی مدد کرنی ہوگی اس لئے کہ مویشی بہت مر گئے ہیں کیونکہ یہاں علی العموم طریقہ یہ ہے کہ سب سے نیچے کی منزل میں مویشی رکھے جاتے ہیں اور اس کے اوپر کی منزل میں غلہ کا گدام ہوتا ہے اور سب سے بالائی منزل پر خود رہتے ہیں اور دو منزلہ مکانات میں بھی عموماً مویشی نیچے رکھے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ایکدم مکان گرا اُس کے ساتھ آدمی بھی ضایع ہوئے اور بہت سے جانور بھی ہلاک ہو گئے پس دہرم سالہ و کانگڑہ و پالم پور و جوالا مکھی ایسے مقامات پر بالتخصیص مکانوں کی تعمیر کے لئے روپیہ فراہم کرنا ہوگا اور دہقانی عوام کی اعانت بالتخصیص گورنمنٹ پر منحصر ہے کیونکہ وہ مالگزاری معاف کر کے انہیں بحال کر سکتی ہے چنانچہ جنگلوں کے افسروں کو حکم دیا گیا ہے کہ جس قدر لکڑی مطلوب ہو وہ مفت دیجائے۔ فصل باران کے بعد لٹھے اور دھنیاں یعنی کڑیاں و بلیاں اور شہتیر وغیرہ کام میں لائی جائینگی اور جو خاندان بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور اُن میں کوئی نہیں رہا اُنکے مکانات البتہ نہ تعمیر ہونگے

منڈی کے جس قدر زلزلہ زدہ لوگ تھے اُن کو ریاست کی طرف سے غلہ ادہار دیا گیا اس پر کسی قسم کا سود نہیں لیا جاویگا۔ اور جو لوگ نادار تھے اُن کو بالکل مفت تقسیم کیا گیا۔ اور کاروبار جاری کرنے کے لئے قرضہ بھی دیا گیا تمام محاصل ایک سال کیلئے بند کر دیا گیا اور لکڑی بھی ریاست کی جانب سے مفت دی گئی تاکہ مظلوم لوگ مکانات کے بنانے میں

آسانی حاصل کریں۔

مہاراجہ منڈی - ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کو جب زلزلہ آیا تو مہاراجہ صاحب منڈی اُس وقت پالم پور میں تھے یکایک مکان گرا اور مہاراجہ صاحب اینٹوں اور لکڑیوں میں دب گئے چونکہ خدا کی مہربانی اُن کے حال پر تھی لکڑیاں اس طرح پر گریں کہ ایک سرا تو اُن کا زمین پر ٹھہر گیا دوسرا سرا دیوار پر قایم ہو گیا بیچ میں راجہ صاحب خلو میں بیٹھے رہے اگرچہ اُن لکڑیوں پر اور بہت سا ملبہ آگرا تھا جس کی وجہ سے راجہ صاحب کے چہرہ پر کسی قدر چوٹ اور خراش آگئی تھی جب زلزلہ آیا تو اس وقت وہ پلنگ سے اُٹھ کر باہر نکلنے کو ہوئے تھے کہ یکایک مکان گر گیا۔ مسٹر ملر آئی ایس بھی موجود تھے جن کی پسلیوں میں بہت چوٹ آئی تھی۔

ریاست چمبہ

۴-اپریل کو ریاست چمبہ میں خفیف سی حرکت زلزلہ کی محسوس ہوئی سب طرح سے امن و امان رہا اور کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا البتہ ۱۵ اور ۱۶-اپریل کو سخت بارش اور ژالہ باری ہوئی تھی اور کسی قدر عرصہ تک زلزلہ سے خفیف سی حرکات ہوتی رہیں جو خوف کا باعث رہیں۔ البتہ شمالی سمت میں بہت نقصان زلزلہ سے ہوا تھا۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب چمبہ نے شمالی حصہ کا گرمائی دورہ کیا تھا اور مقام بھرسور ڈسٹرکٹ کا معائنہ کیا تھا جہاں پر زلزلہ سے سخت نقصان ہوا۔ زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے چمبہ میں بھی امدادی فنڈ جمع کیا گیا تھا اور اُس کی پہلی قسط پانصد کی معرفت بخشی سوہن لال صاحب وکیل لاہور وادی کانگڑہ کو روانہ کر دی تھی اور دوسری قسط طیار ہو رہی تھی۔

رام پور شہر ضلع شملہ

رام پور میں ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کو صبح کے پونے چھ بجے سخت زلزلہ آیا جس سے تمام آبادی میں ایک قسم کی کھلبلی مچ گئی یکایک بھونچال پیدا ہونے سے تمام لوگ گھبرا گئے در و دیوار اور مکانات میں تو زلزلہ اور راشہ پیدا ہو ہی گیا تھا مگر پہاڑ بھی کانپتے ہوئے نظر آتے تھے اور ایک ایسی قیامت برپا ہو گئی تھی کہ الاماں کسی کو بھی زندگی کی اُمید نہ رہی تھی دھڑا دھڑ ایک ہی دم سے مکانات گر رہے تھے جس سے عجیب طرح کی حیرانی پیدا ہوتی تھی بہت سے

زن و مرد اور بچے اِس آفت ناگہانی میں دب کر مر گئے۔ مولوی کرم بخش صاحب جو ریاست کے اہلکار ہیں خدا کی مہربانی سے بدقت تمام معہ اہل و عیال کے بال بال بچ گئے۔ صرف بازار کا کسی قدر حصہ بچا ہے ورنہ تمام سکانات کا صفایا ہوگیا۔ اس مقام پر بھی ایک عرصہ تک زلازل کا دور و دورہ رہا مخلوق خدا ڈر کے مارے آبادی کے قریب نہ جاتی تھی بلکہ ادھر ادھر حیران اور پریشان ہو ہو کر اپنی جان کی خیر مناتی تھی جن لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ اور بھی زلزلے آوینگے وہ تو ہر وقت ہراساں رہتے تھے بلکہ خواب میں بھی چونک پڑتے تھے کہ مبادا زلزلہ کا ظہور ہو اور ایسا نہ ہو کہ زمین بھی پھٹ جائے اور اُس میں سما جائیں دو ہفتہ تک لوگوں کو سخت خوف طاری رہا کیونکہ دم بدم بھونچال پیدا ہوتے تھے جو وحشت کو اور بھی زیادہ کرتے تھے رام پور کے گرد و نواح میں واللہ عالم کس قدر نقصان ہوا جس کی صحیح تعداد تاہنوز معلوم نہیں ہوئی۔ مویشی اور جانور بہت سے ہلاک اور ضایع ہوگئے ہیں جن کی تعداد معلوم نہیں ہوسکی رام پور میں اگرچہ بہت سا نقصان نظر آتا ہے مگر بیان کیا گیا ہے کہ صرف چار یا پانچ جانوں کا نقصان ہوا ہے پانچ سات آدمی زخمی ہوئے افسوس صد افسوس میر خاں چپراسی جو نہایت ہی غریب آدمی تھا وہ خود اور اس کے دو بچے اور ایک لڑکا اور اُس کی ایک عورت غرض کہ تمام کُنبہ مکان کے گرنے سے دب گیا۔ اگرچہ زلزلہ کے سخت دھکے سے سب مایوس ہوگئے تھے کہ سب کے سب مر گئے ہونگے مگر لوگوں نے ہمت کی اور مکان کے ملبہ کو علیحدہ کر کے میر خاں چپراسی کو نکالا جو زندہ نکلا مگر اُس کی جورو اور ایک لڑکا اور دو لڑکیاں یہ سب کے سب مر گئے تھے خدا اپنا فضل کرے بیچارے میر خاں بھی کنبہ اور بال بچے خدا کے سپرد کر کے تنہا مجرد رہ گئے۔ ایک اور چمار کا گھر گرا تھا جس میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا چمار کا دب کر مر گیا۔ ایک مکان سے ایک پہاڑی عورت زندہ نکالی گئی جس کا نام معلوم نہیں مگر اُس کے جسم کی تمام ہڈیاں ضرب رسیدہ ہوگئی تھیں جس کی وجہ سے رفت خیز اور نشست و برخاست کی طاقت زائل ہوگئی تھی ہسپتال میں زیر علاج تھی معلوم نہیں اس کا کیا حال ہوا۔

اگرچہ مردمان شہر۔ شہر سے باہر جنگلوں میں اوقات بسر کرتے تھے لیکن بھونچال کے ڈر کے سوا ہوا اور بارش کا اُن کو سخت خوف تھا خدا اپنا کرم و فضل کرے بہرصورت وہ اپنے مکانات اور آرام کا فکر کر رہے ہیں۔ ڈاک خانہ منہدم ہونے کی وجہ سے منی آرڈر

بیمہ پارسل اور تمام کام بند تھے باہر کی ڈاک کئی روز تک بند رہی اور یہاں کی بھی ڈاک بند رہی بجواڑی اور کلو کی ڈاک بھی بند تھی غرضکہ کئی روز تک نہ تو باہر سے ڈاک آتی تھی اور نہ بیرونجات کو یہاں کی ڈاک جاتی تھی - عجیب قسم کی تشویش پھیلی ہوئی تھی - لوگ حراساں تھے کہ خدا جانے اور دنیا کا کیا حال ہوا یا ہمارے ہی اوپر یہ آفت نازل ہوئی لیکن جب اُن کو کانگڑہ - جوالامکھی - دہرم سالہ کی مصیبت اور تباہی کا حال معلوم ہوا تو وہ لوگ اپنی تکلیف اور مصیبت کو بھول گئے -

خداوند عالم اپنے مغرور اور متکبر بندوں کو خواب غفلت سے جگا رہا ہے کہ اٹھو اور اب بھی سدھرو جو لوگ مہا پرلو کے انکاری تھے وہ اب تھر تھر کانپتے ہیں مالک سے پرارتھنا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر فضل کرے اور ہمکو چاہئے کہ ہم لوگ خدا کے حکموں کو مانیں اور اُن کی پوری پوری تعمیل کریں ورنہ خدائی غضب بہت سخت ہوتا ہے بدوں کے ساتھ نیک آدمی بھی ڈرڑے جاتے ہیں -

کوٹ گڈھ ضلع شملہ

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء بروز منگل قریباً ۶ بجے صبح کے یہاں پر سخت زلزلہ آیا - زلزلہ کیا تھا قہر الہی تھا - اُس وقت لوگ عموماً بستروں پر ہی پڑے ہوئے تھے - کہ زلزلہ کی گڑگڑاہٹ نے سب کے اوسان باختہ کر دے - مکان جھولے کی مانند ہل رہے تھے - اور زمین پر بغیر سہارے کے ٹھہرنا نہیں جاتا تھا - کئی مکان پھٹ گئے - مگر شکر ہے کہ کسی جان کا نقصان نہیں ہوا یہاں سے وادی کلو کا جو نظارہ نظر آتا تھا وہ نہایت ہی وحشت ناک تھا - چاروں طرف سے پہاڑ پھٹ پھٹ کر گر رہے تھے - کئی جگہ سے زمین شق ہو گئی - اُس دن زلزلہ کے کئی جھولے آئے - اور عرصہ تک برابر جاری ہے - نہ معلوم خلقت خدا پر کیا قہر نازل ہونیوالا ہے

کوہ شملہ

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو جبکہ ۶ بج کر کسی قدر منٹ گزرے تھے یکایک زلزلہ نمودار ہوا ابھی اہل اسلام صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہی ہوئے تھے اور اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے اہل ہنود اپنے مندروں شیدیوالوں - گرد دیوار . ں اور دیوی دیوالوں وغیرہ میں گھنٹہ

بجار ہے اور پوجاپاٹ کر رہے تھے کاروباری شخص اپنے کاروبار میں مشغول ہی ہوئے تھے اور عیش پسند لوگ ابھی خواب استراحت سے بیدار نہیں ہوئے کہ یکایک ایک زور کا جھٹکا زلزلہ نے دیا جس سے بڑے بڑے کوہ جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے بید لرزاں کی طرح سے کانپنے لگے اور تمام آرام گاہیں اور کوٹھے بنگلے اور بڑے بڑے عالیشان عمارتیں ڈگمگانے لگیں اور ایسے جھونکے کھانے لگیں کہ نہ کبھی ایسی حالت مکانوں کی دیکھی تھی اور نہ سنی تھی فوراً ایک دم سے تمام شملہ میں شور قیامت برپا ہوگیا اور ہر طرف سے بدحواسی - وحشت - حیرانی اور پریشانی محسوس ہوگئی اور ذرا ہی سی دیر میں کھل بلی مچ گئی -

ویسریگل لاج - ہمارے لارڈ کرزن صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند کے ایوان شاہی یعنی ویسرگل لاج شملہ میں بھی سخت نقصان پہنچا زلزلہ واقع ہونے کے وقت لیڈی کرزن اپنے خواب گاہ استراحت میں رونق افروز تھیں اچانک بے خبری کے عالم میں زلزلہ نے مضطربانہ بھونچال ڈال دیا ایوان عالی ایک لخت ہی تہ و بالا ہونے لگا جس کمرے میں لیڈی کرزن آرام فرما رہیں تھیں اس کے بالائی حصہ کے کمرہ کی چھت کی پہلی دو بھاری چمنیاں یعنے دود کش گرنے سے تمام چھت بھی گر پڑی جس کے گرنے سے کئی سو من بوجھ بالاخانہ والے کمرے کی چھت کا اس کمرے کی چھت پر آگرا جس میں حضور لیڈی کرزن صاحبہ سو رہیں تھیں اور اسی کمرے میں بچے بھی آرام گاہ میں خواب فرما رہے تھے مگر خدا کا بڑا فضل ہوا کہ بالاخانہ والی چھت کا تمام بوجھ وبھار نیچے والی چھت نے بڑی مضبوطی سے سہار لیا اور لیڈی صاحبہ اس بلا سے مامون و مصوئن رہیں - ورنہ ایک قیامت برپا ہو جاتی حضور لیڈی کرزن صاحبہ نے فوراً اُس کمرہ کو خالی کر ڈالا اور معہ بچوں کے کرزن ہوس میں مقیم ہوگئیں اور اُس کمرے کے گرنے کی فوراً روک تھام ہو گئی اور خدا تعالےٰ نے لیڈی صاحبہ کو اس سخت بلا سے بچا لیا اس شکرانے میں عالی جناب لارڈ کرزن صاحب بہادر نے دس ہزار روپیہ زلزلہ زدگان وادی کانگڑہ کے فنڈ میں دے کر لیڈی کرزن کے بال بال بچ جانے سے خداوند عالم کی کریمی و رحیمی اور زلزلہ زدہ لوگوں کے رنج و غم میں اظہار ہمدردی کا عمدہ طرح سے ثبوت دیا - لارڈ کرزن شملہ میں موجود نہ تھے بلکہ دورہ پر تشریف لے گئے تھے - ۴ اپریل کے سہ شنبہ والے زلزلہ نے ویسریگل محل مخدوش حالت میں کر دیا - اور اُس کا ایک حصہ پر ضر ساز سر نو تعمیر ہو رہا ہے جس پر بیس پچیس ہزار روپیہ کا خرچ ہو گا - کیونکہ والیسریگل لاج میں کئی جڑ آریں

پڑگئیں ہیں - مغربی اور شمالی جانب کی دیواریں ازسرنو تعمیر کی جاوینگی جو بڑے ڈرائنگ روم والے کمرے اور بال روم والے کمرے پر واقع ہیں اور تمام چمنیوں اور دودکشوں میں شگاف پیدا ہوگئے ہیں اور آتش خانوں میں درزیں آگئی ہیں - زلزلہ کے پہلے سخت صدمہ سے صرف دو انگیٹھیاں گرکر چھت پر آرہی تھیں جن سے ہز اکسلنسی لیڈی کرزن کو خدا نے محفوظ رکھا یہاں تک کہ اُن کے پلنگ کے کمرے کو بہت ضرر وضرب پہنچی تھی - ان نقصان رسیدہ دیواروں کی مرمت میں کئی مہینے صرف ہونگے - جب تک تمام ملبہ اور عمدہ طرح سے صفائی نہ ہوگی تب تک لیڈی کرزن معہ اپنے بچوں کے کرزن ہوس ہی میں رہینگی بلکہ یہ بھی خیال تھا کہ وایسرائے اور لیڈی کرزن تمام فصل عمارت کے جنوبی مشرقی پہلو میں رونق افروز رہیں اور آبزرویٹری ہوس یعنی پرایویٹ سکرٹری کی معمولی قیام گاہ کو بھی ضرر پہنچا اور یہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ وایسرائے اپنے موسم گرما کے مکان اٹربیٹ واقع مشوبرہ میں اس مرتبہ رہ سکیں کیونکہ اس کو بھی سخت نقصان پہنچا تھا -

گرینڈ ہوٹل - اسی طرح سے مسٹر بلبھی صاحب بہادر کے گرینڈ ہوٹل میں ایک عجیب وغریب قدرت کا تماشہ ہوا کہ ایک لیڈی صاحبہ تیسری منزل کے کمرے میں پڑی ہوی سو رہی تھی اور اس کمرے کی چھت زلزلہ کے صدمے سے ٹوٹ پھوٹ کر گرپڑی قدرت خدا سے لیڈی صاحبہ دوسری منزل سے نیچے والے منزل میں آرہیں بہت خیر گزری اور سوائے خفیف سی چوٹ کے اور کوئی صدمہ نہیں پہنچا اور ایسے ہی نادر واقعات وقوع میں آئے - کئی شخص اس بلا سے بچ گئے - اس کوٹھی کو جس میں لارڈ کرزن صاحب بہادر کے پرایویٹ سکرٹری رہتے ہیں زلزلہ سے اس قدر نقصان پہنچا ہے کہ اُسکو ازسرنو بنوانا پڑیگا -

زلزلہ کیا تھا غضب کا بھونچال تھا بہت سی عمارات کو نقصان اور ضرر پہونچا دودکش گر گئے - دیواروں میں درزیں آگئیں - بعض مکانات بازار مسمار ہوگئے - سب سے بڑا صدمہ کوئی تین منٹ رہا - مگر خفیف ٹکریں بعد میں بھی کئی لگیں - سب سے اخیر جھٹکا دس پر ۲ منٹ گزرے لگا - بڑے ہوٹل کو سخت صدمہ پہونچا - ایک شخص اس میں سے بمشکل بچ کر نکلا - لوگوں کے بہت سے گھر تڑق گئے - جدید عمارت سکرٹریٹ اور فوجی ہیڈ کوارٹر کو بھی کچھ نقصان پہونچا - ٹون ہال میں بھی خفیف شگاف پڑگئے - گرانڈ ہوٹل کے کئی آدمی بال بال بچے - گرجا کی بہت سی کھڑکیاں چورچور ہوگئیں - وایسریگل لاج کو بہت سخت ضرر پہنچا -

بالمورل واقع جیکو بالکل مخدوش ہوگیا۔ بارنس کوٹ کی تمام چمنیاں گر گئیں۔ کم کم صدمہ دن بھر محسوس ہوتا رہا اور بہت سے پراویٹ مکانات کو بھی نقصان پہنچا حرکت زلزلہ شمال سے جنوب کو تھی شملہ میں زلزلہ کی حرکت دو ہفتہ تک برابر محسوس رہی اور اکثر اوقات ریل کی سی گڑگڑاہٹ کی آوازیں معلوم ہوتی تھیں۔ ۲۷ اپریل کو جو زلزلہ شملہ میں محسوس ہوا تھا اس کی رفتار جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی۔

۴۔ اپریل کی صبح کا زلزلہ جو شملہ میں نمودار ہوا تو تمام گھروں میں ہل چل پڑ گئی تھی ایک شخص بالکل برہنہ سویا ہوا تھا اور زلزلہ نے جو مکان کو دھڑ کر ہلایا تو بہت سخت دہشت ناک خوف مستورات و بچوں میں پیدا ہو گیا سب لوگ اُس شخص کو گھبرا کر جا چمٹے اب برہنہ شخص کو اس آفت کے وقت میں بہت ہی شرم دامن گیر ہوئی جلدی کے سبب نہ تو پاجامہ پہن سکتا تھا اور نہ اُٹھ سکتا تھا عجب کش مکش میں جان تھی اور اکثر لوگ جو برہنہ سوئے ہوئے تھے۔ زلزلہ کی دہشت سے برہنہ ہی باہر نکل پڑے ارباب نشاط کا عجیب حال تھا گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر بدحواسی کے عالم میں ماری ماری پھرتی ہیں کوئی گھر میں چلاتی تھی تماشبیں توبہ توبہ کرتے ہوئے بھاگتے تھے اور خدا سے پناہ مانگتے تھے بہت سے لوگ سڑکوں پر چلتے چلتے گر گئے اور اکثر لوگ چارپائیوں سے سوتے سوتے زمین پر اوندھے ہو گئے اور وحشت زدہ ہو کر گھر سے باہر بھاگ گئے

سہ شنبہ کو شملہ میں تمام دن زلزلے آیا کئے بہت سے لوگ میدانوں یا رکشا گاڑیوں کے مکانوں یا ایسے ہی یکمنزلہ گھروں میں سوئے۔ لیڈی کرزن کی طرح سے لیڈی اولر گا بارنگ نے بھی ویسریگل لاج کو خالی کر دیا جہاں دراڑیں پڑے ہوئے آتشخانوں سے خدشہ تھا۔ یہ سب کرزن ہوس میں جا کر رہے سہ شنبہ اور چہار شنبہ کی شب کو پھر پانچ مرتبہ زلزلہ محسوس ہوا۔ گیارہ بارہ بجے کے درمیان والی حرکت تو شدید تھی باقی حرکتیں خفیف تھیں۔ چہار شنبہ کو دن بھر زلزلے آئے مگر شب پنجشنبہ کو نہیں آیا خیال ہے کہ اب نہ آئے گا۔

پنجشنبہ کی شام کو چھ بجے یہاں بڑا زلزلہ آیا تھا جس سے بڑی تشویش دامنگیر ہو گئی تھی کہ بہت سے یورپین مع اہل و عیال گھبرا کر گھروں کے باہر نکل آئے اور اتنے فاصلہ پر کہ اگر ان کا مکان گرے تو اُنہیں کوئی ضرر نہ پہنچے کمل اوڑھ کر سردی میں میدانوں میں جا کر سوئے۔ بڑا ہی شدید زلزلہ آیا تھا جو تیس پل سے ایک منٹ تک رہا اُس وقت بڑی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی مکانات جھوم رہے تھے اُن کے مکین سردی میں فقط مہین کپڑے

پہنے ہوئے باہر نکل آئے تھے کئی مکانوں کے آتش خانے گر گئے اور گرینڈ ہوٹل کا ایک اسٹیک اس طرح گرا کہ تین چھتوں کو توڑ کر گزر گیا ایک لیڈی بھی اس کی لپیٹ میں آگئی تھی مگر بچ گئی اور اُس کی بیٹی اسی کمرے میں سو رہی تھی وہ بالکل محفوظ رہی اور کرائیس چرچ اور بارنس کورٹ اور محکمہ تعمیرات اور دفتر سکرٹریٹ اور پوسٹ آفس اور دہلی لندن بنک کو بھی زلزلے سے ضرر پہنچا اور گورنمنٹ ہند کے سول سکرٹریٹ کے نئے مکانات بھی متضرر رہے پورٹکو اور دیواروں میں بڑی بڑی دراریں پڑ گئیں اور کئی سڑکیں ٹوٹ گئیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ جانیں بھی ضایع ہوئیں اول شدید حرکت کے بعد کئی خفیف حرکتیں ہوئیں اس کے بعد نو بجے اور پونے گیارہ بجے رات کو کئی شدید حرکتیں محسوس ہوئیں۔

وادی کانگڑہ کے زلزلہ زدگان پر لیڈی کرزن کی فیاضانہ ہمدردی

لیڈی کرزن کو اللہ ہی نے اپنے گھر سے دیا اور وہ بال بال بچ گئیں جس کے شکریہ میں لارڈ کرزن نے دس ہزار روپیہ زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے دیا تھا اور یہ کس قدر ہمدردی ہے کہ حضور والا نے فوراً مصیبت زدگان کی امداد کے لئے رلیف فنڈ کی تحریک کی اور ولایت تک چندہ کی درخواست کی۔ لیڈی کرزن نے بھی زلزلہ زدوں سے بہت کچھ ہمدردی کی اور یہاں تک نوبت پہنچائی کہ لیڈی صاحبہ نے لفٹننٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی لکھی کہ زلزلہ سے جس قدر یورپین اور ہندوستانیوں کو چوٹیں لگی ہیں اور مجروح اور زخمی ہوئے ہیں ان سب کو بحفاظت تمام اگر شملہ آسکیں تو ڈاکٹروں کی نگرانی میں فوراً شملہ بھیج دیا جائے اس قسم کے جس قدر مریض و مجروحین یہاں آئینگے وہ ہماری سرپرستی میں رہینگے اور اُن کو شملہ کے واکر ہسپتال اور ریپن ہسپتال میں رکھا جائیگا اور شملہ کے لایق ڈاکٹر اُن کا علاج معالجہ کرینگے اور نیز نرسوں کی تیمارداری سے اُن کو بہت جلد صحت حاصل ہو جائیگی اور یہ سب زلزلہ زدہ زخمی جس قدر یہاں آئینگے وہ تمام لیڈی کرزن کے مہمان رہینگے اور دوران قیام شملہ میں اُن کا تمام خرچ لیڈی کرزن اپنے پاس سے اُٹھاوینگی۔ لیڈی کرزن کی یہ ہمدردی فیاضانہ طور پر تھی جس کے حالات زلزلہ زدگان نے سُن کر بہت سا شکریہ ادا کیا تھا لیکن وہ تمام مفلوک الحال ڈاکٹروں کے قبضہ اقتدار میں تھے۔ جس کے جواب میں وادی کانگڑہ سے یوں لکھا گیا تھا کہ اُن یورپین اور ہندوستانی مجروحین کے بارہ میں جن کو سخت ضربیں آئیں

ہیں اُنکے ہاتھ پیر ٹوٹ گئے ہیں یا جسم کچل گیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ چند ہفتوں تک اُن کو کہیں نہیں لے جا سکتے لہٰذا لیڈی کرزن نے جو فیاضانہ خواہش ایسے مجروحین کے اپنے مصارف سے واکاوررپن اسپتالہائے شملہ میں رکھنے کی ظاہر کی تھی اس کا عملدرآمد ناممکن تھا۔ تاہم لیڈی کرزن کی اس نوازش آمیز خواہش کو لوگ بڑی شکرگزاری اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس بات کا کہنا درست ہوگا کہ بجز نکپو والوں کے اور لوگ بہت کم سخت مجروح ہوئے ہیں اس لئے کہ جو لوگ مکانوں کے نیچے دب گئے وہ تو مرگئے اور جو زندہ بچے اُن کو خفیف چوٹ آئی ہے۔

اگرچہ کانگڑہ سے مجروحین نہیں بھیجے گئے تاہم دھرم سالہ سے بہت سے مصیبت زدہ شملہ میں لائے گئے جن کا علاج معالجہ نہایت احتیاط اور کوشش بلیغ سے کرایا گیا اور وہ سب کے سب لیڈی کرزن کے مہمان تھے۔ دھرم سالہ سے جو زلزلہ زدہ اور مصیبت رسیدہ یہاں داخل ہو گئے تھے وہ نہایت ہی خوش قسمت لوگ تھے کیونکہ وہ گویا ہندوستان کی ملکہ کے مہمان تھے اُن کو اللہ تعالیٰ نے بہت جلد شفا بخشی اور اُن کی حالت نہایت ہی عمدہ رہی اور وہ عنقریب اچھے ہو کر شملہ سے جانے والے تھے۔

لیڈی کرزن کی طرف سے علاوہ ڈاکٹروں کے کئی نرسیں بھی وادی کانگڑہ کو روانہ کی گئیں تھیں چونکہ وادی کانگڑہ میں ڈاکٹروں کا عمدہ انتظام ہو گیا تھا اور مریضوں نے ڈاکٹروں کے علاج کو پسند کیا تھا اس واسطے واپس ہو گئیں۔ ہم لیڈی کرزن کی اس انسانی ہمدردی کے نہایت شکرگزار ہیں اگرچہ اُن کا حق تھا کہ اپنی رعایا کے ساتھ بہت سی نیکیاں کریں لیکن یہ نیکی بھی بہت بڑی تھی۔ وہ لوگ جو اپنے ہی عیش عشرت اور آسایش میں غلطاں رہتے ہیں اور اپنی رعایا کی نگہبانی اور اُن کی تکالیف اور مصیبت کو رفع نہیں کرتے ہیں اُنکی نسبت ابا جان سعدی فرماگئے ہیں ؎ تو کز محنت دیگراں بےغمی + نشاید کہ نامت نہند آدمی

۹ مئی کی سہ شنبہ کے دن ویسرنگل لاج میں ایک مختصر سا جلسہ رقص ہوا تھا اگرچہ اندیشہ تھا کہ شاید اوایل موسم میں زلزلہ سے نقصان پہنچنے کے سبب لاج میں کوئی جلسہ نہ ہو سکے مگر والیسرائے اور لیڈی کرزن نے اس اندیشہ کو پورا نہیں ہونے دیا لاج میں حسب معمول رونق تھی۔ ۱۰ تاریخ کی شب کو ٹون ہال میں لفٹنٹ گورنر پنجاب کے رلیف فنڈ کی غرض سے اور مصیبت زدگان زلزلہ کی اعانت کے واسطے علم موسیقی کا ایک جلسہ ہوا۔ حضور والیسرائے

ولیڈی کرزن ومس ڈنسٹرل ایبٹسن ولیڈی ایبٹسن لارڈ کچنر شریک جلسہ تھیں علاوہ ازیں اور بہت سے جنٹلمین اور لیڈیاں موجود تھیں ۔ اس جلسہ کا پروگرام بہت عمدہ تھا اور بڑی کامیابی ہوئی وائسرائے کے بینڈ نے دو گتیں ایسی بجائیں کہ حضار مجلس نہایت محظوظ ہوئے اور دوسری لیڈیوں نے بھی پیانو اور ویلن باجوں سے نغمہ سرائی کی تھی ۔

اس جلسہ میں رلیف فنڈ کے واسطے تقریباً پانصد روپیہ سے زیادہ چندہ وصول ہوا تھا ۔ یہ زلزلہ تقریباً مغربی ہمالیہ تک محدود رہا ہے ۔ شمالی جہات کشمیر میں اس کی تیزی اور شدت رہی اور شمال کی طرف گھٹتی چلی گئی ۔ جوالامکھی ۔ کانگڑہ اور دہرمسالہ اسکا خاص مرکز خیال کیا جاتا ہے اور یہی ٹھیک بھی ہے کیونکہ مرکز سے اس نے جنوب مشرق اور مغرب کی جانب میں بربادی ظاہر کی تھی ۔ مگر جنوب مغربی اور مشرقی جانب اُسکی استراو میں کمی ہوتی گئی اور درحقیقت جوالامکھی اسکا مخرج تھا ۔ بمبئی میں بالکل معلوم بھی نہیں ہوا ۔ دہلی آگرہ میں تیزی محسوس ہوئی سونا مرگ میں بہت خفیف حرکت تھی شملہ میں ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء کو دس بجے اڑتیس منٹ پر ایک اور سخت زلزلہ آیا بلکہ اسی دن دو دفعہ محسوس ہوا اور تیزی سے نمودار ہوا تھا ۔ بلکہ یہاں تک اُسکی ہیبت ہوئی کہ تمام سرکاری دفاتر بند کر دیے گئے تھے ۔ اپریل کے تمام ماہ میں یہاں پر اکثر زلزلے آتے رہے اور مئی و جون بھی بھونچال سے خالی نہ رہا ، ۲ جون ۱۹۰۵ء کو بھی شام کے وقت سخت ہالن آیا تھا جولائی میں بھی خفیف خفیف لرزہ کہیں کہیں معلوم ہوا ۲۶ جولائی والا بھونچال کا جھٹکا کسیقدر تیز تھا اور اسی زلزلہ سے مقام کلو میں بھی سخت نقصان پہنچا تھا ۔ ۱۲ و ۱۳ اگست کو بھی کوہ شملہ زلزلہ سے محفوظ نہیں رہ سکا ۔

شملہ میں بصدارت خانصاحب منشی فخر الدین صاحب رئیس اعظم شملہ بتاریخ ۱۲ اپریل بھونچال زدگان کی امداد کے واسطے چندہ جمع کرنے کی غرض سے ایک جلسہ ہوا ۔ ڈیڑھ ہزار روپیہ فوراً اکٹھا ہو گیا تا ایک سب کمیٹی بنائی گئی ۔ تا کہ اور چندے جمع کرے اور امداد پہنچانے کی تجاویز پر غور کرے ۔

سپاٹو ۔ ۱۴ اپریل منگل کے دن علی الصباح ۶ بجے ۲۰ منٹ پر چھاونی سپاٹو میں اس قدر زلزلہ زور شور سے آیا کہ تمام مکانات اور کوٹھیاں شہر کی ہل گئیں ۔ اکثر گھروں کی چھتیں گر پڑیں اور دراریں پڑ گئیں ۔ بلکہ چند مکانوں کی دیواروں کے تختوں پر سے رکھے ہوئے برتن و اشیاء وغیرہ گر گئے ۔ جن کے گرنے سے ایک خوف سا دل میں چھا گیا ۔ اور تمام مخلوقات اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر باہر ہو گئی ۔ اور گوروں کی بارکوں کی چھت ایسی گر گئی کہ اُس کی آواز تمام شہر کے لوگوں نے سُنی ۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ سپاٹو میں آج تک ایسا زلزلہ کبھی نہیں

آیا تھا۔ سردی ابھی تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ گورہ ہسپتال سے جو شہر سے قریب ½ ۱ میل کی اونچائی پر ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے جس میں سرکار کے ہزارہا روپے صرف ہوگئے اسکی چاروں طرف سے دیواریں گر گئیں۔ بلکہ ایک حصہ کی بالکل صفائی ہوگئی۔ ہزارہا من ڈھیر پتھروں کے ہوگئے جو بیچ کے کمرے تھے اُن کی چند جگہ سے دیواریں شق ہوگئیں مگر بیمار گوروں کا کمرہ شکر ہے کہ نہ گرا۔ البتہ مزدوروں کے لئے چھ سات ماہ کا کام نکل آیا ہے۔ خدا بطفیل احمد مجتبیٰ اپنے ہر غلام کو امن میں رکھے میرڈ کوارٹر کی بارک کی بھی ایک چھت گر پڑی ہے اور بہت سی بارکوں اور دیگر مکانوں کی دیواریں شکستہ ہوگئیں اور بہت سے شگاف واقع ہوگئے ہیں۔

ریاست کٹھار۔ چھاونی سباٹو سے ملی ہوئی مقابل کے ایک پہاڑ پر بستی ہے اس کا بھی اس زلزلہ سے ایسا ہی حشر ہوا۔ بہت سے مکانات منہدم ہوگئے۔ چند انسان بھی ہلاک ہوئے مویشی اور جانوران کا بے شمار نقصان ہوا۔

چھاونی کوہ ڈگشائی۔ ۴۔ اپریل کی صبح بڑا زلزلہ آیا جو سات منٹ تک محسوس رہا جس نے پہلے ایک جھٹکے میں پہاڑوں کو ہلا دیا عجب خوف کا وقت تھا مکانات کے سخت کڑکنے کی آوازیں مہیب تھیں یہاں کے بہت سے مکانات کو نقصان پہنچا چودھری اللہ دیا اور رحمت اللہ گونگے کے مکانات از سر نو مرمت کرائی گئی حاجی ولی محمد کی جایداد کو بھی نقصان سخت پہنچا تھا جو دوبارہ تعمیر کرائے گئے اور چھاونی میں مکانوں کو نقصان پہنچا ظفر محمد جنرل مرچنٹ کا بھی کسی قدر نقصان ہوا۔ ظروف شیشہ باہم ٹکرانے سے ایک کے دو بلکہ کئی کئی ہوگئے۔ یہ خیر گزری کہ کسی آدمی کی جانکا نقصان نہیں ہوا۔ بازار چودھری عجب تشویش میں تھے۔ دوبارہ پھر زلزلہ آیا جو ایک منٹ تک رہا مگر سب خیریت رہی۔

کوہ کسولی۔ اس چھاونی میں بھی سہ شنبہ کی صبح کو بڑا زلزلہ آیا مگر کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچا اور نہ کوئی جان ضایع ہوئی البتہ پاسٹیور انسٹیٹیوٹ کو ضرر پہنچنے میں کوئی کسر نہ تھی مگر بچ گیا اور گرجاگھر کا منارہ گر گیا اور سٹیشن ہسپتال کو بھی کسی قدر نقصان ہوا۔ اور سب طرح سے خیریت رہی۔

چھاونی سولن ریاست بگھاٹ۔ یہاں بھی زلزلہ بزور شور سے آیا مگر چھاونی کے مکانات بالکل ہلکے اور چوبی تھے حواس صدمہ سے محفوظ رہے۔ ریاست کی بازار میں بہت ہل چل مچی ہوئی تھی بابو عبدالرحیم صاحب بھی سخت تشویش میں تھے مکان کے ہلنے سے سخت گھبرائے

ہوئے تھے بازار اور ریاست کے لوگ مکانات چھوڑ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے کوئی ایسا بھاری نقصان نہیں ہوا۔ اور نہ کسی جان کا نقصان ہوا۔

انبالہ کیمپ - ۴۔ اپریل کو سہ شنبہ کے دن ۶ بجے صبح کے سخت زلزلہ آیا جو دو منٹ تک محسوس رہا پھر ایک گھنٹے کے بعد خفیف خفیف سے بھونچال نمودار ہوئے صدر بازار وغیرہ میں سخت نقصان مکانات کا ہوا اور کسی قدر جانیں بھی ضایع ہوئیں تمام لوگ رات دن فکروں میں مبتلا تھے - انبالہ شہر کی بھی ایسی ہی کیفیت تھی عرصہ تک زلزلہ کے حملہ ہوتے رہے شروع شروع میں دو چار روز کے بعد ضرور ہی زلزلہ محسوس ہوتا تھا ۱۱ - ۱۷ - ۴ ۲ - اور ۲۷ اپریل تک زلزلہ کے تار بند نہیں ہوئے تھے ۲۷ - اپریل کو جو زلزلہ نمودار ہوا تھا اس کی رفتار جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی صرف ایک ہی جھٹکا محسوس ہوا تھا جیسے ریل گاڑی کو بعض چلنے کے وقت لاحق ہوا کرتا ہے۔

تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ - اس مقام پر بھی زور سے زلزلہ واقع ہوا اور بہت سے مکان گر گئے اور ایک شخص مکان میں دبکر مرگیا -

شہر بوڑیہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو چھ بجے صبح کے جب کہ لوگ بستروں سے اٹھکر اور ضروریات سے فارغ ہوکر نمازوں سے فراغت پاکر گھروں کو آرہے تھے یکایک سنسناہٹ کی آواز سنائی دی اور یک لخت زلزلہ نمودار ہوا اور ایسی تیزی سے در و دیوار ہلنے لگے جو لوگ اپنے بستروں پر پڑے اینڈ رہے تھے اُن کو چارپائی سے اُٹھنے کی فرصت نہ ملتی تھی اور ایسی حالت ہوگئی کہ حواس باختہ ہوگئے - گویا دریا میں بھری ہوئی کشتی طوفان کے دھکوں سے ڈگمگا رہے تھے - جب شجر حجر اور دیوار و در رکوع و سجود کی حالت میں تھے تو مسلمان اللہ اکبر کے نعرہ بلند کرتے تھے اور زور زور سے کلمہ شریف پڑھتے تھے - ہندو رام رام اور ہری رام کی آوازیں لگا رہے تھے - اور سب کو گمان ہوگیا تھا کہ اب برباد ہوئے اور قیامت آگئی توبہ استغفار پڑھتے تھے اور امن واماں کی دعائیں مانگ رہے تھے - مستورات بہت ہیبت زدہ ہوگئیں تھیں اور اضطرابی کے عالم میں یہ بھی کہتی تھیں کہ کعبہ چلو کعبہ چلو بچے کچھ اور ہی عالم میں تھے - قریب ۷ - منٹ کے زلزلہ حایل رہا اور امن ہوگیا شہر میں ہر طرف سے یہی آواز آتی تھی کہ ہمارا اپنا مکان خراب ہوگیا کوئی کہتا تھا دیواریں تڑخ گئیں کوئی اپنے مکان کی چھتوں کا شاکی تھا غرضکہ مالی نقصان بہت سا ہوا کوئی جان ضایع نہیں ہوئی - قاضیوں کا

چھت ہل گیا قلعہ جیون سنگھ میں اکثر عمارتوں کا نقصان ہوا جا بجا تیڑیں اور درزیں آگئیں بھابڑے کی حویلی کا بھی ایسا ہی حال ہوا مدرسہ والی حویلی میں بھی شگاف نمودار ہو گئے قلعہ دیال گڈھ میں بھی نقصان پہنچا بوڑیہ کے دونو جامع مسجدیں محفوظ رہیں شیخ غلام احمد صاحب سوداگر اسپان کے مکان اور استبل بالکل محفوظ رہا مولوی نور احمد کی حویلی بھی جو از سر نو طیار ہوئی تھی اس اسیب سے بچ گئے دریا کی طغیانی میں بھی کسی قدر فرق آگیا تھا۔ زلزلہ کی رفتار شمال سے جنوب کو حرکت کرتی ہوئی معلوم ہوئی۔

شہر جگادہری - یہاں بھی ۴- اپریل کو صبح کے وقت قیامت کا سامنا تھا۔ جگادہری میں مکانات کی زیادہ کثرت ہے اور بڑی عالیشان حویلیاں موجود ہیں جو قلعوں کو بھی مات کرتی ہیں سہ منزلہ اور چہار منزلہ بہت سی حویلیاں ہیں۔ عموماً دو منزلہ مکان زیادہ ہیں۔ زلزلہ کے وقت مکانات کی آوازیں چرخ چوں کڑکڑاہٹوں کی ایسی سخت پیدا ہوتی تھیں اور بعض وقت ایسی کھڑکھڑ ہوتی تھی جس سے وحشت ہوتی تھی مکانات دوہرے ہو ہو جاتے تھے مگر بہت خیر گزری کہ صبح ہو گئی تھی ورنہ سخت نقصان جان ہوتا تمام لوگ مکانوں سے علٰحدہ ہو گئے تھے۔ مگر باہر بھی کھڑے ہونے کی جگہ نہ تھی جسکو محفوظ سمجھی جاتی ادہر ادوہر لوگ جان چھپاتے پھرتے تھے افسوس ایک شخص دیوار کے نیچے کو جا رہا تھا کہ دیوار سے نکل کر ایک اینٹ اس کے سر میں اس زور سے لگی کہ فوراً سر کی نصف کھوپری سر سے علٰحدہ ہو گئی بیچارہ تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا۔ ایک ساہوکار مکان بنوا رہا تھا قلی معمار کام میں مشغول ہو گئے تھے کہ دفعتہً زلزلہ سے دیوار گری اور چند قلی اُسی وقت مر گئے اور کسی قدر زخمی ہو کر ہسپتال بھیجے گئے۔ لالہ جوتی پرشاد رئیس اعظم کے اکثر مکانات میں کہیں کہیں شگاف آگئے اور شہر میں بہت سے مکان گر گئے مگر جا بجا مکانات میں نقصان شگافوں سے بہت ہوا۔

مصطفیٰ آباد ضلع انبالہ - یہاں بھی سخت زلزلہ آیا مصطفیٰ آباد اور اس کے گرد و نواح میں ہائے ہائے کے نعرہ بلند ہو گئے اکثر مقامات میں زیادہ نقصان ہوا اور خاص کر مصطفیٰ آباد میں ہزاروں روپیہ کا نقصان اور بڑی بربادی ہوئی۔

چھچھرولی ریاست کلسیہ - یہاں بھی بوڑیہ جگادہری جیسا حال گزرا ایک بات قابل ذکر بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص بہت غریب تھا اور اس کے پاس کھانے کو نہ تھا وہ اسی فکر میں بیٹھا ہوا سوچتا تھا اور خدا سے عاجزی کر رہا تھا کہ اس کی دعا قبول ہوئی یکایک زلزلہ آیا اور اُس کے

مکان کی ایک دیوار گری جس میں سے ایک برتن بھی نکل گرا جس میں بہت سا روپیہ اور مال تھا - خدا کے عجیب کارخانے ہیں قہر کے ساتھ رحم زیادہ کرتا ہے -

سہارنپور ۴ ماہ اپریل کی صبح کو یہاں بڑا زلزلہ آیا - پہلا زلزلہ بہت دیر تک یعنی نصف منٹ تک رہا یہ مشرق جانب سے آیا تھا شہر کے مکانوں کو بہت ضرر پہنچا کئی تو گر گئے اور کئی مکانوں میں دراریں پڑ گئیں اور جامع مسجد کے دونو مینار گر گئے پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ کے وقفہ کے بعد برابر زلزلے آیا کئے دو تین آدمیوں کے چوٹ آئی - یہاں کے سن رسیدہ اشخاص کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں کبھی ایسے زلزلے نہیں آئے شمالی مغربی ریلوے کے کارخانے کے مکانوں کو ضرر پہنچا - اور دو زلزلے پھر آئے ایک تو ایک بجے انسٹھ منٹ اور دوسرا تین بجے ۵۵ منٹ پر، ۷ بجے زلزلہ آیا تھا کچھ آدمی بھی دب کر مر گئے - اور اکثر مکانونکی حالت بشگاف پڑ جانے کی وجہ سے مخدوش ہے جامع مسجد کے دونو میناروںکا بالائی حصہ اور سہ دریاں ٹوٹ کر گر گئیں - دالان کے صدر دروازہ والے مینار بھی فرش پر آن پڑے - حوض کا پانی جنبش سے چھلک گیا - ۱۰ بجے تک کئی بار زلزلہ آیا - لوگ سخت پریشان ہو گئے تھے - یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے -

روڑکی - ۴ - اپریل کو بوقت صبح ½ ۶ بجے خوفناک زلزلہ محسوس ہوا - تین چار منٹ تک رہا - عمارتیں اور درخت و دیگر سامان سب جنبشیں کھا گئے - کالج کی بارکوں خاص کالج کی عمارت و چھاونی وغیرہ کے اکثر مکانون کو نقصان پہنچا - اکثر دیواریں اور محرابیں پھٹ گئیں - نہر گنگ کا پانی بہت بلندی تک اچھل اچھل کر پٹڑی پر اور اُس کے باہر پھیل گیا - یہاں سے میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں خنجر پور ہے وہاں زمین پھٹ گئی اور بہت دور تک پھٹتی چلی گئی - زمین کے اندر سے پانی اور ریت باہر نکل آیا ہے سہارنپور کی جامع مسجد میں کوئی تین چار ہزار روپیہ کا نقصان ہوا - مسجد کے دو مینار اور ایک محراب ہموار ہو گئے - اردگرد کی سب طرف سے نقصان کی خبریں آرہی ہیں ہردوار میں بھی اکثر مکانات پیوند زمین ہو گئے - اس زلزلہ کے بعد کوئی چار پانچ دفعہ متواتر کمزور اور ہلکے زلزلے آئے اُمید ہے کہ یہ زلزلہ کم از کم تمام ہندوستان میں محسوس ہوا ہو گا - ہر عبد ضعیف نحیف پر اللہ رحم کرے

لنڈھورہ ضلع سہارنپور ۴ - اپریل آج اچانک ۶ بجے صبح اس زور سے زلزلہ محسوس ہوا اور صدہا مکانات میں دراڑیں آگئیں - بہت سی دیواریں گر گئیں - بڑی بڑی تعمیرات

ایسی تیزی سے ہل رہی تھیں کہ تمام سن رسیدہ بزرگ کہتے ہیں کہ ہماری یاد میں ایسے زور سے آج تک کبھی زلزلہ نہیں آیا تھا۔ تالابوں کا پانی سطح تالاب سے گزوں باہر نکل گیا ہمارے ہندوانی خیال سے سمت ۱۹۶۲ بکرمی کا آغاز نامبارک ہے سردی کی یہ کیفیت ہے کہ اب تک آگ سیکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھیئے! اور کیا کیا آفتیں اہل ہند کے سر پر آتی ہیں۔

سرساوہ۔ ضلع سہارنپور کا عجیب زلزلہ پہلے یکایک ایک حرکت محسوس ہوئی پھر ایک لخت گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس زور کا زلزلہ آیا کہ تمام درخت اور مکانات لرز گئے۔ مسجد کے مینار ایسے لرزتے تھے کہ گویا اب گرے۔ مسجد سے باہر نیم کا عظیم الشان درخت اس زور سے ہلتا تھا کہ شاخیں جھک کر زمین سے لگ لگ جاتی تھیں۔ کنوئیں کا پانی فٹوں اچھلتا تھا۔ لوگوں پر بدحواسی اور یاس کی حالت طاری تھی۔ نمونہ محشر اور نفسی نفسی کا عالم پیش نظر تھا اکثر مکانات میں شگاف آگئے اور بعض منہدم ہو گئے۔ خیر گزری کہ جان کوئی ضایع نہ ہوئی۔ زلزلہ ۲ منٹ رہا۔ رفتار مغرب سے مشرق کو تھی۔ اس کے بعد پھر ایک بار خفیف حرکت محسوس ہوئی چلکانہ میں عین زلزلہ کے وقت ژالہ باری بھی ہوئی۔ حالانکہ بادل کا نام تک نہ تھا۔ چند بوندیں بھی پڑیں۔ مگر تعجب ہے کہ قصبہ بھر میں صرف دو گھروں میں اولے پڑے۔ لوگ سخت خایف ہیں۔ ۱۱ بجے اور ۲ بجکر ۱۰ منٹ پر زلزلہ آیا مگر پہلے سے کم۔ صبح سے پانچ اور بقول بعض ۹ دفعہ بھونچال آیا۔ خدائے عالم الغیب کیسے عجائبات دکھاتا ہے کہ بغیر ابر کے بوندیں اور برف باری ہو۔

مظفر آباد ضلع سہارنپور۔ ۴۔ اپریل کی صبح ۶ بجے میں پلنگ سے اٹھ کر کرسی پر بیٹھ گیا اُس وقت مجھکو موت اور خدا کی یاد کے سوائے دوسرا خیال نہ تھا۔ آنکھ بند کئے بیٹھا تھا یکایک کرسی ہلی۔ اور آنکھ کھولی تو دیکھا کہ در و دیوار ایسے ہلتے نظر آئے۔ جیسے میرا دل طاعون کے خوف اور موت کی یاد میں ہل رہا تھا۔ کان میں شور و غل کی آواز آئی میں فوراً مکان سے باہر نکلا۔ دیکھا در و دیوار درخت سب ہل رہے تھے۔ جانور پرند درختوں کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں معلوم ہوا کہ بھونچال آگیا۔ پھر ایک منٹ کو لرزہ بند ہو گیا اس کے بعد پھر شروع ہوا۔ غرض چھ دفعہ دو دو چار چار منٹ کے بعد زلزلہ زمین کو ہوا۔ ہر طرف سے دیواریں ٹرخنے۔ چھتوں کے گرجانے اور مسجد کے مینار پھٹ جانے کی خبر آئی۔ اور معلوم ہوا کہ بستی کے مشرق اور مغرب جو ندیاں برساتی خشک پڑی ہیں۔ اُن کی ریت میں جگہ جگہ دراڑ پڑ گئے اور دراڑوں سے چشمے پانی کے جاری ہو گئے۔ اُس وقت میں

۱ بجے دوپہر کو یہ خط لکھ رہا تھا - یکایک پھر لرزہ آیا - میں یہ خط ہاتھ میں لئے مکان سے باہر نکل گیا اور لرزہ بند ہوگیا - اس وقت ڈاک بند ہونے والی ہے - دیکھئے شام تک کیا ہوتا ہے البتہ سورج تو آج بڑی چمک دمک سے نکلا ہے - خدا ہمارے ملک اور کل دنیا میں خوشی کی روشنی پھیلاوے -

مراد آباد - ۷ بجے دن کے ۴ - اپریل کو مراد آباد میں بہت زور سے زلزلہ آیا اور قریب ۵ منٹ کے رہا - کئی مکانوں کو کسی قدر نقصان ہوا - مشن اور گرجا گھر میں کئی جگہ دراڑیں پڑ گئیں -

امروہہ ضلع مراد آباد - ۴ - اپریل کو صبح کے ½۶ بجے زلزلہ محسوس ہوا - بہت سخت تھا دو منٹ تک رہا - ایک مسجد کا مینار شہید ہوگیا - عبرت ! کاش اب بھی ہم اپنے اعمال درست کریں -

مراد آباد - ۴ - اپریل ۶ بجے صبح یہاں سخت زلزلہ آیا بوڑھے بوڑھے آدمی بھی کہتے ہیں کہ ایسا زلزلہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تحصیل کا پیش دروازہ - گرجا گھر او پاس کا کتب خانہ اور نیز شہر میں چند دیواریں پھٹ گئیں -

قصبہ امبیٹھہ - ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو جو زلزلہ آیا اُس نے قصبہ امبیٹھہ ضلع سہارنپور کو زیادہ نقصان پہنچایا - سخت افسوس اور حسرت کے ساتھ قابل اظہار امر یہ ہے کہ اس قصبہ میں پُرانی اور قدیم زمانہ کا نشان دینے والی ایک عمارت تھی جس کو قلعہ کہتے تھے - جو منہدم و برباد ہو گئی ہے - اس عالیشان عمارت میں کثرت سے طلبا محمڈن انجینرنگ سکول رہتے تھے اور پیرزادہ صاحبان نے اجازت دیدی تھی اور تمام مکان خالی کر دیا تھا - افسوس کہ چند طلبا سخت مضروب ہوئے - مزار پر انوار حضرت سید ابو المعالی صاحب علیہ الرحمت کی دو برجیاں گر گئیں -

قصبہ امبیٹھہ میں عرصہ چار سال سے ایک مدرسہ انجینرنگ کھولا گیا ہے جس کے سرپرست اور مربی منشی محمد اعلیٰ صاحب - سابق ہیڈ ڈرافسمین چیف انجینئرز آفس پنجاب ہیں - اس مدرسہ نے اس عرصہ میں جو کامیابی حاصل کی ہے - وہ حیرتناک ہے - اس وقت تک پچاس طلبا سے زاید فارغ التحصیل ہو کر برسر روزگار ہیں ۵۷ طلباء سے زاید زیر تعلیم ہیں - اہل اسلام واہل ہنود دونو مذاہب کے بچے اس سکول میں تعلیم پاتے ہیں - دو سال مدت تعلیم ہے - ڈرائینگ - پریزنٹل - جیبی سروے - لیول - پلین ٹیبل - سروی کمپاس - پینٹے گراف تھنڈ یولائٹ - اسٹیمیٹنگ وغیرہ وغیرہ سکھلایا جاتا ہے - ماشاء اللہ اسکول کو ترقی روز افزوں ہو رہی ہے - چونکہ اس سکول کے واسطے تدابیر ہو رہی ہیں کہ یہ فیض ہمیشہ جاری رہے جس کے

واسطے سب سے مقدم تعمیر مکان وغیرہ کی ضرورت ہے - اور یہ کام بلا امداد ملک غیر ممکن ہے لہٰذا ہمدردان ملک کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس مدرسہ کی جانب توجہ فرماویں - تاکہ عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں -

جو صاحب اپنے بچوں کو اس میں تعلیم دلانا چاہیں وہ منشی محمد اعلیٰ صاحب ہیڈ ماسٹر محمدن انجینرنگ اسکول قصبہ ابنیٹھہ ضلع سہارنپور سے قواعد مدرسہ منگا سکتے ہیں -

جھبیرہ ضلع سہارنپور - ۴ - اپریل ۶ بجے صبح کے ایک شخص بستر خواب پر پڑا ہوا تھا یکایک اس کا پلنگ ہلنا شروع ہو گیا اور دروازوں کے کیواڑ آپس میں ٹکرانے لگے وہ خوف زدہ ہو کر یکایک مکان سے باہر نکل کر چوک میں آ کھڑا ہوا اس وقت تمام زمین ہلتی معلوم دی اور چھت و دیواریں مختلف جگہ سے خودبخود شق ہو گئیں اور چند مکانات بھی گر پڑے قریب پانچ منٹ کے برابر زمین جنبش میں رہی - گو پالودہ مغز پہلے بے خبر تھے مگر زلزلہ نے جلد ہوشیار کر دیے

جانسٹھ ضلع مظفر نگر - ۴ - اپریل - بوقت صبح یہاں زلزلہ ایسے زور شور سے آیا کہ اکثر مکانات شق ہو گئے - اور تین چار منٹ تک قایم رہا - بعدہ دو مرتبہ پھر کسی قدر کم زلزلہ اسی روز محسوس ہوا - کوئی جان کا نقصان نہیں ہوا - مگر بوڑھے بوڑھے آدمی کہتے ہیں کہ اس زور شور کا زلزلہ یہاں کبھی پہلے نہیں آیا -

بروٹ - ضلع میرٹھ - ۴ - اپریل - آج بوقت ۶ بجے صبح کے یہاں ایسا سخت بھونچال آیا جس کے صدمہ سے بعض مکانات جو بہت مضبوط اور بلند تھے - شق ہو گئے اور قریب ۵ منٹ تک زمین جنبش میں رہی - بڑی عمر والے آدمی بیان کرتے ہیں کہ ایسا سخت اور دیرپا زلزلہ ہم نے نہیں دیکھا -

دہلی

- چودھویں صدی کا چوتھا حصہ گزرنے کے قریب یعنی ۱۳۲۳ھ کا ماہ محرم اپنے آخری وقت میں ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں عموماً اور پنجاب کی کمشنری جالندھر اور اس کے ضلع کانگڑہ میں خصوصاً اپنے نام کا اثر ضرور دکھا گیا ہے بلکہ تمام ہندوستان اور پنجاب میں واقعی ایک محرم کا عالم بنا گیا ہے - کیونکہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو سہ شنبہ کے دن جو ۲۸ محرم ۱۳۲۳ھ نبوی کا بھی یہی دن تھا جو بدقسمتی سے ضلع کانگڑہ کی بربادی کا باعث ہو کر محرم سے بھی بڑھ گیا - اور کوئی شہر

یا گاؤں اُس کے اثر سے نہیں بچا بلکہ تمام ممالک یورپ افریقہ وامریکہ اور ایشیا اس زلازل کے اثرات سے خالی نہیں رہے۔

اسی طرح سے دہلی بھی جو ہندوستان کا قدیمی دارالخلافہ ہے چوتھی اپریل کے زلزلہ سے کسی قدر متاثر ہوا دہلی میں اس زلزلہ کا اثر سہ شنبہ کو ½۶ بجے صبح کے ہوا اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ۷ بجے زلزلہ واقع ہوا اور نہایت زور شور سے ہوا بعض بعض معمولی مکانات منہدم ہوگئے۔ سپہدار خاں کے کٹرہ کے پاس چند دوکانوں کے چھجے گر گئے اگرچہ ہم کو بڑا بھاری خیال تھا کہ دہلی میں بڑی بڑی اور بے نظیر عمارات جو سالہا سال کی بنی ہوئی ہیں کانگڑہ دہلی کی طرح سے ویسا ہی اُن کا بھی حشر نہ ہوا ہو مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ دہلی کے تمام آدمی اور وہ مشہور و معروف عمارات جو دنیا میں عجائبات سے خیال ہوتی ہیں محفوظ رہیں۔ دہلی وغیرہ میں جو شاہی وقتوں کی عمارات بنی ہوئی ہیں حال کے بڑے بڑے انجینیر اور محکمہ تعمیرات کے بڑے بڑے دانا عقلمند اُن عمارت کی تہ اور کنہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے اور اُن کی مضبوطی کے راز سے ابھی تک واقف نہیں ہوئے اور ان میں جو باریکیاں رکھی ہوئی ہیں وہ انکو حاصل نہیں ہوسکیں۔ دور کیوں جاتے ہو صرف یہ ایک چھوٹی سی بات ہے کہ لال قلعہ دہلی کی موتی مسجد کا حمام ایک ایسی خوبی سے بنایا گیا تھا کہ جس میں ہمیشہ پانی گرم ہی رہتا تھا جب اس بھید کا راز نہیں ملا تو اس بے نظیر حمام کو توڑا گیا تا کہ اس کی حقیقت معلوم ہو توڑنے پر بھی کچھ نہ معلوم ہوا اور پھر ایسا حمام نہ بن سکا۔ علی ہذا القیاس دہلی کی عمارات ایسی ہی نفیس اور بے نظیر ہیں زلزلہ کے وقت قطب صاحب کی لاٹھ ایک عجائب و غرایب سین دکھا رہے تھے زلزلہ سے لرزتی تھی اور جھکی پڑتی تھی اور یہ یقین کامل ہوتا تھا کہ بس دم کے دم میں یہ فلک نما مینارہ پاش پاش ہوکر گر پڑیگا۔ مگر واری اللہ کی قدرت اور صانع کے قربان کہ اس کی ایک اینٹ یا پتھر بھی سر سے پاتک شق ہوا تو درکنار ہلا تک بھی نہیں مسجد قوۃ الاسلام۔ جو ایک نہایت ہی کہنہ تعمیر ہے اس کی شکستہ محرابیں بلکہ ایک محراب نے جس کی جوڑیں صرف ایک پتھر باقی رہا تھا اس زلزلہ سے اس قدر ہچکولے کھائے کہ بیں سے باہر ہے اور مسجد کے سجدہ کرنے میں کسی قسم کا احتمال نہیں رہا تھا صرف رکوع ہی کر کے کھڑی رہ گئی اور خدا کے فضل سے کسی قسم کا نقصان یا ضرر نہیں پہنچا نئی دہلی کی جامع مسجد ایک پہاڑی پر واقع ہے زلزلہ کے جوش سے سب کی سب کانپتی تھی برج اور مینا جھوم

رہے تھے مگر اللہ کی مہربانی سے کوئی ذرا بھی نقصان نہیں ہوا البتہ برائے نام لال قلعہ کی ایک برجی جس کے برابر انگریزی جھنڈا فراٹے مار رہا تھا بسبب بے بنیاد ہونے کے اسطرح سے گری جیسے کسی نے بڑے اوزار سے تراش کر ایک طرف رکھ دیا۔ اسی طرح سے ہمایوں کا مقبرہ۔ صفدر جنگ کا روضہ حضرت نظام الدین اور چراغ دہلی کی نفیس عمارات محفوظ رہیں اور بڑی بڑی عمارات کو اگرچہ کسی قدر صدمہ پہونچے ہیں اور اُن میں درزیں اور شگاف بھی آئے مگر شکر ہے کہ وہی عظیم صدمات سے محفوظ رہی۔

لطیفہ

زلزلہ کے وقت جامع مسجد دہلی میں ایک عمدہ لطیفہ گزرا بیان کرتے ہیں کہ صبح کے وقت ایک افیونی صاحب حوض میں وضو کر رہے تھے کہ یکایک زلزلہ آیا اور تالاب کا پانی شمالی جھوکے سے اوچھل کر جنوبی سمت کو نکل گیا پھر دوسرے جھٹکے میں جنوبی سمت سے شمالی جانب کو جھک کر نکل گیا افیونی صاحب جو وضو کر رہے تھے ان پر بہت سا پانی گر گیا۔ زلزلہ سے پانی کا تالاب سے نکلنے اور دونو جانب گرنے کا اس کو افیون کی پینک میں کچھ پتہ نہ لگا بلکہ خفا ہو کر کہنے لگا کہ بس جی بس یہ دل لگی ٹھیک نہیں ہے ہمارے کپڑے تمام بھگو ڈالے اسی تجھانج میں خفا ہو کر مسجد سے چلے گئے اور نماز بھی نہیں پڑھی۔ کیونکہ افیونی لوگ پانی سے جسم کو محفوظ رکھتے ہیں۔

کوہ منصوری ضلع دہرہ دون

زمیں کے حال پہ اب آسمان روتا ہے
خوشی کا ذکر کہاں آج کل محرم ہے
الٰہی یہ تو قیامت کا ایک نمونہ ہے
سرشک غم سے ہر اک زخم دل کو دھو دھو کر
الٰہی یہ تو قیامت تھی زلزلہ کیا تھا
جو لوگ رات کو ہنستے تھے بے خطر ہو کر
الٰہی توبہ ہے اب بخش دے گناہوں کو

مکیں مکان کو مکیں کو مکان روتا ہے
عجیب حشر ہے ہر انس و جان روتا ہے
ترے غضب سے ہر اک نوجوان روتا ہے
تری جناب میں ہر ناتوان روتا ہے
قہر سے تری زمیں و زمان روتا ہے
صبح زوال پہ اُن کے جہان روتا ہے
جسے گماں نہ تھا بے گمان روتا ہے

۴۔ اپریل کی صبح کو ۶ بج کے ۹ منٹ پر زلزلہ بہت زور شور سے محسوس ہوا۔ معلوم

ہوتا تھا کہ قیامت آگئی اور مخبر صادق کے ارشاد کا ظہور ہونے والا ہے۔ ہمالیہ کو جنبش تھی
مکانوں کا تو ذکر کیا۔ بعض بعض مقامات پر پہاڑ سے پتھر جدا ہو کر نیچے آگئے۔ ہر متنفس پریشان
اور ہر ذی روح حیران تھا کچھ عماتیں منہدم ہو گئیں اور کچھ شق۔ نیا گرجا جو متصل کلب زیر تعمیر
تھا۔ اور جس کی خوشنمائی فلک کم بین کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اور ہر وقت اس کے حق میں
وہ گرجا" گرجا" بزبان رعد کہا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ آخر کو گر ہی گیا۔ اور منصوری کا مشہور خوش نما منظر
"سوائی ہوٹل" ایسا مسمار ہو گیا کہ امسال کسی طرح قابل قیام نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک یہ
معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام آبادی جو منہدم ہو گئی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ کل کو
یہ کھنڈرات کا ڈھیر ہو جائیگی اور یہ خوش نما بہار رشک گلزار باد خزاں سے مبدل ہو جائیگی تمام
نواح میں در و دیوار پر مایوسی برسی ہوئی تھی۔ ہر متنفس حیران و پریشان تھا اللہ تعالے اپنے
گنہگار بندوں پر رحم و فضل کرے اس کے قہر و غضب کا کچھ ٹھکانہ نہیں ہے جب وہ قہر
پر آتا ہے تو یہ زمین و آسمان اس کی طاقت کے آگے ایک ذرہ طاقت کا بھی حکم نہیں رکھتے
دونو عالم کو آن واحد میں زیر و زبر کر ڈالے اور کوئی بھی اُس کے آگے دم نہیں مار سکے۔ اور
جب اس کا دریائے رحمت کرم و فضل کے جوش میں آوے تو یہ جہان کیا چیز ہے اس سے
بھی عمدہ اور افضل تر ایک کن میں پیدا کر ڈالے اُس کی قدرت عجیب و غریب قہاری
اور رحم کی ہے ضلع کانگڑہ کے حالات سُن سُن کر دل پھٹا جاتا ہے۔ شکر ہے کہ اس نے منصوری
پر خدا نے اپنا بڑا رحم و کرم کیا ہے کہ سخت نقصان جان و مال کا نہیں ہوا۔ البتہ کوہ منصوری
کی شکل میں حال کے زلزلہ سے بین فرق آیا گیا ہے۔ یورپینوں کے تلف ہونے کی کوئی
خبر ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی ہے البتہ دیسی چھتوں وغیرہ کے گرنے سے ضایع اور دو زخمی
ہوئے سرکاری اور پرایویٹ عمارات کو نقصان بہت زیادہ ہوا ہے۔ لیکن بڑی اور وسیع
سرکاری عمارات کو بری طرح سے صدمہ پہنچا ہے سڑکوں میں دراڑیں اور غار پیدا ہو کر قدرت
خدا سے پھر مل گئیں۔

کنٹونمنٹ کو زلزلہ سے سخت نقصان پہنچا ہے جس پر پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ صرف
ہوگا اس بار گراں کو خود کنٹونمنٹ یقیناً برداشت نہیں کر سکے گی اس لئے چندہ کے لئے اپیل
کی گئی ہے۔ زلزلہ کا رخ مغرب سے مشرق کی جانب تھا زلزلہ کا سخت ترین صدمہ تقریباً ۲ منٹ
تک محسوس رہا۔ اور چار پانچ صدمہ پے در پے محسوس ہوتے رہے

منصوری میں جب زلزلہ آیا تو ایک کوٹھی کے کسی کمرہ میں ایک بچہ اور ایک آیا موجود تھی زلزلہ کے زور سے کوٹھی کی چھت ٹوٹ کر آیا اور بچہ کے سروں پر گری مگر قدرت خدا سے کوئی چیز بچہ اور آیا کے درمیان حایل ہو گئی جس کی وجہ سے دونو صحیح و سلامت نکل آئی - جس کو خدا رکھے اُس کو کوئی مار نہیں سکتا -

تفصیلی حالات سے پایا جاتا ہے کہ زلزلہ نے اس مقام کو سخت ضرر پہونچایا - نقصان اندازاً کئی لاکھ کا بیان کرتے ہیں - بمشکل کوئی مکان ایسا ہو گا جسے اس تہ کہ نے بہت بری طرح ہلا نہ ڈالا ہو سابق وزیر نیپال کا مکان جس کی مرمت ہو رہی تھی اب نیم ویرانہ بن گیا ہے - سینٹ جارج کالج نے اس صدمہ کو خاصہ برداشت کیا - لیکن گورنمنٹ اسکول اور جونیر اسکول کو نقصان عظیم پہنچا - کرائسٹ چرچ کا مینار پھٹ گیا - یونین چرچ کی چھت کو بھی گزند پہونچا - لائبریری وغیرہ کی اوپرلی منزلوں کی دیواروں میں بھی شگاف پڑ گئے - بہت سے پرائیویٹ مکانوں کو بھی سخت صدمہ پہنچا - چنانچہ ان میں سے کئی کو اُن کے رہنے والے اُسی وقت چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے - ہیپی ویلی کے تین گھر بالکل ناقابل سکونت ہو گئے - ونسنٹ کی پہاڑی پر ایک مکان کے پچھواڑے اور دائیں بائیں خوفناک غار پڑ گئے - اور بھی بہت سے مکانات کا ستیاناس ہو گیا خیر گزری کہ لوگ دبکر ہلاک و مجروح بہت کم ہوئے - بازار اب گرا اب گرا ہو رہا ہے - لوگ ساری ساری رات کھلے میدانوں میں گزارتے تھے -

اور کریبیٹیرین و منصوری کی لائبریریوں کے مکانوں میں جو دراریں آ گئیں تھیں وہ بھر دی گئیں - اور جن عمارتوں کو ایسا ضرر پہنچا ہے کہ وہ از سر نو تعمیر ہونگی مناسب ہے کہ اُن کی تعمیر کی اجازت ستمبر یا اکتوبر تک ملتوی رکھی جائے جو مکانات بالکل شکست ہو گئے ہیں اُن میں سے تین مکان کیمل بیک (اونٹ کی پیٹھ) کے شمالی رخ پر تھے ان میں سے دو مکان آباد تھے مگر وہ لوگ اس وقت ان میں سے نکل بھاگے اور ضرر سے محفوظ رہے -

سہ شنبہ کے زلزلہ کے حالات مزید سے معلوم ہوا کہ منصوری میں کئی لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا کوئی ایسا مکان نہیں بچا جو انتہا سے زیادہ متزلزل نہ ہوا ہو سابق وزیر نیپال کے مکان کی مرمت ہو رہی تھی وہ بالکل ہی مسمار ہو گیا اور سینٹ جارج کالج تو بچ گیا مگر منصوری کے کانونٹ اور اسکولوں کو ضرر پہنچا اور کرائسٹ چرچ گرجا گھر کا منارہ شق ہو گیا اور یونین چرچ کی چھت کو بھی ضرر پہنچا اور لیبریری و کریبیٹیرین کے اوپر کی منزل اور دیواروں کو ضرر پہنچا بہت

سے پرئیوٹ مکانوں کو زیادہ نقصان پہنچا اور بہت سے لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ہیپی ویلی کے تینوں مکان رہنے کے قابل نہیں رہے اور ونسٹ پہاڑی پر جو مکان تھا اس کی سب دیواریں بھی گر گئیں اور اکثر مکان نیم ویران ہو گئے تھے کیونکہ اُن کی چھتنیں ٹوٹ گئی تھیں فقط دیواریں کھڑی ہوئی ہیں بڑی خیریت یہ ہے کہ بہت کم لوگ ہلاک ہوئے یا انکے چوٹ آئی - جو بوسیدہ مکانوں میں رہتے تھے البتہ انہیں ضرر پہنچا بازار میں انتہا کی تشویش تھی اور لوگ خوف کے مارے شب کو میدان میں سوئے ہوئے تھے -

منصوری کی ایک رپورٹ سے معلوم ہوا کہ لنڈھورہ میں ایک مکان بلا کسی نقصان کے جوں کا توں کسی قدر نیچے جا رہا مکینوں کو مطلق پتہ تک نہیں لگا - کہ مکان کہاں سے کہاں آگیا (سبحان اللہ وبحمدہ) ایک خبر یہ بھی لگی ہے کہ ہندوستان - تبت روڈ پر لوری برج نام پل کو سخت صدمہ پہنچا - اور اس پر سفر نہایت ہی مخدوش ہے - زلزلہ کی تباہی کی مرمت حتی الامکان بڑی پھرتی سے ہو رہی تھی - جو مکانات بہت مخدوش و بیکار ہو گئے ہیں وہ نئے سرے سے بنانے پڑینگے - مگر شاید اس کام کو ستمبر اکتوبر تک ملتوی رکھا جائیگا

زلزلہ کے بعد یہاں کے نقصان کا اندازہ کرنے کے لئے کافی وقت گزر چکا ہے - بیان کیا گیا ہے کہ پہلے جو خبریں مشہور ہوئی تھیں وہ نہایت ہی مبالغہ آمیز تھیں جیسا ایک لوکل پادری نے بیان کیا کہ منصوری کے مکانوں کی وہ صبح - صبح محشر تھی چند بہت ہی خراب بنے ہوئے مکان گر گئے ایک مکان کو دیکھا گیا وہ اس بات کا نمونہ ہے کہ اور جو مکان گرے ہیں وہ کیسے ہونگے - اُس مکان کی دیوار اڑھائی فٹ کی چوڑی تھی یہ ایسا گر گیا ہے کہ رہنے کے قابل نہ رہا پس اس بات کے دریافت کرنے کا خیال ہوا کہ یہ مکان کس شے کا بنا ہوا تھا - اور جس مقام پر سے استرکاری گری ہوئی تھی صرف وہیں سے کھودا اس مقام پر ایک بچہ کا موزہ اور ایک فیٹ لمبا چوڑا ایک پرانا چیتھڑا اور دو آنب کی گٹھلیاں اور ایسا ہی اور خس وخاشاک جس کی شناخت دشوار تھی ملا - چونہ نہ مصالحہ تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی شے بھی اس میں نہیں لگائی تھی - عمدہ چونے اور پتھر کے بنے ہوئے تمام مکان خوب مستحکم ہیں انہیں کوئی جنبش نہیں ہوئی یہاں کے آنے والوں کو یہ جاننا ضروری ہے کہ جو مکانات بظاہر خوشنما اور در اصل ناقص تھے وہ ٹوٹ گر گئے اور جو مکانات نہیں گرے اُن کے استحکام کا ثبوت پہنچ گیا - جیسے کہ چارلیول ہوٹل کو مطلق ضرر نہیں پہنچا اور منصوری

کے ہر عمدہ مکان کی یہی حالت ہے جو مہمان یہاں آئیں وہ بحفاظت تمام یہاں آئیں - اور ہیں جیسا اوپر میں بیان کر چکا ہوں خراب نبے ہوئے مکانات گر گئے اور عمدہ تعمیر کے سب مکان موجود ہیں وہ کرایہ پر دیئے جائینگے اور چارلیول ہوٹل اور دوسرے مکانوں میں بہت سے لوگ آکر رہینگے - اور بیورلی ہوٹل میں بھی بہت سے مہمان رہ سکتے ہیں اُسے بھی کوئی ضرر نہیں پہنچا ہے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اس زلزلہ نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ منصوری میں کیسے مضبوط اور مستحکم مکانات ہیں عوام کو یہاں آنے میں کچھ تردد نہ کرنا چاہیئے ہاں رہنے کی جگہ ممکن ہونے میں دقت ہوگی مگر جو مکانات باقی ہیں وہ ہر طرح مضبوط ہیں -

لنڈھور - یہاں کے بازار کی بعض بعض دوکانیں رکوع میں ہیں اور بہت جلد ان کا ارادہ سجدہ کرنے کا ہے - کچہری کی عمارات بھی مخدوش حالت میں ہیں ایسا ہی حال رنگ گھر اور دیگر تفریح گاہوں کا ہے - زلزلہ سے پہاڑیوں کی ہیئت میں اس قدر فرق آگیا ہے کہ اُن کا دوبارہ پیمایش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کیملزبیک ونسنٹ ہل اور لنڈھور کی چوٹی یہ سب نیچے دب گئی ہیں یہ پہاڑیاں کسیقدر زمین میں دھنس گئی ہیں پھر اپنی جگہ پر قایم ہو جاونگی -

راجپور - یہاں بھی زلزلہ کا عالم سختی کے ساتھ ظہور پذیر ہوا دامن کوہ میں بہت سے مکانات مسمار ہو گئے ہیں - اکثر مکانوں کو صدمہ پہنچا - تین آدمی بالکل مر گئے - اور چھ سات شخص زخمی ہو گئے ہیں بیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان کا زلزلہ عین الیقین کے درجہ کو طے کر کے عین الحق کے مراتب کو پہنچ گیا ہے اللہ اپنی مخلوق پر رحم کرے -

ڈیرہ دون

شفق

نقشہ زمیں کا صورہ زلزال ہوگیا | ہر ایک کو مارے خوف کے بھونچال ہوگیا

تائب

ہونے لگے ہیں اب تو نمایاں وہ زلزلے | نقشہ زمیں کا صورت غربال ہوگیا
ایسے عظیم صدمہ پڑے سر پہ ہند کے | یہ ملک جان و مال سے کنگال ہوگیا
بھونچال نے کیا ہے ہزاروں کا خوں شفق | اک آن ہی میں کانگڑہ پامال ہوگیا
شکر خدا کہ دہر کا وہ حال تو نہیں | گو دل ہر اک کا صورت زلزال ہوگیا

۴- اپریل بعض مقامات پر یوم الحشر کا نمونہ تھی بالکل اہل ڈیرہ کی بھی یہی کیفیت تھی جو اشعار مندرجہ بالا سے ظاہر ہے ۶ بجے صبح کے اس زور کا زلزلہ آیا کہ بہت سے مکانات سربسجود ہو گئے اور بہت سے ایسے تھے جو شق ہو ہو کر رکوع میں داخل ہوئے زلزلہ کی تیزی سے کسی کو بھی یقین نہ تھا کہ مکانات سے زندہ اور صحیح و سلامت نکل سکیں گے مگر الحمد للہ بہت سے آدمی گھروں سے نکل نکل کر بچ گئے اور جن جن کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا وہ مکانوں کے نیچے دب دب کر فوت ہو گئے اور بہت سے آدمی جن کی زیست باقی تھی زخمی ہو ہو کر شفا خانہ میں شفایابی کی غرض سے پڑے ہوئے ہیں خدا رحم کرے پانچ منٹ تک زلزلہ محسوس رہا افسوس ہے کہ رومن کیتھولک کا گرجا گھر - گر گیا اور بے شمار مکانات شکست و ریخت کے قابل ہو گئے ہیں - چند جانیں ضایع ہوئیں یہ تجویز ہوئی کہ عنقریب پیمایش کرنے والوں کی ایک کمیٹی ڈیرہ کا معائنہ کر کے غور سے دیکھی گی کہ آیا زلزلہ سے وادی کی قدرتی ساخت میں تو کچھ فرق پیدا نہیں ہوا - بلکہ اسی قسم کی پیمایش دھرم سالہ وادی کانگڑہ میں بھی سلسلہ کوہ دھولادہر تک ہوگی - اس زلزلہ کا رخ جو ڈیرہ میں واقع ہوا مشرق سے مغرب کی جانب تھا زلزلہ کے چھ صدمے محسوس ہوئے پہلا جھٹکا بہت سخت تھا جو پانچ منٹ تک دلوں کو ہلاتا رہا مکانات اور درخت پتوں کی طرح سے سخت ہلتے تھے اور جھونکے کھا رہے تھے شکر ہے یہ بلا دور ہو گئی ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت - رومن کیتھولک چرچ ابھی تو بالکل تباہ نہیں ہوا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا - مگر اس میں شک نہیں ایک ہی اور جھٹکے میں آرہیگا چند دیگر عمارات کی مزید کیفیت بیان کر کے لکھا گیا ہے کہ بعض آدمی گرتے ہوئے مکانوں کے تلے سے واقعی اس طرح بچ نکلے کہ معجزہ سمجھنا چاہئے - بربادی و نقصان کی خبریں آخر کو تمام ہو گئیں ہیں مئی کے آخر میں بھی زلزلہ کے دو جھٹکے محسوس ہوئے اور ساتھ ہی طوفان آندھی بھی آیا -

۴- اپریل کے غضبناک زلزلہ کے متعلق تار برقی سے شاید یہاں کے رومن کیتھولک گرجا گھر کے بارہ میں کچھ غلط فہمی ہوئی تھی کیونکہ بیان کیا گیا تھا کہ گرجا گھر مذکور بالکل منہدم و مسمار نہیں ہوا لیکن خراب تو ضرور ہو گیا ہے - عمارت مذکور فی الحقیقت تباہ ہو گئی کیونکہ دروں اور پشتوں میں ایسی بڑی بڑی دراریں پڑ گئیں ہیں کہ اگر پھر کوئی زلزلہ آئے تو یہ بالکل ہی منہدم ہو جائے اور مقدس شبیہ بلندی پر سے زمین پر گر پڑے اور پراٹسٹنٹ گرجا گھر کا منار بھی شق ہو گیا اور نہر مشرقی اور لٹن روڈ پر کے مکانوں کو بہت ضرر پہنچا ان میں سے

بعض تو بالکل ہی گر گئے - بعض اشخاص کے بچنے میں گویا معجزہ ہوگیا کہ جیسے ہی وہ گھر سے نکلے ویسے ہی کل مکان یا اُس کا کچھ حصہ آرہا - گورکھا لین کے افسر خیموں میں ہیں اس مقام پر بہت سے مکانوں کو ضرر پہنچا خاندان میکفرسن کے لوگ جیسے ہی گھر کے باہر نکلے ہیں ویسے ہی مکان گر پڑا اور اُن کے آہنی پلنگ چورہ ہو گئے میجر و مسز والٹسن خوش نصیب تھے کہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکل چکے ہیں اس وقت وہ گرا ہے اس طرح بہت سے لوگ بچ گئے کہ اُن کے بچنے پر حیرت ہوتی ہے -

زلزلہ سے جو نقصانات ہوئے برابر اُنکی خبریں کسیقدر موصول ہوئیں ہیں چنانچہ منصوری کی ایک خبر میں بیان ہے کہ مقام لنڈھور میں ایک مسلم مکان ایک مقام سے دوسرے نشیب کے مقام پر جا رہا اور اس کے رہنے والوں کو مکان کی نقل و حرکت معلوم بھی نہ ہوئی ان میں سے فقط ایک شخص کے کچھ خفیف سی چوٹ آئی جب وہ لوگ صبح کو بیدار ہوئے ہونگے تو اپنے نقل مکان پر متحیر ہونگے -

چکراتہ

۴ - ماہ اپریل کو چھ بجے پندرہ منٹ پر اس چھوٹے سے پہاڑی مقام پر متواتر زلزلے آئے پہلا زلزلہ بہت سخت تھا اندازاً وہ دو تین منٹ تک رہا ہوگا اور دن بھر میں جو اور جو دہ زلزلے آئے وہ ایسے نہ تھے - پہلے سے بہت نقصان ہوا اور تقریباً تمام پرائیوٹ بنگلوں میں تھوڑی بہت درازیں آگئیں اور بنگلہ نمبر ۴۴ - کو دوسرے روز خالی کر دینا پڑا اور اُس کے احاطہ میں جو چھوٹا سا مکان تھا وہ بالکل مسمار ہوگیا اور ڈاک بنگلہ ایسا ویران و تباہ ہوا کہ پھر از سر نو بنایا جائیگا اور افسروں کی مسکوٹ اور کیلانہ ڈپو میں ایسی درزیں پڑیں کہ اُسی روز اُنہیں خالی کر دینا پڑا اور صدر بازار میں بڑی تکلیف ہوئی اور پولس اسٹیشن اور ڈسپنسری اور مذبح جو ابھی مسقف ہوا تھا بالکل تباہ ہوگیا اور بازار کے ہر ہر گھر میں درازیں آگئیں اور کم و بیش خطرناک حالت تھی اگر اس وقت سے دو گھنٹہ قبل زلزلہ آتا تو اُس وقت سب گھروں ہی میں موجود ہوتے اور بہت سی جانیں ضائع ہوتیں -

یہ بیان کیا جاتا ہے - کہ ۵ - اپریل کی شب کو تقریباً سب کے سب کپڑے پہنے ہوئے آمادہ بیٹھے رہے چونکہ نجار و معمار و قلی بڑی مزدوری مانگتے ہیں اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس فصل میں صدر بازار اپنی معمولی حیثیت پر آئے کیونکہ یہاں عموماً بارش

بہت جلد یعنی ماہ جون میں شروع ہو جاتی ہے اور جب پانی برسنا شروع ہو گیا تو بہت کم کام ہو سکتا ہے
گو ۴- اپریل کے زلزلہ نے چکروتہ کی شکل بھی کسی قدر بگاڑ دی تھی بہت سے مکانات
بازار وغیرہ کے منہدم ہو گئے اور شکست و ریخت کی علامتیں نمایاں طور سے ظاہر ہو گئیں
تھیں لیکن بہت جلد بازار وغیرہ کی مرمت شروع ہو گئی۔ مزدوروں نے زلزلہ زدہ
مکانوں کی درستی کرنے کی وجہ سے اپنی اجرت و مزدوری کو بڑھا دیا ہے۔ صدر بازار چکراتہ کی
مرمت کیلئے جو معمار و نجار طلب کئے گئے تھے وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر مزدوری بہت ہی زیادہ طلب
کرتے تھے۔ وادی کانگڑہ میں امدادی پارٹی داخل ہونے سے پہلے قلیوں اور مزدوروں
کا ایسا کال پڑا ہوا تھا کہ ایک ایک قلی نے دس دس روپیہ روز مزدوری کے لئے تھے۔
ریاست نالہ گڈہ- میں زلزلہ واقع ہونے کی تاریخ سے ۳ یوم تک برابر زلازل محسوس
ہوتے رہے صرف مکانات ہی کو کسی قدر نقصان ہوا اتلاف نفوس کی ایک بھی واردات
واقع نہیں ہوئی ۴- اپریل کا زلزلہ خلق خدا کے خیال میں تو ایک غضب الہی اور قہر خدائی تھا
مگر اہل کانگڑہ کے لئے وہ رحمت الہی کی شکل میں نازل ہوا کیونکہ نالہ گڈہ میں کئی سال سے
پانی کی قلت رہا کرتی تھی بلکہ بعض اوقات تو کربلا کا عالم بھی ہو جایا کرتا تھا زلزلہ پھوٹنے کے
باعث سے نالہ گڈہ کے چشموں کا بھی پردہ پھٹ گیا جس کی وجہ سے زمین کا بیشمار پانی
پھوٹ کر ابل آیا اور تمام نالہ گڈہ میں پانی کی ریل پیل ہو گئی اگر نالہ گڈہ والے ہزارہا کیا
لاکھوں روپیہ بھی صرف کرتے تو اُن کو اس قدر پانی نصیب نہیں ہو سکتا قدرت کے
رنگ ہیں کہیں وہ جبار اور قہار ہے اور کہیں وہ رحمٰن اور رحیم اور کریم و حکیم ہے۔
ناہن سرمور- ۴- اپریل منگل کو ۶½ بجے کے قریب ناہن سرمور میں اس شدت سے
زلزلہ آیا کہ کبھی یہاں کے لوگوں نے دیکھا نہ سنا تھا یہ زلزلہ ڈیڑھ منٹ تک رہا اور
نہایت قدر زور سے خوفناک جنبشیں ہوئیں۔ شہر کے تمام مکانات میں کوئی مکان شاذ و نادر
صحیح سلامت بچا ہوگا۔ بہت سے مکانات گر گئے اور تمام مکانات میں درزیں آگئیں خاص
سرکاری محل جابجا سے شق ہو گیا اور ایک باولی فوراً پانی سے بھر گئی۔ اور ایک میلے پانی کا نالہ
اس زلزلے ایسی ترقی پر ہوا کہ کثرت سے پانی گرنے لگ گیا۔ جو لوگ دریا میں پانی بھر رہے
تھے اُن کی گردن گردن پانی آگیا۔ دفاتر سرکاری شکستہ ہو گئے۔ غرض کہ نمونہ قیامت نظر آگیا۔
ایک میراسن اپنے بچے کو آنگن میں پاخانہ کرا رہی تھی اس پر دیوار گری۔ عورت مر گئی۔ بچہ

سلامت ہے اسی طرح ایک اور عورت مرگئی - کئی مکانات چکنا چور ہو گئے - حیرت اور خوف ہر دل میں موجود ہے - پرمیشر اپنا فضل کرے - دریا کا پانی اچھلنے لگا - درختوں کی جڑیں ہل گئیں - صدہا مکانات بالکل مخدوش ہیں اور شق ہو چکے ہیں - افواج ناہن نے وادی کانگڑہ کے فوجی ریلیف فنڈ میں ایک ایک یوم کی تنخواہ دی تھی -

سنگرور ریاست جیند - ۴ - اپریل صبح کی نماز کے بعد ۶ بجے پر ۵ منٹ کے وقت سخت زلزلہ آیا - کچھ عرصہ پہلے جانور مور یعنے طاؤس کثرت سے بول بول کر شور وغل کر رہے تھے - جیسے کہ برسات کے موسم میں بادل کی گرج سے جانوراں مذکور بولا کرتے ہیں ابھی مور بولنے سے بند نہیں ہوئے تھے کہ زلزلہ آنا شروع ہوا - دو منٹ تک یہی حال رہا جو لوگ مکانات کے اندر تھے وہ سراسیمہ ہو کر مکانات سے باہر بہت جلد نکل گئے - شہر میں مکانات شق ہو گئے - عمر رسیدہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی عمر میں ایسا سخت زلزلہ نہیں دیکھا اس کے بعد پھر رات بھر تک ۱۳ دفعہ خفیف سا زلزلہ محسوس ہوتا رہا - مگر خدا کے فضل سے جان کا نقصان نہیں ہوا گرد و نواح سے زلزلہ کی خبریں خوفناک آتی ہیں -

پٹیالہ - ۴ - اپریل بوقت ۶½ بجے صبح کے زمین کو زلزلہ ہوا اور چار پانچ منٹ تک رہا - بڑے بڑے معمر آدمیوں سے معلوم ہوا کہ ایسا زلزلہ نہ آج تک دیکھا نہ سنا - میرے کوارٹر کے کمپاؤنڈ کی دیوار - جو ایک فٹ آثار کی اور پانچ پانچ فٹ اونچی ہے - کی یہ حالت تھی کہ اپنے مرکز سے آدھا آدھا فٹ اِدھر اُدھر جھومتی تھی اور جھومنے کی حرکت سکینڈ کی سوئی کی طرح تھی درخت بہت زور سے ہل رہے تھے - بہت سے مکانوں اور چوباروں کی دیواریں پھٹ کر گر پڑیں - گویا قیامت کے آثار پیش نظر تھے - لوگ اپنے مکانوں سے باہر نکل آئے - زلزلہ کے بعد ہر ایک فرد بشر کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ پلیگ کا خاتمہ ہوا کیا عجب ہے کہ آواز خلق نقارہ خدا کے مصداق ہو جائے اور یہ بدفال محمود ہو جائے - پھر تین دفعہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد زلزلہ محسوس ہوتا رہا بہت زیادہ نقصان نہیں ہوا -

سلطانپور ریاست کپورتھلہ - یہاں بھی سخت زلزلہ قریباً ۶ بجے صبح کے ۴ - اپریل کو آیا - جس سے تین چار موتیں ہوئیں - اور کئی مکان گر گئے - اور بہت سے شق ہو گئے جن کے گرنے کا اندیشہ ہے -

رانی کھیت - آج بروز سہ شنبہ تاریخ ۴ - اپریل کو بوقت صبح ۶ بجے ۲۵ منٹ پر زلزلہ

کے جھٹکے ایسی شدت کے محسوس ہوئے - کہ پیشتر کبھی نہیں ہوئے ہونگے - زلزلہ قریب ۳۰ سکینڈ تک رہا نصف گھنٹہ بعد پھر کچھ جھٹکے محسوس ہوئے مگر چند سکینڈ رہے - مکانوں کے گرنے کا اندیشہ ہوا - اکثر لوگ باہر نکل گئے -

کپور تھلہ - ۴ - اپریل کو زلزلہ ایسی سختی سے نمودار ہوا کہ جس سے ۸۰ لاکھ روپیہ کا نقصان سرکاری طور پر تخمینہ کیا گیا اور مقام منصوری پر جو ریاست کی عمارات کو نقصان پہنچا اس کا تخمینہ علٰحدہ ہے کپور تھلہ کے حکمران خاندان نے آیندہ آنے والہ زلزلہ کے خوف سے جس کی شہرت عام طور پر پھیلی ہوئی تھی شہر سے باہر خیموں میں رہنا اختیار کیا تھا حضور رانی صاحبہ جیجا ونتی کے خیمہ میں چور آپڑے منجملہ دیگر مال واسباب کے ایک نہایت ہی قیمتی ہار بھی چوری گیا - افسوس ہے کہ ایسی جگہ پر حکمران خاندان مقیم ہو کوئی پہرہ چوکی کا انتظام نہ تھا

لودیانہ میں زلزلہ - آج ۴ - اپریل کو صبح کے ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر ایک سخت زلزلہ محسوس ہوا جو دیر تک جاری رہا - سوا چھ تک تو ایسا سخت تھا کہ بڑے بڑے عمر رسیدہ اور جہاندیدہ بزرگ جن کی عمر ۸۰ اور ۹۰ کے درمیان ہے - فرماتے ہیں کہ ہم نے عمر بھر میں ایسا زلزلہ بالکل نہیں دیکھا - بیسیوں عمارات مسمار ہوگئیں سیکڑوں آدمیوں کو گر کر چوٹیں آئیں - پہلے صدمہ کے بعد تین چار مرتبہ پے در پے زلزلہ آتا رہا ڈاک خانہ کے کئی کمروں کی چھتیں مسمار ہوگئیں اکثر مکان اس صدمے سے محفوظ رہے ۸ اپریل کی صبح کو ۹ بجے کے قریب زلزلہ کی حرکت پھر محسوس ہوئی تھی مگر اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا -

امرت سر - اس زلزلہ کا سخت ترین صدمہ تو صبح کے چھ بجے پر چند منٹ گزرے محسوس ہوا مگر اس کے بعد بھی دس گیارہ بجے خاصے زور کے جھولے آتے رہے - پھر خفیف دھکے رات تک کئی بار لگے - بلکہ ۵ کی نصف شب تک چند دفعہ ہلکے ہلکے آتے رہے - کیونکہ شہر کے مکانات زلزلہ کے صدمہ سے تھر تھر کانپتے تھے جن کے گر جانے کا غالب احتمال تھا صدہا اشخاص گھروں کو اُن کی حالت پر چھوڑ کر مضافات میں چلے گئے اور سنت سنگھ کے باغ میں اور ٹھنڈا کے تالاب پر مردمان کا کچھ شمار نہ تھا - عیدگاہ میں تین چار روز سے برابر صلوٰۃ تضرع ادا کی جا رہی تھی - جمعہ بھی وہیں پڑھا گیا جس میں خلقت کا غیر معمولی ہجوم تھا - نقصان کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ دو منزلے اور سہ منزلے یا زیادہ بلند مکانات سے کوئی شاذ و نادر ہی بچا ہوگا ورنہ کم و بیش ہر اک کو ضرر پہنچا - بہتوں کے چھجے جھڑ پڑے - منڈیریں گر گئیں - دیواروں اور

چھتوں میں شگاف اور درزیں آگئیں - شہر کی عالیشان جامع مسجد بناکردہ شیخ خیرالدین مرحوم کے تین منارے شہید ہوگئے - اور اندر سے بعض بعض جگہ درزیں آگئیں - ایک مینار کی برجی اوپر سے ٹوٹ گری تو مطبع روز بازار کی ایک دیوار کو توڑتی چلی گئی - گھنٹہ گھر کا بالائی حصہ کسیقدر گرگیا - میاں جان محمد صاحب مرحوم کی مشہور لال حویلی جو راجہ صاحب فرید کوٹ کے قبضہ میں ہے اور جس میں آج کل چونگی کا مالخانہ ہے بہت نقصان پہنچا - ریلوے اسٹیشن کے اگلے حصہ کو کسی قدر نقصان پہنچا - داروغہ صاحب محکمہ صفائی شہر کے مکانات کی شکست وریخت دیکھتے پھرتے تھے مع اپنے گھوڑے کے سخت زخمی ہوئے - چند آدمیوں کی نسبت سنا گیا ہے کہ چھتوں کے تلے دبکر مر بھی گئے - نقصان مال کا اندازہ کئی لاکھ کیا گیا ہے - بوڑھے بوڑھے آدمی بالاتفاق کہتے ہیں کہ ایسا زلزلہ آج تک کبھی نہ دیکھا نہ سُنا تھا معاذ اللہ منہا - ایک صاحب نے اس مضمون کا خط لکھا خدا نے آج تو بچالیا - اس کا فضل اور کرم رہا - ورنہ زندگی کی کوئی امید نہ تھی - مکان میرے اور نیز لوگوں کے بالکل خراب ہوگئے - میں اسی وقت باغیچہ میں معہ عیال چلا گیا تھا - اب ۳ بجے آیا ہوں - آپ کے نام تار روانہ کیا کہ خبر خیریت ملے مگر تار کے دفتر میں اس قدر تار ہے کہ کل آپ کو نہ ملیگی - اور انہوں نے کہا کہ ہم رات کو تار لینگے - اس لئے بواپسی خبر خیریت سے مطلع کریں - ہوش اس وقت تک درست نہیں ہیں - خدا خدا ہو رہا ہے - خداوند تعالے رحم کرے - ہمارے اعمال کی شامت ہے عالم کو زلزلہ نے سخت خایف کردیا تھا - اس لئے پہلے میدان کو امن کی جگہ سمجھتے تھے مگر لوگوں کی پیشین گوئیوں نے اور بھی خلق خدا کو حراساں پریشان اور خوف زدہ کردیا تھا ایک شخص زلزلہ کے خوف سے ۱۴ - اپریل کو کھلے میدان میں جاکر سورہا افسوس اُس میدان میں جہاں وہ سو رہا تھا سانپ نے کاٹا اور اسی میدان میں مرگیا

ترنتارن - میں زلزلہ سے بڑا نقصان ہوا ایک بھی مکان محفوظ نہیں رہا سکھوں کے مندر کا بہت بڑا گنبد گرگیا مگر کسی کی جان نہیں ضایع ہوئی بڑی خیریت ہوئی کہ گنبد چھت توڑتا ہوا نہیں گرا اگر اس طرح گرتا تو بہت سی جانیں ضایع ہوتیں کیونکہ اس وقت چھت کے نیچے بہت سے لوگ پرستش کررہے تھے - تالاب کے ایک طرف دو گمٹیاں بنی ہوئی تھیں اُن کا چھجا گرنے سے نو آدمی ہلاک اور نو آدمی مجروح ہوے اور مجروحوں میں سے اب ایک شخص فوت ہوگیا اور چرچ مشن اور جدید دارالمجذومین کی عمارتیں بچ گئیں اور تحصیل کے مکانات کو بہت ضرر پہنچا -

فیروز پور - ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو جو قیامت خیز زلزلہ ریاست سکیت میں آیا تھا اُس روز جناب سیٹھ پنّا لال صاحب بہادر وزیر ریاست سکیت میں نہ تھے بلکہ وہ معہ عیال کے فیروزپور میں موجود تھے اور سکیت سے بغرض حصول نیاز حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب و صاحب کمشنر بہادر تشریف لائے ہوئے تھے سیٹھ صاحب کے بہت سے دوستوں نے اپنے اخلاقی اصول و محبت سے بذریعہ تار و خطوط کے اُن کی صحت و خیریت مزاج کی بابت دریافت فرمایا ہے - جن کو معلوم کرکے یہ خوشی ہوگی کہ سیٹھ پنّا لال صاحب بہادر وزیر ریاست ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے بال بال بچ گئے البتہ اُن کی رہایشی کوٹھی بالکل گر گئی تھی -

ڈلہوزی - میں سہ شنبہ کو چھ بجے بیس منٹ صبح کو اول زلزلہ آیا جس کی حرکت شدید تھی اور ڈیڑھ منٹ تک رہی تھی اس کے بعد ایک گھنٹہ تک پانچ پانچ منٹ کے وقفہ کے بعد خفیف سے زلزلے آیا کئے پھر اسی روز گیارہ بجے شب کے ایک زلزلہ آیا - اس زلزلہ میں پہلا زلزلہ ایسا شدید تھا کہ کبھی ایسا زلزلہ یہاں نہیں آیا تھا مگر نہ تو سکانوں کو کوئی بڑا ضرر پہنچا نہ جانوں کا اتلاف ہوا بازار ڈلہوزی اور بلون بدستور موجود ہے اوکالونٹ اسکول کی عمدہ عمارت کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا کیسا کوئی درار تک نہیں آئی -

بیان کیا گیا ہے کہ چھ بجے ۲۰ منٹ صبح کو زلزلہ آیا تھا نہ کہ سات بجے جیسا کہ مشہور کیا گیا تھا گو تین منٹ تک رہا مگر کوئی بڑا ضرر نہیں پہنچا کچھ آتشخانہ گر گئے اور کچھ اینٹیں ڈھیلی پڑ گئی ہیں - جایداد کا کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا - البتہ نہرا اور بکروٹہ میں دو گھر تباہ ہو گئے ہیں - اور کئی دیگر سکانوں کی دیواریں تڑق گئیں اور ملازموں کے کوارٹرز کو کچھ نقصان پہنچا -

مری - ۶ بجے ۲۰ منٹ پر زلزلہ محسوس ہوا - صرف چند عمارتوں کے دودکش گر پڑے - اور پتھر ہل گئے ہیں سونی مرغ میں خفیف سا زلزلہ آیا ہے -

بلند شہر - ۴ - اپریل - آج صبح ۶ بجے پر ۱۵ منٹ گزرے تھے - آفتاب اپنے چہرہ سے سیاہ چادر دور کر چکا تھا - اپنی آمد کا جلوہ عالم کو دکھلا رہا تھا - رات صبح کے گلے مل مل کے رخصت ہو چکی تھی - مرغان سحری اپنے خوشی کے عالم میں درختوں پر بیٹھے ہوئے پیاری پیاری آواز نکال رہے تھے کہ یکایک زلزلہ زمین کو پیدا ہوا - در و دیوار ہلنے لگے - گھڑی سامنے موجود تھی کامل ۵ منٹ ایسی تیزی رہی کہ ہر فرد بشر کے اوسان خطا تھے - تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ زلزلہ آیا - یہ حالت صرف ایک منٹ تک رہی -

بھوپال۔ قصبہ بریلی۔ ضلع جنوب بھوپال میں ۲۸ محرم مطابق ۴۔ اپریل۔ موافق ۱۳ حمل کو قبل از طلوع آفتاب جہاں تاب زلزلہ آیا۔ جس سے تمام زمین میں لغزش پیدا ہوئی۔ لیکن بافضال رب لایزال ہر طرح سے خیریت رہی۔ سنا ہے کہ اس زلزلہ کا اثر دور دور تک پہنچا ہے اور اکثر مقامات میں بڑا نقصان ہوا۔

شکر گڈھ۔ ضلع گورداسپور۔ ۴۔ اپریل۔ صبح ٹھیک ۶ بجے خلق اللہ جاگ پڑی تھی۔ عورتیں چکیاں پیس رہیں تھیں۔ نمازی نماز پڑھا رہے تھے۔ عام لوگ کام پر جانے کو تیار تھے کہ سخت زلزلہ آیا۔ بوڑہے آدمی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی عمر میں ایسا زلزلہ نہیں دیکھا مقام تحصیل کی ڈیوڑھی کی اوپر کی دیوار کا پردہ گر گیا ہے نشست گاہ تحصیلدار صاحب و شفاخانہ و ڈاک بنگلہ میں دراڑیں آگئیں نالہ موضع میں جو تحصیل سے نصف میں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اُس میں شگاف فٹ فٹ چوڑے گز گز گہرے ہو کر پانی سے طغیانی آگئی۔ موضع بدوال متصل شکر گڈہ میں چار گھماؤں گندم کا کھیت قطعہ زمین سے دس گز گہرا ہو گیا ہے۔ شہر میں کئی مکان گر گئے ہیں۔

جہلم۔ آج ۴۔ اپریل کو عین سوا چھ بجے صبح کے جہلم میں ایسا سخت زلزلہ محسوس ہوا کہ غالباً ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا۔ گھڑی موجود تھی۔ برابر پانچ منٹ تک زمین جنبش میں رہی تازہ بنے ہوئے اور خام مکانات میں کہیں کہیں شگاف بھی آگئے ہیں۔ درختوں کا جھومنا ایک ایسا نظارہ تھا کہ گویا زور کی باد صرصر چل رہی ہے۔ خدا ہر ایک بلا سے پناہ میں رکھے علی الدوام فتح حاصل ہو۔

فاضلکا ضلع فیروزپور۔ آج ۴۔ اپریل علی الصباح ۶ بجے ۱۵ منٹ پر سخت زلزلہ آیا اور ۲ منٹ تک محسوس ہوتا رہا۔ حکیم مطلق بطفیل محمدؐ ہر وضیع شریف کو اس بلا سے بچائے۔

بھنگالہ ضلع ہوشیارپور۔ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ۶ بجے کے قریب بڑا ہیبت ناک زلزلہ محسوس ہوا مکانات اور درخت لرزہ میں آگئے بعض پختہ مکانات کو خفیف سا نقصان بھی پہنچا ہے شکر ہے کہ کسی جان کا نقصان نہیں ہوا دیگر جگہوں سے ایسی ایسی منحوس خبریں آئی ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ علاوہ نقصان مال کے نقصان جان بھی ہوا ہے۔ **دوسوہہ** کی خبر ہے کہ وہاں دو جانوں کا نقصان ہوا۔ اور کئی ایک مکانات سربسجود ہو گئے۔ ایسا ہی موضع ٹھاکر دوارہ میں ایک شخص دب کر مر گیا۔ **موضع سملی** میں جو

بھٹ گالہ سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب شمال مغرب ہے کہتے ہیں کہ زمین پھٹ کر بیچ میں سے پانی اوبل پڑا ہے ایسا ہی دریائے بیاس کے قریب قریب بہت جگہ چشمے پھوٹ پڑے ہیں۔ نکیریاں سے اطلاع آئی ہے کہ وہاں بھی چار پانچ چوبارے گر گئے ہیں البتہ قابل شکر یہ بات ہے کہ وہاں نقصان جان نہیں ہوا۔

مالیر کوٹلہ۔ یہاں منگل کو چھ بجکر ۵ منٹ پر سخت زلزلہ آیا جو ۴ سکینڈ تک رہا۔ کوہ مری میں ۶ بجے صبح کے محسوس ہوا اور چند سکینڈ رہا۔ ڈلہوزی میں زلزلہ سے بہت نقصان ہوا ہے یکسترہ صاحب کا مکان گر پڑا۔ جالندھر میں ۶ بجکر ۲ منٹ پر زلزلہ آیا جو چھ منٹ سے زیادہ محسوس ہوا۔ عمارات مکانات درو دیوار اور زمین کی جنبش کا شور مسموع ہوتا رہا۔ ۲ منٹ تک لہر شمال مغرب سے جنوب مشرق کو جاتی ہوئی معلوم ہوئی اس کے بعد ۸ بجے صبح تک خفیف صدمے محسوس ہوتے رہے اور عرصہ تک بند نہیں ہوئی تھی۔ پرانے مکانات کو سخت نقصان پہنچا نئی عمارات پھٹ گئی تھیں۔ لوگ اضطراب میں تھے مرد اور عورتیں گھروں سے نکل کر صحن میں سکونت پذیر ہوئے ہیں۔ جایداد کا نقصان بہت زیادہ ہے فیروز پور میں چھ بجے صبح کے بعد زلزلہ آیا۔ لوگوں کے دل بستروں میں دہل گئے ایک منٹ تک یہی کیفیت رہی معلوم ہوتا تھا کہ زلزلہ جانب شمال سے آیا ہے۔ ایک دو مکان شہر میں گر گئے بغدادی دروازہ شق ہوگیا۔ چند آدمی جو دب گئے تھے نکالے گئے اُن میں سے ایک عورت مردہ پائی گئی

قادیان۔ (ضلع گورداسپور) آج ۴۔ اپریل کو یہاں خطرناک زلزلہ آیا! الحمداللہ کوئی نقصان نہیں ہوا

کیتھل۔ (ضلع کرنال) ۴۔ اپریل کو بوقت ۶ بجے صبح ۲ منٹ تک ایسا سخت زلزلہ آیا کہ کل عمارات شہر شق ہوگئیں۔ اور کئی ایک۔ مکان گر گئے۔ امجید اس حلوائی کی لڑکی جس کی عمر ۹ یا ۱۰ برس کی تھی دو منزلہ مکان کے گرنے سے سوتی ہوئی دب کر مرگئی۔ تحصیل۔ تھانہ۔ پرانہ قلعہ۔ کوٹھی جو رئیس مرحوم والئی کیتھل کے بھائی اودے سنگھ صاحب کی تعمیر کردہ تھی اور جس کے آثار دو دو گز کے تھے اور جس کی پختگی مانی ہوئی اور قابل تعریف تھی جا بجا سے پھٹ گئی اور کچھ تعمیر گر بھی گئی۔ چودہری سریرام صاحب نائب تحصیلدار معہ عیال بال بچے جس مکان میں وہ تے بالکل شق ہوکر گر گیا۔

بگرہ ضلع بلند شہر۔ ۴۔ اپریل آج صبح جب کہ ۶ بجے پر ۲۹ منٹ تھے زلزلہ آیا تخمینا دو منٹ کے اندر دو مرتبہ محسوس ہوا۔ دوسرا جھٹکا ایسا تیز تھا کہ مکان کی دیواریں گرتی ہوئیں

معلوم ہوتی تھیں۔ اور ہر ایک شخص کو زلزلے کا آنا معلوم ہونے لگا۔ کلاک گھڑیاں چلنے سے رک گئیں۔

آمین آباد ضلع گوجرانوالہ - یہاں زلزلہ سے دیوانوں کی عالیشان حویلیوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور اور لوگوں کے گھروں کو بھی صدمہ پہنچا ہے۔

بریلی - ۴۔ اپریل۔ یہاں آج ۶½ بجے صبح کے زور شور سے زلزلہ محسوس ہوا۔ جس کی رفتار اتر سے دکھن جانب قریب ایک منٹ تک زیادہ شدت سے اور قریب نصف منٹ تک کمی کے ساتھ محسوس ہوتی رہی جس کے صدمہ سے کتب خانہ شہر بریلی میں دو مقام پر شگاف ہوگیا اور بزبانی پنڈت صاحب مہتمم کتب خانہ معلوم ہوا کہ کوتوالی و نیز کالج کے ایک کمرہ میں اسی طرح شگاف ہوگیا دھ تک ہر ایک شخص کی زبان پر زلزلہ ہی کا ذکر ہوتا رہا۔

گوجرانوالہ - ۴۔ اپریل۔ آج صبح ۶ بجے ۵ منٹ پر اس قدر سخت زلزلہ آیا کہ اس نے سخت سے سخت عمارات اور سنگین سے سنگین دلوں کو ہلا دیا۔ شہر بھر میں بہت سے مکانات کو نقصان پہنچا ہے۔ جامع مسجد کے حوض کا پانی پہلے ہچکولے سے جو مغرب سے مشرق کی طرف تھا بہت سا نکل گیا پھر دوسرے ہچکولے سے جو مشرق سے مغرب کی طرف تھا اور پانی نکل گیا زلزلہ کا پہلا حملہ زبردست تھا جو دو منٹ تک برابر رہا لبعد ازاں تین چار مرتبہ اور بھی خفیف سا محسوس ہوتا رہا جس کا ظہور قریب ۷ بجے تک کے رہا۔ اس زور شور کے زلزلہ نے عمارات میں دراڑیں ڈال دیں اور اکثر مکانات گرا دئے اور تقریباً ۶۰ یا ۷۰ مکان منہدم ہوگئے اگرچہ مال کا بہت سا نقصان ہوا مگر شکر ہے کہ کوئی جان ضایع نہیں ہوئی۔

جے پور - ۴ اپریل کو یہاں بھی بڑی تیزی سے زلزلہ محسوس ہوا مگر زیادہ نقصان نہیں ہوا اس کے لبعد بھی آٹھ دفعہ زلزلے محسوس ہوئے۔

روہتک بڑے زور شور کا بھونچال آیا۔ مکانوں کو ضرر پہنچا۔ مگر جانوں کی خیر رہی۔

راولپنڈی - پایونیر وغیرہ کے رپورٹروں سے زلزلہ سخت تھا ۱۰-۶ بجے سے قریباً ۵ سکینڈ تک تک رہا۔ رفتار شمال مغرب سے جنوب مشرق کو تھی۔ کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔

لکھنؤ - ۶½ بجے دو جھٹکے زد سے محسوس ہوئے لیمپ اور برتن ٹکرا گئے۔ زلزلہ قریباً ½ منٹ رہا۔ رفتار شمال مغرب سے جنوب مغرب کو تھی ۴۔ اپریل تک کوئی نقصان نہیں سنا گیا۔

آگرہ - ۴۔ اپریل زلزلہ خفیف تھا کوئی ۲۰ سکینڈ تک رہا۔ رفتار شمال سے جنوب کو تھی۔

جموں - ۴ - اپریل - بوقت ۶½ بجے صبح نہایت حیرت ناک زلزلہ آیا - قریب تین منٹ تک رہا - سینکڑوں مکان گر گئے - بڑے بڑے عالیشان مکانات میں درزیں آگئیں - خاص راجہ صاحب کے محلات میں بھی نقصان ہوا - مندروں کے کلس گر گئے - تار جو کشمیر کو جاتی ہے - راستہ میں ٹوٹ گئی - جس سے آمد تار خبر کشمیر سے بند ہو گئی اودھم پور ضلع ریاست ہذا میں بھی یہی حالت ہوئی - یہ خدا کا فضل ہوا کہ جانوں کی خیر رہی - مکانات پختہ و خام شق ہو گئے - سب لوگ مکانات سے باہر نکل گئے تھے - زمین سخت جنبش میں آئی - جیسے سمندر کی لہریں چھاونی متصل جوگی دروازہ کی بارکوں کو بہت نقصان پہنچا مگر جانیں بچ گئیں سرینگر - زلزلہ کی شدت نے بہت سے مکان غارت کر دئے ہیں اور بہت سے انسان مقتول و مجروح بنا ڈالے -

کھاری علاقہ جموں - ۴ - اپریل کو قبل از طلوع آفتاب ۵ منٹ تک زلزلہ رہا مکانات بہت سے گرے ہیں قدرت خدا سے ایک نالہ جو بالکل خشک پڑا ہوا تھا اس میں ایک بارگی زمین سے پانی خود بخود نکلنا شروع ہو گیا اور تمام نالہ زور سے دریا کی طرح بہنے لگا پانی کی زیادتی اور زور اس قدر تھا کہ آدمی کی مجال نہیں ہو سکتی تھی کہ اس کو عبور کر سکے پہلے زلزلہ کے بعد بھی تین دفعہ زلزلے نمودار ہوئے اور نصف نصف منٹ تک محسوس ہوتے رہے پر منڈل میں بھی جہاں اہل ہنود کی زیارتیں ہیں وہاں بھی کئی مکان مسمار ہو گئے

سیالکوٹ - یہاں بھی ۶ بجے صبح کے بعد ۲ منٹ پر ایک عظیم زلزلہ آیا چند منٹ رہا قریب ایک سو مکانات گر کر تباہ ہو گئے - شیر سنگھ متوفی کا مکان بازار میں گرا - جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے - بڈھے بڈھے آدمی کہتے ہیں - کہ ایسا زلزلہ یہاں پہلے کبھی نہیں آیا پورے تین منٹ تک رہا جہاں تک خیال کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مکان بغیر نقصان کے باقی نہیں رہا رومن کیتھولک چیپل اور چرچ اور چھاونی مجسٹریٹ کا بنگلہ - ان تین عمارات کو سب سے زیادہ صدمہ پہنچا - شہر میں کوئی درجن بھر مکان مسمار ہو گئے - مگر شکر ہے کہ نہ تو کوئی دب کر مرا نہ زخمی ہوا - اور نقصان مال بھی نسبتاً کم ہوا - مگر شہر میں دس بارہ مکان ضرور گر گئے -

بجنور - ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء سہ شنبہ کے دن صبح کے وقت چھ بجے آفتاب طلوع ہو رہا تھا مسلمانوں نے نماز اشراق کی نیت باندھی تھی کہ یکلخت زلزلہ محسوس ہوا اور اُس کی حرکت

آناً فاناً اس قدر بڑھی کہ لوگ بیٹھے ہوئے اٹھ نہ سکے اور کھڑے ہوئے گر پڑے درخت زمین سے لگ لگ جاتے تھے مکان جھولے کی طرح ہل رہے تھے - بکریاں اور مرغیاں زمین پر شور مچا رہی تھیں پرند درختوں سے اوڑ کر ہوا پر پہنچ گئے اور بآواز بلند خدا کی تسبیح ادا کرنے لگے غرض ایک قیامت کا نمونہ سامنے آگیا - ہر شخص بجائے خود لرزاں اور صرف اپنی ہی فکر میں تھا طاعون کی دہشت دل سے دور ہوگئی تھی اور یہ خیال تھا پناہ بخدا شاید زمین کا تختہ لوٹنے کے لئے حکم ہوگیا ہے شہر کے اکثر مکان شق ہوگئے اور بعض منہدم ہوگئے - سول کی بعض کوٹھیاں شکستہ ہوگئیں - یہ کیفیت قریباً پانچ منٹ تک رہی - اس کے بعد سات بجے سے کچھ پیشتر زلزلہ ہوا اور ایک منٹ تک معلوم ہوا - پھر ۱۰ - ۱۱ بجے کے درمیان زلزلہ آیا پھر دو بجے سے پیشتر ظہر کے وقت ایک جھٹکا بھونچال کا ہوا - بعض لوگ کہتے ہیں ساڑھے ۲ بجے بھی ایک حرکت محسوس ہوئی تھی لیکن اس کی تصدیق بہت کم لوگ کرتے ہیں غرض صبح سے دو بجے دن تک چار یا پانچ مرتبہ زلزلہ آچکا خلقت نہایت سراسیمہ اور لرزاں تھی - رات کو مکان کے اندر سونے سے لوگ بہت ہی خایف رہتے تھے -

شہر متھرا میں زلزلہ - مثل دیگر شہروں کے ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو بوقت ۵ بجے صبح متھرا میں سخت زلزلہ محسوس ہوا - جو تقریباً ڈیڑھ منٹ تک رہا - شہر میں ہر شخص کی زبان پر اسی کا ذکر تھا - ایسا سخت زلزلہ کبھی کسی نے نہیں دیکھا - لیکن اس قدر فضل خدا رہا - کہ کوئی مکان نہیں گرا - نہ کسی جان کا نقصان نہیں ہوا -

ساگر - ۴ - اپریل کو ۶ بج کر چھ منٹ گزرے ہونگے کہ زلزلہ محسوس ہوا - جو لوگ دو منزلہ سہ منزلہ مکانوں میں رہتے ہیں اُن کو اس کا زیادہ احساس ہوا اور جو لوگ نیچے کی منزلوں میں رہتے ہیں اُن کو کم اُس وقت ایک قسم کی پھڑپھڑاہٹ کی سی آواز آتی تھی -

علیگڈھ - ۴ - اپریل کو قریب طلوع زلزلہ محسوس ہوا - اور ۴ منٹ تک رہا کسی قسم کا نقصان ذرا بھی نہیں ہوا

آگرہ - ۴ - اپریل کو بروز سہ شنبہ ۶ بجے صبح کے بعد زلزلہ آیا اور ۴۰ سیکنڈ تک رہا - کوئی معتدبہ نقصان نہیں ہوا -

میرٹھ - یہاں زلزلہ نو دس منٹ تک قایم رہا - صدر بازار کی مسجد اور شاید کسی کچہری کو بھی سخت صدمہ پہنچا -

غازی آباد - ۴ - اپریل کو زلزلہ شدید تھا قریباً ۲ منٹ رہا - رفتار شرق سے مغرب کو تھی -

سکندر آباد - ۴ - اپریل کو زور کا بھونچال آیا جو دو منٹ تک رہا - رفتار جنوب سے شمال کو تھی
لینسڈون - ۴ - اپریل کو زلزلہ ۷ بجے آیا - مال کا بڑا بھاری نقصان ہوا -
جھالراپاٹن ۴ - اپریل ۶ ½ بجے سے برابر زلزلے آتے رہے -
کلاس والہ - ایک آدھ مکان کے سوا اور کوئی نقصان نہیں ہوا - مگر صدمہ خطرناک تھا -
نوشہرہ - کئی مکانات خراب ہو گئے - ایک آدھ جان بھی گئی -
قلعہ سوبھا سنگھ - مکانات کو سخت صدمہ پہنچا -
مالیر کوٹلہ - میں زلزلہ کے وقت ایسی حالت تھی کہ اس کے خیال سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں
جہلم - پورے ۵ منٹ تک زمین اس قہر الٰہی سے کانپتی رہی - عمارات کی حالات مخدوش تھی -
ہانسی - (حصار) زلزلہ کا صدمہ ایک منٹ تک بڑے زور سے محسوس ہوتا رہا -
بمبئی - چند سال قبل آسام میں جو کیفیت گزری تھی وہی اس زلزلہ سے بمبئی کی حالت ہوئی
رپورٹ بمبئی اس کے برخلاف ہے بلکہ بمبئی میں مطلق زلزلہ محسوس نہیں ہوا -
صوبہ متحدہ میں بھی کوئی مقام اس صدمہ سے محفوظ نہیں رہا -
رامپور (تحصیل دیوبند) میں جان و مال کا نسبتاً بڑا نقصان ہوا -
کوٹلی کلاں - (پٹیالہ) اکثر مکانات زمین کے ہم سطح ہو گئے -
بدایوں - بسولی - مرزاپور - اوجہال - اور سرکھ میں بھی مکانات کے علاوہ کئی جانیں ضایع ہوئیں
گورنمنٹ بمبئی نے گورنمنٹ انڈیا کو سرکاری طور پر رپورٹ دی ہے کہ اس پریسیڈنسی میں
زلزلہ سے کچھ نقصان نہیں ہوا - ۴ - اپریل کا زلزلہ کوچین - چکراتہ - اور کیلانہ میں بھی جن کا
ابھی تک ذکر نہیں کیا گیا - زور شور سے محسوس ہوا - نقصان بھی بہت کچھ پہنچا -
بہار - ۴ - اپریل کو بروز سہ شنبہ ۶ بجے صبح کے تقریباً ڈیڑھ منٹ تک زلزلہ محسوس رہا اکثر
لوگوں نے کاروبار کی وجہ سے اور نیز خفیف رفتار ہونے سے خیال نہیں کیا مگر جتلانے اور
بتانے سے برابر زلزلہ کا ظہور ہوا معلق چیزیں دیر تک ہلتی دکھائی دیں -
شاہجہاں پور - ۴ - اپریل کو ۶ بج کر ۱۰ منٹ پر ایک شدید زلزلہ واقع ہوا اور ۲ منٹ سے
زیادہ عرصہ تک قایم رہا اور تین مرتبہ زمین کو حرکت ہوئی - پہلی حرکت عجیب قسم کی تھی جیسے
کشتی پانی میں اچھلتی اور ڈوبتی ہے یعنی زمین اوپر نیچے ہوتی تھی - پھر دو دفعہ زلزلہ کی حرکت
مغرب سے مشرق کی جانب معلوم ہوتی تھی تمام درخت اور مکان ہل رہے تھے لکڑیاں چرخ

رہیں تھیں ۔عجیب وغریب معاملہ ہورہا تھا اگرچہ شاہجہاں پور کے لوگ زلزلہ کی نسبت پشینگوئی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خاص محرم کے روز زلزلہ آئیگا ۔ مگر کوئی شخص بھی ان باتوں پر خیال نہیں کرتا تھا اور جب محرم گزرچکا تو زلزلہ کا خیال دلوں سے محو بھی ہوگیا تھا لیکن زلزلہ آیا پر آیا مگر کسی قدر دیرا ور ترمیم سے آیا ۔ ہاں ایسی ترمیم سے زلزلہ نہیں آیا ہے جیساکہ ہمارے مرزاجی کی پشینگوئیاں ہوتی ہیں ۔ بہرصورت خدا اس بلا سے بچائے اور اللہ اپنے بندوں پر اکرام فرمائے

جمرود و لنڈی کوتل ۔ ۴ ۔اپریل کو زلزلہ آیا مگر سخت نہ تھا ۔

پشاور ۔ میں بھی خفیف حرکت محسوس ہوئی ۔

ملوال جدید ۔(فیروزپور) ۴ ۔ اپریل ۲ منٹ تک سخت حرکت محسوس ہوتی رہی ۔ پھر ۵ منٹ تک خفیف رہا ۔ پرند درختوں پر سے اُڑکر بھاگ گئے مکانوں کے لرزہ سے دل دہل گئے ۔ خلقت میں سراسیمگی و ہراسانی پھیل گئی ۔

پسرور ۔ ۴ ۔اپریل ۔ ۶ و ۷ بجے کے درمیان زلزلہ عظیم آیا ۔شہر بھر میں تہلکہ پڑگیا ۔تمام مکانات کو صدمہ پہنچا ۔ اور دروزیں آگئیں ۔کئی مکان گر بھی پڑے ۔ فی الحال کوئی جان تو ضایع نہیں ہوئی مگر عمارتوں کی حالت مخدوش وخطرناک ہے ۔

چھاونی سیالکوٹ ۔ ۴ ۔ اپریل ۔گرجے کا بہت بڑا حصہ گر گیا ۔ دو بنگلے بھی منہدم ہوگئے ۵ آدمی دیکر مرگئے ۔ شہر میں بھی کچھ نقصان ہوا جس کی تفصیل ابھی معلوم نہیں ہوئی ۔دیہات گردونواح میں بھی کئی جانیں تلف ہوئیں ۔ کئی جانور کھڑے کھڑے گر پڑے ۔ بہت سے آدمی صدمہ سے دیر تک بیہوش رہے ۔

دینانگر ۔ ایسا زلزلہ آیا کہ اکثر مکانات گرگئے ۔ قریباً ۱۰ منٹ تک شدت رہی اور دو گھنٹہ تک گاہ گاہ خفیف حرکت رہی ۔

ہوشیارپور شہر ۔ ۴ ۔ اپریل بڑے زور شور سے زلزلہ آیا اور ۴ منٹ تک رہا ۔بہت سے مکان مسمار ہوگئے ۔ اکثروں کو خفیف ضرر پہنچا ۔ ۳ آدمی بھی دیکر زخمی ہوے ۔ دوکانداروں کے مال کا بھی بڑا نقصان ہوا ۔ ساڑھے ۴ بجے تک بیس مرتبہ زلزلہ محسوس ہوچکا ہے ۔ اکثر آدمی شہر چھوڑکر باہر چلے گئے ہیں ۔

ملتان ۔ ۴ ۔اپریل ۔ ایسا سخت زلزلہ آیا کہ بڑے بڑے معمر بزرگ کہتے ہیں پہلے کبھی نہ آیا تھا ۔

اجنالہ ۔ ۴ ۔اپریل کو زلزلہ سے بڑا نقصان ہوا ہے ۔

گوگیرہ ضلع منٹگمری - ۴ - اپریل کو بوقت ۶ بجے بمقام گوگیرہ ضلع منٹگمری اس زور سے زلزلہ آیا کہ درخت زمین پر بالکل گرتے معلوم ہوتے تھے اور آواز ایسی ہوتی تھی کہ گویا ریل آرہی ہے - ہر ایک آدمی خدا سے دعا مانگتا تھا -

بھیرہ ضلع جہلم - ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو زلازل کے غضبناک صدمات سے زمین جابجا سے شق ہوگئی ہے - ان میں کی بعض بعض دراڑیں تین تین سو فٹ لمبی اور چار چار انچ تک چوڑی تھیں مگر نقصان جان و مال اور مکانات کا کچھ نہیں ہوا -

راولپنڈی - میں حرکت زلزلہ شمالی - غربی جانب تھی اور ۶ بجے ۱۰ منٹ پر محسوس ہوا اور ۹۰ سکینڈ تک رہا -

لکھنؤ ۶ ½ بجے زلزلہ آیا حرکت شرقاً - غرباً تھی - ۳۰ سکینڈ تک جنبش محسوس رہی -

آگرہ - حرکت شمال سے جنوب کو تھی -

رامپور - ۶ - بجے ۱۵ منٹ پر محسوس ہوا حرکت شمال سے جنوب کی طرف تھی ایک منٹ قایم رہا

غازی آباد - حرکت زلزلہ شرق سے غرب کو تھی -

سکندر آباد - ۶ بجے ۱۵ منٹ پر زلزلہ نمودار ہوا دو منٹ رہا -

جالندھر - حرکت مشرق سے مغرب کے جانب تھی ۶ بجے ۲ منٹ پر -

کلکتہ ۴ - ماہ حال کو یہاں ایک خفیف زلزلہ آیا - سینٹ زیور کالج میں قوت مقناطیسی کے گھنٹہ کے رک جانے سے یہ محسوس ہوا سات بجنے میں ۱۰ منٹ باقی تھے کہ اس کے لنگر کی حرکت موقوف ہوگئی -

رصد خانہ علی پور کی تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ مقیاس الموسم کے پارہ کا اٹھ جانا زلزلہ کی پہلی علامت تھی اور دوسری علامت یہ تھی کہ جب سات بجنے میں آٹھ منٹ باقی تھے تو تنجیم کا گھنٹہ رک گیا تھا اور اس کے لنگر کے شمال و جنوب حرکت کرنے سے معلوم ہوا کہ زلزلہ کی حرکت مشرق سے مغرب جانب تھی - ۲۰ منٹ تک تزلزل رہا -

مقام کیلانہ ۴ - ماہ اپریل کو چھ بجے دس منٹ صبح کو یہاں ایک ایسا زلزلہ آیا کہ جس طرح تلاطم سمندر میں جہاز کو حرکت ہوتی ہے اسی طرح مکانات ہلنے لگے گو جانیں تو نہیں ضایع ہوئیں مگر مکانوں کو بہت ضرر پہنچا اور افسران ڈپو کا مسکوٹ بالکل گر گیا اور بارک نمبر ۲ میں ایسی درار پڑی کہ اس کے دو حصے ہو گئے اور ہر بنگلے کو کم و بیش ضرر پہونچا اور

اسپتال میں کئی کمرے ایسے مخدوش ہو گئے کہ اب اُن میں بیمار نہیں رکھے جا سکتے بازار میں بھی بڑا نقصان ہوا اور انگلش گرجا گھر بھی متضرر ہوا۔

کلکتہ ۴۔ اپریل کی صبح کو کلکتہ میں زلزلہ کا خفیف صدمہ محسوس ہوا۔ زیویئر کالج میں اس کی آمد معلوم ہوئی۔ جہاں برقی کلاک کا ٹازریں پنڈولم ۶ بج کر پچاس منٹ پر ٹھہر گیا۔ اصلی صدمے ۷ بج کر ۱۰ منٹ تک محسوس ہوتے رہے۔ گویا ۲۰ منٹ تک زلزلہ رہا۔ اور غیر محسوس حرکت کہا جاتا ہے۔ کہ ساڑھے دس بجے تک رہی

بمبئی ۔ ۴۔ اپریل کو زلزلہ کا کوئی صدمہ بمبئی میں محسوس نہیں ہوا۔ صرف کلابہ ابزرویٹری کے سسموگراف سے غیر معلوم جنبش معلوم ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوا۔ کہ پانچ بجکر ۵۴ منٹ پر صبح کے پانچسو سے سات سو میل کے فاصلہ پر بہت بڑا حادثہ واقعہ ہوا ہے۔ لیکن خود بمبئی اس صدمہ کے اثر سے باہر تھا۔ آبزویٹری کا ایک آلہ اپنی جگہ سے ہل گیا نیز مقناطیسی آلات پر بھی اثر ہوا۔ موجودہ زلزلہ آسام کے زلزلہ کے مشابہ ہے۔ جو چند سال ہوئے وقوع ہوا تھا

الہ آباد ۔ ۴۔ اپریل۔ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں زلزلہ تمام ممالک متحدہ میں محسوس ہوا۔

ضلع نیلور کے علاقہ مدراس میں سخت زلزلہ آیا تھا جس سے معدود عمارتوں کو نقصان پہنچا تھوڑی سی حرکت اس وقت شہر مدراس میں بھی محسوس ہوئی تھی۔

نیلور کے علاقہ اوگول میں ۸ بجے ۴ منٹ پر سخت زلزلہ آیا اور دس پل تک رہا جس کے صدمہ سے دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں اور ہسپتال کے کھپرے گر گئے مکانات کو نقصان پہنچا۔ لیکن کوئی جان تلف نہیں ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر حرکتیں محسوس ہوئیں۔ اور اسی وقت مدراس میں بھی زلزلہ محسوس ہوا تھا۔ جو پندرہ سیکنڈ تک ۱ تھا اور اس کی حرکت مشرق سے مغرب کو تھی۔

بھاموبرما میں زلزلہ ۲۲ مئی کی صبح ½۴ بجے سے ۶ بجے تک یہاں خفیف زلزلہ محسوس ہوا بارش بھی کچھ کچھ ہوتی رہی۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے۔ کیونکہ دھرمسالہ اور کانگڑہ کا زلزلہ ابھی تازہ ہے۔

بھاموں میں زلزلہ ۔ ۲۲۔ تاریخ ماہ مئی کی شب کو پانچ مرتبہ یہاں پر زمین کو جنبش ہوئی۔ پہلی جنبش زمین کی تین بجکر تیس منٹ پر ہوئی۔ دوسری جنبش تین بجکر پچاس منٹ پر۔ تیسری جنبش چار بجکر ۴۳ منٹ پر۔ چوتھی جنبش چار بجکر ۵۰ منٹ پر اور پانچویں پانچ

بجگر بلبلیچ منٹ پر۔ اول جنبش سخت تھی۔ یہانتک کہ مکان اور چارپائی زور سے ہلنے لگی بہت اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنا رحم کیا۔ گو چار مرتبہ اور زمین کو جنبش ہوئی۔ لیکن بتدریج پہلے سے کم ہوتی گئی۔ اور سب خیریت رہی۔ کچھ نقصان نہیں ہوا۔ آجکل زلزلہ اکثر آتا رہتا ہے۔

مقام سپٹی سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں بھی زلزلہ محسوس ہوا۔ مکانات اور مویشی کا البتہ نقصان ہوا۔ مگر آدمی کوئی ضایع نہیں ہوا۔

لاہور میں ایک عظیم خوفناک زلزلہ اور جان و مال کا نقصان

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو چھ بجے صبح کے ایک نہایت ہی شدید اور مہیب زلزلہ لاہور میں محسوس ہوا جس کی رفتار مشرق سے مغرب کو تھی اور بعض لوگ شمال سے جنوب کو کہتے تھے۔ یہ زلزلہ نہایت ہی ہیبت ناک تھا جس نے تمام لاہور کو ذرا سی دیر میں ہلا ڈالا اور چند لمحوں میں جان اور مال کا نقصان کر ڈالا۔ لاہور کے پیرانہ سال بیان کرتے تھے کہ انہوں نے اپنی مدت العمر میں ایسا جانکاہ زلزلہ نہیں دیکھا تھا جس نے بڑے بڑے زبردست دلوں کو بھی ہلا ڈالا۔ جس وقت لاہور میں زلزلہ واقع ہوا اس وقت ایک عجیب طرح کی ہل چل مچی ہوئی تھی اور واویلا اور کہرام کا عالم بپا تھا تمام لوگ گھبرائے ہوئے مارے مارے پھرتے تھے جن لوگوں کے مکانات گر گئے اور جانیں ضایع ہوئیں ان کا حال ناگفتہ بہ ہے قیامت کا حال تھا ایک ماتم مچا ہوا تھا ان لوگوں کے اثر سے دوسرے لوگ بھی رقت سے خالی نہ تھے بلکہ زار زار روتے تھے اور ایک قسم کی حیرت ہوتی تھی کہ خداوند عالم ایک ذرا سی دیر میں کیا سے کیا کر دیا۔ ہائے افسوس مرزا حسین علی صاحب کے دل پر اس وقت کیا گزرتی ہوگی جو پیسہ اخبار کے اسسٹنٹ اڈیٹر ہیں۔ صد حیف مرزا صاحب کے چار عزیز ایک آن واحد میں پیوند زمین ہو گئے۔ جو موچی دروازے کے اندر ایک کوچہ میں مقیم تھے یکایک مکان کے گرنے سے یکدم دب گئے۔ اس روز روزانہ پیسہ اخبار لاہور کے کارخانہ کے ملازمین نصف سے بھی زیادہ غیر حاضر تھے۔ شہر میں اکثر مکانات کو سخت صدمہ پہنچا تھا بہت سے گر گئے اور بہت سے آدمی دب کر مر گئے۔ وکٹوریہ گرل سکول لاہور جو راجہ نونہال سنگھ کی حویلی میں واقع ہے اور یہ ایک شاہی عمارت ہے جس کے کسی قدر مکانات

منہدم ہو گئے شاید ایک آدمی دب کر مر گیا ہے - اور کسی قدر مردمان مجروح بھی ہوئے ہیں۔
ٹاؤن ہال لاہور جو ایک نہایت ہی مضبوط عمارت تھی چند لمحوں میں پاش پاش ہو گئی۔ سٹیشن
لاہور کے کچھ حصہ کو بھی صدمہ پہنچا - میو ہسپتال اور عظیم الشان نئے ڈاک خانہ میں بھی کسیقدر
شگاف آگیا - مارکٹ یعنی پرانا عجائب گھر اور کئی ایک سرکاری اور پرایوٹ عمارات کو صدمہ
پہنچا اور دیواروں میں شگاف آگئی - روزانہ پیسہ اخبار کے کارخانہ کا حال سنئیے کہ کس قدر
نقصان ہوا - عالیشان داخلہ کے دروازہ پر جو دو بڑی اور کئی چھوٹی شاندار برجیاں تیسری
منزل پر نصب تھیں وہ سب کی سب زلزلہ کے صدمہ سے منہدم ہو گئیں مگر اللہ تعالیٰ کا
بڑا کرم اور فضل ہوا کہ اُس وقت جب کہ یہ عالیشان برجیاں ایک ہی دم سے گر رہی تھیں
کوئی راہ رو اس طرف سے نہیں گزرا ورنہ اور سخت غضب ہوتا خدا جانے کس قدر آدمی
مر جاتے - پیسہ اخبار کی اندرونی عمارات کی تیسری منزل کے کچھ پردوں کی دیواریں گرنے
کے صدمے سے دو چھتوں کے کچھ حصے ٹوٹ گئے اور کئی ایک دوسری دیواروں کو شگاف
آئے جو بہت بڑا نقصان ہے - مگر خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سا مکان محفوظ رہا
ہے - اور کارخانہ کے کارکنان میں سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا حالانکہ ایڈیٹر صاحب
پیسہ اخبار معہ اہل و عیال اسی مکان کے ایک حصہ میں مقیم تھے - یہ لکھنا عبث ہے کہ زلزلہ
کے وقت ناچیز انسان کی کیا حقیقت تھی - سوائے ذات کبریائی کے اور کچھ چیز نظر نہیں
آتی تھی - بہر حال اللہ نے فضل کیا اور تھوڑی دیر کے بعد یہ مصیبت ٹل گئی - لیکن نہایت
افسوس ہے کہ شہر میں سخت نقصان جان و مال کا ہوا - جس وقت بھونچال آیا - ۳ منٹ
کے عرصہ میں ۳ جھوکے نہایت سختی سے آئے - مکانوں کی دیواریں اور چھتیں بڑے زور
سے ہلنے لگ گئیں - دروازوں کے کواڑ خود بخود کھلتے اور بند ہوتے تھے - اور مکانات
جھونکوں کے صدموں سے اس طرح آگے پیچھے ہوتے تھے کہ گویا کوئی شخص گرانے کیلئے
عمداً اُن کو بڑے زور سے ہلا رہا ہے - بڑے بڑے معمر آدمیوں کا بیان ہے - کہ ایسا سخت
بھونچال کبھی دیکھنے میں نہیں آیا اگر جھونکوں کی ایسی شدت چند منٹ اور رہتی - تو بلا شک
قریباً تمام شہر مسمار ہو جاتا - تاہم شہر کے بہت سے حصہ کو اس سے سخت نقصان پہنچا - بڑی
بڑی عالیشان عمارتیں گر گئیں اور سر بہ فلک گردن فراز مکانوں کا غرور ٹوٹ گیا - یوں
تو شہر کا کوئی حصہ اور محلہ ایسا نہ ہوگا - جہاں اس تصادم سے شکست و ریخت کی نوبت نہ

آئی ہو۔ مگر یکی دروازہ ۔موچی دروازہ ۔ وچھووالی ۔ چنگڑ محلہ ۔لنڈا بازار سٹیشن ۔ ڈبی بازار
اور جوڑے موری میں بہت سخت نقصان ہوا ۔ ریل کے کارخانہ کی دیواریں پھٹ گئیں
اور آہنی شہتیر اپنی جگہ سے ہل کر چھت کا ایک حصہ ٹیڑھا ہوگیا ۔ بائلر شاپ تمام پھٹ کر ناکارہ
ہوگیا ریلوے سٹیشن کے وہ کمرے جن میں ڈی ۔ ٹی ۔ ایس کا دفتر تھا گر گئے ۔ اور نئے پلیٹ فارم
پر جو شمال کی طرف ہے اس کی ڈیوڑھی گر گئی ۔ اور ریفرشمنٹ روم کو صدمہ پہونچا ۔ سنہری مسجد
کے دو تو میناروں کے گنبد گر پڑے ۔ موچی دروازہ میں مشہور پتھروں والی حویلی پھٹ گئی ۔ منشی
محمد بخش صاحب سوداگر اسٹریلیا کا عالیشان مکان جو چند سال ہوئے انہوں نے بنوایا تھا اوپر
سے پھٹ گیا ۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے مکان کے پاس مسمی ننھے شاہ کا مکان
گر گیا تمام کنبہ نیچے دب گیا ، ۷ آدمیوں سے ۳ بچے باقی مر گئے ۔ دائی بھولی کی گلی میں بابو جودھا مل
دہلی والہ کا مکان گر گیا گھر کے کئی آدمی دب گئے ۔ اور ایک خورد سال لڑکی اور ایک عورت
مر گئی ۔ وچھووالی میں متصل استھان بھیروں لالہ سندر داس مہتہ کا مکان گر گیا ۔ اور چھ آدمی
نیچے دب گئے ۔ چند سسکتے ہوئے نکالے گئے ۔ اور چند مر گئے ۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ جلو کے
اسٹیشن کے پاس مسافر گاڑی الٹ گئی ۔ مگر تصدیق طلب ہے ۔ ریلوے شڈ میں بہت سی
گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئیں ۔ لوکو ورکشاپ کے مہتمم نے تمام کاریگروں کو ۴ گھنٹہ کی چھٹی
اس غرض سے عطا فرمائی کہ وہ اپنے گھروں اور بال بچوں کی جا کر خبر لیں ۔ مہتمم صاحب
اس ہمدردی کے لئے خاص شکریہ کے مستحق ہیں ۔ مضافات اور دیگر جگہ کے حالات معلوم
نہیں ہوئے زلزلہ کے بعد شہر میں ایک عجیب ہل چل مچی ہوئی تھی ۔ تمام باشندے ایک
عجیب وحشت ناک حالت میں ہراساں ادہر ادہر پھر رہے تھے ۔ ہر ایک کی زبان پر الاماں
جاری تھا اور ایک دوسرے سے اس طرح خیر صلاح پوچھتا تھا ۔ کہ کہو بھائی تمہارے
ہاں تو خیر رہی ۔ الغرض بھونچال کیا تھا ۔ زلزلہ قیامت کا نمونہ تھا ۔ جو لوگ قیامت کو ہزل
اور ان یقینی واقعات کو لغو سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ زلزلہ مشتے نمونہ از خروارے تھا ۔
اس روز دوپہر تک تین دفعہ زلزلہ محسوس ہوا ۔ ایک تو سب سے بڑا اور سخت ہولناک
پہلا زلزلہ تھا جو ۶ بجکر ۵ منٹ پر آیا تھا ۔ دوسرا خفیف جھوکا ۷½ بجے اور تیسرا ہلکا ۱۱ بجے محسوس
ہوا ۔ مینار مسجد سردار خاں مزنگ کا ایک حصہ گرا ۔ مسجد وزیر خاں کے شمال مغربی مینار
کی چھتری کو صدمہ پہنچا ۔ ڈاکخانہ کو کچھ نقصان پہنچا جو شدید نہیں ۔ ٹاؤن ہال کا نقصان شدید ہے

قرآن کریم میں جس قیامت خیز زلزلہ ساعت کا ذکر آیا ہے لوگوں نے اس کی کچھ کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ خداوند اپنے عاجز بندوں کو حفظ وامن میں رکھے۔

علاوہ ازیں دریائے راوی کے ریلوے پل کو ایسا ضرر پہنچا ہے کہ اِدہر اُدہر دونو جانب ریلوں کو ٹھہرنا پڑتا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی قبر کو بھی کسی قدر نقصان پہنچا تھا قلعہ کے روزنوں میں کئی مقام پر شگاف ہو گئے اور فوجی بارکیں بھی بے کار ہو گئی تھیں۔ سول سکرٹریٹ کے دفتر۔ سیانمیر کے گرجا۔ لاہور کے بڑے سرکاری گرجا کی بالفری لارنس ہال۔ منٹگمری ہال وغیرہ۔ اور دیگر کئی مکانات کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ یک منزلہ مکانات کی دیواروں اور شہر سے باہر کوٹھیوں کی دیواروں کو بھی شگاف آرہے ہیں غرض بمشکل لاہور کے تہائی چوتہائی مکانات صدمے سے بچے ہونگے۔

۵۔ اپریل کی صبح کو سر چارلس ریواز صاحب بہادر مع صاحب ڈپٹی کمشنر شہر کے زلزلے سے صدمے رسیدہ مکانات مثل مسجد وزیر خاں۔ طلائی مسجد۔ شاہی مسجد کو دیکھتے پھرتے تھے۔ شاہی مسجد کے میناروں کو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ البتہ ڈیوڑہی سے جس کے کماو پر زیارات ہیں کچھ پتھر گر گئے ہیں۔

انجمن حمایت اسلام کے بورڈنگ کو جو کرایہ کا مکان تھا۔ زلزلہ سے بہت صدمہ پہنچا لڑکے نکال کر سکول کے مکان میں لائے گئے۔ عمارت سکول میں بھی رہائش اور ہیڈ ماسٹر کے کمرے پھٹ گئے۔ خدا نے بڑی خیر کی کوئی نقصان جان نہیں ہوا لیکن اسلامیہ کالج کے کمرے جو سال گزشتہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور نے تعمیر کرائی تھی شکر ہے کہ اُن کو اس زلزلہ سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا یہ عمارات اور انجمن اسلامیہ کی عمارت ہال حاجی عبداللہ صاحب پنشنر وسپروائزر کے اہتمام اور نگرانی سے تعمیر ہوئی ہیں جو عمدہ اصول پر طیار ہوئے۔ گو ٹربیوں میں لکھا گیا ہے کہ زلزلہ سے دو سو کے قریب موتیں لاہور میں ہوئی ہیں۔ مگر غالباً پچیس سے زیادہ موتیں نہیں ہوئیں اسی کے قریب دس گیارہ بجے تک صاحب ڈپٹی کمشنر کو تعداد بتلائی گئی تھی۔ ہلیفکس صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور مع اپنی لیڈی صاحبہ اور پولیس کے تمام افسر شہر میں دورہ کرتے تھے۔ خطرناک مکانات پر پہرے کھڑے کئے جاتے تھے۔ اور مقتولین کی کیفیت لکھی جاتی تھی۔ ۴۔ اپریل کو پنڈت رامداس کے دو جوان لڑکے مکان کے نیچے دب کر مر گئے۔ ان میں سے ایک کی شادی ہونے والی تھی۔ اُن کی بدنصیب ماں نے

اصرار کیا۔ کہ لاشیں جلانے سے پہلے اُن کا فوٹوگراف لے لیا جائے۔ چنانچہ انہیں پگڑیاں باندھکر
ان کی لاشوں کے پاس بیٹھکر فوٹوگراف لیا گیا۔ ماں کی اس حسرت بھری کارروائی سے
لوگوں کو جو وہاں موجود تھے۔ نہایت اثر ہوا۔ یہی حال اُن وزکئی دوسرے گھروں میں تھا کہ
جہاں ایسی افسوس ناک موتیں زلزلہ سے وقوع میں آئی تھیں۔

۴۔ اپریل کو موچی دروازہ کے مسلمانوں نے دو بجے کے قریب زیارات متبرکہ کا جلوس
بڑی شان و شوکت سے نکالا۔ ہزارہا آدمی کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے جاتے تھے۔ تمام شہر میں انہوں
نے گشت کی جس بازار میں پہنچتے تھے۔ وہاں کے لوگ بھی ساتھ شامل ہو جاتے تھے ساتھ
ساتھ شربت وغیرہ کا انتظام تھا۔ شام کو واپس موچی دروازہ پہونچے۔ اور رات کو ان لوگوں
نے مجلس وعظ کرائی۔ لاہور کے مختلف مقامات پر وعظ تھا نیز شہر کے ہر ایک محلہ میں نذر
و نیاز کا زور و شور تھا۔ تمام رات شہر میں یہی شغل رہا۔ بہت سے لوگ شاہی مسجد اور دیگر
خانقاہوں پر توبہ کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

کارخانہ روزانہ پیسہ اخبار۔ ۴۔ اپریل کو لاہور میں جس طرف ذرا بھی نظر اوٹھا کر دیکھا
جاتا تھا تو سراسر نقصان جان و مال ہی کا ذکر مذکور تھا۔ تمام شہر ایک آفت میں مبتلا تھا اس
بلائے ناگہانی کے اثر سے ہمارے مکرم مسٹر محبوب عالم صاحب مالک روزانہ پیسہ اخبار و انتخاب
لاجواب لاہور بھی محفوظ نہیں رہ سکے چنانچہ اُن کے مکان اور دفتر اخبار کو بھی سخت نقصان
پہنچا زلزلہ نے تمام مکانات اور اُن کی چھتوں کو تو زیر و زبر کر ہی دیا تھا جس کی تلافی مسٹر موصوف
نے خود ہی کر دی تھی لیکن اس بھونچال کے طفیل سے مطبع کے مشین کا ایک انجن بگڑ گیا۔
اور بگڑ بھی کیا گیا بلکہ انجن کا ایک پرزہ ٹوٹ گیا اور پرزہ بھی ایسا ضروری ٹوٹا جسکی مرمت
کے لئے کئی روز درکار ہوئے ایسے موقعہ پر اگرچہ تمام پنجاب اپنے کاروبار کو بھولا ہوا تھا لیکن
اخبار ایک ایسا سخت اور ضروری چیز ہے کہ اس کے بند ہونے سے ہزارہا بندگان خدا کو طرح
طرح کے فکرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر بعد پہنچنے سے انتظار کا خون ہو جاتا ہے
اور ایسے سخت موقعہ پر اخبارات کی نہایت ہی قدر و منزلت ہوتی ہے۔ اور بڑی وقعت
کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں اور اس زلزلہ کی خبروں کا دار و مدار صرف ہندوستانیوں کو روزانہ
پیسہ اخبار ہی پر تھا مگر الحمد للہ کہ روزانہ پیسہ اخبار بند نہیں کیا گیا بلکہ اس مصیبت کے
وقت میں بھی وقت پر شایع ہوا مگر ہاں اس قدر ہرج انجن کے پرزہ ٹوٹنے سے ضرور ہوا کہ

روزانہ اخبار بجائے ۸ صفحوں کے چار چار صفحوں پر کئی دفعہ نکالا گیا یہ کوئی مضایقہ کی بات نہیں بلکہ ایک امر مجبوری تھا ہم مسٹر محبوب عالم صاحب کی اس سعی و کوشش بلیغ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اگرچہ انہوں نے نئے انجن کا پرزہ بگڑنے پر ناظرین کو اطلاع بھی دیدی تھی اور عذر بھی معقول پیش کیا گیا تھا مگر اخبار وقت پر نکلتا رہا۔ ہم مسٹر محبوب عالم اور تمام شہر کے نقصان جان و مال پر اظہار افسوس کرتے ہیں اور اس بات کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خدا نے سوائے وادی کانگڑہ کے برباد اور تباہ کرنے والی مصیبت سے پنجاب کے باقی حصہ کو بچا لیا انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور کا محمڈن ہال جو حال ہی میں تعمیر ہوا تھا اور جس کی مسقف ۶۰×۳۰ فٹ ہے اور اونچائی ۴۴ فٹ اور دوسری منزل پر بنا ہوا ہے خدا نے بڑا فضل کیا کہ وہ اس ظالم زلزلہ کے صدمہ سے محفوظ رہا۔

ایک خاندان کی تباہی۔ ۴۔ اپریل کی صبح کے قیامت خیز زلزلہ کے حادثات میں موچی دروازہ کا سانحہ قابل ذکر ہے۔ ایک سید خاندان (سید نتھے شاہ۔ اُس کے ۳ لڑکے ایک لڑکی بیوی اور والدہ۔ سب کا سب چھت کے نیچے دب گیا۔ سید موصوف کی والدہ باوجود ۲۰ روز سے بیمار تھی۔ مگر نہایت پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے باعث سے صبح کی نماز پڑھ رہی تھی اور سجدہ میں تھی۔ جبکہ دوسرے مکان کی دیوار گرنے سے چھت کا اگلا حصہ اُس پر آپڑا۔ بقیہ اہالی خاندان جبکہ گھر سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے تھے اس حادثہ اور راستہ کے بند ہوجانے سے سہم گئے۔ آناً فاناً چھت کا بقیہ حصہ بھی اُن پر آپڑا سات آدمیوں میں سے تین زندہ مگر مجروح نکلے۔ بقیہ چار دو لڑکے ان کی والدہ اور دادی جانبر نہ ہوسکیں۔ ہمدردوں اور تعزیت کرنے والوں کا نہایت ہجوم تھا۔ جب چار جنازے اکٹھے نکلے تو اہل درد۔ بالخصوص محلہ اور متصلہ بازاروں کی عورتیں چیخیں مار مار کر رو رہی تھیں عجب ہوش ربا سانحہ تھا۔ جناب مولوی سید علی صاحب حائری نے نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے مختصر تقریر میں حاضرین کو متنبہ کیا کہ یہ ہولناک زلزلے۔ طاعون۔ وبائیں اور خون کی بارش جیسا کہ بقول اخبارات بعض مقامات میں ہوئی ہے اور دیگر علامات غضب الٰہی کے آثار ہیں۔ مصر بیلی رام کی گلی میں لالہ بھولا ناتھ مالک مڈیکل ہال وچھو والی کی اہلیہ چھت کے نیچے دب کر رحلت کر گئی ہم آپ سے دلی ہمدردی کرتے ہوئے لکھتے ہیں پرماتما متوفی کو مکتی دیوے اور آپ کو صبر جمیل عطا کرے۔ آپ ایک شریف خاندانی دُھانی گھر

سیٹھ کھتری معقول جایداد کے مالک اور کافی آمدنی والے نوجوان خلیق آدمی ہیں اُمید ہے کہ آپ جلدی ہی کسی اچھے خاندان کے گھر بیاہے جائینگے اور آپ کے تمام غم غلط ہو جائینگے۔
سینٹ جوزف ۔ زلزلہ نے وقت پر تو اپنا زبردست اثر قیامت خیز دکھایا ہی تھا مگر بعد میں بھی جو عمارات باقی رہ گئیں تھیں اور جو بظاہر صحیح و سالم معلوم ہو رہی تھیں وہ بھی مضر رساں ثابت ہوئیں چنانچہ لاہور میں سینٹ جوزف یتیم خانہ کے بچے دوپہر کے بعد بال بال بچے جوں ہی بچوں نے مدرسہ کا مکان خالی کیا ویسی ہی تمام چھت زمین پر گر پڑی نیز تمام عمارات جس میں سکول کے کمرہ اور عمارات شامل ہیں۔ ۴ اپریل کو زلزلہ سے بالکل مخدوش حالت میں ہو گئی تھی دیوار کا شمالی حصہ تو کسی قدر گر بھی گیا تھا۔ دوبارہ اس کی مرمت ہو رہی تھی اس روز تمام یتیم بچے مدرسہ کے کمروں میں سو رہے تھے کیونکہ اُن کے بورڈنگ کے کمرے بباعث ضروری مرمت کے خالی کرائے ہوئے تھے۔ مس صاحبہ جنکی نگرانی میں یہ یتیم بچے تھے یکایک چھت میں سے ایک اینٹ کے گرنے سے چونکی اُنہوں نے فوراً بچوں کو نیند سے بیدار کیا اور اُن کو کمروں سے باہر نکال دیا بچوں کا کمرے سے باہر نکلنا تھا کہ تمام چھت زمین پر آپڑی اور اُس جگہ گری جہاں پر بچے سوئے ہوئے تھے اگر مس صاحبہ بہت جلد ایسا نہ کرتی تو یقیناً تمام بچے دب گئے ہوتے صرف ایک شخص کو جو چھت پر کام کر رہا تھا چوٹ آئی ہے اس کو فوراً شفاخانہ میں لے گئے۔ لیکن اسکے عزیزوں نے وہاں ہسپتال میں اس کو اکیلا چھوڑنے سے انکار کیا۔ ایسے لاہور میں اور بھی حادثے گزرے چنانچہ ۹۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک سہ منزلہ مکان جو زلزلے سے کمزور ہو گیا تھا کشمیری دروازے کے پاس ۶ بجے کے قریب گر پڑا چھ سات آدمی نیچے دب گئے لوگوں نے بڑی ہمت اور جانفشانی سے دبے ہوئے آدمیوں کو نکالا پولیس بھی موقعہ پر پہنچ گئی تھی مرا کوئی نہیں اسی طرح سے ایک مکان گمٹی بازار میں اور دوسرا ایک اور باٹوں کی گلی میں گرا تھا۔

لاہور میں زلزلے سے مرنے والوں کی تعداد کل پچاس سے سو تک مختلف اندازہ کیا جاتا ہے جانور خانہ میں زلزلہ سے ہنگامہ برپا تھا سب سے زیادہ طاؤس چلا رہے تھے اور زاغ و زغن مستانہ وار درختوں کے گرد منڈلا رہے تھے۔ کل ہر صاحب خانہ اپنے مکان کو دیکھنے آیا شام کو بہت سے صاحب ٹون ہال کو دیکھنے آئے جو کسیقدر مسمار ہو گیا تھا۔

اس کے زینے پر ملبہ پڑا ہوا تھا۔ ادہر ادہر ٹوٹی ہوئی اینٹیں اور گنبد اور برآمدہ کی چھت کے ٹوٹے ہوئے لوہے کی ٹیریاں پڑی ہوئی ہیں اور مغربی جانب کی دیوار چھت سے علٰحدہ ہوکر دوسری طرف جھک گئی اور دوسری جانب بڑی بڑی دراریں پڑی ہوئی ہیں کتھیڈرل کے پورٹ کو کے شمالی مشرقی حصہ کو بہت ضرر پہنچا اس طرف ملبہ گرنے سے چھت کو بہت ضرر پہنچا اور سینٹ اینڈروکے گرجا گھر میں بھی دراریں پڑ گئیں اور سیکسمنک مکان کے اندر کے رخ کو ضرر پہنچا اور پنجاب کے لمپوں کے کارخانہ کے مکان کو بہت نقصان ہوا اس کی کانس کا بہت بڑا حصہ گر گیا اور اینٹوں کے گرنے سے کئی سو روپیہ قیمت کے لمپ ٹوٹ گئے اس کے برابر مشرس لارنس کمپنی کی دوکان پر بھی یہی حال ہوا اور فیروزپور کے راستہ پر ایک مکان کا پورٹکو شق ہوگیا اور اس کا ایک حصہ گر پڑا اسی راستہ پر مکان بنڈوچی کو جہاں انسپکٹر جنرل سول اسپتالات کا دفتر تھا ٹرا ضرر پہنچا اور مطبع سول ملٹری گزٹ کا پورٹکو کئی مقام سے شکست ہوگیا اور پریس چلانے والا روغنی انجن تھوڑی دیر کے لئے بیکار ہوگیا مگر شہر کے پرانے مکانوں نے زلزلہ کو خوب برداشت کیا۔

شہر میں باشندوں کو نہایت تشویش ہے تقریباً سب بڑے بڑے مکانوں کو کم وبیش ضرر پہنچا ہے اور شاہی مسجد اور سنہری مسجد کے بڑے مینار گر گئے اور مولوی فضل الدین کے مکان کی دوسری منزل میں کئی دراریں آگئیں اور ایک سہ منزلہ مکان گر گیا جس میں سات عورتیں اور بچے تھے جن میں سے فقط تین زندہ نکالے گئے اور وزیر خاں کی مسجد کے قریب ایک مکان کے گرنے سے ایک لڑکی ہلاک ہوئی مدرسہ اسلامیہ کے بورڈنگ ہوس اور یتیم خانہ کو بڑا ضرر پہنچا مگر بڑی خیریت ہوئی کہ کوئی جان نہیں ضایع ہوئی اور محلہ چھو والی و کوچہ مہتیان میں دو مکانوں کے گرنے سے ۸ آدمی مرے اور شہر کے میلارام کے مکانوں میں دراریں پڑ گئیں اور انارکلی میں کچھ مکان گر گئے اور شیخ عمر بخش بیرسٹرایٹ لا کے نو تعمیر مکان کو بہت ضرر پہنچا اور موضع اچھرا میں کئی گھروں کو ضرر پہنچا۔ موضع بڑے سانڈے میں ایک بڑا مکان گر پڑا اور مقام موزنگ میں سردار خاں کی مسجد کا ایک بہت بلند مینار گر پڑا۔

سہ شنبہ کے روز کے زلزلہ سے نقصان پہونچنے کی اخیر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ زلزلوں کے اشتداد کو دیکھتے ہوئے لاہور میں بہت ہی کم نقصان ہوا گو شہر اور

سول اسٹیشن میں کوئی مکان ایسا نہیں جس میں دراریں نہ پڑگئی ہوں مگر بہت ہی کم مکان بالکل منہدم ہوئے ہیں اور سرکاری مکانوں میں ٹون ہال کو بہت ضرر پہنچا اس کے سامنے کا رخ ایسا گرگیا ہے کہ اُسے از سرنو بنانا ہوگا اور میونسپل بازار کو بھی ایسا ضرر پہنچا ہے کہ صرف کثیر سے اُس کی مرمت ہوسکیگی اور ریلوے سٹیشن پر پلیٹ فارم کے دونوں طرف کے مکانوں کی چھتیں گرگئیں ایک طرف تو ویٹنگ روم کمروں اور دوسری طرف دفتر کے مکانوں کی بہت بڑی قطاریں گری ہیں اور تیسرے اور ڈیوڑھے درجہ کا ٹکٹ دینے کا ہال جو اسٹیشن کے پھاٹک کے پاس ہے اور اُس کے برابر ٹریفک آفس کی بھی یہی حالت ہوگئی ہے۔ کیونکہ دیوار چھت کو توڑتی ہوئی اندر کی طرف گری ہے چھتوں کی تمام شکستہ لکڑیاں اور اینٹیں اور آہنی چادریں اینٹھی ہوئی پڑی ہیں۔ تین مسافر ویٹنگ روم کمروں سے عین وقت پر باہر بھاگ آئے اور اکونٹنٹ جنرل کے دفتر کے سامنے کے کمروں اور اُن دہرے کمروں میں جن میں چالیس کلرک کام کرتے تھے خالی کرا دئے گئے ہیں اس لئے کہ انجینروں کی رائے ہے کہ شقوق پڑجانے سے ان کی حالت مخدوش ہے میجر رابرٹسن نے اُن لوگوں کے بیٹھنے کے لئے گورنمنٹ ہوس سے دو بڑے بڑے خیمے دے دئے تھے۔ گورنمنٹ پریس کی ایک دیوار نے تین انچ اپنی جڑ چھوڑ دی ہے اور فیننانشل کمشنر کے دفتر میں ایک بہت بڑا لٹھا ٹوٹنے سے چھت میں سوراخ ہوگیا۔

زلزلہ کے روز شہر کے بابوؤں کو بڑا ہی تردد تھا اکثر کو دن بھر کی چھٹی دے دی گئی تھی۔ ایک بنگالی کی بی بی عارضہ قلب میں مبتلا تھی زلزلہ کا خوف ایسا اس کے دل میں سمایا کہ ہلاک ہوگئی۔ لوگوں کے رہنے کی وقت کا حال اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ایک سرکس آیا ہوا تھا کچھ لوگ اس کے خیموں میں جا کر مقیم ہوئے تار برقی کا کام حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور سرکاری تار برقی کے دفتر کے لوگوں کو بڑی محنت و مشقت رہتی تھی۔

پورٹکو اور منٹگمری ہال کے اندر جانے کا جو راستہ ہے اس کی چھت گرگئی اور غلام گردش کے دروں اور اس کی چھت میں دراریں پڑگئیں جہاں تک حال معلوم ہوا اُس حصہ عمارت کو بہت ضرر نہیں پہنچا اور کیتھیڈرل کو بھی خفیف ضرر پہنچا ہے اور

عجائب خانہ ۔ میڈیکل کالج وغیرہ کے مکانات کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے اگر عام طور سے دیکھا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ اکثر سرکاری عمارتوں کو ضرر شدید نہیں پہونچا اور چیفکورٹ اور جدید پوسٹ آفس زلزلے کے خوب متحمل ہوئے انہیں کوئی ضرر نہیں پہونچا۔

ہزآنر لفٹننٹ گورنر نے بمعیت مسٹر آرای ینگ ہسبنڈ کمشنر و مسٹر سی جے ہیلیفکس ڈپٹی کمشنر اور مسٹر جے کے ایم ٹیپ اور خان بہادر محمد برکت علیخاں صاحبان نے چہارشنبہ کو شہر میں دورہ کیا اور نقصان کی تحقیقات کی اور شہر کی اکثر مسجدوں کو بھی کچھ ضرر پہنچا ہے مگر سخت ضرر نہیں ہوا سنہری مسجد کے دروں کے دو سونے کی کلسیاں گر گئیں اور وزیر خاں کی مسجد کے دروں کی کلسیاں ٹیڑھی ہو گئیں اور شاہی مسجد اور رنجیت سنگھ کی قبر کو کوئی ضرر نہیں پہونچا اور شہر کے بہت سے مکانات بھی اسی طرح بے ضرر ہیں جو مکانات مخدوش ہیں وہ گرا دئے جائینگے اور جن مکانوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اُن کے علاوہ مندرجہ ذیل مکانات کو ضرر پہنچا ہے بعض میں بڑی بڑی دراریں ہیں۔

رائے صاحب موہن لال کے دو بڑے مکان ۔ بیبل سوسائٹی کا مکان رام کرشن اینڈ سنس کی دوکان ۔ دفاتر سررشتہ تعلیم کا مکان (جس سے اب لوگ خیموں میں کام کرنے پر مجبور ہوئے ہیں) سردار رام سروپ کا مکان ۔ شیخ محمد حسین آنریری مجسٹریٹ کا مکان پیسہ اخبار کا نیا مکان

ایک بھونچالی لطیفہ

لاہور والے بھی پورے حضرت ہیں اور خاص گروہ لوگ جو اہل مذاق کہلاتے ہیں وہ اسی بات کے جویاں رہتے ہیں کہ اُن کو کوئی لطیفہ ۔ مذاق ۔ اور مسخراپن کا کوئی مضمون ملے تاکہ اس کو ظرافت کے پیرایہ میں ادا کیا جائے اور یار لوگوں کے لئے ایک دل لگی ہو جائے خواہ خلق خدا پر مصیبت گزرے یا راحت مگر وہ اپنی ظرافت سے باز نہیں آتے ہیں اور موقعہ پر خوب پھبتی ہوئی لکھتے ہیں لاہور میں ۴۔ اپریل کے زلزلے کے بعد چند دل لگی باز شریروں نے طرح طرح کی جھوٹی باتیں اختراع کر کے سیدھے سادھے لوگوں کو ستانا شروع کیا کہ آج پھر زلزلہ آویگا ۔ کل کو آندھی آوگی لوگوں کو خبردار رہنا چاہئے اور اپنا اپنا بندوبست کر لینا مناسب ہے ۔ ادہر سول اینڈ ملیٹری کے ایک نامہ نگار نے یہ پیشین گوئی کر دی کہ ۱۱ سے ۱۴ تک ضرور زلزلہ آویگا ۔ ادہر مرزا صاحب قادیانی

رحمت اللہ علیہ نے بھی پیشینگوئیوں کے اشتہارات جاری کر دیئے اِن تینوں فریقوں نے نیئے زلزلہ آنے کی نسبت ایسی دھوسس مچائی کہ تمام ہندوستان میں ایک ہلچل مچ گئی اور خاصکر وادی کانگڑہ اور لاہور میں تو اس قدر لوگ بدحواس ہو گئے تھے کہ وہ زلزلوں کے خوف سے جیتے جی مردہ بنے جاتے تھے - بہت سے لوگوں نے شہر کا رہنا چھوڑ دیا اور بیرونجات کے کھلے میدانوں اور جنگلوں میں رہنا شروع کر دیا تھا - اُس وقت خیموں کا بازار لاہور میں خوب گرم ہوا کثرت خریداری سے خیمہ دستیاب نہیں ہوئے لوگوں نے چھپڑوں وغیرہ اور آسمانی چھپر کے نیچے گزارا کیا اور سخت تکلیف اُٹھائی اور شہروں میں جو مکانات خالی ہو گئے تھے اُن کی نگہبانی اہل پولیس نے نہایت مستعدی سے کی غرضکہ عجب مایوسی کا عالم تھا - جب آنے والے زلزلوں کا بڑی مایوسی سے انتظار ہو رہا تھا اس موقعہ پر کسی ظریف ڈاکٹر نے ایک عمدہ ظرافت سے کام لیا اور لوگوں کی تسلی کے لئے مسٹر محبوب عالم اڈیٹر روزانہ پیسہ اخبار کے نام ایک چٹھی لکھی اور اس قسم کا ایک اشتہار بھیجا کہ خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ میرے پاس زلزلہ کی گولیاں اور زلزلہ کا مکسچر موجود ہے - جو صاحب حُب زلزلہ کو کھالیں اور مکسچر زلزلہ کو مکانات پر چھڑک دیں تو وہ صاحب اور اُن کے مکانات ایسے زلزلوں کے صدموں سے محفوظ اور مامون رہینگی جنکی نسبت حال میں بڑی شد و مد سے پیشین گوئیاں کی گئی ہیں - اڈیٹر اخبار نے بھی اس مضمون کو روزانہ میں شایع کر دیا اور آخر میں یہ بھی لکھ دیا کہ دروغ برگردن راوی - اس مضمون پر یار لوگوں کی سوسائیٹیوں میں بڑی قہقہ باری ہوئی جب ۲۸ تاریخ گزر گئی تب تو معلوم ہوا کہ یہ تمام پیشیں گوئیاں جھوٹی تھیں اس وقت لوگوں کے تفکرات دور ہوئے گویا اُنھوں نے دوبارہ زندگی حاصل کی اور تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے آئے -

زلزلہ اور خوف خدا

۴ - اپریل کے زلزلہ سے مغرور و فرعون خیالوں کو خداوند عالم کی قہاری اور جباری بخوبی معلوم ہو گئی اور اُنھوں نے خالص دل سے توبہ کی اور ظلم دغا بازی مکاری اور

اور تمام بد افعال سے تائب ہو کر افعال حسنہ کی طرف رجوع ہوئے چنانچہ لاہور کے تمام مسلمانوں نے واہیات اور فضول فعلوں کو چھوڑ دیا اور وہ خدا کی عبادت اور نماز و روزہ کی طرف دل سے مائل ہوئے اور بجائے رقص و سرود اور مخرب اخلاق جلسوں کے انہوں نے پند و نصیحت اور وعظ کی مجلسیں اور جلسہ شروع کئے اور ایک عرصہ تک ان نیک کاموں کا چرچا رہا اور اب بھی نیک شغل ہوتا چلا جاتا ہے - چنانچہ ۹ مئی ۱۹۰۵ء کی شب کو مزنگ کے اہل اسلام نے وعظ کے لئے ایک بارونق جلسہ منعقد کیا حکیم غلام محی الدین صاحب مالک شفاخانہ چشمہ فیض لاہور سابق سکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی وعظ کے لئے بلائے گئے - آپ نے آیات قرانی - احادیث اور اقوال بزرگان سے فضایل اور احکام اسلام بیان فرمائے اور کافہ مسلمین کو شرک بدعت اور احکام امر و نواہی کے ضروری مسائل سے آگاہ کیا اور مرزائی زلزلہ کی پیشین گوئیوں کی قلعی کھولی - وعظ ۹ بجے شروع ہو کر ۱۲ بجے تک ہوتا رہا سامعین زن و مرد کا بہت بڑا ہجوم تھا -

۲۹ - اپریل کو مزار شاہ محمد غوث پر انجمن حامی اسلام لاہور کا معمولی جلسہ شام کو ۷ بجے مرزائی مشن کی تردید میں منعقد ہوا جس میں مولوی محمد ابراہیم صاحب مولوی عمر دین صاحب منشی الم الدین صاحب و ملا محمد بخش نے مرزائی خوفناک اشتہاروں کی تردید میں مختصر دلپذیر تقریریں کیں اور ثابت کیا گیا کہ ان مرزائی پیشین گوئیوں کا اصل کچھ بھی نہیں ہے اور اگر کچھ ہے تو صرف دہر مسالہ کے ایک یورپین جنٹلمین اور جموں کے ایک پنڈت صاحب کی پیشین گوئیوں کا صرف اقتباس ہے جو الہام اور وحی کے لباس میں پیش کر کے سادہ لوحوں کو ڈرا دھمکا کر اپنی دوکانداری کی گرم بازاری میں کوششیں کی جاتی ہیں -

۴ - مئی ۱۹۰۵ء کی شام کو ۹ بجے چوک متی میں مرزا صاحب قادیانی کے زلزلہ کے اشتہارات کی تردید میں علما کا ایک جلسہ ہوا مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب سکرٹری تبلیغ الاسلام بمبئی نے بڑے معقول دلائل سے زلزلہ کے لغو اشتہارات کی خوب تردید کی

۴ مئی کو لوہاری دروازہ چوک متی کے مسلمانوں نے چار مولویوں کا وعظ کرایا اور ۹ بجے رات کے مجلس شروع ہوئی اور ۱۲ بجے تک رہی - پیغمبر قادیان کے مشن کی تردید کر کے اس کے زلزلہ کے اشتہارات کی قلعی کھولی گئی ۳ کو مجلس وعظ ختم کوچہ ڈوگراں میں بھی کرائی گئی -

کشمیری بازار کے اہل اسلام نے بھی مل کر اس امر کا فیصلہ کر لیا تھا کہ ہمیشہ نیک افعال سے اوقات گذاریں اور ۴ا مئی سے ۱۸ مئی تک تو ضرور ہی ۹ بجے رات سے طلائی مسجد میں ہر روز وعظ اور مولود شریف ہوا کرے اسیطرح سے لوہاری دروازہ کٹڑہ تارکشاں میں مسلمانوں نے مل کر مولود خوانی شروع کر دی اور مولوی عمر الدین صاحب گجراتی نے وعظ کرایا اور بہت رات تک یہ مجلس ایک عمدہ مجمع سے ہوتی رہی - ۱۱- مئی کو شہر لاہور کے مختلف مکانات میں اور نیز مسجدوں میں مولود شریف - ختم شریف اور وعظ ہوتا رہا اور تمام لوگ رات بھر ذکر الہی کرتے رہے - لنڈا بازار بیروں دہلی دروازہ کے اہل اسلام نے مولوی محمد ابراہیم صاحب میرٹھی کا وعظ کرایا مولانا ممدوح نے قران اور حدیث سے ثابت کیا کہ زلزلہ سے بھاگنے والے اور اُس کی نسبت پیشین گوئیاں کرنے والے لوگ خدا پر افترا باندھتے ہیں -

۱۱- مئی کو لوہاری دروازہ چوک متی میں ۹ بجے سے ایک بجے شب تک حکیم غلام محی الدین صاحب سابق سکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی اور مولوی محمد ابراہیم صاحب لاہوری - منشی امام الدین صاحب منشی فاضل - ملا محمد بخش نے مرزا قادیانی کے اشتہارات دربارہ زلزلہ کی نہایت متانت سے تردید کی اور حکیم صاحب اور مولوی صاحبان نے تمام حاضرین کو اس بات کا یقین دلایا کہ جو لوگ زلزلہ سے ہراساں ہیں وہ اطمینان رکھیں کہ انشاالله زلزلہ ہرگز نہیں آئیگا -

لاہور میں چوک متی کے مسلمانون نے زلزلہ کے خوف سے یہ انتظام کیا تھا کہ ۱۱ مئی کی شب کو ایک جلسہ کیا جائے جسمیں علماء کرام کا وعظ و نصیحت ہوا اور مرزا قادیانی کے اشتہارات کی تردید بھی کی جائے چنانچہ یہ جلسہ ہوا اور اس میں ۳ - ۴ عالم لوگ بلائے گئے اور عرصہ تک وعظ و پند کے دفتر کھلے رہے اور اسی طرح سے اور بہت سے مذہبی جلسے ہوتے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ نے ہر مسلمان کے دل پر اچھا اثر پیدا کیا -

۱۴- مئی کو دہلی دروازہ چوک وزیر خاں میں ہفتہ وار مجلس وعظ انجمن حامی اسلام لاہور کی طرف سے ہوئی مولوی محمد ابراہیم صاحب مولوی حافظ غلام جیلانی صاحب - منشی امام الدین صاحب اور حکیم غلام محی الدین صاحب نے مرزا قادیانی کی زلزلہ کے متعلق پیشینگوئیوں اور نیز اُن کے دیگر عقاید کی نہایت مدلل اور پر زور الفاظ میں تردید کی

اور روزانہ پیسہ اخبار کی عبارت کو نقل کرکے بتایا کہ اخبار مذکور نے عورتوں مردوں اور بچوں کے خوف زدہ دلوں کو تسکین دینے - اُن کے دلوں سے زلزلہ کی دہشت دور کرنے اور سب سے بڑھکر مرزا صاحب کے عقاید فاسدہ کے بیخ کنی کرنے میں کتنا بڑا حصہ لیا ہے دو ایک نظمیں بھی پڑھی گئی -

نماز جمعہ - طاعون اور زلزلہ کے خوف سے مسلمان زیادہ نمازی ہوگئے ہیں - شاہی مسجد میں نماز جمعہ پہلے سے زیادہ ترقی پر ہے -

مرزائی اشتہارات زلزلہ کی تردید - ۴ - مئی کی شام کو ۹ بجے چوک متی میں مرزا صاحب قادیانی کے زلزلہ کے اشتہارات کی تردید میں علما کا ایک جلسہ ہوا - مولوی غلام محی الدین صاحب سکرٹری تبلیغ الاسلام بمبئی نے بڑی معقول دلایل سے زلزلہ کے لغو اشتہارات کی تردید کی - لاہور کی سنہری مسجد کو جو ۴ - اپریل کے زلزلہ سے نقصان پہنچا تھا اُس کی مرمت انجمن اسلام پنجاب لاہور کی طرف سے کرادی گئی ہے -

لاہور میں زلزلہ سے جو مکانات کمزور ہوگئے تھے اُن کو لوگ خود بخود گرا رہے ہیں - محلہ سادھواں میں مہدی شاہ کا مکان گرایا گیا - اور جھو والی ہرچرن کی پوڑیوں کے اوپر جو بڑی حویلی تھی اوپر سے گرائی گئی - کوچہ نسہریں میں لالہ موتی رام صاحب پنشنر ڈاکخانہ کا مکان سہ منزلہ اوپر سے تمام گرایا گیا ہے -

کشمیری گلی میں جو مکان بابو غلام محمد اور میاں ولی جان صاحبان کا زلزلہ سے پھٹ گیا تھا وہ سہ منزلہ مکان تھا اور عمدہ بنا ہوا تھا لیکن بہت ہی خطرناک ہوگیا تھا اس لئے انھوں نے ۱۲ - اپریل کو خود ہی اس مکان کو گرانا شروع کردیا ہے بیرون دہلی دروازہ لاہور میاں چراغ الدین صاحب مرید مرزا صاحب قادیانی کا مکان بھی زلزلہ سے پھٹ گیا تھا یہ وہی مکان ہے کہ جہاں قادیانی کرشن لاہور میں آکر ٹھہرے تھے کیا واقعی یہ نشان مریدوں کے لئے ہے - موچی دروازہ کوچہ ماشکیاں میں ایک سہ منزلہ مکان جو زلزلہ سے پھٹا ہوا تھا اُس کی تمام چھتیں گر پڑیں چار پانچ آدمی دب گئے مگر سلامت نکل آئے اور خفیف سی چوٹ لگی ہے -

ٹکسالی دروازہ لاہور میں منشی محمد لطیف صاحب مرحوم جج کی بڑی حویلی بھی زلزلہ سے پھٹ گئی تھی جس کو اب اُن کے وارثوں نے اوپر سے گرانی شروع کردی ہے

لاہور میں بہت سے مکانات پھٹ گئے ہیں جو مکانات مشتبہ اور خطرہ کے عالم میں ہوں اُن کو ضرور گرا دینا چاہیئے اور جن میں خفیف درزیں ہوں اُنکی مرمت ضرور کرلی جائے

رنڈیاں

سادہوڑہ کے اخبار اتفاق نے ایک عجیب نوٹ لکھا ہے کہ اس زلزلہ سے رنڈیوں کی بھی کمبختی آرہی ہے بڑے بڑے شہروں کی رنڈیاں بلبلا رہی ہیں اور بھوکھی مری جاتی ہیں اور کوئی بھی نظر اُٹھا کر اُن کی طرف نہیں دیکھتا اُن کو تو کوئی جب دیکھے و پوچھے جب دلوں میں خوشی اور بیفکری ہو زلزلہ اور طاعون نے سب کے حواس باختہ کئے ہوئے ہیں - وعظ اور پند کا بازار خوب طرح سے گرم ہو رہا ہے - جھوٹ دغا فریب - زنا اور بُرے کاموں سے لوگ توبہ استغفار کر رہے ہیں خدائے کریم و رحیم اور قہار کا خوف دلوں میں غالب ہو رہا ہے اس صورت میں بیچاری رنڈیوں کو بھلا کون پوچھ سکتا ہے - اور کون محبت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے - لیکن رنڈیاں بھی اپنے بناؤ سنگار سے غافل نہیں ہوتی ہیں دوپہر گذرنے پر وہ اپنی آرائش اور دل لبھانے والے ناز و انداز سے آراستہ ہو کر آنکھیں لڑانے کو طیار رہتی ہیں مگر شوقین ہیں کہ ان سے بات تک نہیں کرتے تھے ہر وقت مرنے کا خوف دل میں لگا ہوا ہی تھا مگر اس خوف و خطر کے زمانہ میں بھی بعض حضرت آدم کی اولاد جو دل چلی ہوتی ہیں - اس موقعہ پر بھی درگذر نہیں کرتے چنانچہ ایک رند مشرب نے مقام اٹاوہ میں ایک نو عمر طوایف کو جو کسی گانوں میں مجرا کرنے کو گئی تھی اس کو یار لوگوں نے راستہ ہی میں اڑا لیا - غریب نائکہ نے سر کے بال کھسوٹ لئے اپنے منہ کو نوچ ڈالا اور اپنی روزی کمانے کا وسیلہ چھن جانے سے گریہ و زاری کرنے لگی مگر عیار کب خیال کرتے ہیں - صدہا مثالیں موجود ہیں ہمیشہ نائکہ کو اسی قسم کی مصیبتوں کا سامنا رہتا ہے جہاں نوعمر نوچی سے آنکھ لڑی اور نائکہ پر قیامت طاری ہوئی اور اس کو فاقوں سے گزارا کرنا پڑا نعوذ باللہ منہا - کیا ذلیل اور خوار پیشہ ہے اور کس قدر فساد اور خوں ریزیاں اور جرایم اس ناپاک پیشہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں ان سب کو کشتی میں بھر کر سمندر میں غرق کر دینا چاہیئے - یہ انہیں رنڈیوں کا ظہور ہے جو تمام ہندوستان میں زلزلہ اور مہلک

امراض پھیلے ہوئے ہیں۔

لوگ ان ارضی بلیات کو دیکھ دیکھ کر خدا سے ڈرنے لگے ہیں اور بُرے کاموں سے بچنے کی کوشش کر رہے ہیں اور رات دن توبہ استغفار کرتے ہیں رام پور کی ایک طوایف نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اٹاوہ کے ایک شریف زادہ محمد شفیع سے عقد کر لیا ہے۔ خدا مبارک کرے اور گناہوں سے بچائے۔

۲۲-مئی کو زلزلہ کے دو جھٹکے محسوس ہوئے ایک دن کے دو بجے دوسرا ۱۰ بجے شام کے۔

۲۱ جون ۱۹۰۵ء کو بھی لاہور میں بوقت شب ۹½ بجے اور دس بجے کے درمیان زلزلہ آیا تھا جس کی حرکات ۵ یا ۶ سکینڈ تک رہی۔

بیرونجات اور غیر ممالک کے زلازل

وادی کانگڑہ کے قیامت خیز زلزلے نے ہندوستان ہی میں کچھ اپنا اثر نہیں دکھایا ہے بلکہ دور دراز کے مقامات اور ایشیا۔ یورپ اور افریقہ وغیرہ تک کو اپنے غلبہ جوش سے ہلا دیا ہے اور ایک عالم کو ذرا سی دیر میں نچا دیا ہے اور ایسی آفت برپا کی ہے کہ تمام جہان اس کے خوف سے ہراساں اور ترساں ہے۔

ہم نہایت مختصر طور سے ان مقامات کا ذکر کرتے ہیں جہاں اس زلزلہ کا اثر اسی وقت ہوا یا اس سے کسی قدر ایام کے بعد ہوا لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس سے پہلے یا پیچھے جسقدر زلازل واقع ہوئے ہیں اسی کانگڑہ والے زلزلہ کا طفیل ہیں بہر صورت ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ نے اکثر دنیا میں ایک قسم کی دھوم مچادی

۲۳-اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو انگلستان کے علاقہ جات میں اکثر زلزلہ نمودار ہوا چنانچہ میٹلاک۔ ڈنکاسٹر۔ اسکاربرا واقع مڈلینڈ اور اُس کے شمال میں کسی قدر زلزلہ محسوس ہوا۔ اور نیز مقام وانچسٹر اور اسکریورد وغیرہ میں بھی زلزلہ آیا تھا

ملک آسام کے قصبہ مکوگ بتنگ۔ کاوک جنگ اور لکواہ میں ۲۱-اپریل ۱۹۰۵ء کو ۹½ بجے زلزلہ کا سخت صدمہ محسوس ہوا اس وقت زلزلہ کا شور بادل کی گرج کی طرح سے ظاہر ہوتا تھا۔

جزیرہ بہاموسے اطلاع پہنچی ہے کہ ۲۰ و ۲۲ اپریل کو وہاں بھی زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے۔

نیوزیلینڈ - میں ۴ - اپریل کو بہت زور سے زلزلہ محسوس ہوا تھا چونکہ ہندوستان اور نیوزیلینڈ کا وقت بھی آپس میں قریب قریب ہے یہی وجہ ہے کہ ایک ہی وقت میں دونو جگہ زلزلہ محسوس ہوا - مگر یہ ایک خیال ہے - کیونکہ زلزلہ کی زبردست قوت ایسی ہے کہ اگر منظور خدا ہو تو ایک ہی وقت میں سب جگہ محسوس ہو سکتی ہے - چنانچہ جاپان میں بھی اُسیوقت زلزلہ محسوس ہوا تھا جسوقت کانگڑہ میں ہوا۔

افغانستان - میں بھی ۴ - اپریل کو بہت خفیف زلزلہ معلوم ہوا لیکن اس سے پہلے ماہ جنوری ۱۹۰۵ء میں کابل کے اکثر علاقوں میں غضبناک زلزلہ آیا تھا اور غزنی تو تقریباً منہدم ہو گئی تھی۔

قندھار سے کوئی رپورٹ ۴ - اپریل کے زلزلہ کی نسبت موصول نہیں ہوئی۔

جلال آباد - کے مغرب میں مسٹر ڈین صاحب بہادر کو معہ اُن کے ہمراہیوں کے (جبکہ وہ کمیشن کابل کو واپس لئے ہوئے ہندوستان کو آرہے تھے ۴ - اپریل کو زلزلہ کی خفیف حرکت محسوس ہوئی تھی -

وزیرستان - میں بھی ۴ - اپریل کو زلزلہ آیا مگر کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا صرف ایک ملا کا منارہ جو زیر تعمیر تھا گر پڑا - دراصل یہ منارہ ملا پونده کا منارہ تھا اور وہی اس کو قصبہ کنی گرام میں تعمیر کرا رہا تھا ایک اور برج کی خبر گرنے کی معلوم ہوئی تھی مگر بالکل غلط اور بے بنیاد تھی -

چترال - میں بھی ۴ - اپریل کو زلزلہ آیا مگر نہایت خفیف تھا۔

ایران

۲۵ - اپریل ۱۹۰۵ء کو بعد دوپہر ایک بج کر بندر عباس میں زلزلہ کا ایک سخت صدمہ محسوس ہوا - زلزلہ کا پہلا صدمہ دس سکینڈ تک محسوس ہوتا رہا - اس کے بعد ایک بج کر ۵۷ منٹ پر پھر ایک صدمہ زور سے ہوا مگر پہلے صدمہ کی نسبت کم معلوم ہوا - لیکن دیر تک رہا - غرضکہ پے در پے پانچ جھٹکے لگے - زلزلہ کے اثر سے بہت سے

مکانات کسی قدر دوکانیں - اور برج و مینار منہدم ہوگئے - بندر عباس کے پیچھے ایک پہاڑ جس کو گناڈیا غنا کہتے ہیں واقع ہے وہ پہاڑ زلزلہ کے صدمہ سے دوسو گز نیچے غرق ہوگیا یعنے دوسو گز زمین میں نیچے کو دب گیا اور اس کی بڑی بڑی چٹانیں ہل اور ٹوٹ کر دامن کوہ میں گر پڑیں - جن کے صدمہ سے پچاس آدمی دب کر مر گئے - اور ایک جگہ سے زمین شق ہوگئی قصبہ شاروہ میں جو بندر عباس کے مغربی سمت میں واقع ہے وہاں بھی زلزلہ آیا اور بہت سا نقصان ہوا -

بندر عباس میں اور تین آدمی دب کر مر گئے تھے اور یہاں کے باشندے بہت خوفزدہ ہوگئے تھے - صاحب مقدور لوگوں نے اس خوف سے مکانات چھوڑ کر کھلے میدانوں میں چھپروں کے اندر بود و باش اختیار کرلی تھی جسقدر آدمی جہازوں میں رہتے تھے اُن کو زلزلہ کا صدمہ بہت ہی خفیف محسوس ہوا - بندر عباس میں برٹش انڈیا کمپنی کے دفتر کو کسیقدر نقصان ہوا اور دیواریں منہدم ہوگئیں - ۲۶ - ۲۷ کو بھی ہلکی ہلکی حرکتیں زلزلہ کی محسوس ہوتی رہیں - ایک زلزلہ مقام اشکدار میں آیا تھا جو ہسپانیہ کا ایک مشہور شہر ہے اس شہر میں زلزلہ سے ایک سو جانیں تلف ہوئیں اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے یہ زلزلہ شاید مئی ۱۹۰۵ء کے اخیر میں آیا تھا -

جزائر غرب الہند کے جزیرہ مارٹنگ میں بھی زلزلہ محسوس ہونے کی وجہ سے وہاں کا آتش فشاں پہاڑ سخت غصہ میں بھرا ہوا ہے جس سے آتشیں شعلوں کا جوش اُمنڈ رہا ہے - یہ وہی پہاڑ ہے جس نے ۱۹۰۳ء میں بھی آتشیں جوش کو دوبالا کیا ہوا تھا - اور انگلستان میں ایسٹر کے دن یکشنبہ کو علی الصباح زلزلہ آیا اور یارک شائر اور ڈربی شائر اور ناٹس و لنکن شائر کے حصوں میں محسوس ہوا مگر خیریت ہوئی کہ کسی مقام پر کوئی ضرر و نقصان نہیں ہوا مقام ورکساپ میں لوگ بادل کی گرج کی ایسی گھڑگھڑاہٹ کی آواز سن کر جاگ اُٹھے اس وقت مکانوں کو حرکت ہورہی تھی اور ظروف آپسمیں لڑنے لگے یہاں تک کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم پلنگ کے نیچے جا پڑے اور ریٹ فرڈ میں ایک پولیس انسپکٹر اپنے دفتر کی میز پر بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا وہ کرسی سے نیچے جا پڑا اور سر ہنری کاٹن نے اخبار ٹیمس کو لکھا اور اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ زلزلہ اور امراض وبائی کو باہم ایک قسم کا تعلق ہے اُنہوں نے آسام میں شروع موسم سرما میں زلزلہ آنے کا اپنا تجربہ

ظاہر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آسام میں ہمیں جو تجربہ ہوا ہے گورنمنٹ ہند کو اُس کا خیال ضرور رہیگا ہمارے خیال میں سرہنری کاٹن پنشنر چیف کمشنر آسام کا یہ خیال درست نہیں ہے گو اُن کا تجربہ صحیح ہو مگر اس زمانہ میں کوئی اور سبب پیدا ہو گیا ہو گا۔ اکثر مبصرین کی یہ صحیح رائے ہے کہ یہ زلزلہ طاعونی وبا کے ازالہ کا ضرور باعث ہو گا اکثر تجربات اس قسم سے پہلے ہو چکے ہیں چنانچہ جہانگیر کے عہد حکومت میں جو طاعون واقع ہوا تھا اس کا ازالہ بھی زلزلہ ہوا تھا بلکہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد طاعونی بلا رفع دفع ہو گئی تھی اس بحث کو ہم طبقات الارض کی کسی بحث میں صاف طور سے بیان کرینگے یہاں تو صرف غیر ملکوں کے زلزلے دکھاتے ہیں۔

اخبار کرانیکل کا نامہ نگار مقام جینوا سے جو سوئٹزرلینڈ میں واقع ہے ۳۰ اپریل ۱۹۰۵ء کو یوں اطلاع دیتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں یہ بھونچال سب جگہ آیا۔ اور کوئی بارہ سیکنڈ تک رہا۔ اس کے ساتھ بڑے زور کی گڑگڑاہٹ بھی تھی۔ کئی شہروں میں لوگ سوتے سوتے بستروں سے گر کر نیچے جا پڑے۔ لیکن ان میں سے کسی کے زیادہ چوٹ نہیں آئی۔ مقامات لاسنی۔ مونٹریو میں جس وقت یہ غضب نازل ہوا گرجوں کے گھنٹے بھی تصادم خود بخود بجنے لگے۔ قصبہ بیل اور قصبہ بنی میں زمینیں جا بجا سے شق ہو گئیں مقام نیوشیل کے عجائب گھر میں بڑے بڑے قیمتی گلدان چور چور ہو گئے۔ ٹیلیفوں میں خلل پڑ گیا۔ پرگنہ ووڈ میں جس وقت زلزلہ آیا۔ جنگل کے جانوروں اور مویشیوں میں مارے ہیبت کے اچانک بھاگڑ پڑ گئی۔ اور ان مقامات میں ۳۰ اپریل کو بھونچال کیساتھ ہی زور شور کا طوفان بھی آیا

اسی اخبار کا نامہ نگار شہر نائس سے اسی روز خبر دیتا ہے کہ علاقہ ریویرا میں کل رات کے دو بجے اس سرے سے اس سرے تک زلزلہ کے ہچکولے کچھ دیر تک متواتر آتے رہے۔ جو یہاں قصبہ نائس میں بالخصوص اچھی طرح محسوس ہوئے۔ کرسیاں اور میزیں چند سیکنڈ تک باہم ٹکراتی رہیں۔ بڑے جھٹکے کل تین لگے۔ جن میں سے پہلا جھٹکا نہایت ہی شدید تھا۔ باقی خفیف۔ رفتار مشرق سے مغرب کی جانب تھی۔

مقام چیا مونکس سے ریوٹر کو ایک پیغام برقی اس مضمون کا پہنچا ہے کہ وہاں جو زلزلہ آیا اُس میں ایک جگہ زمین سے یکایک ایک چشمہ نمودار ہو گیا۔ اور دریائے آردی کے پانی میں ایک طوفان سا پیدا ہو گیا۔

پیرس (واقعہ فرانس) میں مقامات لیپوی۔ میکن۔ چیمبری۔ بیلیفورٹ۔ نانٹ

سینٹ کلوڈی - ویلینس - رونتی - ادونلٹی اور گرینوبل سے جو پیغامات تار موصول ہوئے اُن سب میں یہی ذکر ہے کہ وہاں ۲۹- اپریل کو علی الصباح زلزلہ آیا - اور کچھ تفصیلی کیفیت مذکور نہیں کہ خفیف تھا یا شدید نقصان جان و مال کیا کچھ ہوا یا نہیں ہوا رفتار کا رخ کیا تھا اور کتنی دیر رہا؟ -

ریوٹر کو روم (پایہ تخت اٹلی) سے جو تار خبر پہنچی اس میں بیان کیا گیا ہے کہ شہر ورن اور ڈوموڈوسولا میں اسی تاریخ پونے تین بجے کے قریب علی الصباح زلزلہ کا ایک دھکا لگا - مقامات پیویا - پاڈنہ - فرارا - موڈنیہ - اسپیا اور بعض دیگر قصبات کی آبزرویٹریوں (رصدگاہوں) میں جو سیموگراف یعنی زلزلہ کی خبر دینے والے آلے لگے ہوئے ہیں اُن سے بھی بھونچال کے جھٹکوں کا پتہ لگا -

پایہ تخت اٹلی کا ایک اور ٹیلیگرام مظہر ہے کہ وہاں کے مشہور کوہ آتش خیز موسٹرمبولی میں آج کل بڑے زور شور سے آتش فشانی ہو رہی ہے - شدت کا یہ حال ہے کہ آتشیں مادہ اُڑ اُڑ کر دور دور تک کی خبر لیتا ہے - چنانچہ پروفیسر سچولسٹری جو اس قدرتی حادثہ کا ملاحظہ کر رہا تھا دہکتے اور پھسلتے ہوئے مادہ سے اس کو سخت ضرر پہنچا - اور بھی کئی تماشائی ان پروفیسر صاحب کے آس پاس کھڑے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے - جو الامکھی کے دہانہ سے جو پتھر بھوبل اور چنگاریاں وغیرہ آن آن کر گرے ان میں بھی کئی شخص مجروح ہوئے - ویلز میں بھی یہ زلزلہ آیا - مگر خفیف تھا -

اڈنبرگ میں زلزلہ معلوم کرنے کے اوزار بہم پہنچائے گئے ہیں - چنانچہ سال گزشتہ میں شاہی رصدگاہ اڈنبرگ سے پچاس زلزلے آلات کے ذریعہ سے معلوم کئے گئے ہیں

لسان الحال لکھتا ہے کہ خلیج عجم میں بھی ایک نہایت ہولناک زلزلہ آیا تھا جو بندر عباس میں واقعہ ہے اس زلزلہ سے لوگ بہت خائف ہوئے اور ایک پہاڑ جو کو کنڈ کے نام سے مشہور تھا منہدم ہو گیا پچاس آدمی دب کر مر گئے - اور بہت سے برج عمارتیں اور مکانات منہدم ہوگئے

لسان الحال لوکل خبر میں لکھتا ہے کہ یہاں پر بھی زلزلہ آیا تھا اور بہت سا نقصان ہوا جسکی وجہ سے لوگ گھبرا کر جنگلوں میں چلے گئے تھے -

۱۴- مئی کو ۱۵ اسکینڈ تک سوئٹزرلینڈ کے بعض مقامات میں زلزلہ محسوس ہوا مگر کوئی نقصان جان و مال کا نہیں ہوا -

ٹرکی سلطنت عثمانیہ کے علاقہ البانیہ میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا اور مقام سقوطری کو تو بہت ہی برباد کر ڈالا ایک سو آدمی ہلاک ہو گئے اڑھائی سو مجروح ہوئے۔

۲۳-اپریل ۱۹۰۵ء کو انگلینڈ کے مختلف مقامات میں مابین ایک بجے اور دو بجے دن کے خفیف خفیف حرکتیں محسوس ہوئیں۔

زلزلہ کی رپورٹیں سرکاری طور پر

گورنمنٹ مدراس نے زلزلہ کے حالات بطور رپورٹ کے اسطرح سے بیان کئے ہیں کہ جنوبی کنارہ شمالی آرکٹ اور سلیم کے اضلاع میں کہیں زلزلہ محسوس نہیں ہوا ہے۔ ضلع مدراس اور بعض مقامات ضلع نیلور میں خفیف حرکت زلزلہ محسوس ہوئی لیکن کوئی نقصان نہیں ہوا کرنال اور گجرات کے اضلاع کا بھی یہی حال رہا۔ ۲-ماہ اپریل کو انگول ضلع گنتور میں سخت زلزلہ آیا اور پانچویں تاریخ تک حرکات زلزلہ محسوس ہوتی رہی۔

مسٹر کونیر کمشنر میرٹھ رپورٹ کرتے ہیں کہ زلزلہ سے دیرہ دون۔ چکروتہ۔ مصوری اور سہارنپور وغیرہ میں بہت نقصان ہوا۔ چکروتہ میں پولیس اسٹیشن اور ہسپتال مخدوش حالت میں ہو گئے ہیں۔ منصوری میں فرقہ رومن کیتھولک کا گرجا گھر اور میونسپلٹی آفس کو بہت سخت صدمہ پہنچا۔ سہارنپور میں بعض بعض ریلوے عمارات کی حالت شکست و ریخت سے خطرناک ہو گئی ہے۔ دیرہ دون میں بہت سی عمارتیں شق ہو گئی ہیں۔ اکثر مقامات پر اتلاف جان بھی ہوا مگر بہت خفیف سا۔

رپورٹ ممالک متحدہ

گورنمنٹ ممالک متحدہ کی چٹھی متعلقہ حالات زلزلہ اب یہاں وصول ہوئے۔ اس میں بیان ہے۔ کہ دیرہ دون و چکراتہ و منصوری میں کسیقدر ضرر پہنچا۔ اور بجنور میں مجسٹریٹ کے مکان مسکونہ ملکیت مسٹر پتیا کو بڑا ضرر پہنچا۔

کمشنر میرٹھ نے ۱۰-اپریل کو تحریر کیا کہ ہفتہ مختتمہ حال کے خاص واقعات ۴-ماہ حال کا زلزلہ تھا۔ مگر اس مقام پر کچھ بہت زیادہ ضرر نہیں ہوا۔ باران شدید سے جیسا نقصان ہوتا ہے۔ فقط اسی قدر ہوا۔ کہ دیواروں کی استرکاری گر گئی۔ اور ان میں دراریں پڑ گئیں۔

اور چند مکانوں کی چھتیں گر گئیں -

پہاڑی مقامات پر دیرہ دوں کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے - چونکہ خفیف متفرعمارتوں کا شمار غیر ممکن ہے - لہذا میں فقط انہیں عمارات کا ذکر کرونگا جنہیں ضرر شدید پہنچا ہے -

چکراتہ میں پولیس اسٹیشن اور ڈسپنسری خالی کردیگئی - کیونکہ وہ مخدوش تھی اور ڈاک بنگلہ از سر نو تعمیر ہوگا -

منصوری میں دو مکان تعمیر ہو رہے تھے - یعنی ایک تو رومن کیتھولک گرجا گھر دوسرے میونسپل دفتر - اب اُن کی تعمیر از سر نو شروع کرنی ہوگی میونسپل کے بیلوں کے رہنے کا مقام اور اناگ اور کانونٹ اور لینڈور پولیس اسٹیشن کو بہت ضرر پہنچا - اور تین پرویٹ مکانات مسمار و برباد ہوگئے اور تین گھر رہنے کے قابل نہیں رہے - اور اور عدالت مجسٹریٹ کے برآمدہ کی بہت درستی اور مرمت کی ضرورت ہے اور سوائے ہوٹل کے چند منزلہ مکان کو بہت نقصان پہنچا - جس مقام پر یہ ہوٹل مرمت کی غرض سے بند کردیا گیا ہے - اب یہ ہمیشہ نامناسب و ناموزوں سمجھا گیا تھا - اور ۱۹۰۵ء کی فصل کے قریب تک نہ کھل سکیگا -

دیرہ دون میں سشن کا خس پوش پرانا مکان بیکار ہوگیا اور جیلخانہ میں افسروں کے رہنے کے مکان اور دو بارکوں میں ایسی خطرناک دراڑیں آگئیں - کہ انہیں خالی کردینا پڑا - اور پولیس اسٹیشن میں بیچ کا دو منزلہ غالباً از سر نو تعمیر ہوگا - اور شہر کے تین پرویٹ مکانوں اور سول لین کے کئی گھروں کو بڑا ضرر پہنچا -

سہارنپور میں ریلوے کے کچھ مکانوں کو ضرر پہنچا ہے - حالانکہ جب میں ۱۷ - اپریل کو وہاں گیا تھا - تو بظاہر نقصان کی علامت نظر نہ آتی تھی - اور مجسٹریٹ کے دفتر کی دیواروں میں کچھ دراریں آگئیں - مگر ڈسٹرکٹ انجینئر نے انہیں دیکھ کر کہا کہ فی الحال اُسے کوئی خطرہ متصور نہیں ہے - لندھور و منصوری میں چار ہندوستانی اور راجپورہ میں دو اور دیرہ دون میں ایک اور تقاضی کے دیہہ واقع مظفرنگر میں دو آدمی ہلاک ہوئے - یہ وہی مقام ہے جہاں ہر سال بھاری بھاری توپخانہ کا کمپ ہوا کرتا تھا - اس کے علاوہ اور کسی جان کا نقصان نہیں ہوا -

گورنمنٹ ممالک متحدہ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے - کہ دیرہ دون - چکراتہ - مسوری

سہارنپور کو زلزلہ سے صدمہ پہنچا بجنور میں مجسٹریٹ کے مکان کو سخت نقصان ہوا۔

۴-اپریل کے زلزلہ کے متعلق کمشنر میرٹھ کا بیان ہے کہ اس سے صرف اتنی ہی تکلیف ہوئی ہے کہ جس قدر کثرت بارش سے ہوتی ہے دیواروں میں دراریں آگئیں پلستر گر پڑا اور چند منزل چھتیں گر گئیں۔ لیکن صرف دیرہ دون ہی ایک کوہی ضلع ہے جہاں سے زیادہ نقصان کی رپورٹ ہوئی ہے تمام ضرر رسیدہ مکانات کا ذکر کرنا ناممکن ہے۔ چکراتہ میں پولیس سٹیشن اور شفاخانہ وغیرہ کی عمارتیں خطرناک سمجھ کر چھوڑ دی گئیں۔ راستہ کا ڈاک بنگلہ ازسرنو تعمیر کرنا ہوگا۔ مسوری میں دو عمارات رومن کیتھولک چرچ اور میونسپل دفتر جو زیر تعمیر تھے ازسرنو بنانے پڑینگے۔ میونسپل بیل گاڑیوں کا شیڈ خانقاہ۔ لنڈھور پولیس اسٹیشن کو بری طرح سے صدمہ پہنچا ہے۔ تین پرایوٹ مکانات منہدم ہو گئے۔ تین اور ناقابل رہائش ہیں۔ زیادہ تر نقصان کئی منزلہ ہوٹل (سیوڈی) کو پہنچا ہے۔ دیرہ دون میں خس پوش سٹیشن بیکار ہوگیا ہے۔ جیل میں عہدہ داران کے مکانات اور دو بارکیں خطرناک سمجھکر چھوڑ دی گئیں۔ وسطی پولیس سٹیشن کی دو منزلہ عمارت ازسرنو بنانی پڑیگی۔ شہر میں تین مکانات اور سول لاین میں بہت سی عمارات کو سخت ضرر پہنچا۔ سہارنپور میں بعض ریلوے تعمیرات میں دراڑ پڑ گئی۔ دفتر مجسٹریٹ کی دیواروں میں دراڑ آگئیں۔ مزید برآں لنڈھور و مسوری میں چار ہندوستانی ضایع ہوئے۔ دو آدمی راجپور۔ ایک دیرہ۔ دو قاضی پور (مظفرگڈہ) میں تلف ہوئے۔ ان کے سوا کسی اور نقصان جان کی رپورٹ نہیں ہوئی۔

قطعہ تاریخ

۴-اپریل ۱۹۰۵ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۲۳ھ ہجری کو جو عظیم زلزلہ وادی کانگڑہ میں واقع ہوا تھا جس کی ہیبت ناک صدمات سے صرف ضلع کانگڑہ میں بیس پچیس ہزار سے بھی زیادہ جانوں کا نقصان ہوا اُس کی یادگاری میں سید منشی ارتضا علی صاحب شہر انسپکٹر آبکاری ضلع دیرہ دون نے ایک دوست کی فرمایش پر کہی تھی جس کو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ اور اُن کے دوست کا اسم گرامی بھی اس تاریخ میں بخوبی معلوم ہوتا ہے جس کی اظہار کی ضرورت نہیں۔

عیاں ہیں قرب قیامت کے ہر طرف آثار	نرالے ڈھنگ دکھاتے ہیں اب یہ ارض وسما

ہوئی جو برف کی بارش تو غیر معمولی	ہمالہ کوہ ہلایا وہ زلزلہ آیا
بوقت صبح کہ اپریل کی چہارم تھی	ہوا پہاڑ پہ ہر سو ظہور قہر خدا
عجب نہیں ہے کہ خوابیدگان خواب عدم	اُٹھیں ہوں قبر سے سمجھے ہوں حشر آپہنچا
شرر بگفت بمن پیشکار عین الحق	یہ عین وقت ہے تاریخ اس کی ہو انشا
ہنوز فکر نہ کی تھی کسی نے گردوں سے	خدا کا قہر خطرناک زلزلہ ہے ۔ کیا

اگر کرے تو ڈرے نہ کرے تو اُسکے غضب سے ہزار دفعہ ڈرے

یہ مثل مشہور ہے اور کسی زبردست بزرگ کا مقولہ ہے ۔ بارہا تجربہ میں آچکا ہے ۔ نہایت صحیح اور درست ہے جو شخص اللہ کا گناہ کرتا ہے اس کو تو ہر حالت میں خدا کے غضب سے ڈرنا ہی چاہئے اور جو آدمی حتی المقدور گناہ سے بچتا ہے اور ہر وقت خدا سے معافی مانگتا اور توبہ واستغفار کرتا رہتا ہے اکثر ایسا موقعہ آپڑا ہے کہ خواہ مخواہ وہ بھی گنہگاروں کے ذیل میں قہر الہی کا نشانہ بن جاتا ہے ۔ لیکن جس کو خدا بچاتا ہے اُس کو آگ کے شعلوں سے صاف نکال لیتا ہے ۔ طوفان میں غرق ہونے سے بچا لیتا ہے ۔ ڈوبتوں کو دریاؤں اور سمندروں سے نجات دیتا ہے ۔ تلواروں کی چھاؤں سے ۔ گولیوں کی زد سے ۔ توپوں کے گولوں سے ایسا نکال لیتا ہے کہ انسان ضعیف لبنیان حیران اور ششدر رہ جاتا ہے ۔ جو لوگ مکانوں کے گرنے سے پہاڑوں کے لڑھکنے سے دب جاتے ہیں جن کی زندگی خدا کو منظور ہوتی ہے وہ دس پانچ دن کے بعد ہی نہیں نکالے گئے بلکہ مہینوں کے بعد اُن کی نجات ہوئی ہے اور وہ صحیح وسالم اور توانا نکلے ہیں ۔ اس میں بھی خدائے پاک کے راز پوشیدہ ہیں اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ۔ خدا نے انسان کو صرف اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کا حکم ماننے اور اس کے طریق پر چلے اور اس کی تابعداری اور فرمانبرداری میں ذرا بھی دریغ نہ کرے ؂

خوردن برائے زیستن وذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

کل دنیا جانتی ہے کہ خالق ارض وسما ۔ قادر مطلق ہے اور یہ کائنات اس کے

دست قدرت میں ہے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے اور بخوبی جانتے ہیں کہ خدائے عزوجل اچھے کاموں سے خوش اور برے کاموں سے سخت ناراض ہوتا ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں کہ غیر معمولی عبرتناک واقعات اس کے عتاب کے مظاہر ہیں وہ اپنی گنہگار مخلوق کو عبرت کے لئے وقوع میں لایا کرتا ہے۔ چنانچہ وبائے طاعون کے علاوہ زلزلہ بھی خدائے تعالیٰ کے قہر کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے اور گنہگار بندوں کے لئے ایک یہ بھی ذرا سخت تازیانہ ہے۔ طاعون کے مریضوں نے جانکنی کا مزا چکھا۔ زلزلے سے مرنے والوں نے طرح طرح کی تکلیفیں حسرت و یاس کے ساتھ بھگتیں بظاہر تو ہم یہی کہنے پر مجبور ہیں لیکن اس کا علم اسی خالق مطلق کو ہے یا وہ لوگ کچھ جانتے ہونگے جن پر یہ وارداتیں گذریں واللہ عالم ان لوگوں کا حشر کیا ہوا ہم نہیں معلوم کر سکتے کہ وہ عتاب میں ہیں یا ثواب میں۔ اس علم کا علیم وہی خالق ارض و سما ہے اور کسی کو اس میں دخل نہیں۔ لیکن ان واقعات سے جو ہماری آنکھوں کے سامنے گزرتے ہیں ہمکو ان سے ضرور سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اور تمام مکروہات اور ممنوعات زمانہ کو یکسقلم چھوڑ دینا چاہئے ہمکو لازم ہے کہ ہم ہر وقت اپنے دلوں میں اس خدائے لایزال کا خوف رکھیں اور اسکی فرمان کی بجاآوری میں دل و جان سے کوشاں ہوں اور ہم کو ہر وقت اس مقولہ پر خیال رکھنا چاہئے کہ کرے تو ڈرے اور نہ کرے تو اس کے غضب سے ہزار دفعہ ڈرے۔ وادی کانگڑہ کی مقہور قوم پر یہ صادق آسکتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے کسی پر جبر نہیں کرتا ہے اس کی ذات غفور اور رحیم ہے اس کی قہاری اور جباری کے متحرک ہم خود ہی بنتے ہیں اُس کی نافرمانی کرتے ہیں زیردستوں پر زبردستی کرتے ہیں۔ بیگناہوں کو گنہگار گردان کر خود گنہگار بنتے ہیں اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کرتے ہیں غیروں کے حق کو اپنا حق زبردستی سے قرار دیتے ہیں۔ شیوہ راستی کو چھوڑتے ہیں کذب اور ریا کے دریا میں ڈوبتے ہیں خدا اور رسول کو نہیں مانتے ہیں بلکہ خود خدا ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں پھر ایسی صورت میں کیوں نہ اس کے جلال کو حرکت ہو اے خدا کے بندوں اللہ سے ڈرو اور اس کے حکم کے بجالانے میں ذرا بھی تاخیر نہ کرو تم اپنے حقوق کو پہچانو۔ غریبوں کی دستگیری کرو انسانی ہمدردی کو کام میں لاؤ۔ عدل اور انصاف کرو جھوٹ مت بولو خدا کے حکم کی تعمیل کرو پھر دیکھو تمہارا دین اور دنیا میں کیسا

بھلا ہوتا ہے یہاں بھی تمہارا نام رہیگا وہاں بھی تمہارا نام روشن رہیگا۔اے ہماری حکمران طاقت خدا نے جو تجھکو محکوموں کے حقوق دئے ہوئے ہیں تو ان کو عدل اور انصاف کے ساتھ ادا کر۔ اے ہمارے محکوم بھائیوں تمکو جو خدا نے محکوم ہونے کے قواعد بتائے ہیں اُنکو انصاف کے ساتھ بجالاؤ اور اپنے حکمران کی تابعداری سے ذرا بھی باہر نہ ہو۔ اے ہمارے ہندو بھائیو تم جانتے ہو کہ خدا ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں پس تم خدا کے حکم کے موافق نیک کاموں میں کوشش کرو۔ اے مسلمان بھائیو خدا سے ڈرو اس کا حکم اور اس کے رسول کا حکم دل وجان سے بجالاؤ۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اسلام کے تمام کام نیک ہیں عموماً ان کاموں کو تمام مذاہب نیک جانتے ہیں اور اُن پر عمل کرتے ہیں۔ افسوس وہ ہمارے عمل میں نہیں آتی ہیں اور تمام اسلامی برے کاموں کو سب بُرا جانتے ہیں اور ان سے سب پرہیز کرتے ہیں۔ مگر افسوس تم ان بُرے کاموں کو نہیں چھوڑتے ہو۔ بس کیا وجہ ہے کہ ہم سب خدا کے بندے اُس کی عبادت سے جی چراتے ہیں۔ مقدس اسلام تمام بُرے کاموں سے روکتا اور اچھے کاموں کی ترغیب دیتا ہے مگر افسوس کہ موجودہ مسلمانوں کی حالت اس کے برعکس ہے۔ جو خود ہمارا قصور ہے۔ نہ کہ مقدس اسلام کا ؎

اسلام بذات خود ندارد خللے ہر عیب کہ ہست مسلمانی است

بُرے کاموں سے بچنا اور نیک کام اختیار کرنا تو اسلام کی اعلیٰ صفت ہے۔ یہ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ ہم اپنے مقدس اسلام کی خوبیوں پر نگاہ نہیں کرتے۔ اور خلاق عالم جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے اس کی عبادت نہیں کرتے خدا کی عبادت ایک ایسی شے ہے جو دنیا میں ہمارے لئے ہر طرح باعث برکت اور عقبیٰ میں وسیلہ نجات قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پرشش ہوگی اس باب میں ایران کے نطق آرا نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

روز محشر کہ جان گداز بود اولیں پرشش نماز بود

اگر ہم اسلام کے معمولی وضروری اصولوں کو بجا نہیں لاسکتے۔ تو کیا یہ حیف کا مقام نہیں۔ کیا اسی بنیاد پر ہم مسلمان کہلانے کے قابل ہوسکتے ہیں۔ اور کیا کوئی مان بھی سکتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں؟

زلزلہ زدگان وادی کانگڑہ کی بربادی اور گورنمنٹ عالیہ کی امداد اور ہزآنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کا دورہ

جس وقت زلزلہ زدگان کی تباہی اچھی طرح سے ہو چکی اور صبح سے شام آگئی اس وقت ان لوگوں کو جو آفت سے بچ رہے تھے ذرا ہوش آیا اور ان لوگوں پر جو ملبہ کے نیچے دبے ہوئے پڑے تھے اور نیم بسمل کی حالت میں چلا رہے تھے ذرا رحم آیا کہ ان مرنے والوں کی کچھ امداد کی جائے۔ وہ خود تو اس قابل نہیں تھے کہ ان ہزارہا جانوں کو چند آدمی نکال سکیں آخر اُن کو یہ سوجھا کہ اس حادثہ عظیم کی خبر حکام بالا کو کی جائے تو ضرور امداد پہنچیگی اس وقت معلوم ہوا کہ زلزلہ کے شدائد نے راستے بند کر دئے ہیں سڑکیں ٹوٹ گئیں سلسلہ تار برقی اور اُس کے تمام کھمبے و آہنی بلیاں ٹوٹ پھوٹ کر گر گئیں ڈاک بالکل بند ہو گئی تھی۔ سب سے قریب مقام جہاں سے تار جا سکتا تھا وہ نور پور کا مقام تھا کیونکہ شاہ پور کے بازار میں کوئی دفتر سلسلہ تار برقی کا نہ تھا اس واسطے اس حادثہ جانکاہ کی خبر نور پور کو روانہ کی گئی اور مقام نور پور سے یہ ہیبت ناک خبر ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو لاہور روانہ کی گئی اور صبح صبح وادی کانگڑہ کی بربادی کا حال تمام لاہور میں پھیل گیا۔ اگرچہ لاہور والے یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ایسی خرابی کہیں نہیں ہوئی ہوگی جیسی کہ لاہور میں ہوئی مگر اہل کانگڑہ کے حالات سُن سُن کر لاہور والے اپنی مصیبت کو بھول گئے۔ گورنمنٹ پنجاب کو اس پر فوراً توجہ ہوئی ہزآنر سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے زلزلہ زدگان کی امداد کے وسائل بہم پہنچانے شروع کئے۔ اور فوراً مسٹر آر۔ اے ینگ ہسبنڈ کو جو لاہور کے قایم مقام کمشنر ہیں اطلاع دی کہ وہ وادی کانگڑہ میں پہنچکر مصیبت زدگان کی امداد کا انتظام کریں مسٹر ینگ ہسبنڈ کے روانہ کرنے میں یہ عمدگی دیکھی گئی کہ وہ ضلع کانگڑہ کے پہلی ڈپٹی کمشنر بھی رہ چکے تھے اُن کو وہاں کا بڑا تجربہ تھا اور اُسی وقت مسٹر ہنری اینڈرسن صاحب بہادر کمشنر جالندھر کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بذات خاص وادی کا ملاحظہ فرماویں اور تباہ شدگان کی امداد کا عمدہ انتظام کریں اور اُسکی رپورٹ ہمارے

پاس بھیجیں - ہر دو کمشنر صاحبان معہ اپنے ضروری عملہ کے فوراً طیار ہوکر لاہور میں داخل ہوئے اور نیز ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے پٹھان کوٹ تک ایک خاص ریل یعنی سپیشل ٹرین کے چھوڑنے کا حکم دیا فوراً سپیشل ٹرین طیار کی گئی اور اس میں چار پانچ گاڑیاں لگائی گئیں اور ان میں مصیبت زدگان کے خورد و نوش کا سامان بہت سا بھر کر اور دیگر سامان ڈاکٹری اور جراحی کے دوپہر کے بعد معہ مسٹر۔ آر۔ اے ینگ ہسبنڈ اور مسٹر ہنری اینڈرسن کمشنران لاہور اور جالندہر کے روانہ کر دی یہ سپیشل ٹرین نہایت تیز رفتاری سے پٹھان کوٹ تک پہنچی۔ کیونکہ اس سے آگے سلسلہ ریل نہیں ہے۔ پٹھان کوٹ سے شاہ پور اور دہرم سالہ میں پہنچنے کے لئے باربرداری کی اگرچہ بہت دقت ہوئی تھی کیونکہ اس وقت قلی اور مزدور کا ملنا سخت دشوار تھا تاہم بڑی مشکل سے باربرداری کا سامان کیا گیا اور دہرم سالہ وغیرہ میں پہنچایا گیا اُسوقت سخت مصیبت لوگوں پر پڑی ہوئی تھی صاحبان موصوف الصدر نے فوراً تمام انتظام بہم پہنچائے سامان رسد اور دیگر باربرداری کے لئے دوسرے مقامات سے یکے گھوڑے و خچریں وغیرہ وغیرہ بہم پہنچائی جس سے تمام سامان عمدگی سے جانے لگا ۶- اپریل کو ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ایک اور اسپیشل ٹرین روانہ فرمائی جس میں ڈاکٹری کے متعلق اور سامان رسد وغیرہ تھا بہت جلد مصیبت زدوں کے واسطے روانہ کیا جس سے بڑا فایدہ پہنچا اس پر بھی کلکتہ کے اخبار انگلشمین وغیرہ نے واویلا کیا تھا جس کا مختصر حال ہم اگلی سطور میں درج کریں گے۔ غرضکہ زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے کوئی وقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا بلکہ پائینر پلٹن کی ایک بڑی جماعت کو دہرم سالہ وغیرہ میں امداد کے لئے فوراً روانہ کیا گیا بکہ امدادی پارٹی دہرم سالہ کو جارہے تھے تو ایک پہاڑ کا کسیقدر ٹکڑہ جو زلزلہ سے پھٹ گیا تھا کھسک پڑا جس سے کئی آدمیوں کو چوٹ لگی۔ چونکہ افسران بالادست کو سخت تشویش تھی۔ وادی کانگڑہ کی خبریں بہت دیر میں پہنچتی تھیں تاہم افسران نے ۹- اپریل کو مفصل حالات سے گورنمنٹ کو مطلع فرمایا۔ چنانچہ صاحب بہادر کمشنر جالندہر نے ۹ ماہ اپریل کو دہرم سالہ سے گورنمنٹ پنجاب کو اس مضمون کی تاربرقی بھیجی کہ گورکھوں اور اور لوگوں کی محنت و جانفشانی سے بازار میں جسقدر لاشیں دبی پڑی ہوئی تھیں وہ نکالی گئیں اب فقط ایک چھوٹا سا مقام کھدنے کو باقی ہے

جس میں غالباً پچیس لاشیں ہونگی وہ کل نکالی جائینگی - جب موضع سے ہوتا ہوا پہاڑ پر جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ تمام لاشیں اٹھالی گئیں ہیں اور آج جا بجا کی دکانیں کھل گئی ہیں اور پٹھان کوٹ سے مختلف خبریں آئی ہیں ڈاکٹر کمپنی کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ چائے کے علاقوں میں جا کر ہر طرح کی مدد دیں اور کل جو گروہ روانہ ہوا ہے وہ اُن کا شریک ہو کر کام کریگا اور بالفعل اسی قدر خبر ملی ہے کہ شاہ پور سے براہ کانگڑہ جوالامکھی تک اور وہاں سے مشرق سجن پور اور شمال بیجناتھ تک ضرر رسیدہ مقامات میں یہ حال نہیں معلوم ہوا کہ اس رقبہ کے مشرقی جانب کیا گزری فقط کلو سے پولیس کی رپورٹ ہوئی ہے کہ سرکاری عمارتوں کو ضرر پہنچا اور کچھ جانیں بھی ضایع ہوئیں اور یورپینوں کی کوئی خبر نہیں آئی ہے لیکن تحصیلدار و نائب تحصیلدار و اسسٹنٹ سرجن محفوظ ہیں اور پالم پور اور ہمیر پور و تحصیلات دیرہ کے افسر بھی محفوظ رہے اور تحصیل کانگڑہ اور ہیڈ کوارٹر کے قریب قریب سب افسر ہلاک ہوگئے - میں جنرل کچز کا بہت ممنون ہوں جو شاہپور میں بیش قیمت مدد اور مشورہ دے رہے ہیں -

اسی روز کمشنر مذکور کی دوسری تار برقی اس مضمون کی آئی کہ جو لوگ زلزلہ سے ہلاک ہوئے ہیں اُنکی مندرجہ ذیل مکمل فہرست بھیجتا ہوں -

(دہرم سالہ)

ہلاک شدہ - مسٹر ٹی وائی - مسٹر لکسٹن - مسٹر ٹینگ - مسٹر فارلی - مسٹر ہوین کے دو لڑکے - مسٹر لین کا لڑکا - مسٹر ہیل کا کم عمر بچہ - مسٹر الگزینڈر اور ان کی بی بی اور بچہ - مسز ایف ڈبلیو نیوٹن - مسز اے ایچ واکر -

شدید مجروح - مسز لکسٹن - مسز بولنگر -

(کانگڑہ)

ہلاک شدہ - مسز وارنگ اور اُن کے دو بچے اور ایک نرس - مسز ڈین بل مس لاریمر - پادری مسٹر رالنس -

پالم پور

ہلاک شدہ - مسٹر گبسن مالک علاقہ چائے چیپیا - مسز کوپ لینڈ زوجہ منیجر علاقہ چاء گوپالپور

مجروح شدہ - مسز گبسن -

فوجی کشتوں کی رپورٹ فوجی حکام سے علیحدہ کی گئی ہے اور پالم پور کی فہرست غیر مکمل ہے۔

شملہ سے ایک خبر آئی تھی اُس میں کشتوں کی فہرست میں مسز پارکر ہمشیر مسز نیوٹن کا بھی نام درج تھا اس عظیم زلزلہ کے قایم ہونے سے اور امدادی اُنتظام کرنے سے جو افسر رخصت پر جانے والے تھے روک دئے گئے چنانچہ سول سکرٹریٹ سے یہ احکام معلوم ہوئے تھے کہ دہرم سالہ کے حادثہ کی وجہ سے ۔ اے ۔ ایچ ۔ ہیریسن صاحب اور کپتان ۔ اے ۔ جے ۔ اوبراین صاحبان کی رخصت منسوخ کی گئی ۔ مسٹر اے ۔ ایچ ہیریسن صاحب بہادر کو ہدایت ہوئی کہ وہ فوراً میانوالی کو روانہ ہوجائیں اور قاضی غلام ربانی صاحب تحصیلدار لاہور مسٹر ہیریسن صاحب کو سبکدوش کر کے بطور قایم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا کام کرینگے ۔ کپتان اوبراین صاحب بمقام دہرمسالہ بطور ڈسٹرکٹ جج تعینات ہوئے ۔ فاربس صاحب بہادر کی رخصت بھی منسوخ کی گئی اور اُن کو بحیثیت اسسٹنٹ کمشنر دہرم سالہ جانے کی ہدایت ہوئی چونکہ ہز آنر سر چارلس ریواز صاحب بہادر بھی چھ ماہ کی چھٹی پر ولایت تشریف لے جانے کو تھے یکایک اس حادثہ کے واقعہ ہونے پر حضور ممدوح نے دو ہفتہ کے لئے اپنی چھٹی کو ملتوی کر دیا تاکہ مصیبت زدگان کا عمدہ طرح سے اُنتظام کیا جاے ۔ بلکہ ۱۰ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو سر ایبٹسن صاحب بہادر پشاور سے لاہور میں پہنچے کیونکہ ۱۲ ۔ اپریل کو وہ لفٹننٹ گورنری کا چارج لینے کو تھے چونکہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے اپنا ارادہ چند روز کے لئے ملتوی کر دیا تھا اس واسطے سر ایبٹسن صاحب بہادر کو چارج نہیں دیا اور سر ایبٹسن شملہ تشریف لے گئے تھے ۔ بلکہ ہز آنر نے بذات خاص وادی کانگڑہ کا دورہ فرمانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا چنانچہ ۱۰ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی شام کو ۱۰ بجے شب کے ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب معہ لیڈی صاحبہ لاہور سے اسپیشل ٹرین میں روانہ ہوئے تاکہ مناسب امدادی تدابیر پر غور کریں ۔ پٹھان کوٹ سے دہرم سالہ تک شاہ پور وغیرہ کے راستے بہت مخدوش حالت میں تھے ۔ پل وغیرہ بھی نازک حالت میں کھڑے ہوئے تھے جن پر سے گزرنا بہت دشوار تھا ۔ ۱۲ ۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو لفٹننٹ گورنر گھوڑے پر سوار ہو کر شاہپور سے دھرم سالہ میں آئے اور سول کمپ کو گئے ۔ جہاں ڈاک بنگلہ گر گیا ہے ۔

ہز آنر نے کوتوالی بازار و مکلوڈ گنج اور فورسائتھ گنج کو ملاحظہ کیا مگر شدید طوفان ابر کے آنے اور اولے گرنے سے کمپو کو نہ جاسکے ہز آنر نے جاکر قابل دید اشخاص کو معائنہ کیا اور اس خرابی کے اثر کے دفعیہ کے لئے جو کام ہو رہے ہیں انہیں بھی بچشم خود ملاحظہ کیا۔ ہندوستانی معائنہ ضرر رسیدوں اور اُن کے رہنے کی جگہ اور اُن کے اسباب نکالنے کے لئے بہت بڑا انتظام کیا جارہا ہے ملبہ صاف کرنے اور اسباب نکالنے کے لئے بکثرت مزدوروں کی ضرورت تھی جس سے خیال ہوتا تھا کہ ابھی اس کام میں کئی ہفتے صرف ہونگے سمجھ لیا گیا تھا کہ پل بونیر کی مرمت کے بعد سفرمینا پلٹن کی ایک کمپنی یہاں بھیجی جائے یہاں اس کے لئے کافی کام تھا حالانکہ خود یہاں کے لوگ بھی کچھ کام اپنے ہاتھ سے کر رہے تھے لفٹنٹ گورنر کے یہاں آنے کا اچھا اثر ہوا اس لئے کہ زاید مصارف کے لئے حکم نافذ ہوگئے اور سول عملہ کے لوگوں کا جدید انتظام ٹیمپریری طور پر ہوگیا اور عام انتظامات بھی جن کی بڑی ضرورت ہے۔ ہز آنر کے یہاں آنے سے مسٹر اینڈرسن کمشنر کو بڑی مدد ملی اُنھوں نے باربرداری اور رسد وغیرہ کے دینے اور جراحی عملوں کی تقسیم میں جو کوشش کی اُس کا بہت ہی اچھا اثر ہوا اور سول افسر اور ڈاکٹری افسروں اور اہل پولیس نے نہایت ہی محنت وجفاکشی کے ساتھ کام کیا اور لوکل بورڈ کے ممبروں نے بھی قابل تعریف کام کیا اور مشنری اور آریہ سماج کے لوگ بھی قیمتی مدد دے رہے تھے۔ ۱۲ ماہ کی شب کو ۸ بجے ابر کا ایک بہت بڑا طوفان آیا جس سے مستعار سایہ دار مقامات کے رہنے والوں کو بڑی دقت ہوئی

۱۴ تاریخ کی اپریل کو سر چارلس ریواز صاحب بہادر کانگڑہ کے ملاحظہ کے لئے روانہ ہوئے۔ منگل کے روز لفٹنٹ گورنر نے شاہپور سے پالم پور تک کا سفر چھ گھنٹوں میں طے کیا۔ وہ اثنائے راہ میں ایک گھنٹہ ٹھہرے بھی تھے تانگوں کا سڑک سے گذرنا ممکن تھا گو راستہ کے کئی پلوں میں اس قسم کی دراریں پڑ گئی تھیں جن کی وجہ سے لوگوں کو پیدل اُتر کر چلنا اور گھوڑوں اور گاڑیوں کو ہاتھوں پر سنبھال کر اُتارنا پڑا علاوہ اس کے کہ دریائے بنیر کا پل بالکل ٹوٹ گیا ہے اور بھی کئی دیگر پلوں کو سخت ضرر پہنچا تھا اس لئے ایسے مقامات پر گھماؤ کا راستہ بنایا گیا ہے۔ بنیر کے پل کی بیچ والی محراب بالکل گر گئی تھی صرف دونوں جانب کی دیواریں قایم تھیں کپتان ایلس نے اپنے

سفرمینا سپاہیوں کی مدد سے اس مقام سے ایک میل ہٹ کر ایک جھولے کا پل تیار کیا تھا اور لہردار سڑک بنائی تھی جو ڈیڑھ میل ہے اور اس جھولے کے پل سے تانگے گزر سکتے ہیں لیکن دریا میں ایک دم پہلا سیلاب آنے کے احتمال سے ٹوٹ جانے کا خوف تھا اور آگے بڑھ کر جو سڑک بالکل ٹوٹ گئی تھی وہاں بھی گھماؤ کی سڑکیں تیار کرنی پڑیں - تین آخری میل جو پالمپور تک پہنچنے میں باقی رہ گئے تھے وہاں سر چارلس ریواز نے پلینٹروں کو کیمپ میں مقیم دیکھا جنھوں نے اپنے زلزلہ کے تجربات ہز آنر سے بیان کئے ان لوگوں کے مکانوں میں دراریں پڑ گئی تھیں تمام چائے بنانے کی کلیں نکمی ہو کر رہ گئیں تھیں - پالم پور کے لوگوں نے عارضی طور پر ایک نیا بازار بنا لیا ہے جہاں وہ اپنا کاروبار کرتے ہیں - لفٹننٹ گورنر کے پاس متعدد چھوٹے چھوٹے ڈپوٹیشن آئے جنھوں نے اُن سے اپنی خواہشیں عیاں کیں -

پالم پور کے ہندوستانی بھی بیان کرتے ہیں کہ دھولا دھار کی جو بہت بڑی شاخ پہاڑی ہے وہ پھسل کر بلندی سے کسی قدر نیچے آگئی ہے - وہ کہتے ہیں کہ اُن کو بخوبی معلوم ہے کہ شاخ پہاڑی کس مقام پر تھی اور کیونکر اب اُس نے اپنی جگہ تبدیل کر لی ہے - اور بیشک جگہ تبدیل ہو گئی ہے - پہاڑ کی چوٹی پر ایک مقام شق ہو گیا ہے جو آنکھوں سے نظر آتا ہے اور دوربین کے ذریعہ معائنہ کرنے سے اُس شگاف کی چوڑائی تین چار سو گز معلوم ہوتی ہے اور اس کے نیچے ایک سیاہ داغ نظر آتا ہے جس کی نسبت خیال ہوتا ہے کہ یہ جگہ ہے جہاں سے پتھروں کی چٹانیں کھسکی ہیں - جس جگہ پہاڑ میں خاص اسی سیاہ داغ کے اوپر شگاف آگیا ہے وہاں سے برابر گرد اُڑتی دکھائی دیتی ہے جس کی وجہ غالباً متواتر پہاڑ کا پھسلنا ہے - جب پہاڑ کا کوئی بڑا حصہ کھسکتا ہے تو پالم پور اور اُس کے آگے تک آواز سنائی دیتی ہے اور آتش فشانی ہونے کا خیال اس لئے غلط معلوم ہوتا ہے کہ رات کو کوئی روشنی نہیں نظر آتی - قریب سے جا کر اس شاخ پہاڑی کا معائنہ کیا جائیگا تو ظاہر ہوگا کہ کس قدر زور سے پہاڑ کھسکا ہے مسٹر مڈلس جو جیالوجسٹ ہیں بیشک و شبہ دریافت کرینگے کہ کس مقام پر فی الواقع پہاڑ بہت شق ہوا ہے - پالم پور میں پیر کی شام یعنے ۱۷ اپریل کو ایک نہایت زور کا زلزلہ اور آیا تھا جس کی وجہ سے تمام لوگ گھروں سے باہر بھاگ نکلے - تحصیلدار ۴ تاریخ والے زلزلہ کے دن کیمپ میں تھا اور اُس نے بہت عمدہ کام کیا تھا - ہز آنر لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر نے نہایت کوشش اور سعی سے تمام دادئی

کانگڑہ کا ملاحظہ کیا اور زلزلہ زدہ رقبہ کو نہایت غور سے دیکھا مرنے والوں پر اس ناگہانی موت سے افسوس ظاہر کیا آخر تمام انتظام کی بابت مناسب احکام صادر فرمائے اور بدھ کے دن ۱۹- اپریل کو شاہ پور میں واپس تشریف لائے اور دوسرے دن جمعرات کو یعنی ۲۰- اپریل ۱۹۰۵ء کو ۱۱ بجے پٹھان کوٹ سے اسپیشل ٹرین میں روانہ لاہور ہوئے اور اسی رات کو پونے ۴ بجے امرتسر پہونچے اور جمعہ کے دن ۲۱- اپریل کو ۶ بجے کے قریب لاہور میں داخل ہوئے - اور نیز ڈاکٹر ایوننگ صاحب بہادر پریزیڈنٹ اور رائے رام سرنداس صاحب جوائنٹ سکرٹری زلزلہ رلیف فنڈ نے بھی - کانگڑہ - پالم پور دہرمسالہ اور دیہات میں گھوم کر مفصل حالات مصیبت زدگان کی دریافت کی تھی اور جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب نے فوراً اطلاع دی کہ مالکان جایداد واقعہ دہرمسالہ سے نہایت تاکید کے ساتھ یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ فوراً اُس جگہ کے حکام کو اطلاع دیں کہ ان کا مال و متاع کس مقام پر اور کس کی تحویل میں رکھا جائے -

گورنمنٹ پنجاب کی چٹھی - سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا کے نام

لاہور سے ایک چٹھی چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب بنام سکرٹری گورنمنٹ ہند شایع ہوئی ہے اس میں بیان ہے کہ سر چارلس ریواز رخصت پر جانے کے قبل چاہتے تھے کہ گورنمنٹ ہند کو بالتصریح اطلاع دیں کہ وادی کانگڑہ میں زلزلہ سے جن لوگوں کو ضرر پہنچا اُن کی رفع تکالیف کے لئے ہز آنر کے جانے تک کس قدر کوششیں کی گئیں اور جس قدر نقصان ہوا ہے ایک مدت تک اس کا مفصل حال معلوم ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ یہ پہاڑی ملک ہیں اور بعض مقامات جہاں زلزلہ موثر ہوا ہے بہت دور ہیں اور وہاں سے آمد و رفت موقوف ہے اور ضلع کانگڑہ کے بہت سے مقاموں پر سے مفصل رپورٹیں آنے کا انتظار ہے -

جس رقبہ میں شدید زلزلہ آیا ہے اُس کے جنوبی جانب دریائے بیاس ہے اور شمالی جانب دھولادر کے پہاڑ ہیں اور مغربی سمت قلعہ رہلو ہے اور مشرقی طرف موضع بیجناتھ اور اُس کا مشہور مندر ہے - ب محکمہ جیالوجیکل سروے کے افسر رسمی طور سے

اس کی تحقیقات کر رہے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ بالا رقبہ سات سو میل مربع ہے اور اس میں دو لاکھ پچاس ہزار آدمیوں کی آبادی ہے اور زلزلہ کے حالات بالفعل باقی ماندہ لوگوں کے تجربہ کے موافق بیان کئے گئے ہیں ابتداءً تھوڑی دیر کے لئے ایک خفیف زلزلہ آیا پھر شمال سے جنوب کی جانب ایک بڑا زلزلہ آیا اور پھر معاً جنوب سے شمالی جانب اور تیسرا زلزلہ ایسا آیا کہ تمام مکانات منہدم ہو گئے جن کے مفصل حالات بیان کئے جا چکے ہیں۔

اس کے بعد اس چٹھی میں بیان ہے کہ ہر قسم کی اشیائے خوردنی افتادہ مکانوں میں دب گئی تھیں اُس میں سے کھود کر نکالی گئیں ادویہ اور ڈاکٹری سامان کی بھی یہی حالت ہوئی جو لوگ اس آفت سے جانبر ہوئے ان کے پاس صرف وہی کپڑے رہ گئے ہیں جو زلزلہ کے آنے کے وقت اُن کے گلے میں تھے چونکہ ان پہاڑوں کی موسمی حالت کے سبب سے مویشیوں اور بھیڑ بکریوں کو گھر کے اندر ہی رکھنا لازم ہے لہذا انسانوں کی جانیں ضایع ہونے کے علاوہ یہ جانور بھی بہت سے مر گئے اور بالفعل اتلاف نفوس کا صحیح اندازہ غیر ممکن ہے پہلے تو تعداد اموات مبالغہ کے ساتھ بیان کی گئی تھی اس لئے کہ جن لوگوں کا پتہ نہ ملا تھا اُن کی نسبت دب کر مر جانے کا خیال ہوا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ بہت سے خوفزدہ اشخاص شہر کانگڑہ سے میدانوں میں بھاگ گئے تھے اور غالباً مذکورالصدر رقبہ میں کم سے کم پندرہ ہزار آدمی ضایع ہوئے۔

اس رقبہ کے باہر جو نقصان ہوا اس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اس مقام کے مشرقی جانب گو زلزلہ کا کم صدمہ ہوا تاہم وادی بلندی بیاس کو بہت ضرر پہنچا اس وادی کا کچھ حصہ تحصیل کلّو میں بھی ہے جہاں دریا میں بڑی طغیانی ہو گئی تھی اور کچھ حصہ ریاست منڈی میں اور پرگنہ لاحول میں بھی نقصان ہوا جو تحصیل کلو کے شمالی جانب ہے اور وہاں نہر چناب کا دہانہ ہے اور بیاس و ستلج کے درمیانی ملک میں بھی ضرر پہنچا جس میں مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔

۱- تحصیل سراج - جو سب ڈویژن کلو کے جنوبی حصہ میں ہے۔

۲- ریاست سکیت

۳- منڈی کا نصف جنوبی حصہ۔

اس بہت بڑے رقبہ کے بڑے شہروں میں دارالریاست منڈی اور سلطان پور واقعہ کلو ہے ان دونوں مقاموں پر بکثرت مکانات گر گئے مگر کانگڑہ یا پالم پور کی ایسی یہاں تباہی نہیں آئی سرسری تخمینہ سے معلوم ہوا کہ دونوں مقاموں پر دو دو سو آدمی ہلاک ہوئے اسی طرح اضلاعی رقبوں میں سرسری اندازہ اموات ریاست منڈی میں چھ سو پچاس ہے جو سب ڈویژن کلو سے کسی قدر زاید ہے اور مویشی بہت مرے اس لئے کہ پہاڑی مقامات پر عموماً سہ منزلہ مکانات ہوا کرتے ہیں اور مویشی سب سے نیچے کی منزل میں رہا کرتے ہیں۔

اس کے بعد ان سڑکوں کا حال بیان کیا گیا جن پر سے دہرمسالہ و کانگڑہ و پالم پور و منڈی و کلو کا راستہ ہے۔ بیان ہے کہ یہ سڑکیں بڑے بڑے چشموں اور دریاؤں پر گئی ہیں اور ان پر بڑے بڑے مستحکم پل بنے ہوئے تھے۔ بہت سے پل پہاڑ کی طرف بنے ہیں اور ایک زبردست پشتہ بنا ہوا تھا مگر اس مہلک زلزلہ نے ان پلوں اور پشتوں کو پاش پاش کر دیا اور پہاڑ کھسکنے سے پتھر کے بڑے بڑے چھاڑ گرے اور ہر طرف سے آمد و رفت موقوف ہو گئی اس زلزلہ سے پانی کے رجبوں کو بھی بہت نقصان پہنچا جنہیں یہاں کھل کہتے ہیں لوگوں نے اپنے کھیتوں کی آبپاشی کے واسطے پہاڑی دریاؤں سے پانی کے لئے بڑی ہی جانکاہی سے انہیں بنایا تھا اور بعض مقامات پر بڑے بڑے انجنیئری کام بھی کئے گئے تھے۔ اور پہاڑی سمتوں اور غاروں میں اُن کی درستی کا کام ہو رہا ہے اگر شکستہ مقامات کی فوراً مرمت نہ ہو گی تو دھانوں کی آبپاشی نہ ہو سکیگی اور وادی کانگڑہ کے لوگ چانول ہی کھاتے ہیں اور چائے کے باغوں کے لئے جن پر پلینٹروں کی بسر اوقات ہے پانی کی بڑی ضرورت ہے۔

زلزلہ کی خبر پہنچنا ۔ گورنمنٹ کا انتظام

اس کے بعد چٹھی میں ذکر ہے کہ لاہور میں کس وقت اور کس طرح زلزلہ کی خبر پہنچی۔ مسٹر ہومین ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کرنل رابنسن کمانیر فوج کمپو سے دہرمسالہ کی مرسلہ تار برقیاں ۵ - اپریل کو پانچ بجے صبح لاہور و میانمیر میں پہنچیں مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوراً ہی کیسی کارروائی کی گئی۔

چونکہ کئی مقاموں پر تار برقیاں بھیجی گئی تھیں لہذا کمشنر جالندہر کو بھی ایک تار برقی بھیجی

گئی ہے جس کے ڈویژن میں ضلع کانگڑہ شامل ہے اور لفٹننٹ گورنر نے فوراً بذریعہ تار برقی استفسار کیا کہ کمشنر نے کیا کام کیا۔ اس سے ظاہر تھا کہ کوئی وقت ضایع نہ کرنا چاہئے اور ہز آنر نے حکم دیا کہ لاہور سے مدد بھیجی جائے پہلے ہز آنر کا خیال تھا کہ ممد اور معاون گروہ کے ساتھ خود بنفس نفیس دہرمسالہ میں جاکر دریافت کریں کہ کن کن امور کی ضرورت ہے اور ہر کام کی خود نگرانی کریں مگر بکرر غور کے بعد مناسب سمجھا کہ لوکل افسروں کی رپورٹوں پر ہز آنر نے صدر مقام سے انہیں ہدایتیں کریں اور یہی کیا۔ اس کا سبب یہ بھی تھا کہ مسٹر ینگ ہسبنڈ جو چند روز تک پیشتر ڈپٹی کمشنر کانگڑہ رہ چکے تھے اور اس مقام سے واقفیت تامہ رکھتے تھے وہ ڈویژن لاہور میں قایم مقام تھے اور رفع تکالیف کرنے والے گروہ کے ساتھ فوراً روانہ کئے جاسکتے تھے پس لفٹننٹ گورنر نے انہیں اور چیف انجینئر اور انسپکٹر جنرل سول اسپتالات کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ مشورتاً قرار دیا گیا کہ حتی الامکان بہت جلد پٹھان کوٹ کو ایک اسپشل ٹرین روانہ کی جائے۔

ڈاکٹری افسران اور سامان ڈاکٹری اور خیام و رسد پٹھانکوٹ تک بھیجنا آسان تھا اور خبر ملی تھی کہ پانچ میل دھرمسالہ تک تانگے جاسکتے ہیں مگر اس کے بعد سڑک کے حالات نہیں معلوم ہیں ظاہر تھا کہ سڑک شکست ہوگئی تھی اور مرمت کے لئے لوکل مزدور نہیں بہم پہنچتے تھے اور اس کی نگرانی ناممکن تھی کیونکہ ایکزیکٹو انجینئر بھی مردوں میں شامل تھے اور معلوم تھا کہ محدود تعداد کے تانگے ہیں اور بار برداری کا لوکل ذریعہ کافی و وافی نہ ہوگا پس یہ دریافت کرنا لازم آیا کہ فوجی احکام اعانت کرنے میں کہاں تک اتفاق کرسکتے ہیں اور کانگڑہ کو سول مڈیکل افسر بھیجے جانے اور رسد جمع ہونے اور ٹرین پر روانہ ہونے کے لئے اسے تیار رکھنے اور کیمپ میں لفٹننٹ گورنر کے تمام خیموں کے بھیجنے کا انتظام کیا گیا اور ہز آنر نے جنرل افسر کمانیر ڈویژن لاہور سے خط و کتابت کی جس کے پاس اسی صبح کو کرنل رابنسن کی تار برقی کی ایک نقل آئی تھی اور کرنل ڈالنی ڈپٹی ایجٹین جنرل نے میجر والٹر کچنر کے حکم سے ڈاکٹری افسروں اور نرسنگ سٹروں کی روانگی کا فوراً انتظام کیا اور ڈاکٹری ادویہ اور سامان دے کر انہیں روانہ کردیا۔ کچھ تو اسپشل ٹرین اور کچھ میل ٹرین پر روانہ ہوئے اور بندوبست کیا کہ پٹھانکوٹ میں اونٹ اور خچر حتی الامکان بہت جلد تیار رکھے جائیں اور جنرل افسر کمانیر جالندہر کے ذریعہ سے یہ انتظام کیا گیا کہ جس قدر خیمے مطلوب ہوں فوراً روانہ کئے جائیں اور چونتیسویں

پانیر پلٹن کی دو کمپنیاں دھرمسالہ کی سڑک کی مرمت کے لئے میانمیر سے جانے کے لئے فوراً تیار کی گئیں اور ۵ اپریل کو ایک بجے دن کے اسپیشل ٹرین پٹھانکوٹ کو روانہ ہوئی اسی سہ پہر کو مسٹر اینڈرسن کمشنر جالندھر وہاں سے دھرمسالہ کو روانہ ہوئے اور گرد و پیش کے ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کو تار برقی بھیج کر خیمے اور رسد طلب کی - عندالاستفسار انہیں معلوم ہوا کہ جنرل پالک نے خیموں کے روانہ کرنے کا مع ایک انگلش ڈاکٹری اسپتال اسسٹنٹ کے انتظام کیا ہے -

سول اور فوجی لوگوں کا کام

۴ - ۵ - اپریل کے درمیان دھرمسالہ میں جو یورپین افسر اور سپاہی و پولیس کے لوگ بچ گئے تھے اُنہوں نے اِس زمانہ میں نہایت خوش اسلوبی سے کام شروع کر دیا - پہلے تو اُنہوں نے افتادہ مکانات کے ملبہ میں سے زندوں کو نکالا پھر مردوں کو نکالنا شروع کر دیا ایک ہفتہ میں یہ کام ختم ہو گیا اور دھرمسالہ کے کمپو میں گورکھا پلٹن کے جو سپاہی بچ رہے تھے اُنہوں نے خوب کام دیا - ایک اور ذریعہ سے گورنمنٹ ہند کو اِس کی اطلاع دی جا چکی ہے - سر چارلس ریواز اپنی طرف سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک بڑے امتحان کے وقت سول عوام کو بڑی مدد دی -

اس کے بعد سول و فوجی حکام کے کاموں کا چٹھی میں تذکرہ ہے اور بیان ہے کہ محکمہ تار برقی نے کس کوشش بلیغہ کے بعد خبروں کے آنے جانے کے لئے پھر تار لگایا -

سفر مینا اور پانیر پلٹن کے سپاہیوں کے کاموں کے متعلق بیان ہے کہ جس قدر اہل فوج بہم پہنچتے ہیں اُن سے آبپاشی رجبہوں کی مرمت اور درستی کا کام لیا جاتا ہے کیونکہ ان کی مدد کے بغیر رجبہوں کی ایسی درستی غیر ممکن ہے کہ دھانوں کی نخلبندی کے لئے اُن میں سے پانی جا سکے اور بتیسویں اور چونتیسویں پانیر پلٹن کے باسٹھ سپاہی ضلع میں کام کر رہے ہیں - لفٹنٹ گورنر کا اندازہ ہے کہ اس پلٹن اور سفر مینا پلٹن کے لوگوں کو آئندہ مہینے تک کام ہو گا مگر بڑی مشکل یہ ہے کہ لوکل مزدور نہیں بہم پہنچتے پس بیرون ضلع سے مزدور بھرتی کرنے کا انتظام کیا گیا ہے یہ ضرور ہے کہ اُنہیں زیادہ مزدوری دینے کا وعدہ کیا جائے کہ وہ خوشی خوشی یہاں آ کر کام کریں جو کام بخوبی عمدگی کے ساتھ انجام دینا منظور ہے وہ وہاں کی اہل فوج ہی کر سکتے ہیں اور سر چارلس ریواز جنرل افسران کمانیر شمالی ڈویژن

ولاہور ڈویژن کے ممنون ہیں کہ انہیں نے بطیب خاطر فوجی مدد دی اور پانیر پلٹن اور سفر مینا کے لوگوں نے جس طریقہ سے کام کیا ہے اُس کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

اس کے بعد ذکر ہے کہ لوگوں کے رہنے کے لئے خیمے اور رسد کی جنس سے کس طرح اعانت کی گئی اور بیان ہے کہ اس زمانہ کی رپورٹوں سے ظاہر ہوا کہ اب لوگ اپنے اپنے معمولی کاموں میں مشغول ہیں اور اپنی مدد کی کوشش کر رہے ہیں اور اب یہاں کوئی مصیبت عظیم نہیں ہے اور مقتدر ہندوستانیوں نے ان لوگوں سے بڑی ہمدردی ظاہر کی ہے اندرون و بیرون ضلع یہ ہوا کہ ان لوگوں نے کھانا اور کپڑے تقسیم کئے اور رفع تکلیف کے فنڈ کے لئے پرائیویٹ گروہ مقرر کئے اور قابل تعریف طریقہ سے کام کیا۔

خصوصاً راجہ نراندر چند مقام ناندوں نے جیسے ہی اس زلزلہ کے واقعات و اخبار سُنے فوراً ہی بہت بڑی مدد کی حالانکہ اُن کے ضلع میں زلزلہ سخت نہ تھا اور کلو میں لوکل چندہ سے جس میں گورنمنٹ بھی شریک ہے مصیبت زدوں کی مدد کی جا رہی ہے اور اب دُکانیں بھی کھل گئی ہیں۔

ڈاکٹری افسروں کے کاموں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے اور تحصیل کانگڑہ میں مشن کے ڈاکٹری عملہ کے لوگوں اور آریہ سماج کے لوگوں نے بڑی مدد دی۔

وادی کانگڑہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا کہ گو مجروح پہلے اپنا ڈاکٹری معالجہ نہیں چاہتے تھے اور خود علاج کرنا مناسب جانتے ہیں لیکن اب تو وہ لوگ خوشی خوشی آکر اپنا اور اپنے اہل و عیال کا علاج کرتے ہیں اور کانگڑہ میں ایک زنانہ اسپتال جاری ہوا ہے۔

جو لوگ ضرر رسیدہ ہوئے ہیں عموماً اُن کے چوٹ آئی ہے اور نیل پڑ گئے اور پوست بدن چھل گئے اور سروں میں زخم ہو گئے ہیں اور ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں اور چند اشخاص کی ہڈیاں تو چورہ ہو گئی ہیں

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سر چارلس ریواز نے مذکورہ بالا فقرات میں ڈاکٹری اور فوجی اور تار برقی و پولیس کے محکموں کے لوگوں کے کاموں کی قدر افزائی کی اور کرنل ینگ ہسبنڈ نے فوراً دہر سالہ کو کیسی مدد دی۔ ہز آنر یہ امر بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مسٹر اینڈرسن کمشنر جالندھر کے وہ کیسے ممنون اور مشکور ہیں کہ اُنھوں نے کس محنت و مشقت

سے رسد بہم پہنچائی اور ہر طرح کی مدد دی اور انتظام ضلع کو درست کیا جو ڈسٹرکٹ جج مسٹر لاکسٹن کے انتقال کے سبب سے جو سکتہ کی حالت میں ہو گیا تھا اور دو اسسٹنٹ کمشنر مسٹر لی وائی اور مسٹر ینگ اور اگزیکٹیو انجنیئر مسٹر فارلی دھرمسالہ میں ہلاک ہوئے اور تحصیلدار اور نائب تحصیلدار رام داس و نذیر حسین کانگڑہ میں اور کپتان او برائن ڈپٹی کمشنر اور مسٹر ریچرڈسن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ہلاک ہوئے اُن کے مقام پر جو نوجوان افسر بھیجے گئے ہیں اُنہیں کارہائے رفع تکالیف اور انتظام کرنا پڑتا ہے اُنہوں نے اپنے کام بڑی جفاکشی و مستعدی سے انجام دیئے

رفع تکلیف کی کارروائیاں

چٹھی کے آخر میں بیان ہے کہ مذکورہ بالا حالات رفع تکالیف کی کارروائیوں کے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامات ضلع کانگڑہ میں فوراً ہی کس طرح رفع تکلیف کی گئی لفٹنٹ گورنر کا خیال ہے کہ اس کارروائی سے لوگوں کی بیدلی برطرف ہوئی اب اُنکی خوشحالی کے لئے اور بھی کچھ کرنا چاہیئے چنانچہ ہز آنر نے دھرمسالہ و پالمپور و کانگڑہ کا دورہ کیا اور لوکل افسروں اور لوگوں سے گفتگو کرنے کا موقع حاصل کیا اور نتیجہ نکالا کہ مندرجہ ذیل کارروائی کرنا لازم ہے۔

اول یہ کہ کانگڑہ و پالمپور کی تحصیلوں میں آبپاشی کے جن رجبہوں کو ضرر پہنچا ہے سب سے پہلے اُن کی درستی و مرمت کی ضرورت ہے یہ کام اہل فوج نے شروع بھی کر دیا ہے چونکہ زلزلہ سے بہت سے لوگ ضایع ہو گئے ہیں اس وجہ سے مزدور کم ہو گئے ہیں۔ اگر یہاں کے لوگ معمولی طریقہ سے ان رجبہوں کو درست کرنا چاہتے تو ممکن نہ تھا کہ ایسے وقت تک وہ اُن کی مرمت کر لیتے کہ دھانوں کے کھیتوں میں آبپاشی ہو سکتی۔ ہز آنر معترف ہیں کہ گورنمنٹ کے روپیہ سے اُن کی مرمت ہونے کی ضرورت ہے۔

دوسرے یہ کہ تمام مقامات ضرر رسیدوں کی مالگذاری فصل ربیع معاف ہونا چاہیئے جو ماہ جون میں واجب الادا تھی تاکہ کھیتوں کی پیداوار لوگوں کے کام آئے اور جن موضعوں کو بہت نقصان نہیں ہوا ہے اُن کے لئے کمشنر کو اختیار دیا جائے کہ وہ جس قدر مناسب سمجھے اس قدر فصل ربیع کی قسط معاف کرے۔

تیسرے یہ کہ جن قصبوں اور موضعوں میں زلزلہ کا بہت بڑا اثر اور نقصان ہوا ہے

وہاں سنہ حال میں کوئی انکم ٹکس نہ لیا جائے۔

چوتھے یہ کہ زلزلہ میں مکانوں کے گرنے سے جو مویشی ضایع ہوگئے اُن کے مالکوں کو اور مویشی خریدنے کے لئے زر تقاوی دیا جائے اور اس پر کوئی سود نہ لیا جائے اور اُسکی ادائی کی شرطیں رعایتانہ ہوں اور خریف کی پیداوار سنہ ۱۹۰۶ء تک اول قسط ملتوی رکھی جائے اور سنہ حال کے صوبہ کے بجٹ میں درج ہو کر اس کام کے لئے کمشنر جالندہر کو ایک لاکھ روپیہ فوراً دیا جائے۔

پانچویں یہ کہ بندوبست جنگلات کے قاعدوں میں رعایت کرنا چاہئے تاکہ لوگ اپنے مکانوں کی تعمیر کے لئے وہاں سے لکڑی لیں اور اوائل جولائی کے قبل مکان بنالیں کیونکہ اس زمانہ میں بارش شروع ہوجائیگی اور انہیں اپنے مویشیوں کو چند ہفتہ تک چرانے کی اجازت دیجائے کیونکہ اُن کا سال گذشتہ کا بھوسہ مکانوں کے گرنے سے زمین میں دب گیا ہے اور کاشت کے کاموں کے لئے بھی مفت یا کم قیمت پر لکڑی بہم پہنچنے کا بندوبست ہو۔

یہ رپورٹ غیر مکمل ضرور ہے کیونکہ آخری فقرہ میں جس کام کا ذکر ہے اُسے عمل میں لانا ہے اور ضمنی کارروائی کرنی ہوگی اور اس ضروری مسئلہ کا فیصلہ کرنا ہے کہ ضلع کا آیندہ صدر مقام کہاں ہو بالفعل تو نورپور میں ہے جب زلزلوں کے متعلق جیالوجسٹ کی رپورٹ آجائیگی اور وہ ہر مسالہ میں جدید عمارتیں بننے کے مسئلہ پر غور کرلیا جائیگا تو صدر مقام قرار دیا جائیگا اور یہ بل تیار ہونا باقی ہے کہ سرکاری عمارتوں کے گرنے اور سڑکوں کی مرمت اور کارہائے رفع تکالیف اور مجوزہ کاموں کے انجام دینے میں گورنمنٹ کو کس قدر مالی نقصان ہوا۔
اس بل کی تیاری کا اب وقت آگیا ہے کیونکہ جو خرابیاں واقع ہونے والی تھیں وہ واقع ہوگئیں اور اُن کی فوری تدابیر بھی ہوگئیں موجودہ افسر کل حالات دریافت کرسکتے ہیں اور جو کام ہوئے ہیں اُن کی علیحدہ رپورٹ ہوسکتی ہے اس لئے کہ سر چارلس ریواز سر ڈنزل ایبٹسن کو عارضی طور پر اس صوبہ کا انتظام سپرد کرتے ہیں اور یہ ابتدائی رپورٹ گورنمنٹ کی اطلاع کے واسطے بھیجی گئی ہے۔

وادیٔ کانگڑہ کے زلزلہ زدگان پر گورنمنٹ آف انڈیا کا رزولیوشن اور سر چارلس ریواز صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کی رپورٹ کا انتخاب

گورنمنٹ آف انڈیا نے اس مہلک زلزلہ کی نسبت جو ریزولیوشن پاس کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سرمایہ زلزلہ زدگان کا کوئی حصہ فوجی مصیبت زدگان کی اعانت میں صرف نہ ہوگا۔ ان کے لئے لارڈ کچنر نے ۳ ہزار اور وزیر اعظم نیپال نے پانچ ہزار روپیہ عطا کیا ہے۔ نیز ولایت میں بھی یہ فنڈ کھولا گیا ہے جہاں دو ہزار پونڈ سے زاید رقم جمع ہو چکی ہے۔ فوجی سرمایہ کو خود لارڈ کچنر تقسیم کرینگے۔

وادی کانگڑہ کے مصائب زلزلہ کو کم کرنے کے متعلق سر چارلس ریواز نے ۲۷۔ اپریل یعنے رخصت پر روانہ ہونے کی تاریخ تک جو انتظام کیا ہے اس کی مفصل رپورٹ انہوں نے بنابر اطلاع سکریٹری گورنمنٹ ہند کو بھیجدی ہے۔

ملک کے کوہستانی ہونے۔ صدمہ رسیدہ اقطاع کے دور تک پھیلاؤ۔ سڑکوں کی شکست و ریخت و انقطاع آمد و رفت کی وجہ سے کچھ عرصہ تک نقصان کی صحیح تعداد کا معلوم ہونا مشکل ہے کیونکہ کانگڑہ کے بعض مقامات سے اب تک رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

حسب ذیل رقبہ کو زلزلہ سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ وہ قطعہ ملک جو جنوباً بیاس شمالاً کوہستان ڈہولدوہر۔ مغرباً قلعہ رہلو۔ اور مشرقاً بیجناتھ نامی گاؤں کے مابین واقع ہے علمان پیمایش طبقات الارض مندرجہ بالا رقبہ کو، سو میل مربع بتانے اور اُس کی آبادی ½ ۲ لاکھ تخمینہ کرتے ہیں۔ زلزلہ کی ابتدا میں خفیف جنبش محسوس ہوئی۔ اس کی بعد فوراً ہی ایک سخت دہکا لگا۔ جو شمال سے جنوب کی طرف تھا۔ پھر مخالف سمت میں زور سے صدمہ محسوس ہوا آخرکار تیسری جنبش ہوئی جو نیچے کی طرف گرنے کی مشابہ تھی۔

سر چارلس ریواز کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کا غلہ اجناس و اشیاء مکانات کے ملبہ کے نیچے دب گئے۔ ادویات و آلات طبی کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ جو زندہ رہے اُنکے

پاس وہی کپڑے رہ گئے جو وہ زلزلہ کے وقت پہنے ہوئے تھے کثیر التعداد مویشی اور بھیڑ بکریوں کے گلے جو کوہستانی آبادی کی زندگی کا ضروری جزو تھے۔ اور عموماً مکانات کے نیچے کے حصے میں باندھے جاتے تھے انسانی جانوں کے علاوہ تلف ہوئے ابتداء میں نفوس انسانی کے نقصان کا اندازہ لگانے میں مبالغہ سے کام لیا جاتا تھا کہ جو شخص نہ ملا اُسے بھی مردہ سمجھ لیا۔ حالانکہ اب معلوم ہوا ہے کہ کانگڑہ کے بہت سے خوفزدہ باشندے میدانی علاقوں کو بھاگ گئے ہیں۔ تاہم جس قدر رقبہ کا اس پیریگراف میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں ۱۵ ہزار سے کم متنفس ضایع نہیں ہوئے۔

رقبہ مذکور کے باہر جس حصہ ملک کو نسبتاً کانگڑہ سے کم نقصان پہنچا۔ وہ بیاس کی بالائی وادی ہے۔ جس کا کچھ حصہ تحصیل کلو اور کچھ ریاست منڈی میں واقع ہے نیز بیاس و ستلج کے مابین مندرجہ ذیل اقطاع کو صدمہ پہنچا (۱) تحصیل سراج جو کلو سب ڈویژنل کا جنوبی حصہ ہے (۲) ریاست سکیت (۳) منڈی کا جنوبی حصہ۔

اس بڑے رقبہ میں قابل ذکر قصبات منڈی اور سلطان پور (کلو) ہیں۔ ان ہر دو مقامات میں بہت سے مکانات گرے مگر کانگڑہ و پالم پور کے مقابلہ میں نقصان جان کم ہوا چنانچہ منڈی و سلطانپور میں دو دو سو آدمی تلف ہوئے ہونگے۔ مفصلات کا نقصان جان ریاست منڈی میں ۷½ سو۔ اور کلو سب ڈویژن میں اس سے کسی قدر زیادہ تخمینہ کیا جاتا ہے۔ البتہ مویشیوں کا نقصان بہت زیادہ ہوا۔

اس کے بعد دہرم سالہ۔ کانگڑہ۔ پالم پور۔ منڈی اور کلو کی سڑکوں کو پہاڑوں کے گرنے۔ زمین کے شق ہو جانے۔ اور ندی نالوں اور چشموں کے پلوں کے ٹوٹ جانے سے جو نقصان پہنچا ہے اس کا بھی رپورٹ میں ذکر کیا ہے۔

اراضی کی سیرابی کے لئے باشندے چشموں سے جو نہریں لائے تھے انہیں بھی سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اگر اُن کی فی الفور مرمت نہ ہوئی تو زراعت شالی وچاء کو بہت نقصان پہنچیگا رپورٹ میں تحریر ہے کہ ۵۔ اپریل کی صبح کو حادثہ زلزلہ کی اطلاع لاہور میں موصول ہوئے ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے کمشنر جالندھر کو جن کی قسمت میں ضلع کانگڑہ واقع تھا تار دیا کہ مصیبت زدوں کی اعانت کے لئے انہوں نے کیا انتظام کیا ہے؟ ہز آنر نے پہلے خود کانگڑہ جانے کا ارادہ کیا بعدہٗ کمشنر لاہور مسٹر ینگ ہسبنڈ کو جو قبل ازیں ڈپٹی کمشنر کانگڑہ

رہنے کی وجہ سے وہاں کے لوکل حالات سے بخوبی واقف تھے امدادی پارٹی کے ساتھ بھیجنا مناسب تصور کیا۔ پٹھان کوٹ تک کا سفر تو آسان تھا۔ مگر اس کے آگے سڑک کی شکست و ریخت کی وجہ سے تانگوں کی آمد و رفت مسدود تھی۔ مرمت کے لئے مقامی مزدوروں کا ملنا محال اور نگرانی نا ممکن تھی۔ کیونکہ خود ایگزیکٹو انجینئر مقتولان زلزلہ میں سے تھا۔ تانگوں کی تعداد محدود ہونے کے علاوہ لوکل امداد بھی کافی متصور نہیں ہو سکتی تھی۔ جبکہ لفٹنٹ گورنر سول میڈیکل افسروں کو کانگڑہ بھیجنے۔ غذا کی فراہمی۔ اور اپنے کیمپ کے خیموں کی روانگی کا انتظام کر رہے تھے۔ اُنہوں نے فوجی افسروں کو بھی اعانتی پارٹیاں بھیجنے کی طرف توجہ دلائی۔ جس پر کرنل ڈوتی ڈپٹی ایڈجوٹنٹ جنرل نے حسب ہدایت میجر جنرل والٹر کچنر۔ فوجی طبی افسروں نرسوں۔ ذخائر ادویہ و آلات بوسایل سپیشل ٹرین اور ڈاک بھیجنا منظور کیا اور جنرل کمانڈنگ افسر جالندھر کو لکھا کہ جس قدر خیمے مہیا ہو سکیں بھیجدئے جائیں اور پٹھان کوٹ سے آگے اونٹوں اور خچروں کی ڈاک بٹھادی نمبر ۳۴ پائنیر کی دو کمپنیاں میانمیر سے دہرمسالہ کی مرمت کے لئے روانہ ہوئیں۔ ۵۔ اپریل کی دوپہر کو ایک بجے سپیشل ٹرین لاہور سے پٹھان کوٹ روانہ ہوئی۔ مسٹر اینڈرسن کمشنر جالندھر بھی ڈپٹی کمشنران مضافات کو بغرض ارسال خیمہ جات و رسد وغیرہ تاربرقیاں بھیجنے کے بعد راہی دہرمسالہ ہوئے۔

۴ و ۵۔ اپریل کو دہرمسالہ میں یورپین پولیس اور سپاہ کے جو آدمی زندہ بچ رہے تھے اُن لوگوں کو منہدمہ عمارات کے نیچے سے نکالتے رہے جو ہنوز زندہ تھے۔ بعد میں لاشوں کو ٹھکانے لگاتے رہے۔ یہ کام ایک ہفتہ جاری رہا۔ اس بارہ میں گورکھا سپاہیوں کی گراں قدر امداد کا ہز آنر سر چارلس ریواز نے سرگرمی سے شکریہ ادا کیا ہے۔ اور اُن کی خدمات کمانڈر انچیف ہند کے نوٹس میں لائی گئی ہیں۔ اس کے بعد سول اور فوجی صیغہ جات کی خونریزی اور محکمہ ٹیلیگراف کا ضروری مقامات کو سلسلہ تار سے پیوستہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ آبپاشی کی نہروں کی مرمت میں فوج سے بھی کام لیا جا رہا ہے کیونکہ اُن کی امداد کے بغیر موجودہ کاشت شالی کے موسم میں لوگ ان نہروں کو کار آمد بنانے کے ناقابل ہیں نمبر ۳۲ و ۳۴ پاپوینیر کے ۵۶۲ سپاہی ضلع میں اعانتی کام کر رہے ہیں۔ ہز آنر تخمینہ کرتے ہیں کہ ان سپاہیوں نیز سفر مینا کی دو کمپنیوں کے واسطے جو ضلع میں موجود ہیں ہنوز دو ماہ کا کام

باقی ہے - مقامی مزدور نہ ملنے کی وجہ سے بیرونجات میں بڑی بڑی اُجرتوں پر قلیوں کی جماعتیں بھرتی کرنی پڑتی ہیں - لیکن بسرعت امداد پہنچانے کے لئے فوج سے کام لیا جانا ضروری ہے - خیمہ جات - غذا وغیرہ اعانتوں کے بہم پہنچانے کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے - اور بتایا ہے کہ اب حالت کسی قدر سدھر چلی ہے - اور لوگ اپنا کاروبار اختیار کرنے لگے ہیں ضلع کانگڑہ اور بیرونجات کے بہت سے صاحب وسعت اشخاص نے غذا اور کپڑے تقسیم کرنے اور پرایوٹ امدادی جماعتیں قایم کرنے سے عملاً فیاضی کا ثبوت دیا ہے - خصوصاً راجہ صاحب نادون نے اس بارہ میں بڑی سیرچشمی ظاہر کی سرکاری اور فوجی طبی افسروں کے علاوہ مشن اور آریہ سماج کے ڈاکٹروں سے بھی مجروحین کی تکالیف کم کرنے میں بہت تقویت پہنچی - پہلے تو کانگڑہ کے لوگ اپنی دوائیں استعمال کرتے رہے مگر اب وہ اپنا اور اپنے خاندان کا علاج ڈاکٹروں سے بخوشی کراتے ہیں - اور کانگڑہ میں ایک زنانہ ہسپتال بھی کھولا گیا ہے جو جسمانی ضرر لوگوں کو پہنچا ہے - وہ معمولی چوٹ - خراش اور رگڑ وغیرہ کی قسم سے ہے بعض حالتوں میں ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں - معدودے چند سخت مجروح ہوئے ہیں -

سر چارلس ریواز صاحب ضلع کانگڑہ کے زلزلہ زدہ مقامات سے معائنہ اور اعلے افسروں سے مشورہ کے بعد امداد کی مندرجہ ذیل صورتیں تجویز فرماتے ہیں - سب سے پہلے تحصیلات کانگڑہ و پالم پور کی آبپاشی کی نہروں کی مرمت کی جائے جس کا آغاز تعین فوج سے ہو گیا ہے - دوم زلزلہ زدہ دیہات میں ربیع کا مالیہ تمام وکمال معاف کر دیا جائے جن دیہات میں زیادہ نقصان نہیں ہوا وہاں کمشنروں کو بقدر ضرورت معافی مالیہ کا اختیار دیا جائے - سوم اس مصیبت زدہ رقبہ کو سال حال میں انکم ٹکس سے مستثنے رکھا جائے - چہارم فیاضی سے تقاوی تقسیم کی جائے - تاکہ زمیندار و کاشتکار مویشی خرید سکیں یہ تقاوی بلا سود ہو - اور شرایط ادائیگی فیاضانہ ہونی چاہئیں - اور ادائیگی کی پہلی قسط خریف ۱۹۰۶ء تک ملتوی رکھی جائے - سال رواں کے بجٹ میں تقاوی کے لئے جو رقم منظور کی گئی ہے - اُس میں سے ایک لاکھ روپیہ فوراً کمشنر جالندھر کو تقسیم تقاوی کے لئے تفویض کیا جائیگا - پنجم قواعد جنگلات میں اس قدر نرمی کی جائے کہ لوگ بارش سے پناہ میں رہنے کے لئے جس کا آغاز جولائی میں ہو جاتا ہے - جھونپڑیاں بنانے کے واسطے لکڑی لے سکیں اور چند ہفتوں کے لئے انہیں اپنے مویشی رقبہ جنگلات میں چرانے کی اجازت دی جائے -

کیونکہ زمینداروں کے گھاس و چارہ کے انبار مکانات کے نیچے مدفون ہو گئے ہیں بعد میں مناسب مرکزوں پر زراعت پیشہ گروہ کو بلا قیمت یا بقیمت مناسب شہتیر بہم پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے مکانات تعمیر کر سکیں۔

سر چارلس ریواز صاحب کی رپورٹ ناتمام ہے۔ کیونکہ بوجہ رخصت پر جانے کے وہ زیادہ عرصہ تک انتظار نہیں کر سکے۔ خصوصاً آخری پیرا گراف میں جن طریق اعانت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُن پر ہنوز عمل ہونا باقی ہے۔ نیز اُن کے علاوہ بطور ضمیمہ دیگر تجاویز بھی اختیار کی جا سکتی ہیں۔ بالفعل نورپور کو ضلع کا صدر مقام بنایا گیا ہے کمیٹی عالمان طبقات الارض کی رپورٹ کا انتظار ہے کہ آیا دہرمسالہ پھر تعمیر کیا جاوے یا نہیں؟

سرکاری رپورٹیں

اب ہم وہ چند سرکاری رپورٹیں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو ولوی کانگڑہ سے وہاں کے اعلیٰ افسروں نے جو اس ڈیوٹی پر مقرر تھے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ میں پیش کیں جن سے تمام وادی کانگڑہ کے سول اور ملٹری انتظامات اور امدادی حالات کا ہر ایک پہلو عمدہ طرح سے روشن ہوتا ہے اور وہ رپورٹیں نہایت دلچسپ ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

رپورٹ میجر برونٹگ انڈین میڈیکل سروس

میجر برونگ انڈین میڈیکل سروس نے رپورٹ کی تھی کہ سہ شنبہ کی شب کو مسٹر ہاکنسر نے اسپشل ٹرین پر میانمیر سے ڈاکٹری سامان ادویہ وغیرہ طلب کیا تھا۔ جنہے اس کے بہم پہنچانے میں پٹھان کوٹ سے یکوں کا بندوبست کیا پنجشنبہ کو ہم لوگ اڑھائی بجے شب کے شاہپور میں پہنچے اور تین گھنٹہ تک شاہ پور میں قیام کیا اور وہاں سے دم لے کر معہ مسٹر ویل صاحب انڈین میڈیکل سروس کے روانہ ہوئے اور دس بجے دن کو۔ دہرمسالہ کے گورکھا پلٹن کے کیمپ میں داخل ہوئے۔ مسٹر جی۔ ایم۔ سی اسمتھ گورداسپور سے نشیبی کیمپ میں ہم سے پہلے داخل ہو گئے تھے میرا خیال ہے کہ اُن کا پہلے پہنچ جانا بہت ہی اچھا ہوا۔ کیونکہ ہم حیران تھے کہ کہاں جائیں اتفاقاً ہم

گورکھا پلٹن کے جانب کو چلے گئے اس مقام پر مسٹر ہیبیر کے پاس ستر ضرر رسیدہ زلزلزدگان مجروح موجود تھے۔ ہم نے تمام دن اسی جگہ قیام کیا اور صاحب موصوف کے ساتھ مدد دیتے رہے۔ بیشک اُنہوں نے تن تنہا بڑا ہی بھاری کام کیا تھا کیونکہ میجر آرل صاحب دب گئے تھے اور اُن کو سخت چوٹ آئی تھی اس سبب سے مسٹر ہیبیر کو تن تنہا ہی سب کام کرنا پڑا اور شب پنجشنبہ تک ان کو رات کے وقت ایک گھنٹہ بھی آرام کرنا نصیب نہیں ہوا۔ شاہ پور میں باربرداری اُس وقت بڑی مشکل سے دستیاب ہوتی تھی جسکی وجہ سے صرف ڈاکٹری سامان ہی صرف یہاں پہنچا تھا۔ اس کے بعد بیں کسیقدر خیمہ بھی آئے تھے جمعہ تک ساتویں گورکھا لین میں جو سول سٹیشن میں واقع ہے صرف تین میڈیکل افسر موجود تھے۔ اور بیں نشیبی حصہ مکلوڈ گنج میں تھا اور ایک ہسپتال اسسٹنٹ فورسائتھ گنج میں تھا اور کیور اسمتھ کانگڑہ کو اور ملچنی پالم پور کو گئے تھے۔ محکمہ ڈاکٹری نے بہت بھاری مدد دی اور خوب کام کیا تھا کیقدر اور بھی خیمہ آئے تھے مگر دوسری چیزیں نہیں پہنچی تھیں کیونکہ شاہپور میں اُس وقت تک باربرداری کا ملنا دشوار تھا۔ نشیب کے رہنے والوں نے یہاں کی غضبناک حالت کو دریافت نہیں کیا تھا تمام اسباب اور اشیاء خوردنی اور کپڑہ وغیرہ مکانات کے منہدم ہونے سے ان میں ہی دب گئے تھے اور مزدوروں کا ملنا اُس وقت نہایت ہی محال اور دشوار تھا جو لوگ اس آفت کے منہ سے نکلے ہوئے تھے وہ سخت مجروح تھے اور جو کسی قدر صحیح و سالم رہے تھے وہ اُنکی امداد میں ہمہ تن مشغول تھے اس وجہ سے یہاں پر قحط الرجال پڑا ہوا تھا۔

گورکھوں نے بڑے بہادروں کی طرح سے کام کیا تھا مگر ان کا سب سے پہلے جو کام تھا وہ بڑا بھاری کام تھا جو ذرا دیر میں ختم ہوا۔ لیکن امید ہے کہ اُنکے کام کا اعتراف کیا جاویگا سڑی ہوئی لاشوں کی بدبو۔ اور جلنے والے مردوں کی چرائند بعض بعض مقاموں اور بازاروں میں بہت ہی ناگوارا اور دل و دماغ کو پریشان کرنے والی تھی اور روز بروز تعفن اور چرائندہ کو ترقی ہوتی تھی کیونکہ جسقدر مردے نکلتے تھے وہ متعفن ہوتے تھے اور جلانے کی وجہ سے چرائندہ کو بھی ترقی تھی مکلوڈ گنج کی بازار سے اسی لاشیں نکالی گئی تھیں اور وہاں کا کام بہت جلد ختم ہوگیا تھا۔ اس کام کے ختم ہونے سے کیقدر سہولیت حاصل ہوئی اور لوگوں کی حالتیں سنبھل گئیں اور خراب زمانہ ختم ہوگیا اور کل مزدور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے

تاکہ اپنے گرے ہوئے مکانات کی خبر لیں اور اُن کو درست کریں اور اپنا دبا ہوا غلہ وغیرہ نکالیں۔ یہاں پر جنس وغیرہ کا معقول انتظام ہو گیا تھا اور کسی قسم کی تکلیف کھانے کپڑے کی نہ رہی تھی۔ زلزلہ کی شدت دیکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ کچھ آدمیوں کا بچ جانا حیرت کا مقام ہے۔ کیونکہ یہ دفعتاً واحدۃً آگیا لوگوں کو گھروں سے باہر نکلنے کا موقع بھی نہ ملا۔ یکایک ایک طرف سے ایک خطرناک آواز سننے میں آئی۔ اسی وقت سے دوسری طرف سے بھی ایسی ہی ایک آواز آئی۔ اور فوراً ہی سب مکان گر پڑے۔ جو لوگ بچے وہ اس طرح بچے کہ دھنیاں یعنی چھتوں کی لکڑیاں ٹھہری اور آڑی گریں اور چھت کا ملبہ اُن پر نہیں آنے پایا۔ بعض اشخاص اس سے بھی زیادہ حیرت انگیزی کے ساتھ بچے ساتویں گورکھا پلٹن کے سپاہیوں کو بہت ضرر پہنچا۔ اس پلٹن کے جس قدر آدمی ضایع و متفرر ہوئے وہ اِس دومنزلہ عمارت میں تھے۔ جس میں پہلے گورہ فوج رہتی تھی۔ بہت سے ہندوستانی دیر تک دبے اور پڑے رہنے کے بعد بھی بچ گئے۔ چنانچہ کل ایک شخص ساڑھے پانچ دن تک دبے رہنے کے بعد نکالا گیا ہے۔ اس وقت اس کی نبفیں ساقط تھیں تھوڑی دیر کے علاج و معالجے کے بعد وہ صحیح و سالم ہو گیا۔ خوب ہی ڈاکٹری انتظام ہے۔ گو اس ضلع میں بہت کثرت سے جانیں ضایع ہوئی ہیں۔ مگر اب تو بخوبی حفاظت ہے۔ یہاں نہایت سرعت و عجلت کے ساتھ تار برقی جاری ہوئی اور شاہپور و دہرم سالہ کے مابین خچروں کے ایک غول نے اس کام کو انجام دیا۔ تمام ہندوستانی بھاگ گئے تھے۔ اور باربرداری کا بہم پہنچنا بہت ہی دشوار تھا۔ کاربالک ڈس انفکشن کے لئے بھیجا تھا۔ کیونکہ اگر اور لاشیں نکالی گئیں تو اس کی بہت ضرورت ہوگی ایسی سخت بو ہے کہ میں متحیر ہوں کہ گورکھے کیونکر اس کے متحمل ہوتے ہیں۔ انہوں نے ایک لاش کے سوا جس کا پتہ شاید کبھی نہ ملے اپنی سب لاشیں نکال لیں۔ یہاں پر سب کا علاج کیا۔ اور ایک اچھے ہسپتال اسسٹنٹ کے ساتھ ہسپتال کا کام شروع کیا اب ایک اسسٹنٹ سرجن یا ہسپتال اسسٹنٹ انجام دے سکتا ہے جب میں لاہور سے روانہ ہوا تھا۔ تو وہاں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لیا تھا۔ کیونکہ جس وقت میں اپنا اسباب باندھ رہا تھا۔ اُس وقت خبر آئی کہ ٹرین ایک گھنٹہ پہلے روانہ ہو جائیگی۔ اگر مجھے مہلت ہوتی تو یہاں کے بدنصیبوں کے لئے مولچند کی دکان سے بہت سی چیزیں لیتا آتا مجھے اس قدر کم فرصت ملی۔ کہ کل شب کو میں نے اول مرتبہ خط بنوایا۔

اور نہایا اور جب کچھ خیمے پہنچ گئے تھے۔ تب ہم لوگوں کو راحت ملی تھی ہیں کچھ ڈاکٹری سامان اور اشیاء جمع کر کے کانگڑہ اور پالم پور میں کیورا سمتھ اور ملچنی کے پاس بھیجدی۔ اور پوسٹ آفس کے بڑا دن مکان سے چلے گئے۔ وہ ایسے مجروح نہیں ہیں۔ جیسے پہلے بیان کئے گئے تھے۔ اور پوسٹ آفس کے ریچرڈسن کو بھی آرام ہو رہا ہے۔ یہہ اور ایک پولیس میں ہر شخص کے پاس اشیائے ضروری پہنچاتے رہے تھے۔ امید ہے کہ اس کے اس کام کا اعتراف کیا جائیگا اور انجینئر لانگ جس کا پاؤں بہت کچل گیا تھا۔ سول اسٹیشن سے یورپینوں کو نکال اور لاشوں کو دفن کیا۔ میں نہیں جانتا کہ اُس نے یہ کام کیونکر انجام دیا۔ اور اگر اسے ایسا ہی کام رہتا۔ تو اس کا پاؤں بالکل بیکار ہو جاتا۔ اب یہ پلنگ پر لٹا دیا گیا ہے۔ اور حالت سنبھلتی جاتی ہے۔ اور یہ فراجی کی دوکان کا ایک اور بہادر شخص نوروجی بھی ہے۔ کہ کئی عورتوں کے عزیز قریب ہلاکت کے ہو گئے تھے۔ بایں ہمہ اُنہوں نے زخمیوں اور ضرب رسیدوں کی تیمارداری کی۔ حالانکہ اُن کے جسم پر کچھ ہی کپڑا تھا۔ اور رہنے کا مقام بھی سایہ دار نہ تھا۔ چونکہ جنوبی ضلع کانگڑہ میں سڑکوں اور راہوں کو بہت ضرر پہنچا ہے۔ لہذا پیشتر کی آئی ہوئی کمپنیوں کے علاوہ پانیر پلٹن کی اور کمپنیوں کے بھیجنے کا بندوبست کیا گیا تھا مسٹر طرآئی۔ ایس نے مسٹر ینگ ہسبنڈ کو ایک دلچسپ چٹھی لکھی ہے۔ جس میں اُنہوں نے اپنا تجربہ اور پالم پور کے حالات ظاہر کئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ راجہ صاحب منڈی اینٹوں اور لکڑیوں کے نیچے دب گئے تھے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے اس ترکیب سے دبے تھے۔ کہ اُنہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بھاگتے وقت دب گئے تھے۔ اُن کے چہرہ اور سر میں کچھ خراشیں پڑ گئی ہیں۔ اور میری پسلیوں میں بہت چوٹ آئی تھی اور ایک پسلی ٹوٹ گئی سر میں جو چوٹ لگی تھی وہ اچھی ہو گئی۔ مگر ابھی پلنگ پر پڑا رہنا بہت دشوار ہے۔ پالمپور میں سارا بازار گر گیا اور بلیرڈ اور سشن کے مکان اور گرجا گھر سب بالکل تباہ ہو گئے اور میں نے سُنا ہے۔ کہ ڈاک بنگلہ کے پیل پائے اور برآمدہ کا کچھ حصہ تو قایم ہے باقی سب گر گیا۔ مسٹر بلیرڈ کا بیٹا بڑی مشکل سے نکالا گیا۔ اور اوٹن کو جب ایک گھنٹہ تک مصنوعی ہوا پہنچائی گئی۔ تو اسے ہوش آیا۔ اور بلیرڈ کے خفیف چوٹ آئی۔ اور اوٹن کے سر میں بڑا زخم ہوا۔ ابھی تک مکان کھڑا ہے اور حالت مخدوش ہے اور ہسپتال صفاچٹ میدان ہو گیا۔ اب ملبہ میں سے رفتہ رفتہ اسباب نکالا جا رہا تھا۔ اور

وئیسن تین دن کی سخت تکلیف کے بعد یہاں لایا گیا اور اس کا پاؤں کاٹنا پڑا مگر اب رو بصحت ہے۔ ابتداءً اوس کو اس کے ساتھ دن رات جاگنا پڑا تھا۔ بلیرڈ اور اُن کے عیال و اطفال کے بچنے پر حیرت ہوتی ہے۔ اُن کے تو چوٹ آئی مگر اُن کی ہمشیرہ نسبتی مسنر بریڈفرڈ قسٹر جرلڈ بچ گئیں فقط اُن کے سر میں چوٹ آئی ہے۔ افسوس ہے کہ میں نے ایک خیمہ تو رکھ لیا اور باقی خیمے آگے بھیج دئے تھے۔ وہی خیمہ میں نے بلیرڈ کے رہنے کے لئے دیا۔ اور میں اور راجہ صاحب چھولداریوں میں ہیں تھانہ اور تحصیل کے مکانات گر گئے۔ دہر سالہ قلیوں کے ملنے میں بہت دقت پیش آئی اور اکثر گورکھوں نے بھی لاشیں نکالی ہیں۔

مسٹر آر۔ اے ینگ ہسبنڈ قائمقام کمشنر لاہور کی رپورٹ

مسٹر ینگ ہسبنڈ کے پاس سے اس مضمون کی ایک تاربرقی آئی کہ دہرمسالہ میں اہل فوج ملبہ کھود کر لاشیں اور اسباب نکالنے میں مصروف ہیں ضرور ہے کہ اور بھی فوجی مدد دیجائے کہ پالم پور کانگڑہ اور حوالی کے موضعوں میں بھی یہی کیا جائے اور جب کام کرنے کے لئے گروہ بھیجے جائیں تو اُن کے ساتھ رسد بھی مناسب ہو کیونکہ یہاں لوکل طور سے کسی قسم کی رسد نہیں مل سکتی۔

مسٹر ینگ ہسبنڈ نے میجر سیکور اسمتھ کو سول و فوجی افسر کا کام کرنے کے لئے کانگڑہ میں بھیج دیا ہے۔ اور کانگڑہ کے مسٹر آرسٹرانگ کو تحصیلداری کے اختیارات دے گئے ہیں اور بشن داس بیرسٹر اور دیوان ٹھیکہ دار کو نائب تحصیلدار کے اختیارات ملے ہیں اور کپتان پکھنی انڈین مڈیکل سروس ڈاکٹری مدد دینے کے لئے پالم پور میں بھیجے گئے ہیں اور انتظام ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کانسٹبل موقع واردات پر بھیجے جائیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شاید اس لئے وہاں فوج بھیجنے کی ضرورت ہو کہ لوگ مال واسباب نہ لوٹنے پائیں۔

ملبہ سے لاشوں کے نکالنے اور اُن کے دفن کرنے کے لئے جو مدد طلب کی گئی تھی اُس کے متعلق ہنر آنر لفٹنٹ گورنر نے جمعہ کو حکام فوج ڈویژن لاہور سے یہ بندوبست کیا

گر پانیر پلٹن کی دو کمپنیاں میانمیر سے وہر مسالہ کو بھیجدی جائیں اور اُن کے علاوہ امبالہ سے براہ ہوشیارپور ودیرہ اور دو کمپنیاں بھیجی جائیں اور بیسویں پانیر پلٹن کے ایک دوہری کمپنی زیر کمان میجر اسٹورٹ شب کو جالندھر میں داخل ہوئی اور اُمید تھی کہ دوسرے دن شنبہ کی صبح کو ہوشیارپور میں پہنچ جائیگی اور وہاں کی موجودہ رفع تکالیف کرنے والے گروہوں کے لئے بہت سی رسد بھیجنے کا بھی بندوبست ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ سول اور فوجی حکام حتی الامکان ساعی وکوشاں ہونگے کہ جو لوگ زندہ بچے ہیں اُن کی رفع تکالیف کی جائے اور مردوں کی تدفین بعنوان شایستہ عمل میں آئے۔ ع

مسٹر وارنگ کی رپورٹ

مسٹر وارنگ نے کانگڑہ کو بالکل تباہ پایا کہ ہر مکان خواہ بڑا مضبوط تھا خواہ ایک جھونپڑہ بھی تھا بالکل گر گیا چھوٹے کمپ کے میدان میں لوگ بھرے ہوئے تھے چند نے مستعار کچھ جھونپڑے ڈال لئے تھے شہر کے گرداگرد کچھ کھیت ہیں جو ابھی تک درو نہیں ہوئے ہیں کچھ کھیت کاٹ کر جانوراں باربرداری کے لئے جگہ کی گئی ہے۔ کھیتوں میں جو درختوں کی کھونٹیاں رہ گئی ہیں اُنہیں یہ چرا کرتے ہیں میجر ہیکور اسمتھ مع ایک اسپتال اسسٹنٹ کے ضرر رسیدوں کا معالجہ کر رہے ہیں اُنہوں نے رفع تکالیف کا ایک قاعدہ جاری کیا ہے اُسی سے تمام کام نکلتا ہے اور پانیر کی ایک کمپنی وہاں موجود ہے نہایت سرعت کے ساتھ لاشیں نکالی جارہی ہیں اور شاہ پور سے کافی رسد بھیجی ہے لوگوں کو کمی رسد کے سبب سے چار روز تک تکلیف رہی مگر پھر نہایت تعجیل کے ساتھ مدد دی گئی کہ بہت جلد مصیبت دفع ہوگئی جب لوگوں کے توحش وتفکر میں کمی ہوئی اور حالت کچھ سنبھلی تو اُنہوں نے فوراً اپنے مکانوں کا ملبہ ہٹا ہٹا کر غلہ نکالنا شروع کیا۔

کانگڑہ۔ چرچ مشن سوسائٹی لاہور کے سکرٹری کے پاس، ماہ حال کو اس مضمون کی تار برقی آئی کہ کانگڑہ مشن ہوس کے گرنے سے پادری سینٹ ایف رالنز و مسز ڈیکیوبل ہوس ایم لار بیر دب گئے اور ضلع کانگڑہ کے اور مشنریوں میں سے مس سیگل کا حال معلوم ہوا کہ وہ محفوظ ہیں اور پادری جے ٹن برج اور اُن کے عیال واطفال کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا ہیجا تھ

ہیں تھے نہ ڈاکٹر سٹن اور ہندوستانی پادری دہرمسالہ کا کچھ حال سُنا گیا ہے اور نہ ڈاکٹر اے ایچ براؤن اور مسٹر گلیسپی چرچ مشن سوسائٹی امرتسر۔ کا

کانگڑہ میں پانیر پلٹن کے سپاہی لاشیں نکال رہے ہیں اور تحصیل کانگڑہ کے خزانہ کا جو مکان گر گیا تھا اب اُس میں کام ہو رہا ہے اور ایک زبردست ڈاکٹری عملہ یہاں اپنے کام میں مشغول ہے۔ اور مسٹر کیلورٹ اسسٹنٹ کمشنر کُلو مع مسز کیلورٹ اور دو چھوٹے بچوں کے جو زکوۃ خانہ کے بنگلہ میں تھے وہ رامپور بلشہر کے قریب سب طرح سے محفوظ ہیں اُنہوں نے رپورٹ کی ہے کہ رامپور میں پہاڑ کھسکا اور بہت سے مکان گر گئے مگر اس کے گرد و پیش بہت سی جانیں ضایع ہوئیں جنگلوں کے افسروں سے مکانوں کی تیاری کا سامان بہم پہنچانے کا بندوبست کر لیا گیا ہے اور چھپروں کے لئے پھونس پاس کے ضلع سے آرہا ہے اور شاہ پور سے پالمپور تک گاڑی کی جو سڑک ہے وہ جاری ہو رہی ہے اور سفرمینا پلٹن کے لوگ پلوں کی مرمت کر رہے ہیں اُمید ہے کہ چند روز میں گاڑی کی سڑک بن جائیگی اور ہوشیارپور کی سڑک پر کانگڑہ میں جو پل ہے وہ صحیح و سالم قایم ہے اور اس کے قریب کی سڑک کی مرمت ہو رہی ہے اور لدو جانور اب بھی اس پر سے گذر سکتے ہیں تحصیلات پالم پور و کانگڑہ کے لوکل اشخاص غریبوں کو کھانا تقسیم کر کے اُن کی مدد کر رہے ہیں اور شملہ سے سکیت و منڈی و کلو کی ریاستوں کو ڈاکٹری مدد بھیجی جا رہی ہے اور کرنل ہیمبر کمشنر حفظان صحت اور کپتان ہاروے ڈپٹی کمشنر حفظان صحت ان مقامات کا دورہ کر رہے ہیں اور باہر سے چھپروں کا پھونس بہم پہنچا کر بہت مدد مل سکتی ہے مگر قلی کمیاب ہیں اور باہر سے قلی طلب کرنے کی کوشش ہو رہی ہے بڑھیوں کی بھی بڑی مانگ ہے۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ

ڈپٹی کمشنر ضلع کانگڑہ نے رپورٹ کی ہے کہ ضلع کانگڑہ و کلو میں غلہ بہت ہی کم ہے کیونکہ بہت سا غلہ جل گیا یا خراب ہو گیا اسی سبب سے نرخ گراں ہے پس مخیر اشخاص کو غلہ وہاں بھیج کر مناسب نرخ پر فروخت کرانے کا موقع ہے۔ اس طرح کی فیاضی سے صرف غریبوں ہی کو نہیں جن کی سرکاری و پرائیوٹ طور سے اعانت کی جاتی ہے بلکہ اوسط درجہ کے کم مقدرت والوں کو بھی جو مزدوری کرنا نہیں چاہتے فایدہ پہنچیگا۔ اور بہت سی سوسائٹیوں نے بہت مدد دی ہے اور جہاں تک ممکن تھا پرائیوٹ اشخاص نے بھی

لوگوں کو غلہ اور کپڑے تقسیم کیے ہیں اور بھی ایسے ہی پرائیوٹ اشخاص ہونگے جو ایسی فیاضی کر سکتے ہیں۔ گو گورنمنٹ اور معین کمیٹی اور آریہ سماج وغیرہ پرجوش کمیٹیوں نے بہت مدد دی ہے تاہم جو لوگ اعانت کرنا چاہیں وہ بہت وسعت و کثرت کے ساتھ کر سکتے ہیں۔

مسٹر ہنری اینڈرسن کمشنر جالندہر کی رپورٹ

۲۰- اپریل- شملہ- کمشنر صاحب بہادر جالندہر مقام شاہپور سے رپورٹ کرتے ہیں کہ جو خبریں پالم پور سے آئیں اُن سے معلوم ہوا کہ تحصیل تھانہ تار برقی کا دفتر پوسٹ آفس اور ہائی سکول وغیرہ حسب معمول عارضی جگہوں میں کارروائی کر رہے ہیں۔ بازار کھل گیا ہے۔ محافظ خانہ کے بشیتر کاغذات نکل آئے ہیں خزانہ کی کارروائی ۱۵ ماہ حال سے شروع ہوئی مسٹر او برائن عارضی طور سے دہرم سالہ میں ہیں۔ اُنہوں نے عملہ بھرتی کیا ہے اور ضلع کا بھی انتظام کر رہے ہیں۔ تحقیقات ہو رہی ہے کہ زلزلہ کا اثر کہاں تک پڑا اور نقصان جان و مال کی تفصیلیں بھی دریافت ہوتی جاتی ہیں۔
مسٹر او برائن دہرمسالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ کلو کے تحصیلدار کے پاس سے آنیوالی خبروں میں بیان ہے کہ ۷-۸-۹-۱۰- اور ۱۱- اپریل کو متواتر زلزلے آئے۔ تحصیل کے چند کمروں کو ضرر پہنچا اور بہت سے بچ گئے۔ کاغذات مال خانہ میں رکھے گئے ہیں تحصیل کے روزمرہ کے کام جاری ہو گئے ہیں اور ضرر رسیدہ کمروں کی مرمت ہو رہی ہے۔ گرے ہوئے مکانوں میں سے غلہ نکالا جا رہا ہے اور پنچکیاں درست کی جا رہی ہیں۔
یورپین مجروحین پالم پور- کپتان بیکھنی ۱۶- تاریخ کو پالم پور سے رپورٹ کرتے ہیں کہ میں ۶- اپریل کو یہاں پہنچا۔ راستہ میں مقام گوپالپور، چمبی، داد اور دیگر مواضع کو ہوتا ہوا آیا تھا مجھ کو دریافت ہوا کہ حسب ذیل یورپین سخت مجروح ہوئے۔ مسٹر ولیم خلکی ٹانگ کاٹی گئی۔ مسنر گیسن جن کی کمر کی ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے کسی قدر ٹل گئی مسنر برڈفرڈ جن کے گھٹنوں میں سخت زخم آئے اور جسم میں جا بجا نیل پڑے ہیں۔ اب ان سب لوگوں کی حالت اچھی ہے اور لوگ بآرام رکھے جاتے ہیں جراحی اور ڈاکٹری سامان جو وہاں بخوبی بہم پہنچائے گئے ہیں۔ اُن کے واسطے موجود ہیں۔ دیگر یورپینوں کو خفیف

چوٹیں آئی ہیں کپتان میکنجی کا تخمینہ ہے کہ ننانوے ہندوستانی پالم پور میں کچل کر مرے اور
دس سے بیس تک فیصدی موضعوں میں نقصان جان ہوا ہے ۔ تحصیلدار لوگ صحیح
تعداد دریافت کر رہے ہیں ہندوستانیوں کو بیشتر صرف اس قسم کا ضرر پہنچا کہ جسم پر
نیل پڑ گئے تھے یا جا بجا خفیف چوٹیں تھیں ۔ کچھ لوگوں کی ہڈیاں بھی ٹوٹیں ہیں جن کی
تعداد بہت کم ہے اور بعضوں کے سروں میں زخم آئے ہیں ۔ میں نے کوشش کی تھی
کہ جن لوگوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں اُنہیں پالم پور میں لیتا آؤں جہاں اسپتال اور ہر قسم
کا سامان علاج و راحت مہیا ہے اُس کے لئے چند آدمی میں نے روانہ کئے لیکن بہت
خفیف تعداد کے لوگ آئے کیونکہ عموماً لوگ خود اپنا علاج کرنا پسند کرتے ہیں کہ اُن کے
معبود دیوتا ان کی امداد کرینگے ۔ کپتان میکنجی بذات خاص مقام پپرولا کو گئے تھے جہاں
کوئی شخص ان سے علاج کرانے پر رضامند نہیں ہوا ۔ ڈاکٹر دتا وہاں دو دن ٹھیرے
تھے اور ایک اسپتال اسسٹنٹ وہاں اسپتال قایم کرنے کے لئے بھیجا گیا اور اُس کو
حوالی کے مقامات میں دورہ کرنے کی ہدایت بھی ہوئی اور ایک اسپتال اسسٹنٹ
مقام بھیرانہ کو قیام اسپتال کے لئے بھیجا گیا ہے ۔ ڈاکٹر دتا بھی وہاں گئے تھے اور
دھرمسالہ سے ایک اسپتال اسسٹنٹ مقام دود کو روانہ کیا گیا تھا ہے ۔ ہندوستانیوں
کو ہر جگہ ڈاکٹری مدد حاصل کرنے کا موقع ہے ۔ پالمپور کے اسپتال میں فی الحال چھ
آدمی سخت مجروح پڑے ہوئے ہیں ۔ یہاں اب تک کوئی زخمی فوت نہیں ہوا ہے
لیکن کچھ زخمیوں کو اُن کے دوست لوگ اپنے گھروں میں اُٹھا لے گئے ہیں اُنکے
نسبت خدشہ ہے کہ بیشک مر جائینگے ۔ ڈاکٹر دتا اپنا دورہ ختم کر کے ایک مفصل رپورٹ بھیجینگے

کپتان لین انڈین میڈیکل سروس ۔ ۱۰ ۔ اپریل کو رپورٹ کرتے ہیں کہ اُنہوں نے
جن مقامات میں زلزلہ کا اثر پڑا تھا سولہ اسپتال جاری کئے ہیں اور وہ امید کرتے ہیں
کہ ان سب اسپتالوں کی کارروائیاں چوبیس گھنٹہ کے اندر چل نکلیں گی کیونکہ دقت
جو کچھ تھی وہ خیموں کے نصب کرنے اور چھپروں کے بنانے ہی میں تھی ۔ ذیل کے
مقاموں میں پُرانے اسپتال تھے جو اب از سر نو جاری کر دئے گئے ہیں ۔ مکلوڈ گنج
بھاگرہ ۔ پالم پور ۔ کانگڑہ ۔ جوالا مکھی اور عارضی اسپتالات قایم ہو گئے ہیں مقامات
پپرولا ۔ بھرواز ۔ بٹیاز ۔ نروتہ ۔ صدر پور ۔ مسوہر ۔ دولت پور ۔ شاہپور

چری - کانگڑہ اور سدواری اور اخرالذکر اسپتالوں میں آریہ سماج والے کام کرتے ہیں - عارضی اسپتالوں خیموں اور دوپلڑے چھپروں میں قایم ہیں جن میں سے ایک دواخانہ کے لئے ہوتا ہے اور ایک سخت زخمیوں کے واسطے جہاں ایک اسپتال اسسٹنٹ اور ایک کمپونڈ کا چارج رہتا ہے اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے عارضی اسپتال اسسٹنٹ بغرض علاج و معالجہ گرد و نواح میں دورہ بھی کیا کرتا ہے -

مسٹر ہنری اینڈرسن کمشنر جالندہر کی رپورٹ

صاحب کمشنر جالندہر دہرمسالہ ۱۰ - اپریل کو رپورٹ کرتے ہیں کہ دہرمسالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۴۲۴ مرے - یعنی ۳۸۴ تو بازار کے لوگ اور یورپینوں کے ملازم اور ۴۰ - آدمی جیل اور پولیس کے - یہ سب کے سب نکال کر جلا دئے گئے - یا دفن کر دئے گئے ہیں - صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ میرے اندازہ سے پالمپور تحصیل میں ۲ ہزار آدمی تلف ہوا ہے - کانگڑہ کی تحصیل میں ۱۰ ہزار - ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دہرمسالہ کے (سول و ملٹری سٹیشنوں) پالمپور - کانگڑہ اور جوالا مکھی میں بڑی بڑی جگہوں پر میڈیکل امداد کے سنٹر قایم کر دئے گئے ہیں - دیہات کے لئے بھی ڈاکٹروں اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو گیا ہے - اور مدد برابر پہنچ رہی ہے - راجہ صاحبان نادون - گولار اور لبا گراؤں کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد کی ضرورت ہے - اور مقامی نیٹو لوگوں سے صاحب کمشنر جالندہر بذات خود پوچھ گچھ اور خبر گیری کر رہے ہیں - پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جا کر دیکھے کہ آیا جہاں جہاں ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پوری کی گئی ہے یا نہیں - چونکہ پٹھانکوٹ تک آمدرفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اُتر آئے ہیں - اگر منڈی سکیت کلو میں ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادہر بھی بھیجدئے جاینگے -

۱۰ - اپریل کو صاحب کمشنر جالندہر نے دہرمسالہ سے تار دیا کہ پالمپور تحصیل میں صرف ۴ - یورپین ہلاک ہوئے ہیں اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹیں لگی ہیں - راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہنچا - تحصیل پالمپور کے اکثر انگریز اُسوقت پالمپور خاص ہی میں خیمہ زن ہیں - وہاں ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہنچ گیا ہے اور ابھی اور

پہنچنے والا ہے - کلو کے یورپینوں کی بابت کوئی اطلاع نہیں ملی - مگر مسٹر ملر لکھتے ہیں کہ کلو منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا ہے - پالمپور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہو گیا تھا - مسٹر ملر آئی - سی - ایس - اپنی ایک چٹھی میں بیان کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۳ - اپریل کو دہرمسالہ سے چلا تھا شب درمیان ۳ و ۴ پالمپور میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اینٹیں اور چونہ وغیرہ میرے سر اور سینہ پر گرنے لگا - جس سے میں بیدار ہو گیا - میں اپنے بستر تلے چھپ گیا - پھر مکان کی چھت مجھ پر آ پڑی جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور میں دب گیا - نوکر نے جب میری چیخ پکار سُنی تو وہ دوڑا آیا اور اُس نے مجھے بصد دشواری نکالا - پھر لوگوں نے جا کر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا - اُن کے سر میں خفیف سی خراشیں آئیں - کوئی منٹ بعد وہ مکان بالکل ہی مسمار ہو گیا -

لاہور کے غربی ڈویژن میں سے دہرمسالہ کی سڑک درست کرنے کے لئے اُن فوجوں کو جانے کا حکم ملا تھا جو میانمیر سے پٹھانکوٹ تک بذریعہ ریل گئی ہونگی - اور وہاں سے دہرمسالہ تک پیدل کوچ کر کے - ایک ڈبل کمپنی ۳۴ ویں پایونیرز کی جو ۷ - اپریل کو میانمیر سے چلی گئی - ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰ آدمی فوجی بہروں کے جو ۸ کو گئے - اور ایک ڈبل کمپنی ۳۲ ویں پایونیرز کی انبالہ سے بذریعہ ریل جالندہر روانہ کی گئی وہاں سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے راستہ کانگڑہ پہنچی ہوگی - ہوشیارپور کے لوگوں نے بھی کچھ خچر سامان رسد سے لاد کر دہرمسالہ و کانگڑہ کو بھیجے ہیں لاہور کے آریوں نے بھی ایسا ہی کیا - جس کا کسی قدر پہلے ذکر آچکا ہے - اُن کے ۶ - ایجنٹ کانگڑہ پہنچ گئے تھے -

مسٹر - آر - اے - ینگ ہسبنڈ قائممقام کمشنر لاہور کی رپورٹ

شاہپور سے ۱۱ - اپریل کی تار خبر ہے کہ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے ساتھ آنکے پرائیویٹ سکرٹیری آئے تھے - انڈر سکرٹیری صاحب لاہور سے بذریعہ اسپیشل ٹرین بعد میں پہنچے - ہز آنر بذریعہ ٹانگہ سیدھے پٹھان کوٹ کے راستہ آئے ہیں - صاحب کمشنر قسمت جالندہر بھی اُن سے جا ملے ہیں - اُنہوں نے بھی وہیں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے - اسی کیمپ سے تمام علاقہ کی خبریں عام طور پر آتی جاتی تھیں - شاہپور

میں تو ایک تار گھر کھول دیا گیا ہے جس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے اور دہرمسالہ سے چھوٹے موٹے پیغام بذریعہ ہیلوگراف آتے جاتے ہیں۔ میجر جنرل کچز اور کرنیل پلک جو فوجی انتظام واہتمام سے متعلق دہرمسالہ میں آئے ہوئے تھے۔ وہ اپنا کام کر کے لاہور واپس چلے گئے ہیں۔ چنانچہ رستہ میں بنگلہ کوٹلہ پر وہ سرچارلس ریواز کو ملے تھے۔

مسٹر ینگ ہسبنڈ ۱۱۔ اپریل کو دہرمسالہ سے اُترے۔ اُن کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ وہاں لاشوں کے کھود کر نکالنے کا کام بسرگرمی ہو رہا ہے۔ اور یقین کیا گیا ہے کہ دہرمسالہ میں تو قریباً تمام لاشیں نکال لی گئی ہیں۔ گو ممکن ہے کہ معدودے چند ابھی تک ملبہ کے بے تھاہ تودوں میں دبے بھی پڑے ہوں۔ بازار کے ویرانہ میں ایک گھر سے ایک شخص ایسا کھود کر زندہ نکالا گیا۔ جو پانچ دن تک ملبہ کے تلے دبا رہا۔ مگر خدکی شان کہ مرا نہیں۔ سامان رسد بافراط ہے۔ کیونکہ وہ پٹھانکوٹ سے اونٹوں اور خچروں کے ذریعہ وبادب پہنچ رہا ہے۔ آٹے اور خوردنی ضروریات کا ایک معقول ذخیرہ ہر وقت تیار اور محفوظ رہتا ہے کہ نہیں معلوم کب اور کتنی ضرورت پڑ جائے۔ لوگ جو زلزلہ کے خوف سے دیوانہ وار اپنے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اب ہر جگہ اپنے گانوں کو واپس آگئے ہیں۔ بنیوں نے بھی اپنی دوکانیں جنہیں زیادہ ضرر نہیں پہنچا تھا آن کر کھولدی ہیں۔ قصبہ کانگڑہ میں تمام مانگنے والوں کو خوراک تقسیم کی گئی ہے دیہات اور چھوٹی چھوٹی کھیڑیوں میں مکانوں اور جھونپڑوں کی ازسرنو تعمیر و مرمت بھی ہونے لگی ہے مگر دہرمسالہ اور قصبہ کانگڑہ۔ پالمپور اور جوالامکھی میں جہاں بالکل تباہی آگئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے لیکن لوگوں میں ایک طرح کا اطمینان اور دلجمعی پھر عموماً سب جگہ پیدا ہوگئی ہے۔ اور ۱۱۔ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازآں کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہوگئی تھی۔ گویا اب قدرتی خطرہ بھی مٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہوگیا جو غیر علاقہ سے یا وہاں کے دہیں ادہر ادہر سے نکل کر لوگوں کے مال اسباب پر جو بیچارے آگے ہی خدا کے مارے ہوئے ہیں دست درازی کر جاتے تھے۔ اس بارہ میں فوج کی موجودگی اور پولیس کی کمک نے بڑا عمدہ اثر ڈالا ہے۔ اول الذکر جو جمعیت سب سے پہلے وہاں پہنچی ۱۹ ویں پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو جالندہر سے بذریعہ ریل

پٹھانکوٹ آئی - اور وہاں سے ۴۰ میل پیدل چلکر دو روز میں شاہپور پہنچی اور ۳۴ ڈبل پاؤنیرز کی پہلی ڈبل کمپنی ۱۰- اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے - ایک اور دستہ ۱۲ کو پہنچنے والا تھا - یہ سب ملکر پالمپور کی کارٹ روڈ (گاڑی کی سڑک) کی مرمت کرینگے - اپریل کی ۱۱- کو ایک کمپنی سفرمینا کی سیدھی دریائے بب بونیر کی طرف بھیجی گئی ہے - جہاں پالمپور اور شاہپور کے درمیان پل ٹوٹ گیا ہے - اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے - کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے -

دھرم سالہ میں گورکھا پلٹن نے بازاروں اور کھنڈرات سے لاشیں نکالنے کا کام بڑی مستعدی اور عمدگی سے انجام دیا ہے - پانچ میڈیکل آفیسر اور تین نرسیں وہاں مجروح یوروپیوں اور گورکھوں کی نگرانی اور تیمارداری پر مامور ہیں - اور ایک مستعد سول میڈیکل سٹاف بازار کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے - ڈاکٹروں کی بہم سانی کا سب سے بڑا ڈیپو کوتوالی بازار میں قائم کیا گیا ہے - جہاں سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے - وہاں میڈیکل افسر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ مختلف سنٹروں میں کام کر رہے ہیں -

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ میں کچھ زائد جوان یہ حکم دیکر بھیج دئے گئے ہیں کہ تمام دیہات کا پہرہ دیتے رہیں - موتوں کی رپورٹ کر دیا کریں - اور جہاں کہیں زخمی لوگوں کو امداد کی ضرورت ہو اس کے متعلق فوراً اطلاع بھیجیں لیکن افسوس - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجروحین میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں جن کا جانبر ہونا محال ہے بچنے والے وہی ہیں جنکے صرف خفیف خراشیں آئی ہیں - یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہیں - کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسی طرح اپنی جان نہ بچا سکے -

مرنے والوں کی ٹھیک تعداد کے نامکمل رپورٹوں کی بنا پر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے ہیں - لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجوہ ہیں کہ تحصیل کانگڑہ اور پالمپور کی نسبت جو اعداد اوپر بیان ہوئے وہ قریباً صحیح ہونگے - اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ میں وہاں کا نقصان جان صرف چار سو ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک خبر میں ہزار اور ڈیرھ ہزار کے درمیان - ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتری کوشش کی جا رہی ہے مگر ابھی انکے معلوم ہونے میں چند روز اور لگینگے - یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ روہیلو بازار میں منجملہ دو ہزار کے ساڑھے تین سو آدمی مرا ہے - اور خدا کی شان کہ جہاں آس پاس کے بہت سے گاؤں بالکل ہی بچ رہے وہیں چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہو گئے - لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ و دھرم سالہ اور غالباً

پالمپور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لیجائینگے - کرنیل المبر کمشنر حفظان صحت ۱۲-۱۱ اپریل کو شاہپور سے روانہ دھرم سالہ ہونیوالے تھے - باوجودیکہ لاہور میں اس تباہی کی خبر ۵ کی صبح کو پہنچی پھر بھی معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہاں ابتک حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے -

شملہ سے ۱۱-اپریل (۱۱ بجے صبح ۳۷ منٹ گذرنے کا تار ہے کہ یہاں دس بجے پر ۳۰ منٹ گذرے پر ایک زور کا جھٹکا محسوس ہوا - اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے صاحب کمشنر جالندھر شاہپور (کانگڑہ) سے تار دیتے ہیں کہ کانگڑہ کی تحصیل اور دیگر سرکاری عمارات کی تعمیر ہو رہی ہیں - غلہ کے ذخائر کھول دئے گئے ہیں - پالمپور سے ۲۰ میل ورے تک ہلکی ہلکی ٹمٹمیں وغیرہ اب بخوبی گذر سکتی ہیں - ٹانگے بھی دھرم سالے پہنچنے لگے ہیں - تمام علاقہ میں چھپر اور جھونپڑیاں وغیرہ سرگرمی سے تیار ہو رہی ہیں - جنمیں لوگ اپنے پرانے گھروں کی سلیٹیں - بانس و شہتیر لگا رہے ہیں - کہیں گھاس اور پھونس کی ٹٹیاں بنا بنا کر کام چلا رہے ہیں شکایت سنی گئی ہے کہ آبپاشی کے نالوں وغیرہ کو بھی بہت ضرر پہنچا ہے - اسواسطے جن جن دہقانوں کو اس خرابی سے نقصان ہو رہا ہے انہیں کچھ دنوں میں نقدی سے یا آدمیوں سے مدد دیجائیگی - آریہ سماج لاہور کے اسوقت دس بارہ ممبر اور ہمدرد وادیٔ کانگڑہ کے مختلف حصص میں ریلیف کے کام پر ہیں ، ہاسپٹل اسسٹنٹ ۳ - اور میڈیکل آدمی - ۲ ۵ قلی - بخشی سوہن لال پلیڈر ، ۷ - اپریل سے برابر جہاں تہاں دورہ کرتے پھرتے ہیں - بھون میں انکا ایک بڑا ہسپتال قائم ہوا ہے - جسکے علاوہ کام کے سنٹر نگر آٹہ - کانگڑہ - پیرولا - پالمپور - بگولی - چترو - تسیر ہر - سجانپور اور راجول میں بھی ہیں - ہاسپٹل اسسٹنٹ جابجا دورہ کرکے ہر طرح مصیبت زدوں کی خدمت کرتے پھرتے ہیں - کانگڑہ ریلیف کمیٹی کے سکرٹیری نے کمشنر صاحب قسمت جالندھر اور ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع کانگڑہ کو چٹھی لکھی ہے کہ آریہ سماج لاہور نے یہاں اپنی ایک پارٹی مصیبت زدوں کی خدمت کے لئے بھیجی ہے آپ سرکاری سٹاف کو ہدایت کریں کہ وہ بھی اس پارٹی کو ہر طرح مدد دے - صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑی خوشی کے ساتھ امداد کا وعدہ دیا ہے -

آریہ سماج کی امداد

آریہ سماج لاہور کی ریلیف پارٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ کار خیر واقعی بڑی باقاعدگی و مستعدی سے شروع کیا ہے - اسی رپورٹ میں ذکر ہے کہ مصیبت زدوں میں سے اونچی ذاتوں کے لوگ خیراتی امداد لینے سے عار کرتے تھے - مگر انہیں بصد دشواری یہ کہکر راضی کیا گیا کہ اس موقع پر تکلف فضول ہے جبکہ جان کا بچانا ضروری ہے - اور سردست اور کسی طرح ضروریات

بہم پہنچ نہیں سکتیں۔ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی نیچ ذاتوں اور مسلمانوں نے آریہ سماج کی امداد خوشی خوشی قبول کی۔(اس نازک وقت پر چاہئے بھی یہی تھا۔ مگر مسلمانوں کی اُن قومی انجمنوں کے لئے مقام شرم ہے جو اپنے بھائیوں کی امداد خود نہ کر سکیں۔

انتظامی رپورٹ دہرمسالہ

کمشنر ڈویژن جالندھر نے ۱۱۔ ماہ اپریل کو شاہپور سے یہ تار برقی بھیجی کہ کوتوالی یعنی نشیبی بازار دھرم سالہ میں ادویہ کا ڈپو قائم ہوا ہے جہاں سے تمام ضلعوں میں دوائیں بھیجی جا سکتی ہیں اور فورسائتھ گنج میں ایک اسپتال اسسٹنٹ اور مکلوڈ گنج میں ایک اسسٹنٹ سرجن گمسار میں میجر برٹونگ اسمتھ اور ایک اسپتال اسسٹنٹ اور کانگڑہ میں میجر مکیور اسمتھ اور ایک اسپتال اسسٹنٹ اور جوالامکھی میں ایک اسسٹنٹ سرجن اور پالمپور میں میجر مکیچنی اور ایک اسسٹنٹ سرجن اور کانگڑہ سدھاری اور گردونیش کے موضعوں میں ایک اسپتال اسسٹنٹ اور نگراٹا اور اسکے گردوپیش کے موضعوں میں ایک اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوا ہے اور ڈاکٹر وٹ سول سرجن ہوشیارپور اور چار اسپتالی اسسٹنٹ اب اس مقام کے جنوب جانب ہیں جہاں زلزلہ موثر ہوا تھا اور مشن کا ڈاکٹری عملہ تحصیل کانگڑہ میں ہے اور دو آور گروہ جن میں ایک اسسٹنٹ سرجن اور دو اسپتال اسسٹنٹ ہیں۔ ۱۱۔ ماہ حال کو لاہور سے کانگڑہ و شملہ کو روانہ ہوئے اور بھی عملہ بڑھایا جارہا ہے کیونکہ شاید وہاں سے اسپتال اسسٹنٹوں کے کلو و منڈی میں بھیجنے کی ضرورت ہو۔

تمام پولس اسٹیشنوں کو اب کمک بھیجی جارہی ہے اور گرداوروں کے ذریعہ سے معائنہ و تحقیقات کا ایک باضابطہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور پالمپور و کانگڑہ میں ایک تار برقی لین جاری ہوئی اور پانیر پلٹن کی ایک دوہری کمپنی ۱۰۔ ماہ اپریل کو کانگڑہ میں داخل ہوئی وہ ملبہ کھود کھود کر اُسمیں سے لاشیں نکالنے میں مدد کر رہی ہے اور سفر مینا پلٹن کی ایک کمپنی لوگوں کی مدد کی غرض سے ہر قسم کی رسد لیکر روانہ ہوئی ہے سب سے پہلے وہ بونیر کے نالہ پر پل بنائیگی جو شاہپور و پالمپور کے بیچ میں ہے اس مقام پر بہت بڑے پل گرجانے سے پالمپور سے آمد ورفت دشوار ہے نصف شہر کانگڑہ میں ملبہ میں سے لاشیں نکل چکی ہیں اب دوسرے آدھے حصہ میں سے نکالی جارہی ہیں۔

مسٹر ایچ اینڈرسن کمشنر ڈویژن جالندھر نے شاہپور سے ۱۲- ماہ حال کو اس مضمون کی تار برقی بھیجی کہ مسٹر وارنگ ڈپٹی کمشنر بہت بڑے دورہ کے بعد دھرم سالہ کو واپس آئے یہ نندانوں اور جوالامکھی ورانی ٹال و کانگڑہ کو گئے تھے یہ ناقل ہیں کہ ہر مقام پر پر عوام اپنا اپنا کام شروع کرتے جاتے ہیں - باایںہمہ کہ یہ حالت ہے مگر جوالامکھی میں خوب میلہ ہو رہا ہے جس میں بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں راجہ صاحب نندانوں نے بیجن پور اور جوالامکھی میں رسد بھیج کر بیچارے غریبوں کی بڑی مدد کی اور وہاں کے حوالی کے مواضع میں ایک اسسٹنٹ سرجن اور ایک اسپتال اسسٹنٹ کام کر رہا ہے -

مسٹر ینگ ہسبنڈ کی رپورٹ ۱۱- اپریل کو

لفٹننٹ گورنر پنجاب مع میجر رابرٹسن پرائیوٹ سکرٹری و مسٹر بارگراند ر سکرٹری سہ پہر کو شیر پور داخل ہوئے لاہور سے کل شب کو اسپشل ٹرین پر روانہ ہوئے تھے اور پٹھانکوٹ سے سے تانگہ پر بخط مستقیم آئے ہیں اور بہت ہی کم سامان کے ساتھ سفر کیا ہے مسٹر ہنری اینڈرسن کمشنر ڈویژن جالندھر نے ہزآنر کا استقبال کیا اور اس مقام پر ایک چھوٹا کیمپ قایم کیا جہاں تمام ضلع سے خط کتابت ہوتی ہے اور شاہپور میں ایک اسپشل تار برقی جاری ہوئی ہے اور ہیلوگراف کے ذریعہ سے چھوٹی چھوٹی خبریں آتی اور دھرم سالہ کو بھیجی جاتی ہیں اور میجر جنرل کچنر اور کرنل پالک جو انتظام فوج کے متعلق دھرم سالہ کو گئے ہوئے تھے وہ آج لاہور کو واپس گئے اور راستے راہ میں کوٹلہ کے بنگلہ میں سر چارلس ریواز سے ملے تھے -

مسٹر ینگ ہسبنڈ نے مقام دھرم سالہ سے آگر وہاں کی ترقی کی رپورٹ کی ہے صحیح ہے کہ دھرم سالہ میں تقریباً تمام لاشیں نکال لی گئیں اب فقط چند ہی لاشیں ملبہ میں پڑی ہوئی ہیں - بازار کے ایک مکان کے ملبہ میں سے پانچ دن کے بعد ایک شخص زندہ نکلا پٹھانکوٹ سے خچروں اور اونٹوں پر جو رسد بکثرت بھیجدی گئی ہے اب اسکی کمی نہیں رہی اگر ضرورت ہو تو آٹا اور دیگر اشیاء خوردنی موجود ہیں - اب لوگ اپنے اپنے موضعوں میں واپس چلے گئے ہیں جہاں سے پہلے وہ زلزلہ کے ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور جن مقامات پر بہت نقصان نہیں ہوا تھا وہاں بنیوں کی دکانیں کھل گئی ہیں اور کانگڑہ میں حسب درخواست لوگوں کو اشیائے خوردنی تقسیم ہوئیں - اب لوگوں نے موضعوں اور چھوٹے مزعوں میں اپنے مکانوں کی تعمیر شروع

کردی ہے لیکن دھرم سالہ و شہر کانگڑہ و پالم پور جوالامکھی میں ایسے تمام مکانات منہدم ہو گئے ہیں کہ بالفعل انکی تعمیر ممکن نہیں۔ اب لوگوں کو اطمینان ہے اور آج کوئی زلزلہ نہیں آیا اور تشویش جاتی رہی اب اندرونی و بیرونی بدمعاشوں کی لوٹ کا اندیشہ نہیں ہے چونکہ فوج کے لوگ آگئے ہیں اور پولیس کی کمک بھی آگئی ہے اس سے نہایت عمدہ انتظام ہے اہل فوج میں سب سے پہلے اُنیسویں پنجاب پلٹن کی نصف کمپنی یہاں وارد ہوئی یہ جالندھر سے پٹھان کوٹ کو ریل پر آئی اور وہاں سے شاہپور تک چالیس میل کی مسافت دو روز میں طے کی۔ اور چوہتر پاینر پلٹن کی اول دوہری کمپنی کل شہر کانگڑہ کو روانہ ہوئی۔ اسی پلٹن کا ایک حصہ کل آئیگا یہ سب پالم پور کی گاڑی کی سڑک کی مرمت کرینگے اور سفر مینا پلٹن کی ایک کمپنی آگے بھیجی گئی ہے اُسے سیدھے دریائے نیبونیر جانے کا حکم ہوا ہے جو شاہپور و پالم پور کے درمیان واقع ہے اور اسکا پل ٹوٹ گیا ہے کیونکہ یہ دریا بہت گہرا ہے اور بہت تیز دھار ہے اور بیس فیٹ طے کرتا ہے پس دوسری جانب کا پل بنانے کیلئے جھولے کا پل بنے گا۔

دھرم سالہ میں بازار کے ملبہ میں سے لاشیں نکالنے کا کام گورکھوں نے خوب انجام دیا پانچ ڈاکٹری افسر مع تین یورپین افسروں کے زخمی یورپینوں اور گورکھوں کا علاج کر رہے ہیں اور ایک زبردست مڈیکل عملہ اہل بازار کے معالجہ میں مصروف ہے اور بازار کوتوالی میں اشیائے ڈاکٹری کا ایک ڈپو قائم ہوا ہے تمام ضلع میں جہاں جہاں ڈاکٹری افسر اور اسپتال کے لوگ کام کر رہے ہیں وہاں اسی ڈپو سے تمام چیزیں جا سکتی ہیں اور پولیس کا یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر تھانہ پر زائد آدمی بھیجے گئے ہیں اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام موضعوں کا دورہ کر کے رپورٹ کریں کہ کسقدر لوگ ضائع ہوئے اور کتنے آدمیوں کو مدد درکار ہے گمان ہے کہ بہت سے زخمی ہلاک ہو جائینگے وہی لوگ زندہ بچیں گے جنھیں یا تو کوئی ضرر نہیں پہنچا ہے یا پہنچا بھی ہے تو خفیف۔ اور کثرت ہلاکت کا یہ باعث ہے کہ اکثر مقامات پر یہ زلزلہ دفعتہً واحدۃً ہی آگیا تھا۔

ابتک مہلکین کی فہرست اور اندازہ ناقص ہے ابھی فقط تعداد معلوم ہوئی ہے کہ تحصیل کانگڑہ میں دس ہزار اور تحصیل پالم پور تین ہزار۔ اور شہر کانگڑہ سے ایک رپورٹ آئی ہے اُس میں اندازاً چار سو آدمیوں کے ضائع ہونے کا ذکر ہے اور دوسری رپورٹ

میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار یا پندرہ سو مرے۔ مفصل نقشے آنے کی کوشش ہو رہی ہے مگر یہ چند روز کے بعد ممکن ہونگے۔ یہ توضیح صحیح معلوم ہوا کہ ریلو بازار کی دو ہزار آبادی میں تین سو پچاس آدمی ہلاک ہوئے بہت سے موضع بالکل بچ بھی گئی مگر جو چند ہی میل پر تھے وہ بالکل تباہ و مسمار ہو گئے۔ ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب دھرم سالہ و کانگڑہ اور غالباً شہر پالمپور میں بھی جائینگے اور کرنل بمبیر کمشنر حفظان صحت کل یہاں سے دھرم سالہ کو روانہ ہوئے اور فوجی حکام نے بڑی حیرت انگیز کارروائی کی کیونکہ لاہور میں ۵۔ تاریخ کی صبح کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تھی۔

کپتان اسمتھ۔ آئی۔ ایم۔ ایس کی رپورٹ

کپتان اسمتھ آئی ایم ایس کانگڑہ سے رپورٹ کرتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کی رفع تکلیف ہو رہی ہے ۸۔ ماہ حال سے برابر خوردنی اشیا اور ڈاکٹری امداد انہیں دی جاتی ہے۔ ۱۲۔ ماہ اپریل کو اُن موضعوں کا دورہ کیا گیا جو دہرم سالہ کے راستہ پر ہیں رسد اور طبی امداد حسب ضرورت چھ موضعوں کو پہنچائی جاتی ہے یعنی۔ باگلی۔ ہوسلی۔ ستو برتھو۔ اجین اور گورکھاری ۱۳۔ ماہ حال کو جو موضعے اس مقام اور رنگروتہ کے مابین ہیں انکو اعانت پہنچائی گئی اور مقام اچی کو بھی جو شالی پور کے راستہ پر ہے رسد پہنچائی گئی اور شاہ میر پور اور تیرا اور بدھیارا کے مواضع جو شاہپور کے راستہ پر ہیں وہاں کے نمبرداروں نے آکر رپورٹ کی کہ موضعوں میں گرانی پھیلی ہوئی ہے۔ ۱۴ ماہ حال کو دولت پور اور درمیانی موضعوں کو طبی امداد پہنچائی گئی۔ آج میں نے ڈاکٹروں کو بھیجا ہے کہ وہ پرانے شاہپور کے راستہ پر دورہ کر کے لوگوں کا علاج کریں۔ اسپتال اسسٹنٹ جسکو چارج ہے وہ تمام خفیف مجروحین کا علاج کریگا اور جو لوگ سخت مجروح ہونگے وہ یہاں صدر میں لائے جائینگے۔ رسد موضعوں میں کافی ہے اور اب یہاں سے کچھ نہیں بھیجی جاتی۔

کانگڑہ میں تحصیل و دیگر مکانات کو پولیس کے لوگ صاف کر رہے ہیں اب دکانیں تعمیر ہو گئی ہیں غلہ کے کھتے بھی کھولے جا رہے ہیں اور گاڑیاں اب بیس میل یعنی پالمپور تک جا سکتی ہیں۔ تانگے دھرم سالہ تک آ جاتے ہیں اور تمام ملک کے لوگ جھونپڑیوں کے ڈالنے اور نیز مستحکم عمارتوں کی تیاریوں میں مصروف ہیں لکڑی بانس پتھر کی چٹانیں اور پھوس کے

وہ چھپر جو گرے ہوئے مکانوں میں تھے اُنہیں کو دوبارہ کام میں لا رہے ہیں - یہ شکایتیں مسموع ہو رہی ہیں کہ آبپاشی کے رجبھوں کو بہت سخت ضرر پہنچا ہے - موضع والوں کو جو مزدوری کر رہے ہیں مدد پہنچائی جائیگی اور اُنہیں نقد تقاوی بھی دیجائیگی اور اسکے بعد پانیر پلٹن کے لوگ رجبھوں کی مرمت کو بھیجے جائینگے جنکی مرمت وہاں کے کھیتوں کی آبپاشی کے لئے بیحد ضروری ہے -

مسٹر کلورٹ نے مقام نرماوں سے ایک مختصر رپورٹ دس ماہ حال تک کی ارسال کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ تحصیل سراج اور کئی دیگر موضعوں کوٹھی - پدرالی دھارو - کھنڈی - کوٹ بہرام گڑھ - گنجا - ہرن گڑھ اور ہنری - میں سخت نقصان پہنچا بہت سے مکانات گر گئے جانوں کا نقصان کم ہے لیکن مویشیوں اور بھیڑ بکریوں کو سخت نقصان پہنچا ہے - جو ڈاک بنگلے سارا ماں - بنیاد - چینی اور کوٹ میں تھے وہ سب منہدم ہو گئے - اور مقام للاش - چونی اور ترکات جاں کے ڈاک بنگلوں کو ضرر تو پہنچا لیکن اُنکی مرمت آسانی سے ہو سکتی ہے - سڑکوں پر سے گذرنا غیر ممکن ہے برما اور گوشائیں کے مقاموں میں جو پُل تھے وہ سب اُجڑ گئے تحصیل اور تھانہ کی عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا جو خبریں کلو سے دس ماہ حال کو آئی تھیں اُنسے واضح ہوا کہ ڈف ڈنبار کا جھولے کا پُل گر گیا - سلطانپور بازار کے تمام مکانات منہدم ہو گئے - رئیس محل بھی گر گیا اور تحصیل تھانہ - اور خزانہ کا مکان بھی - ایک کانسٹبل مرا اور پانچ زخمی ہوئے - ڈاک اور تار برقی کی آمدورفت مسدود ہے - مکان نگر کاسٹل کو سخت نقصان پہنچا ہے کلورٹ لاج اور ڈاک بنگلہ سلطانپور کے مکانات بھی سخت متضرر ہوے ہیں - تحصیل کے حوالات میں جو ایک مجرم تھا وہ مر گیا شملہ کی ڈاک تحصیل سراج تک آتی ہے - شملہ یا کانگڑہ کی جانب سے کلو میں تین ماہ حال سے کوئی ڈاک نہیں آتی ہے -

لاہور - راجہ سکیٹ نے عوام کو اطلاع دی ہے کہ بشیر ڈاک بنگلہ جو اُنکی ریاست میں واقع تھے بوجہ حال کے زلزلے کے متضرر ہو گئے اسی لئے مسافروں کو اپنے خیمے ہمراہ لانے چاہئیں -

مسٹر ایچ اینڈرسن صاحب بہادر کمشنر جالندھر کی رپورٹ

مسٹر ایچ اینڈرسن کمشنر جالندھر نے ۱۲- اپریل کو اِس مضمون کا تار بھیجا کہ جس ڈاکٹری انتظام کی کل رپورٹ کی گئی تھی اُسکے علاوہ شاہپور کے گرد و پیش کے مواضع کے معالجہ کے لئے ایک فوجی اسسٹنٹ سرجن سول حکام کے سپرد کیا گیا ہے۔

کرنل ہمیر لکھتے ہیں کہ وادی کے اُس حصہ میں سرجنوں کی طلب نہیں ہے کیونکہ ضرر رسیدہ اشخاص اپنا عطائی معالجہ کرتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جس قدر لوگ جان سے ضائع ہوئے اُنسے ضرر رسیدوں کی تعداد کم ہے۔

میجر اسمتھ نے رپورٹ کی ہے کہ شہر کانگڑہ میں ہر امر قابل تشفی ہے اور پٹھان کوٹ سے جو غلہ آتا ہے اُس میں سے دو ہزار ایک سو آدمیوں کو کھانے کو ملتا ہے اور چند سو ایسے اشخاص بھی ہیں جو کھانا نہیں پاتے اور اندازاً تین ہزار آدمی آفت سے بچے ہیں شہر میں میجر اسمتھ کے دو اسپتال ہیں اور اب وہ اطراف و جوانب کے لوگوں کے علاج معالجہ کے لئے روانہ ہوئے ہیں - شہر کا جو حصہ کانگڑہ کے نام سے مشہور تھا اُس میں سے سب لاشیں نکال لی گئی ہیں اور دوسرے حصہ شہر بھون نامی کو پاینیر پلٹن کے سپاہی نہایت سرعت و عجلت سے صاف کر رہے ہیں مگر بڑے مندر کے پاس کے بلند و مستحکم مکانوں سے بڑی دقت ہے اور جرائم کی تعداد بہت کم ہے۔

کپتان پچی نے پالم پور سے رپورٹ کی ہے کہ لوگوں کے کھانے کے لئے یہاں موجود ہے فاقوں نہیں مرتے اور سڑکوں پر سے گذر ممکن ہے حالانکہ پلوں کو ضرر پہنچا ہے چائے کے باغوں کے قلی بھاگ گئے اور چائے کے تمام باغ اور کارخانے تباہ ہو گئے مگر بیجناتھ میں فٹز جرلڈ کا باغ اور بیجناتھ کے اُسطرف ڈولینڈ کا باغ محفوظ ہے امسال چائے بنانا غیر ممکن ہوگا اور غلہ فروشوں کو خزانہ سے زر پیشگی ملنے کے سبب سے اب رسد خوب آرہی ہے اسی طرح یورپینوں کو بھی زر پیشگی دیا گیا ہے قرب وجوار کے ضرر رسیدوں اور زخمیوں کے لانے کے لئے قلیوں کے غول رکھے گئے ہیں۔

راجہ صاحب سکیت نے اس مضمون کی تار برقی بھیجی کہ وہ بہمہ وجوہ مصئون ومحفوظ ہیں گو مکانوں کو بہت نقصان ہوا مگر انکی ریاست میں کوئی بہت بڑی خرابی نہیں آئی سفر مینا کے سپاہی اور پائنیر پلٹن کی دوسری کمپنی شاہپور پالمپور کے راستہ پر کام کر رہی ہے اور پائنیر پلٹن کی ایک دوسری کمپنی شہر کانگڑہ میں کام کر رہی ہے -

مندرجہ ذیل معتبر حالات پٹواریوں نے جمع کئے اور نمبرداروں نے انکی تصدیق کی جس سے معلوم ہوا کہ حوالی دھرم سالہ کے دو موضعوں میں کسقدر آدمی ضائع ہوئے -

گھارہ میں جسکی آبادی تین ہزار گیارہ آدمیوں کی تھی دو سو چھیالیس آدمی فوت ہوئے -

موضع سودر میں پانچسو سینتالیس آدمیوں میں سے چھبیس آدمی مر گئے -

نمبردار تو عارضی جھونپڑے بنانے کے لئے فقط لکڑی اور پھونس طلب کرنے پر اکتفا کرتے ہیں -

کمشنر صاحب بہادر جالندھر کی رپورٹ

کلو کے کرنل رنک کی ایک چٹھی پالمپور میں آئی اسمیں بیان ہے کہ یہاں کے وادی میں کسی یوریپین کو ضرر نہیں پہنچا مگر تحصیل وتھانہ اور ڈاک بنگلہ اور ڈنیار پل کو بہت ضرر پہنچا جنرل اسبرن اور مسٹر گریہم ینگ کی نسبت بیان ہے کہ وہ محفوظ ہیں اور مسٹر ٹنبرج اور انکے اہل وعیال اور مسٹر مینکن کو بھی کوئی ضرر نہیں پہنچا یہ کنڈی وکڑام کے بنگلوں سے آئے ہیں اور مسٹر ایف بیلٹ کا بیٹا بھی محفوظ ہے اسسٹنٹ سرجن اوئن کے سر میں چوٹ آگئی تھی مگر اب انہیں آرام ہو رہا ہے اور مسٹر ولیمس کی حالت سنبھلتی جاتی ہے اور مسٹر فٹز جرلڈ محفوظ ہیں اور پالمپور میں مسٹر برنالڈ کے سر میں چوٹ آئی تھے اور مسٹر کلارک برالمین اور مسٹر ٹرنر محفوظ ہیں اور پالمپور میں تین سو اور شہر سلطانپور میں دو سو آدمی مرے اور منڈی وسکیت میں بھی بڑا ضرر پہنچا -

سفارش ہوئی ہے کہ شملہ سے ڈاکٹری وغیرہ سامان بھیجا جاوے -

کمشنر جالندھر نے ۱۰ ماہ اپریل کو دھرم سالہ سے رپورٹ کی کہ دھرم سالہ میں چار سو چوبیس سول ہندوستانی ہلاک ہوئے یعنی تین سو چوراسی اہل بازار اور یورپینوں کے نوکر اور چالیس جیلخانہ و پولیس کے آدمی - یہ سب ملبہ ہٹا کر نکالے اور جلائے یا دفن کئے گئے اور بازار پالمپور میں کل ایک سو دس آدمی ہلاک ہوے سب کی لاشیں نکالی گئیں - کمشنر موصوف نے لکھا ہے کہ جسقدر خبریں مجھے ملیں اُنسے میرا اندازہ ہے کہ تحصیل پالمپور میں تین ہزار تحصیل کانگڑہ میں دس ہزار جانیں ضائع ہوئیں -

ایک تار برقی سے معلوم ہوا کہ دھرمسالہ کے ضروری ضروری مقامات (فوجی و سول) پر ڈاکٹری مدد پہنچائی گئی اور پالمپور و کانگڑہ و جوالامکھی میں ڈاکٹری مدد پہنچائی -

مسٹر براون اور ایک ڈاکٹر مشنری نے کمشنر جالندھر کو اطلاع دی کہ ہم کانگڑہ سے پالمپور تک ہر طرح کی کوشش کرینگے اور ڈاکٹر دتا اور چار اسپتال اسسٹنٹ کل سامان ڈاکٹری لئے ہوے ہوشیار پور سے جا رہے ہیں و جنوبی حصہ میں زلزلہ موثر ہوا ہے ہر طرح کا معالجہ کرینگے اور ایک اسپتال اسسٹنٹ کل نگروتہ کو جائیگا اور کانگڑہ کے گرد و پیش موضعوں میں کام کرنے کے لیے دو ڈاکٹر طلب کئے گئے اور راجگان ندام و گلار و لمبا گرانوں کے ذریعہ سے استفسار کیا گیا ہے کہ کیا انہیں اور مدد کی ضرورت ہے اور کمشنر جالندھر خود بنفس نفیس لوگوں سے حالات دریافت کر رہے ہیں اور پولیس کو حکم دیا گیا کہ تمام موضعوں میں جا کر رپورٹ کریں کہ کس کس چیز کی ضرورت ہے اور پٹھان کوٹ سے آمد و رفت کا ذریعہ اب بہت آسان ہو گیا ہے اور بہت سے زخمی جا رہے ہیں اور شاید سکیٹ و منڈی و کلو میں ڈاکٹری کی ضرورت ہوگی اور شملہ سے خچروں کی باربرداری کے ذریعہ سے کل سامان بھیجا جائیگا - کمشنر جالندھر ساعی ہیں کہ دو اسسٹنٹ سرجن اور چار اسپتال اسسٹنٹ مع سامان ڈاکٹری لوگوں کے علاج کے لئے کانگڑہ میں بھیج دئے جائیں

۱۰ - ماہ حال کو کمشنر جالندھر نے دھرم سالہ سے اس مضمون کی تار برقی بھیجی کہ تحصیل پالمپور میں فقط چار یورپین یعنی مسٹر گپن و مسز کوپلینڈ و مس میکبین و مسٹر

ریڈیز ہلاک ہوئے اور مسٹر ولیمس کا پانوں کاٹا گیا اور مسٹر ملر آئی سی ایس کی ایک پسلی ٹوٹ گئی مگر اب اُنکی حالت ایسی اچھی ہے کہ ایک ہفتہ کے بعد چلنے پھرنے لگینگے

کمشنر صاحب بہادر جالندھر کی رپورٹ ۱۴ اپریل کو

۱۴ اپریل کی ایک تار برقی جو کمشنر جالندھر نے مقام شاہپور سے بھیجی ہے اُس میں بیان ہے کہ شاہپور میں قائم ہونے والے خیمہ کے اسپتال میں ایک سول سرجن اور دو اسپتال اسسٹنٹ اور داخل ہوئے ہیں اور جو مواضع دھرم سالہ کے جنوب میں ہیں وہاں کا دورہ کر کے موضع والوں کا علاج و معالجہ شروع کیا ہے۔ کپتان ہاروی شاہپور سے نرتھی کو گئے تھے جو کانگڑہ کی جانب ایک بڑا موضع ہے وہاں اٹھائیس آدمی مرے اور جو زخمی ہوئے ہیں اُن کے جسموں میں صرف نیل پڑ گئے ہیں اور نرتھی کے جنوب مشرقی موضعوں میں بھی جو دھرم سالہ کے راستہ پر واقع ہیں یہی کیفیت تھی کچھ لوگوں کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئی ہیں جن کا علاج ہو رہا ہے۔ دھرم سالہ کے مشرق میں ایک اسسٹنٹ سرجن جو کہ جالندھر کی ایک پرایوٹ خیراتی ایسوسی ایشن کا ملازم ہے وہ موضع جات کناری اور دوری اور دیگر حوالی کے موضعوں میں لوگوں کا علاج معالجہ کر رہا ہے۔ ان موضعوں میں بھی لوگوں کے صرف نیل پڑے ہیں وہ زیادہ مجروح نہیں ہوئے ہیں اور آج بھی کمشنر جالندھر نے ایک تار برقی بھیجی جس میں بیان ہے کہ ایک چٹھی مرسلہ وزیر ریاست منڈی مورخہ ۹ ماہ حال کی آئی جس میں وہ رپورٹ کرتے ہیں کہ شہر بالکل تباہ ہو گیا اور دو سو جانیں ضائع ہوئیں۔ محل کی لیڈیاں سب طرح محفوظ ہیں۔ میں مصیبت زدہ لوگوں کو مدد دینے کی ہر طرح کوشش کر رہا ہوں۔ تودے کھود کھود کر لاشیں نکالی گئی ہیں اور سڑکیں صاف ہو رہی ہیں۔ مجروحین کو ڈاکٹری امداد اور فاقہ کش لوگوں کو ریاست کے کھتوں سے کھانے کے لئے غلہ دیا گیا ہے جو سڑک بیجناتھ سے منڈی کو آتی ہے وہ اونٹوں کے گذر کے لئے غیر محفوظ ہے موضع گوماں جہاں پر نمک کی کان ہے بالکل تباہ ہو گیا کل ریاست منڈی میں بیان ہے کہ سات سو پچاس آدمی مرے۔

ڈپٹی کمشنر شملہ رپورٹ کرتے ہیں کہ ایک اسسٹنٹ سرجن اور اسپتال اسسٹنٹ

۱۵-تاریخ کو سکیٹ میں داخل ہونگے جنکے ساتھ خچروں کی ارسال ہوگی اور وہ منڈی ہوتے ہوئے کلو کو جائینگے۔

کمشنر جالندھر ۱۵-تاریخ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ آج میرے پاس مسٹر کلورٹ کی مرسلہ چٹھی آئی جو کلو کے اسسٹنٹ کمشنر ہیں وہ زلزلہ آنے کے وقت اتر سورج میں دورہ کر رہے تھے جو نقشے اُنہوں نے سورج کی سب تحصیل سے بھیجے ہیں اُنسے چھتر آدمیونکا مرنا ثابت ہوتا ہے اسکے سوا کوئی مفصل حال نہیں آیا جو نقصان مکانوں اور مویشیوں کو پہنچا وہ بہت سخت تھا اور اُنہوں نے افسران اوتر سورج کو حکم دیا ہے کہ وہ کچھ درخت دیں تاکہ لکڑی کاٹ کر مکانات تیار ہوں۔کلو سے کوئی صحیح خبر نہیں آئی مگر وہ کوشش کرکے الاری گھاٹی سے اُتر کر کلو کو جائینگے اور جو راستہ کلو کی طرف سلیسر گھاٹی میں ہوکر تھا وہ بند ہوگیا اور بھی جابجا راستہ شکست ہوگیا ہے نہر مندا اور دلیش کا راستہ اور منگلور اور باجورہ کے مابین بھی راستہ مسدود ہے راستوں کی بابت بعد کو اور رپورٹ ہوگی۔

لاہور۔مصیبت زدگان وادی کانگڑہ سے بہت کچھ ہمدردی کی جاتی ہے۔اس بات کا ذکر تو ہوچکا ہے کہ انارکلی کے آریہ سماجی اصحاب رفع تکلیف کی کیسی عمدہ کوشش کر رہے ہیں۔۱۳-ماہ حال کو ایک اسپتال اسسٹنٹ مع دس بارہ آدمیونکے گوجرانوالہ سے موقع واردات کو روانہ ہوا اور جہانتک ممکن ہوگا وہاں مدد پہنچائینگے۔لاہور سے دوآبہ ایسوسی ایشن نے پنڈت سندر لال کو بھیجا ہے جو دفتر اکزامنر حسابات شمالی مغربی ریلوے سے تعلق رکھتے ہیں اُنکے ساتھ ایک نامی ڈاکٹر بھی گیا ہے۔پنڈت جی کیساتھ اُن کے کمپونڈر بھی ہیں اور کثیر المقدار ادویہ وغیرہ بھی ساتھ لے گئے ہیں مسٹر بھگت رام بیرسٹر ایٹ لا بھی متعدد معمار اور قلی لے کر گئے ہیں اور برھمو سماج لاہور کے لوگوں نے بھی ایک چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ہر قسم کے آدمیوں کے دلوں پر وادی کانگڑہ کی مصیبت کا گہرا اثر ہوا ہے اس لئے چندہ جمع کرنے کی خواہش ظاہر کرنے کا یہی خوب اور مناسب موقع ہے۔کانگڑہ اور دھرم سالہ سے جو پرایوٹ خبریں آئیں اُنسے معلوم ہوا کہ کئی آدمی چار پانچ دنوں کے بعد ملبہ سے کھود کر زندہ نکالے گئے۔منصف کانگڑہ کے دو بیٹے اور اُنکی بی بی ملبہ کے اندر دب گئے تھے جن کے رنج میں وہ غریب دیوانہ ہوکر شہر سے نکل گیا تھا اب اُنکے زندہ نکالے جانے کی خبر ملی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اگر وہ جگہ فوراً کھودی

جاتی تو اور جانیں بھی محفوظ رہتیں۔ سُنا گیا ہے کہ چوروں کا گروہ دھرم سالہ میں پہنچ گیا ہے اور مال کی حفاظت نہیں ہے۔

آمد و رفت ڈاک

امرتسر۔ ایک گفتگو جو مسٹر سیموکس۔سی۔ایس پوسٹماسٹر جنرل پنجاب اور شمالی مغربی سرحدی صوبہ سے ہوئی جو ضلع کانگڑہ سے واپس آئے ہیں تو دریافت ہوا کہ دھرم سالہ کلو اور پالمپور سے برابر ڈاک کی آمدورفت ہوتی رہی البتہ صرف چار تاریخ کو ڈاک بند رہی ڈاک خچروں کے ذریعہ سے جاتی ہے۔ ڈاکخانے تمام مسمار ہوگئے حکام ڈاک کو سخت تکلیف ہے۔

ڈاکٹر سابرٹس اسٹورٹ چرچ مشنری سوسائٹی پادری جہلم حال میں دھرم سالہ سے واپس آئے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ سترہ ہندوستانی عیسائیوں کے نیچے دب کر مرگئے اور بہت سے مجروح ہوئے جو کہ کوتوالی بازار کے مشن اسکول واقع دھرم سالہ میں سو رہے تھے اور مس میکلس چرچ مشنری سوسائٹی کی سخت مجروح ہوئیں۔ کانگڑہ میں آٹھ ہندوستانی عیسائی کچل کر مرے ہیں۔

کانگڑہ کا نیا ضلع نورپور بنانا چاہیئے

قابل توجہ لفٹننٹ گورنر پنجاب اور عالیہ گورنمنٹ ہند

۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے ظالم زلزلہ نے وادی کانگڑہ میں ایک بڑا بھاری انقلاب پیدا کر ڈالا ہے جس سے خاص و عام کو طرح طرح کے مصائب اور تکالیف گوارا کرنی پڑیں۔ غور سے دیکھا جائے تو وادی کانگڑہ کی قدرتی طور پر بالکل شکل بدل گئی ہے۔ اور اسکی ہیئت اصلی کا کہیں بھی پتہ اور نشان نہیں ملتا ہے۔ جوالا مکھی کی آتش فشانی سے اب یہ تمام ضلع خوفناک مقام بن گیا ہے روز بروز زلزلہ۔ طوفان۔ آندھی وغیرہ وغیرہ غیر معمولی طور سے یہاں پیدا ہونے لگ گئی ہیں یہاں کے اصلی باشندے بھی اسکی شکل سے بیزار ہو گئے ہیں مگر بیچارے مصیبت کے

مارے کیا کریں اور کہاں جاویں انکے لئے کوئی ٹھکانا باقی نہیں رہا ہے -
ہماری عادل گورنمنٹ نے اس وادی کی رعایا پر بڑا بھاری احسان کیا ہے جو اسکی بہبودی اور بہتری کے واسطے رلیف فنڈ قائم کر دیا گیا تقاوی دیگئی محاصل معاف کر دیا گیا اور بہت سے احسان اور پرورش کے سامان رعایا مظلوم کے لئے کر دئے گئے ہیں -
اب گورنمنٹ عالیہ میں یہ تجویز پیش ہے کہ بجائے کانگڑہ کے کانگڑہ کا نیا ضلع کہاں تجویز کیا جائے اس تجویز کو پختہ کرنے کے لئے گورنمنٹ عالیہ نے ایک کمیٹی بھی قائم کی ہے جو اس بات پر غور کر رہی ہے کہ ضلع کے لئے کون سی جگہ موزوں ہو سکتی ہے
اگرچہ اس باب میں بہت سے مختلف رائیں پیش ہونگی لیکن ہمارا خیال جہاں تک ہم کو اطمینان دیتا ہے یہ تجویز نہایت ہی عمدہ اور مناسب معلوم ہوتی ہے کہ کانگڑہ کا نیا ضلع مقام نورپور کو بنایا جائے - نورپور کو ضلع بنانے کے لئے ہم بہت سے عمدہ دلائل اور وجوہات پیش کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری عادل اور رحم دل گورنمنٹ عالیہ پنجاب و ہندوستان ہماری اس رائے پر گہری نظر اور غور و خوض فرما کر نورپور کو نیا ضلع قرار دے - ہم نورپور کے کہنہ اور جدید واقعات کو گورنمنٹ عالیہ کے حضور میں پیش کر کے ملتجی ہیں کہ ضرور ہی نورپور ضلع بنایا جائے نورپور ایک عمدہ اور موزوں مقام ہے اس مقام نورپور کی نسبت مختلف روائتیں مشہور ہیں اگرچہ نورپور کی حیثیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر نہایت ہی کہنہ قدیم الایام سے آباد ہے تاہم جو کچھ حالات اس شہر کی نسبت مختلف طور سے ہمکو معلوم ہوئے انکو بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا گو یہ شہر نہایت ہی پرانا مشہور ہے اور اسکی تاریخ مفصل طور سے معلوم نہیں ہوئی جیسا کہ کانگڑہ اور قلعہ کانگڑہ اور جوالا مکھی دیوی کے حالات معدوم معلوم ہوتے ہیں ویسا ہی نورپور کا حال بھی ہے تاہم کسی قدر سراغ عمدہ روائتوں سے مفہوم ہوتا ہے جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے کہتے ہیں **نورپور** شہنشاہ محمود غزنوی کے زمانہ سے بہت پہلے کا آباد ہے اس شہر میں ایک عالیشان مندر اور دوسرا بڑا بھاری جنگی قلعہ مشہور ہوتا چلا آیا ہے جس کو سلطان محمود غزنوی نے اپنے کسی حملہ میں فتح کر کے گرا دیا تھا جن کے کھنڈرات ابتک موجود ہیں بلکہ ان کھنڈرات کی وجہ سے **نورپور** ابھی تک مشہور چلا آتا ہے ۱۸۸۶ء میں مسٹر راجرس نے ایک مندر قلعہ کے درمیان میں ثابت کیا تھا اور اس مندر سے بڑے بڑے پتھر نکالے گئے تھے جنسے کہ وہ تعمیر ہوا تھا

اگرچہ ناظرین ان پتھروں کی بابت مبالغہ سمجھینگے لیکن نہایت وثوق سے کہا جاتا ہے کہ اُس مندر میں ایسے ایسے پتھر لگے ہوئے تھے جن کا وزن سو سو[۱۰۰] من یا سوا سو[۱۲۵] من کا بیان کیا جاتا ہے اور اس مندر سے عجیب وغریب صنعتی پتھر اور تصویریں یعنی بُت نکالے گئے تھے جو بطور یادگار کے اب تک لندن وکلکتہ اور لاہور وغیرہ کے عجائب خانوں میں موجود ہیں جو صناعیٔ ہند کو یاد دلا رہے ہیں اگرچہ بہت کوشش کی گئی کہ کسی پتھر پر کوئی کتبہ یا تحریر اس قلعہ یا مندر کے قائم کرنے کا ملے مگر افسوس یہ محنت رائگاں گئی اور اور کوئی حال اس شہر اور مندر وغیرہ کے آباد ہونے کا نہیں ملا بہت سی تاریخوں کے اوراق اور اہل ہنود کے پترے اُلٹے گئے مگر اس شہر وقلعہ اور مندر کے بانی کا کوئی پتہ نہیں ملا اور مطلق انکے حالات منکشف نہیں ہوئے۔

ہاں ایک دوسری روایت سے اسقدر پتہ ضرور چلتا ہے کہ شہر نورپور کا بانی مبانی ایک تنوار راجپوت تھا جس کا نام جیت پال پٹھان یا پٹھانیاں تھا اور دوسرے لفظوں میں اسکو رانہ بھیٹ بھی کہتے تھے جو حکام دہلی سے کسی وجہ کے ساتھ نکل کر نورپور میں آکر آباد ہوئے تھے لیکن نورپور سے پہلے یہ رانہ صاحب بھیٹ مقام پٹھانکوٹ میں آکر بسے تھے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور ایک عرصہ تک پٹھانکوٹ ان کا مسکن رہا۔ اگرچہ قصبہ پٹھانکوٹ کا نام اپنے نام کے لفظوں سے یہ بتا رہا ہے کہ اس کو کسی مغل۔ خان یا پٹھان یا کسی مسلمان نے بسا کر خوب آباد کیا ہوگا مگر تھوڑے سے غور سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غالبًا اس قصبہ کا نام راجہ جیت پال نے اپنے نام اور لقب ہی پر رکھا ہوگا کیونکہ پٹھان یا پٹھانیاں اسکا لقب تھا یا خاندان کا نام تھا جس نام پر یہ نام آجتک مشہور ہوتا ہوا چلا آتا ہے۔ اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصبہ کی آبادی اور اسکا نام مسلمانوں اور پٹھانوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ پٹھانکوٹ بھی ایک پُرانا قصبہ ہے اس زمانہ میں مسلمانوں کا گذر ہندوستان میں بہت کم تھا اور خاصکر کوہ ہمالہ میں صرف محمود کے زمانہ سے ہندوستان میں مسلمانوں نے فروغ حاصل کیا ہے۔

لیکن یہ بات ہم کو شک میں ڈالتی ہے کہ راجہ بھیٹ جسکا دوسرا نام جیت پال تھا اور جو کہ تنوار راجپوت کہلاتا تھا صرف سات سو برس کا عرصہ گذرا ہے جبکہ وہ دہلی سے

آکر پٹھان کوٹ میں بسا تھا اس سے پہلے مسلمانوں کا دور دورا ہندوستان میں بڑی شان و شوکت سے ہو گیا تھا مبادا کسی خان نے ہی پٹھانکوٹ کو بسایا ہو۔ مگر خیال یہی کہتا ہے کہ جیت پال پٹھان ہی نے اسکو بسایا ہو گا۔

کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی خاندان کوہستان کی طرف رجوع ہوا اور راجہ باسو کے زمانہ میں یہ پہاڑی آباد کی گئی جسکو اب نورپور کہتے ہیں اور یہاں تک اسکو عروج دیا گیا کہ راجہ باسو نے اسکو اپنا دارالحکومت قرار دیا اُسوقت نورپور کا اصلی اور ازلی نام دھمیاری یا دھمالہ تھا جو عرصہ تک اسی نام سے مشہور و معروف رہا۔

جب مسلمانوں کا زمانہ آیا تو اسلامی شہنشاہوں کا ادھر بھی گذر ہوا چنانچہ ۱۷ ویں صدی میں عیش پسند نورالدین جہانگیر معہ اپنی چاہتی ملکہ نورجہاں (مہرالنساء نور محل) کے اسطرف بھی رونق افروز ہوئے اور مقام دھمیاری (نورپور) میں قیام پذیر ہوئے اسوقت دھمالہ کے راجہ صاحب بھی جو زیر سایہ سلطانی تھے شہنشاہ جہانگیر کے شہنشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کوہستان ہمالہ کی نواح و اطراف کی شہنشاہ جہانگیر و نورجہاں کو خوب سیر کرائی جہانگیر و نورجہاں نے اس جہاں کی سیر سے سیر ہو کر راجہ دھمالہ کے محلات کا ملاحظہ فرمایا جب شہنشاہ اور ملکہ کو بہت افسوس ہوا کیونکہ راجہ دھمالہ کے محلات ایسے بنے ہوئے تھے جیسے کہ دہقانوں کی جھونپڑی سوائے چھپر اور پھوس کے اور کسی قسم کا تکلف نہ تھا جہانگیر اور نورجہاں کو اس مقام دھمالہ کی آب و ہوا اور سبزہ زار اور خوش قطعی پر نہایت خوشی ہوئی شہنشاہ نے دل سے چاہا کہ اس مقام کو فروغ دیا جاوے اور راجہ صاحب کی حیثیت عمدہ خصوصیت سے دیکھی جاوے چنانچہ جہانگیر نے اپنی عادل مزاجی اور رحم دلی کو مدنظر رکھکر راجہ صاحب کو تین لاکھ روپیہ خزانہ شہنشاہی سے اس غرض سے عطا کیا کہ وہ اپنے محلات اور ایک جنگی قلعہ تعمیر کرائے تاکہ شہر اور حکومت کی رونق زیادہ ہووے اور دھمالہ شہر کا نام جہانگیر نے اپنی چاہتی ملکہ نورجہاں کی یادگار میں نورپور رکھا چنانچہ آج تک شہر دھمالہ نورپور کے نام سے مشہور چلا آتا ہے جو نورجہاں کے نام پر رونق دیا گیا تھا راجہ صاحب نے شہنشاہی آرڈر کے موافق بہت سرعت سے اپنے محلات و قلعہ تیار کرایا۔ رانا بھیٹ جو تنوار راجپوت کہلاتا تھا اُس کے تمام خاندان کی آخری قائم مقام کے درمیان تیس پشتیں گذر چکی ہیں نورپور کی حدود تحصیل نورپور سے ملی ہوئی تھیں

اور اس تعلقہ میں شاہ پور اور کنڈی بچھیر تو بھی شامل تھا جو اب ضلع گورداسپور میں ملا دیا گیا ہے بلکہ ایک چھوٹا سا قطعہ بھی نور پور کی حد میں ملحق تھا جو دریائے راوی کے پار واقع ہے جس کو تبادلہ میں مہاراجہ جموں کے حوالہ کر دیا گیا۔

نور پور ۳۲ ڈگری ۱۸ دقیقہ اور ۱۰ اسکنڈ عرض بلد شمالی اور ۷۵ ڈگری ۵۵ دقیقہ ۴۰ سکنڈ طول بلد شرقی میں دریائے چکی کی ایک چھوٹی سے معاون پر واقع ہے اور سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فٹ اونچا اور دہرم سالہ کے مغرب کی طرف ۷۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے نور پور اس پہاڑی کی پہلو میں نہایت ہی خوبصورتی سے بسا ہوا ہے اور اس قلعہ کے کھنڈرات سے اب تک اسکو زینت ہے جس کو راجہ باسو نے تعمیر کرایا تھا۔ اور میدانی مقام پٹھانکوٹ کو چھوڑ کر نور پور کو اپنا دار الخلافت بنایا تھا یہ مقام تجارت اور صنعت میں نہایت ہی مشہور و معروف رہا ہے۔ جب ہماری عادل اور انصاف پسند گورنمنٹ انگلشیہ کا سایہ پنجاب پر پڑا اور یورپین حکام والا مقام اس نواح میں سایہ افگن ہوئے تو اسوقت میں نور پور نور اعلی نور کے درجہ میں پہنچا ہوا تھا اور یارقند۔ تاشقند۔ ایشیا و یورپ میں فرانس وغیرہ کی تجارتی منڈی بنا ہوا تھا لکھوکھا بلکہ کروڑہا روپیہ کی تجارت و بیوپار اس میں ہوتا تھا حکام برطانیہ نے اپنا دخل کر کے اول قلعہ کو مسمار کیا اور راجہ صاحب کے دس ہزار روپیہ سالیانہ پنشن مقرر کر دی جو اب تک ملتی ہے۔

اس زمانہ سے پہلے پہلے نور پور اپنی وسعت اور تجارت کے باعث بڑی مدت تک ایک مشہور شہر رہا ہے۔ اسکے اصلی باشندے پٹھان یا پٹھانیاں راجپوت۔ کشمیری اور کھتری ہیں اور یہاں کے کھتری باشندے اُن کھتریوں کی نسلوں سے ہیں جو پنجاب کے اطراف لاہور وغیرہ سے آکر یہاں پر بسے تھے اور بعض بعض کھتری ایسے بھی بیان کئے گئے ہیں جو مسلمان بادشاہوں کے ڈر سے یہاں آکر پناہ گزین ہوئے۔ سنہ ۱۷۸۳ء اور سنہ ۱۸۳۳ء کے ظالم قحط نے کشمیری قوموں کو کشمیر چھوڑنے پر مجبور کیا اور وہ کشمیر کو خیر باد کہکر نور پور میں آباد ہوئے اور زیادہ تر کشمیری لوگوں نے کشمیر کو اس وجہ سے بھی چھوڑ دیا کہ وہ عادل اور رحم دل گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ کو سایہ ہما سمجھ کر اسکے زیر سایہ آرہے اور کثرت سے کشمیر کے نور باف نور پور میں اس وجہ سے بھی مسکن پذیر ہوئے کہ یہاں شال و دوشالہ کی بڑی بھاری قدر و منزلت ہوتی تھی اور وہ بھی اپنے ہمراہ

حرفت وصنعت کو لائے جنھوں نے نورپور کو فروغ دیکر نور اعلیٰ نور کرڈالا گورنمنٹ انگلشیہ کے شروع عہد حکومت میں بھی اسکی شان وشوکت بلحاظ صنعت وتجارت کے اعلیٰ درجہ پر تھی کیونکہ اُس زمانہ میں بھی شال اور پشمینہ کی خریداری کثرت سے تھی ایشیا اور یورپ کے باشندے شال ودوشالہ دُھسہ اور چادروں کو بہت پسند کرتے تھے فرانس کے بہت سے سوداگر صرف شال لینے کے واسطے کشمیر کا سفر کیا کرتے تھے اور طرح طرح کے نمونے تیار ہونے پر لیجایا کرتے تھے نورپور کا پشمینہ بھی کشمیر سے کسی طرح پر کم نہ تھا اور شالوں کی عمدہ بناوٹ اور سجاوٹ نے نورپور کو سالہا سال تک عالم میں مشہور ومعروف کیا ہوا تھا یہاں کی بافندگی نے امرتسر اور لداخ کے ادنیٰ اور پشمینہ کی منڈیوں کو مالامال اور نہال کرڈالا تھا اور نورپور کے ہر گوشہ میں رونق ہی رونق معلوم ہوتی تھی شروع میں جب ہندوستان کی مردم شماری ہوئی تو یہاں کی آبادی قریب چالیس ہزار کے تھی۔ اور لکھوکھا روپیہ کا مال واسباب تیار ہوا کرتا تھا لیکن جب سے فرانس اور پرشیا کی لڑائی ہوئی تب سے نورپور کے ہر ایک کاروبار میں تنزّل ہونے لگ گیا تھا ۱۸۷۵ء میں بھی دو لاکھ بیس ہزار پونڈ کا مال تیار ہوا تھا یہاں کی شال گو کشمیر سے کسیقدر گھٹیا تھی مگر امرتسر اور پنجاب کے دیگر مقامات پر کسی قدر سبقت بھی لے گئے تھے اور نقلی نمونے ایسے بنا کرتے تھے کہ اصلی کشمیری مال کو بھی مات کرتے تھے اور ہمیشہ مال کی بکری کا بازار گرما گرمی سے سرگرم رہا کرتا تھا لیکن فرانس اور پرشیا کی جنگ وجدال نے نورپور کو خاک میں ملا دیا اور یہاں تک اسکا تنزّل ہوا کہ یہ شہر بالکل غیر آباد اور اُجاڑ کی طرح سے رہگیا ہے۔ کسی زمانہ میں یہاں اعلیٰ درجے کا مال تیار ہوا کرتا تھا اب سب سے گیا گذرا ہوا مال گھٹیا درجہ کا تیار ہوتا ہے جسکی کوئی قدر بھی نہیں کرتا اور بڑے بڑے اُستاد اور دستکار کاریگر یہاں سے وطن چھوڑ چھوڑ کر دوسرے شہروں میں چلے گئے ۱۸۶۸ء میں یہاں کی آبادی ۹۹۲۸ تھی اور ۱۸۸۱ء میں ۷،۳۳۷ تھی اور ۱۸۹۱ء میں ۵،۷۴۴ رہ گئی تھی ان میں سے ۳۰۳۲ تو مرد تھے اور ۲،۷۱۲ عورتیں تھیں جو بے روزگاری کے باعث مردوں کی تعداد گھٹتے گھٹتے اسقدر رہگئی۔ اب یہ شہر قابل الرحم ہے ہماری گورنمنٹ آف انڈیا کو چاہئے کہ اس قدیمی شہر کی رونق اور آبادی کو پھر ترقی دے اگرچہ آجکل ہندوستان میں اس باب پر کوشش کی جارہی ہے کہ ہر شہر اور قصبہ میں تجارت اور حرفت وصنعت کے کارخانے کھولے جاویں پھر کیوں ایسے شہر کو رونق اور ترقی نہ دیجاوے جو ہمیشہ سے حرفت وصنعت کا

مرکز رہ چکا ہو ہمارے خیال میں نورپور ضرور ضلع قرار دیا جاوے یہ مقام اپنی تجارت اور حرفت کے باعث ضلع بننے کے قابل ہے اور نہایت ہی موزوں مقام ہے آب وہوا یہاں کی نہایت فرحت افزا اور خوشگوار ہے - اور ہر ایک چیز یہاں پر مہیا اور موجود ہے نورپور کا موجودہ مقام و بازار نہایت ہی عمدہ ہے جہاں پر ہر ایک شے دستیاب ہو سکتی ہے اور یہ مقام مشرقی تجارت کا ایک عمدہ باب ہے - اور اچھے اچھے لائق و فائق علم دوست اور اہل حرفت و صنعت سب ہی قسم کے لوگ موجود ہیں اور کام کرنے والی صورتیں اس مقام میں نظر آتی ہیں اگرچہ بے روزگاری کے باعث بہت سے لائق لوگ غیر مقاموں میں منتشر ہو گئے ہیں مگر آج گورنمنٹ انڈیا اسکو ضلع قرار دے دے تو وہ تمام لائق لوگ اپنے وطن عزیز کو واپس آجاویں اور بہت سے صناع اسکو چشمۂ شیریں خیال کر کے اسکی رونق کا باعث ہو سکتے ہیں موجودہ صورت میں بھی نورپور ایک خوش وضع مقام ہے - سرکاری عمارات اب تک اسکی شان و شوکت کو بتا رہی ہیں تحصیل یہاں کی اچھی رونق پر ہے ڈاکخانہ اپنی حیثیت سے خاصہ ہے یہاں کے ہسپتال سے علاوہ لوکل مریضوں کے گرد نواح کے مریض بھی بہت سے فیض یاب ہوتے ہیں ڈاک بنگلہ بھی اس بُری حالت میں آباد ہی رہتا ہے کیونکہ اس پُرفضا مقام کے سیر کے لئے لائق و فائق سیاح یورپین اور افسران والا مقام آتے جاتے رہتے ہیں مسافروں کی آرام اور آسایش کے لئے دو سرائیں بھی موجود ہیں جن میں ہمیشہ رونق ہی رہتی ہے اہل شہر کی زندگی تازہ کرنے والا چشمہ اور کوئیں اس قصبہ کے نیچے کی جانب میں موجود ہیں جہاں پر پانی کے عمدہ عمدہ تالاب بھی بنے ہوئے ہیں پانی بافراط موجود ہے یہ تمام کنوئیں چشمے اور تالاب اُس چٹان میں واقع ہیں جسکی بلندی پچاس فٹ اونچی ہے نورپور کا محکمہ میونسپلٹی عمدہ حالت میں ہے نورپور کی میونسپلٹی میں ۹ ممبر بڑے لائق و فائق ہیں جو ہمیشہ رعایا نورپور کی بہتری اور آسائش کے لئے کوشاں رہتے ہیں - منجملہ ان ۹ ممبروں کے ۶ ممبر تو انہیں رعایا کے منتخب کئے ہوئے ہیں اور تین ممبر گورنمنٹ کی جانب سے مقرر کئے ہوئے ہیں ان ممبروں میں ایک سینیر ممبر جناب مولوی عبدالسلام صاحب رفیقی بھی ہیں جو نورپور کے ایک ہوشیار میونسپل کمشنر ہیں نورپور کو ضلع قرار دینے میں میاں رفیقی صاحب بھی ہماری رائے کے متفق ہیں چنانچہ مولوی عبدالسلام رفیقی نے ہماری تائید میں نورپور کو ضلع بنانے کے لئے اپنی رائے مبارک کا اظہار عمدہ دلائل سے دیا ہے اور اس باب میں انکے کئی آرٹیکل اخبارات میں بھی شائع ہوئے تھے اور نیز پنجاب کے اخبارات نے بھی اس رائے کو پیش کیا تھا کہ بجائے کانگڑہ کے

نور پور کو ضلع بنایا جائے اور چونکہ گورنمنٹ عالیہ کی تجویز یہ بھی ہے کہ مقام پٹھان کوٹ کو ضلع گردانا جائے لیکن نور میں ضلع بننے کے لئے جو خوبی ہے وہ پٹھانکوٹ میں ہرگز ممکن نہیں ہوسکتی ہے۔ نور پور کو ضلع بنانا نہایت ہی مناسب اور لازم امر ہے اس باب میں نور پور کے میونسپل کمشنر مولوی رفیقی نے جو اظہار رائے فرمایا ہے ہم اسکا خلاصہ بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ سے استدعا ہے کہ وہ ضرور اس دلائل مذکورہ اور اوصاف حمیدہ نور پور پر غور فرما کر اسکو ضلع قرار دیں رفیقی صاحب نے اپنی رائے کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

بدقسمتی سے کانگڑہ دھرم سال پالم پور وغیرہ کا جو حشر اس زلزلہ سے ہوا۔ وہ محشر سے کم نہیں اخبارات میں جو کچھ لکھا گیا۔ وہ ہی کچھ کم رونگٹے کھڑے کرنے والے مضامین نہیں۔ مگر پرائیوٹ خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ حالات اخبارات میں اس زلزلہ کے لکھے جاتے ہیں۔ اس سے بڑھکر نقصان مال و جان ہوا میرے پاس بیسیوں خط آئے۔ اور برابر دوستوں سے آرہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک درست اندازہ نقصان کا نہیں کیا گیا۔ تاہم جو کچھ اندازہ ہوسکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس زلزلہ سے چوتھائی لاکھ آدمی راہی ملک عدم ہوئے اور کم از کم پچاس لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ نقصان کا معاوضہ تو آ ترسکتا ہے۔ مگر یہ آدمی کہاں سے آئینگے راجوری کے خاندان کا بلو کا حصہ بالکل تباہ ہوگیا کوئی ایسا بھی نہیں رہا جس سے فاتحہ خوانی کی جائے۔ وطنی بھائیوں کے علاوہ ایک معزز یورپین جماعت بھی کام آئی اس کثرت سے یہ وارداتیں ہوئیں۔ کہ بجائے ان کے نام لینے کے جو بچے ان کے ہی نام لینا کافی ہے۔ میرے اپنے یورپین دوستوں میں سے جو کثرت سے تھے صرف دو صاحب بچے۔ کپتان ایسٹ اور کپتان بیتھیس پشمپین۔ پہلے صاحب تو ایک دن پہلے چارج دیکر خود رات نور پور آرہے تھے چنانچہ مجھے ان کا ۴۔ اپریل کا لکھا ہوا خط نور پور سے ملا۔ ان کی جگہ مسٹر لاکسٹن اور ان کی میم صاحبہ کا کام آنا سخت رنج دہ ہے۔

کپتان پشمپین کا بچنا ایک حیرتناک واقعہ ہے۔ کہ سارا دھرم سالہ تو برباد ہوگیا۔ اور ان کی کوٹھی بچگئی۔

یہ واقعہ برسوں تک یاد رہیگا۔ اور تاریخوں کے صفحے اس سے پُر ہونگے۔ مگر میں اسوقت ایک اور طرف گورنمنٹ کی توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اب اس زلزلہ سے پنجاب کی انتظامی حالت میں ایک نیا سوال پیدا ہوگیا ہے۔ وہ یہ کہ کانگڑہ کے بجائے

نیا ضلع کہاں بننا چاہئے جیسا کہ مجھے ایک پرائیویٹ خط سے معلوم ہوا۔ گورنمنٹ کا منشاء ہے۔ کہ "فی الحال عارضی طور پر ضلع کا کام نور پور میں رہے اور پھر شاہپور میں ضلع بنایا جائے" ہوگا وہی جو گورنمنٹ کا ارادہ ہو۔ مگر میں نہایت ادب سے چند سطور لکھ کر گورنمنٹ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ضلع کے لئے سب سے موزوں جگہ نور پور ہے۔ اور وہیں نیا ضلع بنے تو بہتر ہے۔ اس میں آیندہ مضامین میں اول تو میں نور پور کی تاریخ سے اسکا حق ثابت کرونگا اور پھر موجودہ حالت سے۔ اور جو جو اعتراض نور پور کے ضلع بننے پر آسکتے ہیں اُن کا جواب دونگا اور امید ہے کہ گورنمنٹ ضرور اس پر متوجہ ہوگی۔ کہ اسوقت بخشی جیسی رام زندہ ہوتے۔ وہ ضرور میری تائید زور وشور سے کرتے۔ مگر تاہم مجھے امید ہے۔ کہ بخشی سوہن لال ضرور میرے ہم آہنگ ہونگے۔

نور پور کے تاریخی حالات اظہر من الشمس ہیں وہ قدیم ایام سے ترقی کرتا ہوا چلا آیا ہے۔ مسٹر راجرس نے نور پور کے کہنہ وجدید حالات سب کچھ دریافت فرمائے ہیں جس سے اسکی شان وشوکت بخوبی عیاں ہے۔ گذشتہ زمانہ کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے شروع عہد حکومت میں بھی نور پور اپنا جوبن اور بہار دکھارہا تھا چنانچہ جب اس عادل اور انصاف پسند گورنمنٹ کا سایہ پنجاب پر پڑا۔ اور اس علاقہ میں انگریزی حکام آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ نور پور یار قند وغیرہ کی تجارت کی منڈی تھی۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں کا بیوپار ہوتا تھا۔ حکام برطانیہ نے آکر اول قلعہ کو مسمار کیا۔ راجہ صاحب کو سالانہ دس ہزار پنشن کردی۔ جو اتبک ملتی ہے۔

نور پور میں اس زمانہ سے پہلے کشمیر کے بہت سے باشندے قحط سے بھاگ کر سکونت پذیر ہوئے تھے۔ اور انگریزی عملداری میں اور بھی کثرت سے آئے جس سے نور پور انگریزی حکومت میں بھی ایک قابل دید شہر ہوگیا۔ کیونکہ ان دنوں شال (پشمینہ) کی خریداری کثرت سے تھی۔ یورپ کے باشندے شال کو بہت پسند کرتے تھے۔ فرانس کے بہت سے سوداگر صرف شال کے لئے کشمیر کا سفر کرتے تھے۔ اور طرح طرح کے نمونے تیار ہوتے نور کا پشمینہ کسی طرح بھی کشمیر سے کم نہ تھا۔ اسلئے ان دنوں نور پور نے وہ شہرت حاصل کی۔ جیسی کہ چاہئے یہانتک کہ امرتسر کے اکثر رؤسا نور پور میں اپنا وقت گذارتے اور یہاں کے رؤسا سے ملنا باعث فخر سمجھتے تھے۔

ہر کمالے رازوالے۔ جب نور پور ہر طرح سے آباد اور اسکے باشندے ہر طرح سے آسودہ حال اور فارغ البال تھے۔ فرانس کی لڑائی کیا ہوئی کشمیریوں کے لئے علی العموم اور نور پور کے لئے علی الخصوص اُجڑنے کا سامان پیدا ہوگیا۔ فرانس کی نازنینوں نے اپنے آرام اور آسائش پر جلنی کی

محبت کو مقدم رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شال کا کام جس پر کل ہندو مسلمانوں کا دارومدار نورپور میں تھا۔ جاتا ہے۔ ادھر ولایت سے نقلی شالیں بنکر انڈیا میں آنی شروع ہوئیں۔ یہاں بھی اس وقت کا سامنا ہوا۔ شال کی خریداری کم ہوئی۔ اور شالباف بڑے بڑے کارخانوں کے مالک برباد و خستہ حال ہوگئے۔ جو کہ تھوڑے دن ہوئے۔ اونچے محلات میں شاہانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ غریب اور مسکین گداسے بھی بدتر بن گئے۔ جن کی چند صورتیں عبرت کے لئے اب بھی موجود ہیں۔

پہلی مردم شماری جو انگریزی عملداری میں ہوئی۔ قریب چالیس ہزار کے نورپور کی آبادی تھی۔ بجائے اسکے گذشتہ مردم شماری میں پانچ ہزار بھی پوری نہ ہوئی۔ اسوقت یہ حال ہے کہ یہاں کے باشندے اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہروں میں روزگار کی تلاش کرتے ہیں۔ کئی خاندان ویران ہوگئے۔ ہزاروں گھر برباد ہوئے کئی اشخاص شرم کے مارے چلے گئے۔ اور آج تک مفقود الخبر ہیں انکے اہل و عیال کا کوئی پرسان حال نہیں۔ انکے بغیر باپ کے بچوں کا کوئی پرورش کرنے والا نہیں۔ انکی عورتیں مارے شرم کے باہر نکلنے سے معذور ہیں۔ فاقہ پر فاقہ لگ رہا ہے۔ شہر میں کیا ہندو کیا مسلمان کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں۔ جو فارغ البال اور آسودہ حال ہو۔ تاکہ یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کرے جن باشندوں نے سفر اختیار کیا۔ باہر نکل گئے۔ اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ مگر جو نورپور میں رہے۔ فاقہ کشی سے گذارہ کر رہے ہیں۔ مکانات کا یہ حال ہے کہ کوئی محلہ کوئی گلی گنجان مثل سابق نظر نہیں آتی ایک گھر یہاں ہے۔ تو دوسرا سو گز کے فاصلہ پر! اگر زیادتی میں داخل نہو تو بیساختہ زبان سے نکل جاتا ہے۔ کہ "نورپور کے باشندوں نے اپنے ایشیائی مذاق کو چھوڑ کر یورپین روش اختیار کر لی ہے۔ کسی کا گھر کسی کے متصل نہیں۔ ایک سے ایک الگ دوسرے سے تیسرا دور۔ الغرض جس طرح چھاؤنیوں میں یورپین مذاق کی کوٹھیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح نورپور کی آبادی ہے۔ مگر ہائے نورپوری کس سے کہیں؟ اور کس کے سامنے فریاد کریں۔ کہ "یہ روش ہم نے خود اختیار کی۔ ہائے افسوس! ہم اپنی پرانی ایشائی روش کو چھوڑنا چاہتے تھے۔ مگر اپنی بدنصیبی کو کیا کریں! کسی کروٹ ہمیں آرام نہیں لینے دیتی۔ ہم برباد ہوگئے۔ ہم ذلیل و خوار ہوگئے۔ ہم بے روزگار ہوئے۔ ہمارا نورپور اندھیرپور ہوگیا افسوس!! افسوس!!

پس ایک ایسے تاریخی مقام پر گورنمنٹ کی نظر عنایت ضرور ہونی چاہیے۔ اور اگر نورپور ضلع بنا دیا جائے۔ تو اُمید ہے۔ کہ اگر پھر پہلے جیسی رونق نہ ہوئی۔ تو یہ ذلت بھی نہ رہیگی۔ عموماً حکام جو جو اس علاقہ میں رہ کر گئے ہیں۔ میری تائید کرینگے۔ افسوس سے مسٹر الگزنڈر انڈرسن

انتقال کر گئے۔ وہ نورپور کے بچے بچے سے واقف تھے۔ مجھے جب ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ نورپور کے باشندوں کا ایک ایک کا نام لیکر حال پوچھتے تھے۔ سر جیمز لائل سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے خاص عنایت کرکے دریائے چکی کا پل بندھوا دیا۔ جس سے عموماً از حد تکلیف رہتی تھی۔ موجودہ قائم مقام لاٹ صاحب کی تو خبر نہیں۔ مگر سر چارلس ریواز رختی لفٹنٹ گورنر کا بھی ایک زمانہ اس علاقہ میں گذرا ہے۔ اور یہ انہیں کی مہربانی تھی۔ کہ گذشتہ سال نورپور کے اثناء قیام پر میری ایک پرانی تحریک پر توجہ فرمائی۔ اور آب رسانی کے لئے ایک معقول رقم کی منظوری دی

جب نورپور ضلع قرار دیا جائے تو پٹھان کوٹ سے نورپور تک ریل بننا بہت آسان ہے۔

کیونکہ ان سولہ میل میں سوائے آخری ایک میل کے بالکل راستہ صاف ہے۔ اگر میل نیچے ہی سٹیشن بنایا جائے۔ تو بھی ہرج نہیں۔ پھر اگر ڈلہوزی کا راستہ بھی یہیں سے ہو جائے۔ تو اور بھی بہتر ہو۔ اس وقت یہ دلخوش کن خیالات الف لیلہ کے افسانہ سے کم نہیں۔ اگر ایسا ہو گیا کہ ضلع نورپور قرار دیا جائے۔ اور نورپور تک ریل ہو جائے۔ تو یہ تو ناممکن ہے۔ کہ نورپور پھر یارقند کی تجارتی منڈی ہو جائے۔ کیونکہ اب تو وہ راستہ ہی مسدود ہے۔ ہاں تمام پہاڑ ریاست چنبہ بھدرول۔ چراہ۔ وغیرہ کی تجارتی منڈی نورپور پھر ہو جائے۔ اور کچھ نہ کچھ آبادی کی صورت نکل آئے۔ اور اگر گورنمنٹ کی توجہ اس طرف نہ ہوئی۔ تو ایک دن عنقریب ہوگا۔ کہ نورپور اندھیرپور ہو جائیگا خدا وہ دن میرے سامنے نہ لائے۔

اب ان اعتراضوں پر نظر کرتا ہوں۔ جو نورپور کے ضلع بننے پر آسکتے ہیں۔ سب سے ضروری اور بڑھکر اعتراض یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جب نورپور ضلع بنایا جائیگا۔ تو علاقہ کا صدر مقام بالکل ایک طرف رہجائیگا۔ ادھر منڈی سکیت کلو کا بہت دور فاصلہ ہو جائیگا اور ادھر صرف ۷ میل تک علاقہ ختم ہو جائیگا۔ سو اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے۔ تو اول تو یہ بات بھی قابل تسلیم نہیں۔ کہ ایک طرف ضلع ہونا نقصان دہ ہے۔ صدر مقام ایسی جگہ ہونا چاہئے جو اس کے قابل ہو۔ نہ کہ ایک جنگل میں بنا دیا جائے کلو ایک سب ڈویژن ہے۔ اس کا دور ہونا قابل اعتراض نہیں جس طرح کہ ڈلہوزی کا گورداسپور سے دور ہونا۔ ریاست چنبہ کا سارا علاقہ جو کہ منڈی اور سکیٹ سے بھی زیادہ دور ہے وہ کمشنر صاحب لاہور کے ماتحت ہے۔ اور ہر سال کمشنر صاحب دورہ میں وہاں جاتے ہیں۔ اور اگر منڈی سکیٹ کا دور ہونا قابل اعتراض ہی سمجھا جائے تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ منڈی سکیت کو شملہ کے ساتھ ملا لیا جائے ضلع کانگڑہ کا

علاقہ بہت ہی بڑا ہے۔جس کی ہمیشہ شکایت ہوتی رہتی ہے۔یہ شکایت بھی رفع ہوجائیگی۔ اور اگر زیادہ ہی انتظامی حالت کو تبدیل کرنا ہو تو ضلع گورداسپور۔ہوشیارپور۔کانگڑہ۔ اور شملہ چاروں میں ترمیم کرنے سے بہتر اور مناسب انتظام ہوسکتا ہے۔ایسی تبدیلی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ نے **میانوالی** ضلع بناتے وقت کی تھی۔

یہ بھی ہوسکتا ہے۔کہ تحصیل پٹھان کوٹ کا ایک حصہ نورپور میں شامل کردیا جاوے دوسرا یہ اعتراض ہوسکتا ہے۔کہ گورداسپور کا ضلع اور نورپور دو ضلع پاس ہوجاویں گے۔ یہ بھی قابل تسلیم نہیں۔کیونکہ امرتسر لاہور سے بہرحال گورداسپور اور نورپور کا فاصلہ زائد ہے۔

اب رہا یہ کہ نور میں پانی کی تکلیف ہے۔جو امر قابل تسلیم ہے۔اس کے لئے گورنمنٹ نے دس ہزار روپیہ کی منظوری دے دی ہے۔فوج کا پڑاو بھی چونکہ اس جگہ ہے۔ان سے بھی امداد ملیگی۔جب ضلع ہی یہاں قائم ہو۔تو ڈسٹرکٹ بورڈ سے بھی معقول امداد مل سکتی ہے۔میونسپلٹی کی آمدنی بھی بڑھ جائیگی اور پانی کا انتظام بخوبی ہوجائیگا۔

فرض کرلو کہ شاہ پور میں ضلع بنایا گیا۔گورنمنٹ کو خیر نئے مکانات بنانے ہونگے۔مگر ہلکاروں کے لئے اتنی جلدی کہاں سے مکان تیار ہونگے۔اور ہزاروں لاکھوں روپیہ کون کرایہ کی امید پر خرچ کریگا۔نورپور میں سب سے بڑھکر یہ ہے کہ سینکڑوں کھنڈرات موجود ہیں بیسیوں مکان خالی ہیں جو تھوڑے مرمت کے طالب ہیں۔اس طرح پر یہ قصبہ خالی آباد ہوجائیگا اور گورنمنٹ کو نیا ضلع بنانے کے لئے کوئی تکلیف بھی اہلکاران کے مکانات کے لئے نہ کرنی پڑے گی۔

یہ ہوسکتا ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر گرمی کے دنوں میں پالم پور کلو کے علاقہ کا دورہ کریں۔جس طرح صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور ڈلہوزی کا کرتے ہیں۔یورپین آفیسرز کے لئے نورپور کے اردگرد دو دو تین تین میل تک چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔جن پر وہ اپنے مذاق کے مطابق مکانات بنواسکتے ہیں۔اور ایسے مقامات پر گرمی بھی چنداں زائد نہیں ہوتی۔اور رات تو بہت آرام کی گذرتی ہے۔امید ہے کہ گورنمنٹ ضرور اسطرف توجہ کریگی۔

افسوس ہے کہ میں اسوقت بہت دور دکھوں میں ہوں اور بسبب کاروبار متعلقات کے جلدی آ بھی نہیں سکتا۔ورنہ میں خود حکام وقت سے اس بارے میں زبانی تصفیہ کرتا۔ مجھے اب ایسی امید ہے کہ میری اس درخواست پر ضرور توجہ ہوگی۔

اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں مجھے اپنے مہربان دوست کپتان ایسٹ صاحب بہادر

پہنچ سکے ورنہ جو ذخیرہ غلہ کا موجود ہے اس میں بہت بڑی کمی پڑ جائیگی - ۱۴ - اپریل سے وادی کلو میں رات و دن متواتر زلزلے آرہے ہیں چنانچہ ۱۶ - اپریل کی رات کو دس بجکر پینتیس منٹ پر ایک سخت زلزلہ اور آیا تھا کرنل رنک بیان کرتے ہیں کہ چند ہزار آہنی چادروں کے بھیجے جانے کی سخت ضرورت ہے تاکہ لوگوں کے لئے موسم بارش میں امن کی باعث ہوسکیں - سڑکیں بھی صاف ہونی چاہئیں وہ ذکر کرتے ہیں کہ پولیس انسپکٹر تحصیلدار اور اسسٹنٹ سرجن نے شب و روز متواتر کام کیا ہے لیکن اب ادویات کم رہ گئی ہیں اس تار برقی کا آخری حصہ بالکل مبہم ہے -

وادی کلو کے ایک یوروپین کی مرسلہ خبر جو پہلے پہل آئی وہ یہی ہے - اگر تخمینہ ضائع شدہ جانوں کا صحیح ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ یہاں دھرم سالہ اور پالم پور کی نسبت بہت کم نقصان ہوا ہے - تحصیل کا پل جس کا ذکر ہوا ہے وہ غالباً دریائے اول کا پل ہے جو ڈولجی کے راستہ پر درمیان منڈی اور باجورہ کے واقع ہے مسٹر اینڈرسن کمشنر نے مقام کلو میں تمام ضروری امور کا تہیہ کر لیا ہے - لفٹنٹ مکین جو چونتیسویں پانیر پلٹن کے افسر ہیں چند سپاہیوں کے ساتھ طبی ذخیرہ لے کر فوراً کانگڑہ سے روانہ ہوتے اور ان کو براہ راست باجورہ جانے کا حکم ملا تھا - یہ لوگ جہاں تک ممکن ہوا لمبی لمبی منزلیں طے کرتے ہوئے داخل ہوئے -

جالندھر ڈویژن کے کمشنر نے شاہپور سے ۱۷ - ماہ حال کو جو تار برقی روانہ کی انہیں بیان ہے کہ اب جس رقبہ میں لوگ مجروح ہوئے ہیں وہاں سترہ ڈسپنسریاں جاری ہوئی ہیں اور طبی امداد سے رفع تکلیف کرنے کی سرکاری اور پرائیوٹ کوششیں وسیع پیمانہ پر بکثرت پھیلی ہوئی ہیں - ضلع کانگڑہ کے تمام دیہاتی چھوٹے چھوٹے مزرعوں میں رہتے ہیں جن کے اندر چار پانچ گھروں سے زیادہ نہیں اور یہ لوگ تمام پہاڑی سلسلہ میں پھیلے ہوئے ہیں انہیں کی تکلیفیں دور کرنی ہیں اور اس میں ایک مدت صرف ہوگی -

ریاست منڈی کے وزیر نے ۱۸ تاریخ کی شب کو ایک تار برقی بھیجی - جس میں بیان ہے کہ کمان کا پل جس کا ذکر کرنل رنک نے اپنی تار برقی میں کیا تھا اس کی مرمت ہوگئی اور منڈی سے جو سڑکیں کلو - پالم پور اور ہوشیارپور کو گئی تھیں اُن پر خچروں کا گذرنا ممکن ہے غرضکہ اس طرح پر کلو کے سلسلہ آمد و رفت کے بارہ میں جو تشویش تھی وہ دور ہوگئی

لفٹنٹ گورنر پالم پور سے یہاں ۱۹-اپریل کو واپس آئینگے وہ پالم پور میں کاشتکاران چائے سے ملاقات کر کے انکی حالت دریافت کرینگے کیونکہ ان لوگوں کے تمام مکانات گر گئے ہیں اور یہ بھی دریافت کرینگے کہ پالمپور کے شہر اور اُسکے موضعوں اور راستوں کی کیا حالت ہے اور وہ دریافت کرینگے کہ کن باتوں کی تکلیف رفع ہوگئی ہے اور کون امور اب تک تکلیف دہ اور باقی ہیں۔

کپتان سینفرڈ دھرم سالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ اب زلزلوں کا آنا بند ہوگیا اور تباہ شدہ بازار کا ملبہ صاف کر کے مردہ جانوروں کو ہٹایا جارہا ہے۔حوالی کے موضعوں سے رپورٹ ہوئی ہے کہ دو گورکھے جو مجروح ہوئے تھے وہ فوت ہوگئے ہیں قلیوں کی اول ڈیہری کمپنی کا انتظام مسٹر جانسن اسسٹنٹ انجنیر نے کیا اور اب یہ **پٹھان کوٹ** سے واپس آرہے ہیں۔موسم عمدہ ہے۔

ہمارا نامہ نگار لاہور ۱۰-ماہ حال کو تار دیتا ہے کہ دھرم سالہ میں خزانہ آج سے کھُل جائیگا اور کھود کھود کر مال نکالنے کی کارروائی شروع کیجائیگی اور اسمیں سرکاری اور پرایوٹ دونو قسم کے مکانات شامل ہونگے اس کام کے لئے دوسو قلی بھرتی کئے گئے ہیں مالکان دُکان بازار کو تیزی سے صاف کرا رہے ہیں اور جابجا عارضی جھونپڑے ڈالے جارہے ہیں۔پالم پور کے بازار میں انتظام مکمل ہے۔غلہ گراں نہیں اور بنئے کاروبار کر رہے ہیں۔

شملہ کی تار خبر ہے کہ لیتھر ڈویژن کے ڈپٹی کنسرویٹر جنگلات کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس زلزلہ میں ہندوستان تبت روڈ کو بہت ہی نقصان پہنچا ہے۔سڑک کے مقامات پر پہاڑی کے بڑے بڑے تودے آن پڑنے سے ایسی رُک گئی ہے کہ یکہ وغیرہ تو در کنار پیدل مسافر بھی اسپر سے نہیں گذر سکتا۔اور چٹانیں جو اس پر آن آن کے گر رہی ہیں انہوں نے اسے اور بھی مخدوش بنا دیا ہے برہمو سماج لاہور کے سکرٹری صاحب نے اعلان کیا ہے کہ انہیں علاقہ کانگڑہ کی ریلیف ڈیوٹی پر بھیجنے کے لئے چند کمپونڈروں ڈریسروں۔اور ہاسپٹل اسسٹنٹوں کی ضرورت ہے۔حق الخدمت حسب لیاقت ملیگا۔سماج مذکور نے حال میں پانچ آدمی اور ادھر کو روانہ کئے ہیں۔جو صاحب اس کام میں کچھ بھی ہاتھ بٹائینگے۔سکرٹری صاحب انکے نہایت مشکور ہونگے۔

(فرزند سر چارلس ایسٹ سابق لفٹنٹ گورنر بنگال) کا ایک خط ملا - چونکہ وہ پنجاب میں بحیثیت ڈسٹرکٹ جج - اسسٹنٹ کمشنری ڈپٹی کمشنری پر مختلف مقامات میں رہ چکے ہیں - اور اب ضلع کانگڑہ ہی سے عین زلزلہ سے ۲۰ گھنٹہ پہلے خوش قسمتی سے بچکر نکل گئے - اور انکا جانشین بمعہ میم صاحبہ کے کام آیا - اس لئے ان کے خط کا اقتباس خالی از دلچسپی نہ ہوگا -

آپ اپنے خط میں اس معاملہ پر گفتگو کرتے ہوئے سب سے بڑا اعتراض نورپور کے ضلع بننے پر یہ کرتے ہیں - کہ نورپور میں یورپین حضرات کے لئے مناسب مکان نہیں - ان کے خط کا مفصل جواب تو میں پرائیویٹ خط میں دونگا - مگر یہ اعتراض وزن دار معلوم ہوتا ہے - اسلئے شاید بہت سے اصحاب کے دل میں یہ خیال ہو - اگرچہ میں کسی گذشتہ نمبر میں اس اعتراض کا ضمنی جواب دیچکا ہوں مگر آج اس پر کچھ اور بھی لکھونگا -

یورپین حضرات پہاڑی مقامات کو پسند کرتے ہیں - نورپور خود پہاڑ کے دامن میں ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں پاس پاس ہیں جن پر خوشنما بنگلے تیار ہو سکتے ہیں -

یورپین حضرات رات کی گرمی سے سخت گھبراتے ہیں - نورپور میں رات بالکل آرام سے گذرتی ہے - خاص کر ایسے مقامات پر جو پہاڑی کے اوپر ہوں -

یورپین حضرات سبزی کے دلدادہ ہیں - اسکے ساتھ مجھے انہیں ایسٹ صاحب کا ایک واقعہ یاد ہے - کہ غالباً ستمبر کا آخری ہفتہ تھا - کہ میں ان کے ہمراہ صبح کے چھ بجے سیر کرتا ہوا نورپور سے قریباً دو میل آگے پیدل چلا گیا - دھرم سالہ کی سڑک پر اسوقت ایسٹ صاحب کہنے لگے - کہ اس وقت کا نظارہ ایسا عجیب ہے کہ دھرم سالہ اور ڈلہوزی میں فرق نہیں - بعد میں جب ان کی میم صاحبہ تشریف لائیں - تو آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھ کر مجھے کہنے لگیں کہ اس وقت کی سبزی بعینہ انگلستان کا نقشہ نظر آرہی ہے - یورپین حضرات حفظ صحت کا بہت خیال رکھتے ہیں - ڈاکٹر ایلیس جب طاعون کے دنوں میں دلہائی سے آئے - تو مجھ سے خود انہوں نے ایک دن کہا - اور ایسٹ صاحب اس کے گواہ ہیں کہ نورپور کی آب و ہوا کانگڑہ سے بہتر ہے - بہر حال یورپین لوگوں کے لئے نورپور میں وہی عیش و عشرت ہے - جو کسی اور جگہ جہاں یہ باتیں موجود نہ ہوں - پھر وہاں کیا کچھ نہیں ہو سکتا ہاں اگر گورنمنٹ ہی نہ چاہے - تو کوئی کیا کہہ سکتا ہے - مجھے امید ہے - کہ اگر سر چارلس ریواز کے آنے تک یہ معاملہ ملتوی رہا - تو وہ ضرور ضلع کے لئے نورپور ہی منتخب کرینگے -

کیونکہ وہ اس سے پہلے بہت مواقع پر نورپور سے اپنی دلچسپی کا ثبوت دیچکے ہیں۔ نورپور میں فرض کرلو۔ کہ کچھ بھی نہیں۔ گورداسپور میں کیا دیکھ کے ضلع بنایا گیا تھا؟ بات تو یہ ہے۔

منعم بکوہ ودشت وبیابان غریب نیست ۔۔۔ ہرجا کہ رفت خیمہ زد وبارگاہ ساخت

بہرحال ہمارے دوست رفیقی نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں ہوسکتی کہ نورپور ہی کو ضلع قرار دیا جائے اور اس نواح کو سرسبز وشاداب کیا جائے ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس تجویز کے سوچنے کے لئے جو کمیٹی گورنمنٹ عالیہ نے قائم کی ہے وہ ان آراے پر خیال فرماکر اور اس نورپور کی حالت تباہ پر رحم فرماکر اس کو ضلع قرار دینے کی رائے قائم کریگی اور نیز گورنمنٹ عالیہ ان وجوہات پر گہری نظر فرماکر اس تجویز سے بالکل نہین چوکے گی کہ نورپور کو ضرور ہی ضلع بنائے۔

ایک تار برقی مورخہ ۱۷۔ اپریل مرسلہ کرنیل رینک موصول ہوئی جو آج کل باجورہ وادی کلو میں ہیں تحریر کرتے ہیں کہ اب تک مسٹر کلورٹ اسٹنٹ کمشنر کی بھیجی ہوئی کوئی خبر نہیں آئی۔ یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ وادی کلو مقام بلاچ سے منڈالی تک بالکل ویران پڑی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اس پہاڑی مقام کا ہر ایک ڈاک بنگلہ گر گیا ہے اور سڑک پر سے گذرنا غیر ممکن ہے تمام یورپین اشخاص محفوظ ہیں جسکی وجہ سے اُنکے گھروں کا کاٹھ سے بنا ہوا ہونا ہے مگر باستثناے جنرل آسبرن کے اُن سب لوگوں کے مکانات تباہ ہوگئے ہیں۔ ڈف ڈنبار کا پل تمام تر ٹوٹ گیا۔ مالی کام کی جانب جو نقصان ہوا ہے اُس کی ابھی کوئی خبر نہیں آئی ہے گرم چشمہ جو بہتا تھا اُس کا بہاؤ بند ہوگیا ہے۔ سلطانپور بالکل تباہ ہوگیا ہے اور جابجا گرے ہوئے مکانات تودوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ دوسو سات لاشیں کھود کر نکالی گئی ہیں کرنیل رنک کہتے ہیں کہ پچاس آدمی خاص میرے علاقہ میں ضائع ہوئے ہیں اور تقریباً سَو آدمی کاتھ کنڈی میں مرے ہیں وہ اندازہ کرتے ہیں کہ وادی کلو میں کل سات سَو آدمی مرے ہونگے کمان کا پل مخدوش ہوکر ڈگمگا رہا ہے آمدورفت بالعموم بند ہے وہ کہتے ہیں کہ ابھی تک لوگ خوف زدہ ہیں اور کمان کا پل درست ہونا چاہئے تاکہ رسد

لاہور کا ڈویزنل آرڈر

لاہور کے ڈویزنل آرڈر میں بیان ہے کہ دھرم سالہ کی خرابی کی وجہ سے ہسپتال کا انتظام ہونے کے لئے مندرجۂ ذیل فوج کو سڑک کی مرمت کے واسطے میانمیر سے پٹھانکوٹ تک ریلوے پر اور وہاں سے منزل بمنزل دھرم سالہ جانے کا حکم ہوا ہے چونتیسویں پانیر پلٹن کی ایک دوہری کمپنی ۷-اپریل کو میانمیر سے اور اسی پلٹن کی ایک کمپنی وہیں سے ۹-اپریل کو اور کہاروں کی پلٹن کے تیس آدمی ۸-اپریل کو میانمیر سے اور بتیسویں پانیر پلٹن کی ایک دوہری کمپنی انبالہ سے جالندھر کو ریل پر اور وہاں سے ہوشیارپور کے راستہ سے منزل بمنزل کانگڑہ جائے گی۔

ہوشیارپور کے لوگوں نے دھرم سالہ و کانگڑہ کے مصیبت زدوں کے لئے کئی چیز رسد بھیجی ہے اور آریہ سماج لاہور نے وادی کانگڑہ کے مصیبت زدوں کے لئے چندہ کی ایک فہرست جاری کی ہے اور دو ہزار روپیہ جمع کئے ہیں۔

امرتسر۔لفٹنٹ گورنر پنجاب ۱۱-اپریل کو امرتسر سے اسپشل ٹرین پر دھرم سالہ کو گئے ہیں

حالات زلزلہ

مقام نگر واقع کلو۔زلزلہ سے یہاں تو کوئی ضرر نہیں پہنچا مگر مقام لاحول کے ٹھاکر نے رپورٹ کی ہے کہ بارہ آدمی ہلاک اور سات متضرر ہوئے اور پانچسو مکانوں کو بڑا نقصان ہوا اور کلو میں ایک ہزار آدمی زلزلہ سے ہلاک ہوئے اور بالان کوٹھی کو بڑا نقصان ہوا۔ اور آدھی گائیں اور ثلث ہل کے بیل اور پانچواں حصہ بھیڑ بکریاں ضائع ہوئیں اور ڈیڑھ سو آدمی دب کر ہلاک ہوئے اسسٹنٹ کمشنر کلو اور میجر کرا اور ایک اسپتال بالان اور سنسار کو رتھ جانے والا ہے اور شاکل مزدور اور تنہا مواضع کی نسبت بڑی تشویش ہے اسلئے کہ وہاں سے کوئی خبر نہیں آئی ہے اور لاد کے پہاڑ پر پاؤ میل لمبی ایک جھیل ہوگئی ہے اور کیا عجب ہے کہ ہمیشہ رہے۔لارجی شملہ کو جو سڑک گئی ہے وہ بعض مقامات سے بالکل برباد ہوگئی۔

دھرم سالہ۔تحصیل شیوراجپور۔جنوبی حصہ وادی کلو کی خبروں سے معلوم ہوا کہ وہاں جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔وہاں شملہ سے بآسانی رفع تکلیف ہو سکتی ہے اس وجہ سے اسکا

بندوبست ہو رہا ہے۔

تردید

کانگڑہ ووادی کلو اور شمالی جانب کے پہاڑی مقامات کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ ۴-اپریل کے زلزلہ کے قبل آتش فشانی شروع ہوئی تھی یہ غلط ہے اسکی موید کسی جانب سے ایک بھی شہادت نہیں گذری پہلے سے بھی یہی خیال تھا۔

شہر سلطانپور میں بازار تباہ ہو گیا اور بہت جان و مال ضائع ہوا اندازاً دو سو سے سات سو تک آدمی ہلاک ہوئے تعجب ہے کہ ان افتادہ مکانوں کے بیچ میں جو مکانات تھے وہ صحیح وسالم بچ گئے۔تحصیل کو بھی خفیف سا نقصان پہنچا اور ڈاک بنگلہ بالکل گر گیا اور دریا میں جھولے کا پل بالکل گر گیا اور دو فیٹ پانی کو عبور کر کے سڑک پر جاتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ جنوبی جانب بیرونی مواضع میں بہت ضرر پہنچا مگر ابھی تک وہاں کا کوئی مفصل حال نہیں معلوم ہوا اور باگری سے کوئی خبر نہیں آئی راستے بند پڑے ہوئے ہیں جیسے ۴-ماہ حال کو زلزلے آئے گو اسقدر تو نہیں آئے مگر اب بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آتے ہیں لوگ میدانوں میں درختوں کے نیچے پڑے ہوئے اور گھر کے اندر جانے سے خائف ہیں بلکہ اور کسی مقام پر جانے سے بھی ڈرتے ہیں۔ابھی کوئی مفصل حال نہیں معلوم ہوا ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ مردوں کی بہت بڑی فہرست ہوگی۔

پبلک ورکس ڈویژن۔صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ضلع کانگڑہ میں بجائے ایک پبلک ورکس ڈویژن کے دو ڈویژنیں بنائی جانی منظور فرمائی ہیں۔جن میں سے ایک ایسٹرن کانگڑا پراونشل ڈویژن اور دوسری ویسٹرن کانگڑہ پراونشل ڈویژن کہلائیگی۔ایسٹرن ڈویژن پر مسٹر سی پی ولیش اگزکٹو انجنیر اور کپتان اے ایس ہوم آر اے اسسٹنٹ انجنیر ویسٹرن ڈویژن کے انچارج رہینگے۔

لارڈ کرزن کی تحریک فنڈ اور گورنمنٹ انگلستان کی امداد

گر یار کند میل ہلالی عجبے نیست | شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

اس عظیم زلزلہ سے جو مصیبت غیر محدود اور تباہی نامتناہی وادیٔ کانگڑہ کو نصیب ہوئی اس کا بیان کرنا نہایت مشکل ہے یہ ایسی سخت مضرت تھی جس کے مقابلہ میں کوئی بربادی نہیں ہو سکتی۔ سوائے اس کے کہ ہم اس کو غضب الہی اور قہر خدا کہیں اور نظیر صادق نہیں آسکتی۔ جو لوگ اس بلائے ناگہانی کی زد میں آئی وہ تو فی الفور راہی ملک عدم ہو ہی چکے تھے اور جو لوگ اس بلا کے چنگل سے بچ رہے اور مجروح ہو کر نکل آئے وہ نہائت ہی قابل الرحم ہیں۔ ان قابل الترس لوگوں کی امداد کے واسطے طرح طرح کے خیالات خاص وعام میں پھیلے ہوئے تھے کہ ان مصیبت زدوں کی کس طرح سے اعانت کی جائے۔ یکایک ہمارے لارڈ کرزن صاحب بہادر وایسرائے ہند و گورنر جنرل کشور ہندوستان کے فیاض دل میں وفادار غریب رعایاء ہند کی ہمدردی کا دریا جوش زن ہوا۔ حضور وایسرائے نے اس حادثہ کے واقع ہوتے ہی۔ اپنے پر رحم دل میں سوچ لیا تھا کہ تباہی زدگاں کے ساتھ دلی ہمدردی کرنی چاہئے چنانچہ موصوف الصدر گورنر جنرل نے ریلیف فنڈ قائم کرنے کی بابت گورنمنٹ پنجاب کو چٹھی لکھی۔ اسی اثناء میں اخبار ٹائمز نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا کہ جن لوگوں پر زلزلہ سے مصیبت نازل ہوئی ہے ان کی امداد کے لئے مینشن ہوس فنڈ کھولا جائے تا کہ دیسی لوگوں کے دلوں پر ظاہر ہو کہ انگلستان سلطنت برطانیہ کے سب سے زیادہ عظیم الشان حصۂ ہند کو اپنے قریبی تعلقات کی وجہ سے اُس کی زیادہ قدر جانتا ہے اور اسی بنا پر اہل ہند کی طرف سے ہندوستان میں پرنس اور پرنسس آف ویلز کا خیر مقدم بھی گرم جوشی سے کیا جاوے گا۔ اخبار ٹائمز کی اس تحریر پر اہل ہند کو بڑا خیال ہوا اور سمجھا گیا کہ ٹائمز کی رائے میں اگر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کی گئی تو شہزادہ والاتبار کا خیر مقدم کیا جائے گا کیا وہ اپنے دل میں یہ سمجھا ہوا تھا کہ پرنس آف ویلز کا خیر مقدم نہ ہو گا۔ اخبار مذکور کی یہ بڑی سخت غلطی تھی۔ ہند کی رعایا اپنے آیندہ بادشاہ اور شہنشاہ کی زلزلہ سے کہیں پہلے خیر مقدم کے سامان سامان کا اہتمام نہایت عقیدت اور وفاداری سے کر رہی تھی۔ اور ایک عرصہ سے اس تمنا میں تھے کہ اپنے شہزادہ والا خاندان کا دیدار فرحت آثار گرم جوشی کے ساتھ دیکھے اور اپنا ملک و مال اور جان و جگر اس پر قربان کرے ٹائمز دیکھے گا کہ کس خوبی اور خوش اسلوبی سے پرنس آف ویلز اور پرنسس آف ویلز کا استقبال ہوتا ہے جو بڑے بڑے شہنشاہ ہندوستان کو بھی نصیب نہ ہوا ہو گا۔ رعایا ہند کے

مقابلہ میں کونسی رعایا ہوگی جو ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر وفا کیش عقیدت آگین۔ جان نثار فدائے شہنشاہ ہوسکے۔ اور اس مفلسی کے عالم میں جبکہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں پھر بھی وہ اپنی جان قربان کرنے کو موجود ہے۔ ٹائمز اپنے دل میں جو چاہے سو سمجھیں۔ لیکن وہ خود ہندوستان سے بڑھ کر وفا شعار اور تابعدار نہیں ہوسکتا۔ اگر ٹائمز کے ایسے ہی خیال ہیں تو ہم مایوس ہوکر اس طرح سے ٹائمز کو کہیں گے + ے

دل دیا جان بھی دی دے دیا ایمان اپنا	نہ ہوا پر نہ ہوا اے وہ جاناں اپنا

ٹائمز ہمارے حکام بالا دست کو مصنوعی اور خودغرضی کی ہمدردی ایسے محل پر سکھاتا ہے کہ جہاں محض اور صرف للّٰہی ہمدردی اور امداد کی ضرورت ہے۔ اگر سارے حکام کا خیال ٹائمز کی طرح سے ہوتا تو آج ہندوستان زاغ و بوم کا مسکن بن جاتا اور یہ عروج حاصل نہوتا۔ افسوس لائق اڈیٹر ٹائمز نے خالص ہمدردی سے کام نہیں لیا۔ ان کی تحریک چندہ میں ذرا بھی ہمدردی کی بو نہیں آتی بلکہ سراسر مصنوعی ہمدردی معلوم ہوتی ہے۔ جس نے چندہ کا انحصار شہزادے اور شہزادی آف ویلز کے خیر مقدم کو سرگرمی کے ساتھ قرار دیا۔ پرنس اور پرنسس آف ویلز کا لاثانی استقبال اس ریلیف فنڈ پر ہرگز منحصر نہیں ہوسکتا تھا اگر خدا کرتا اور یہ زلزلہ واقع نہ ہوتا تب بھی یہ بے نظیر استقبال نہایت خوشی و خرمی سے منایا جاتا اور اب منایا جاوے گا اور اگر ریلیف فنڈ بھی قائم نہ ہوتا تب بھی اُسی خوش اعتقادی سے استقبال ہوتا کہ باید و شاید +

ہماری گورنمنٹ نے ٹائمز کے کہنے پر ریلیف فنڈ قائم نہیں کیا بلکہ اس کے رحم والے دل میں یہ بات پہلے ہی جم گئی تھی کہ زلزلہ زدگاں کی امداد ایک بڑے پیمانہ پر کی جاوے گی چنانچہ ہمارے لارڈ کرزن صاحب بہادر وائسرائے ہند و گورنر جنرل کشور ہندوستان گو سفر میں تھے لیکن انہوں نے فوراً دہلی پہنچ کر ایک چٹھی سر چارلس ریواز صاحب بہادر گورنر پنجاب کے نام ریلیف فنڈ قائم کرنے کے لئے لکھی اور ساتھ ہی اُس چٹھی کے اپنی طرف سے مصیبت زدگاں وادیٔ کانگڑہ کی امداد کے لئے دس ہزار روپیہ جیب خاص سے عطا فرمایا۔ ہم اُس چٹھی کو ذیل میں درج کرتے ہیں جس سے سراسر ہمدردی اور رعایا پروری کی خوش بو آرہی ہے۔ یہ چٹھی حضور وائسرائے ہند نے ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو مقام دہلی سے لکھی تھی جو سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کو ان کے دورہ وادیٔ کانگڑہ میں ملی تھی لارڈ کرزن کی یہ بے نظیر امدادی کارروائی نہائت ہی قابل تعریف اور ہمدردی سے لبریز ہے۔ وہ چٹھی یہ ہے :-

لارڈ کرزن کی چٹھی ریلیف فنڈ اجرا میں۔

"مائی ڈیر سر چارلس! چونکہ ہر تازہ کیفیت جو وصول ہوتی ہے۔ وہ اس تباہی کے سلسلہ کو وادی کانگڑہ میں زلزلہ سے ہوئی وسیع کر دیتی ہے۔ اور یہ یقین ہو جاتا ہے کہ کئی ہزار آدمی غارت ہوئے ہونگے۔ لہذا قطع نظر اصلی اتلاف جان کے یہ مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بلا تاخیر مصیبت زدوں کی طرف سے ہندوستان میں چندوں کی فہرست کھولی جائے۔ آپ کی گورنمنٹ ان لوگوں کی فوری امداد کے لئے ہر قسم کے ذرایع کو کام میں لا رہی ہے۔ اور اس میں شبہہ نہیں کہ زراعت پیشہ طبقہ کی حالت پر جہاں تک گورنمنٹ کے امکان میں ہے آیندہ لحاظ کیا جائے گا۔ مگر مکانات اور دوسری قسم کا جو نقصان ہوا ہے اس کو پورا کرنے سے گورنمنٹ کی امداد قاصر ہے اور اس کی کما حقہ تلافی کرنے کا صرف پرائیویٹ فیاضی ہی ایک موثر ذریعہ ہے۔ اس لئے میں چندہ کی فہرست فوراً کھول دینے کے لئے آپ کی رضامندی کا خواستگار ہوں۔ اور اسکو دس ہزار روپیہ پیشکش سے شروع کرنے کے واسطے آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔ میری رائے میں چندہ کے جمع اور تقسیم کرنے کا مرکز لاہور ہونا چاہئے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ بلا تاخیر وہاں یا کہیں اور ضروری کارروائی کر کے ہندوستانی پبلک سے اپیل کریں گے جو ضرورت کے وقت ہمیشہ اعلےٰ درجہ کی آمادگی کا اظہار کرتی ہے۔ موجودہ مصیبت میں یوروپین اور ہندوستانی یکساں شریک ہیں اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے اندوہناک نتائج کی تلافی کرنے میں وہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں گے۔ اس زلزلہ میں لیڈی کرزن کے غیر معمولی طور پر بال بال بچ جانے کی وجہ سے شائد اس معاملہ پر آپ سے مخاطبت کرنے کا مجھے ایک مزید استحقاق حاصل ہے علی الخصوص ہماری خوش قسمتی ہمیں ان لوگوں کے غم والم کی جانب زیادہ متوجہ کرتی ہے جن کے ساتھ تقدیر نے ذرا بے رحمی کی۔ میری عین خواہش تھی کہ تباہی کے منظر پر فوراً پہنچ کر اظہار ہمدردی کرتا۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ میں صرف اس خیال سے باز رہا کہ ہر قسم کی کوشش امداد مہیا کرنے میں جلدی چاہئے اور اگر اس نازک وقت میں میں وہاں پہنچا تو عام پریشانی بڑھ جائے گی۔ جس کا ہونا ایسی حالت میں بالکل ناگزیر ہے علاوہ بریں مجھے یقین کامل ہے کہ مقامی نگرانی کے متعلق آپ خود جو کارروائی حسب موقع ومحل مناسب ہو گی کرینگے۔

میں ہوں ڈیر سر چارلس! آپ کا وفادار

(دستخط) کرزن"

انگلستان کی تاربرقیاں زلزلہ زدگاں کی ہمدردی میں

ہمارے لارڈ کرزن صاحب بہادر نے اُدھر تو زلزلہ زدگان کی مصیبت رفع کرنے کے لئے ریلیف فنڈ کی تجویز فرمائی اور اس سے بھی پہلے حضور موصوف الصدر نے اس تمام زلزلہ کی حقیقت اور مصیبت جو اہل ہند اور خاص کر ضلع کانگڑہ کے باشندوں پر

طاری ہوئی تھی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہندوستان اور گورنمنٹ انگلستان کی خدمت میں بذریعہ تار کے روانہ کی۔ جس کے پہنچنے پر ہمارے ملک معظم اور ان کی گورنمنٹ انگلستان کو سخت رنج والم پیدا ہوا۔ چنانچہ شہنشاہ معظم ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و قیصر ہندوستان کی طرف سے سکرٹری آف اسٹیٹ ہند نے ۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو لارڈ کرزن صاحب کے پاس حسب ذیل تار روانہ کیا۔

"حسب الایماء ہز مجسٹی شاہ و شہنشاہ میں آپ سے ظاہر کرتا ہوں کہ لاہور اور اس کے گرد و پیش کی آفت کا حال سن کر ہز مجسٹی کو بڑا ہی خیال ہوا۔ جن لوگوں کو کوئی صدمہ پہنچا۔ یا نقصان ہوا ہے۔ ان سے ہز مجسٹی بدل ہمدردی ظاہر فرماتے ہیں۔ ہز مجسٹی اس امر سے متمنی ہیں۔ کہ جہانتک ممکن ہو سکے۔ اسی قدر جلد رفع تکالیف کی جائے"

اس تار کے جواب میں جو سراسر ہمدردی سے پر تھا۔ ہمارے لارڈ کرزن صاحب بہادر وائسرائے ہند نے ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو اس مضمون کا تار دیا "آپ کی تار برقی مورخہ ۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو موصول ہوئی۔ ہز مجسٹی شاہ انگلستان و شہنشاہ ہندوستان کے شفقت و لطف آمیز پیام کو فوراً شائع کر دیا گیا ہے۔ جس کو مصیبت زدگاں زلزلہ وادی کانگڑہ وغیرہ کے احباب و اعزا نہایت خوشی و اطمینان سے سنیں گے۔ اور ان مصیبت و تباہ شدگان کی اعانت کے واسطے ہر جگہ امدادی کارروائی جاری کر دی گئی ہے"

ملک معظم قیصر ہند کے تار کے ساتھ ہی ہماری مادر مہربان ہز مجسٹی ملکہ معظمہ انگلستان نے حضور لارڈ کرزن وائسرائے ہند کو اپنی طرف سے اس مضمون کا تار روانہ کیا۔ کہ میں "باشندگان ہندوستان کو اس امر سے مطلع کرنا چاہتی ہوں کہ اس سخت حادثہ جانکاہ کی وجہ سے جو نقصان جان و مال کا ہوا ہے مجھے اس کے ساتھ تہ دل سے ہمدردی ہے۔ مصیبت زدوں کے لئے اگر پبلک چندہ جمع کیا جائے۔ تو میں خوشی سے چندہ بھی دوں گی۔ اور میں یقین کرتی ہوں۔ کہ لیڈی کرزن بال بال بچ جانے میں کچھ کم خوش نصیب نہیں ہیں"

زاں بعد ہز رائل ہائینس شہزادے ویلز یعنی ولی عہد انگلستان کی طرف سے بھی لارڈ کرزن کو ایک تار برقی پہنچی۔ جس میں شہزادے موصوف الصدر نے اپنی اور اپنی بیگم کی طرف سے زلزلہ زدگان و ضرر رسیدوں سے بدل ہمدردی ظاہر فرمائی تھی۔ اس تار کے ساتھ ہی ہز رائل ہائینس ڈیوک آف کیانٹ نے جو ملک معظم کے برادر ہیں۔ جو کہ دربار دہلی کے موقعہ پر بھی تشریف لائے

تھے۔ اپنی طرف سے ایک تار اس مضمون کا لارڈ کرزن کے نام روانہ فرمایا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا۔ کہ میں دھرم سالہ کے گورکھوں کے نقصان پر ان کے ساتھ بذریعہ تار ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں"

ان شاہی تار برقیوں کے ذیل میں فیلڈ مارشل لارڈ رابرٹس صاحب بہادر کی طرف سے اور ان کی لیڈی کی جانب سے ہز اکسلنسی وائسرائے ہند کو ذیل کا تار موصول ہوا:

"رابرٹس اور لیڈی رابرٹس۔ پنجاب پر جو زلزلہ سے سخت مصیبت نازل ہوئی ہے۔ اس کے رنج و غم سے ہم نہائت ہی ملول خاطر ہیں۔ اور اس اندوہ ناک تباہی پر ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں اور دھرم سالہ میں اس قدر گورکھوں اور دوسری قیمتی جانوں کے تلف ہونے کا ماتم اور اس ناگہانی مصیبت کے لئے ہم دونو اظہار ہمدردی کرتے ہیں"

اس کے بعد ایک اور تار ہز اکسلنسی ہائی کمشنر جنوبی افریقہ کا تھا۔ ۱۱ ماہ اپریل ۱۹۰۵ء کو حضور لارڈ کرزن نے وصول فرمایا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ (تازہ مصیبت کی خبر کل جنوبی افریقہ میں گہرے دلی تعلقہ کے ساتھ سنی گئی ہے۔ میں اپنے زیر حکومت حصہ ملک کی جانب سے چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کروں) بعد ازاں گورنر نیوزیلینڈ نے حضور وائسرائے ہند کو اپنے وزیر اعظم گورنمنٹ اور رعایا کی طرف سے مندرجہ ذیل تار ہمدردی کا روانہ کیا تھا۔ (مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ زلزلہ حال کے ہولناک نقصان جان و تکالیف کے متعلق تہ دل سے ہمدردی کا اظہار کروں) اس پیغام تار برقی کے جواب میں حضور لارڈ کرزن نے بہت ہی ان کا شکریہ ادا کیا۔ ماسوائے اس کی مارکوئیس آف باتھ جو پریزیڈنٹ ہیں انہوں نے بھی ہندوستانیوں سے اس خوفناک مصیبت زلزلہ پر ہمدردی ظاہر کی۔ علاوہ ازیں عالی جناب ہز ہائی نیس آصف جاہ مظفر الملک۔ نظام الملک نظام الدولہ نواب میر سر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ فرمان روائے حیدر آباد دکن نے بھی بوساطت جناب ریزیڈنٹ صاحب بہادر ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں مصیبت زدہ زلزلہ زدگاں پنجاب سے بذریعہ تار برقی اظہار ہمدردی فرمایا یعنے ریزیڈنٹ حیدر آباد دکن نے ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کو ذیل کی تار برقی روانہ کی۔ (حضور نظام نے نہائت افسوس کے ساتھ حال میں پنجاب کے علاقہ وادی کانگڑہ میں زلزلہ آنے کی خبر سنی اور مجھ سے خواہش کی کہ میں یور آنر سے کہوں کہ آپ ان مصیبت زدوں کے ساتھ ہز ہائی نیس کی تہ دل سے ہمدردی ظاہر کریں۔ جن کو اس آفت میں سخت نقصان پہنچا ہے۔ ہز ہائی نس دس ہزار روپیہ بنک بنگال لاہور کو بطور چندہ فنڈ رفع تکلیف

کے بھیج رہے ہیں،
سر چارلس ریواز صاحب نے ذیل کی تار برقی جواب میں بھیجی (مہربانی فرماکر ہز ہائنس نظام کی خدمت میں میری جانب سے ان کے اس اظہار ہمدردی اور رفع تکالیف فنڈ میں فیاضانہ عطیہ دینے کی بابت شکر گذاری کا اظہار کیجئے) غرضیکہ وادی کانگڑہ پر یہ خدائی غضب ایسا نازل ہوا تھا کہ جس کی ہمدردی خاص و عام طور پر نہ صرف ہندوستان ہی میں کی گئی ہے۔ بلکہ جہاں جہاں گورنمنٹ انگلستان کی آبادیاں بسی ہوئی ہیں۔ سب ہی نے اظہار غم والم فرمایا۔ علاوہ اس کے ہمارے ملک معظم ایڈورڈ کے دوستانہ تعلق پر غیر سلطنتوں نے بھی اس جان کاہ حادثہ پر اظہار افسوس کیا چنانچہ ملک جاپان سے جس کی فتح پانے کا شور عالم میں مچا ہوا ہے جنرل ٹیراؤ اشی جاپانی وزیر جنگ کا تار ہز اکسلنسی حضور وائسرائے کے پاس گورکھا رجمنٹوں میں آدمیوں کا نقصان ہونے پر حسب ذیل موصول ہوا +

(۴ ماہ حال کو دھرم سالہ میں زلزلہ کے غمناک حادثہ پر کہ جس سے دیسی فوج کی دو پلٹنوں نے قابل افسوس نقصان برداشت کیا میں اپنے نہایت دلی رنج اور تاسف کا اظہار کرتا ہوں) علاوہ ازیں مقام پیرس دار الخلافہ جرمنی سے ہندوستان کے زلزلہ زدگاں کی ہمدردی کی بابت پیرس کے میونسپل کونسل کی طرف سے ملک معظم کو انگلستان میں ہمدردی کا تار پہنچا۔ غرض کہ انگلستان کے گہرے تعلقات پر غیر ممالک والوں نے بھی نہایت ہمدردی ظاہر فرمائی +

ان تمام تار برقیوں پر جو کہ ملک معظم (لنڈن کی انڈین سوسائٹی کی جانب سے مسٹر دادابھائی نوروجی نے پیغام بھیجا تھا کہ تمام ہندوستانی جو لندن میں متعیم ہیں انہیں اپنے اہل وطن کی اس تازہ آفت اور مصیبت ارضی پر قلق اور ہمدردی کا اظہار کرتی ہیں) قیصر ہندوستان اور شاہی خاندان و دیگر غیر ممالک کے گورنمنٹوں سے موصول ہوئی ہیں۔ ہندوستان کے خاص و عام باشندگان نے اور خاص کر وادی کانگڑہ کے مصیبت زدہ لوگوں نے جو زلزلہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ نہایت ہی غور اور دلچسپی سے پڑھے اور سنے گئے۔ جس سے برباد اور تباہ شدہ لوگوں کو بہت کچھ اطمینان حاصل ہوا۔ کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ مصیبت کے وقت میں اگر کوئی ادنے سا آدمی یا کہ دشمن بھی تراحم اور مدد کی نظر سے دیکھے۔ تو دل کو ایک قسم کی ڈھارس بندھ جاتی ہے۔ لیکن جب ایک بڑا جلیل القدر رفیع الشان بادشاہ اور خاص کر وہ بادشاہ جو اپنا سرپرست اور والی ہو وہ مصیبت کے وقت اپنا اخلاق او رہمدردی عمل میں لائے تو کیسی مصیبت کیوں نہ ہو۔ وہ سر سے ٹل جاتی ہے۔ اور جو شدنی امر ہونا ہے۔ تو اس پر کچھ بھی افسوس نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک معظم اور شاہی خاندان سے جو وادی کانگڑہ

ڈوگرا سپاہی

کے مصیبت زدگاں گورکھیوں کی نسبت ہمدردی ظاہر ہوئی۔ تو ڈوگرا سپاہ کو بڑا خیال ہوا۔ کہ بادشاہ اور گورنمنٹ نے اس مصیبت کے وقت میں گورکھیوں ہی کو یاد کیا اور ہمکو دل سے فراموش کر ڈالا۔ کیونکہ دھرم سالہ اور وادی کانگڑہ میں جو ل کے زلزلہ سے جسقدر فوجی سپاہیونکا نقصان ہوا وہ سب کے سب گورکھی ہی ظاہر کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ڈوگرا قوم کے آدمیوں میں گورکھوں سے بھی زیادہ جانوں کا نقصان ہوا ہے۔ سوائے پنجاب رجمنٹوں کے ڈوگرا اور اسکے وطن کے نام سے ہندوستان کے لوگ بہت کم واقف ہیں۔ اور ڈوگرا قوم سکھ۔ پٹھان۔ گورکھیوں کی طرح مشہور نہیں ہے۔ بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہوں گے کہ دہ دیسی فوج کے تین رجمنٹوں میں بالکل ڈوگرا قوم کے آدمی بھرتی ہیں۔ اور حسب ذیل کیولری رجمنٹوں کے رسالوں میں ایک یا دو دستہ ڈوگرا قوم کے موجود ہیں۔
۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۶-۱۹-۲۱-۲۳-اور ۲۵ کیولری ان کے علاوہ حسب ذیل پلٹنوں میں ان کی ایک یا دو ڈبل کمپنیاں بھرتی ہیں۔-۲۰-۲۱-۲۴-۲۵-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۴۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۶-۵۸-۵۰-۹۱-اور گائینڈز پلٹن۔

مذکورہ بالا اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کی ۴۳ رجمنٹوں میں ڈوگرا قوم کے آدمی بھرتی ہیں لیکن باوجود اس کے کہ ڈوگرا قوم نے زلزلہ سے کانگڑہ کے ضلع میں سب سے زیادہ مصیبت اٹھائی۔ ان کی نسبت بالکل اظہار ہمدردی نہیں کیا گیا۔ اور گورکھیوں کے لئے کیا گیا جن پر ڈوگروں کی نسبت کم مصیبت پڑی۔ حالانکہ لارڈ رابرٹس نے ۳۷ اور ۳۸ ڈوگرا رجمنٹیں خود بھرتی کی تھیں۔ اور وہ ڈوگرا سپاہیوں کی تعریف کیا کرتے تھے۔ لیکن اظہار ہمدردی کے تار میں انہوں نے بھی ڈوگرا قوم کے نقصان پر اظہار ہمدردی و تاسف نہیں کیا۔

گو ضلع کانگڑہ میں ڈوگرا فوج آباد ہے لیکن ظاہرا فوجی افسر اور حکام بالا نے ڈوگرا فوج کی دستگیری کے لئے کوئی فنڈ نہیں کھولا یا کوئی اظہار ہمدردی نہیں کیا۔ بظاہر اس کا سبب یہ ہے کہ کسی ڈوگرا رجمنٹ یا ڈوگرا کمپنی پر زلزلہ سے سخت مصیبت نہیں پڑی۔ کیونکہ کوئی پلٹن یا رسالہ ضلع کانگڑہ میں مقیم نہیں ہے۔ گورکھا رجمنٹوں کے سپاہیوں اور افسروں نے زلزلہ سے بڑی مصیبت سہی۔ اس لئے ان سے اظہار ہمدردی بھی کیا گیا۔ اور ان کی امداد کے لئے فنڈ بھی کھولا گیا اور ڈوگرہ سپاہ کو بالکل فراموش کر دیا گیا۔

جب وادی کانگڑہ میں وہ مہیب زلزلہ جو ۴ اپریل کو واقع ہوا۔ تو زیادہ تر شہرت تمام ممالک میں گورکھیوں کے تباہ ہونے کی مچ گئی تھی۔ کیونکہ یہ چھاونی دھرم سالہ یا بھاگسو زیادہ تر گورکھوں ہی سے مشہور ہے۔ اس لئے گورکھا ہی اس مصیبت سے مشہور ہوئے مگر جب ڈوگروں کے اس خیال

نے شہرت پائی۔ اور اخبارات میں یہ مضمون شایع ہوا تھا۔ تو گورنمنٹ پنجاب نے ڈوگرا فوج سے ہمدردی ظاہر فرماکر ان کی اعانت اور مدد کا وعدہ کیا بلکہ گورنمنٹ ہند نے از راہ ہمدردی و مصیبت کے ڈوگرا سپاہیوں اور ان کے شاگرد پیشوں کو جو وادی کانگڑہ کے باشندہ ہیں چھ چھ مہینے کی پیشگی تنخواہیں اس شرط پر دینی منظور فرمائی تھیں کہ ماہوار تنخواہ میں سے تہائی وضع ہوتی رہے گی۔ اور تا ادائے زر پیشگی ملازمت سرکاری نہ چھوڑ سکیں گے۔ جو شخص اس اقرار نامہ پر دستخط نہ کریگے انکو پیشگی نہ دیا جاویگا۔ اور ایسا روپیہ محض ان ہی لوگوں کو دیا جاوے گا جن کو واقعی اس کی سخت ضرورت ہوگی +

چونکہ چندہ کی تحریک ہو چکی تھی اور گورنمنٹ پنجاب نے ریلیف فنڈ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور اس فنڈ کو ترقی دینے کی غرض سے گورنمنٹ انگلستان سے بھی امداد چاہی گئی تھی اور انگلستان میں ریلیف فنڈ قائم کرنے کی درخواست کردی گئی تھی جس سے انگلستان اور انگلستان کے

انگلستان میں چندہ کی تحریک

پارلیمنٹوں ہوس آف لارڈ اور ہوس آف کامنز وغیرہ میں اور تمام کمیٹیوں اور سوسائٹیوں میں اس ہیبت ناک زلزلہ پر اظہار تاسف ہوتا رہا۔ چنانچہ انگلستان کی پارلیمنٹ۔ ہوس آف کامنز میں اظہار افسوس کے بعد مسٹر براڈرک نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ وائسرائے ہند ایک دو روز میں بتائے گی کہ کیا مصیبت زدگان زلزلہ کی اعانت کے لئے اہل انگلستان سے اپیل کرنے کی ضرورت ہے۔ یا کہ نہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ وائسرائے ہند ایسی امداد کی ضرورت محسوس کریں۔ اس پر حضور لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے پہلے ہی اس ضرورت کو محسوس کرلیا تھا چنانچہ انہوں نے گورنمنٹ انگلستان سے درخواست کی کہ وہ مصیبت زدگان وادی کانگڑہ کی ہمدردی میں چندہ کی فہرست کھولیں اس بیان کی تصدیق میں وزیر ہند انگلستان نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ وائسرائے ہند نے تار دیا ہے کہ کانگڑہ کے زلزلہ کی مصیبت زدوں کی تکلیف صرف ہندوستانیوں ہی کی فیاضی سے رفع نہیں ہوسکتی ہے۔ اس لئے کم سے کم بھی بیس ہزار پونڈ ریلیف فنڈ ہند میں انگلستان سے جمع ہونے چاہئیں۔ لیکن اب تک انگلستان میں صرف اس فنڈ کے لئے ۲۲۶۵ پونڈ جمع ہوئے ہیں لیکن قوی امید ہے کہ اس فنڈ میں انگلستان سے پوری بیس ہزار پونڈ (یعنی تین لاکھ سے زیادہ روپیہ) جلد جمع ہو جاوے گا +

فوراً ریلیف فنڈ کی قائمی انگلستان میں قائم ہوگئی اور گورنمنٹ پنجاب کی درخواست پر مسٹر ز کولٹس نے اور مسٹر براڈرک کی خواہش پر مسٹر ز کنگ اینڈ کو نے منجانب وائسرائے ہند زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے زلزلہ فنڈ کھول ڈالا۔ ہندوستان کی ہمدرد اور فیاض طبع جنٹلمینوں

نے تھیلیوں کے منہ کھول ڈالے - لارڈ میئر نے بھی مینشن ہوس میں چندہ فنڈ قائم کر دیا - اور مسٹرس روتھیلڈ اینڈ سنز نے دو ہزار پونڈ یعنی تیس ہزار روپیہ ریلیف فنڈ میں عطا کر کے لارڈ کرزن کو بذریعہ تار برقی اطلاع دی - اور نہایت سرگرمی سے انگلستان میں وادی کانگڑہ کے زلزلہ زدگان کے واسطے ریلیف فنڈ میں روپیہ جمع ہونا شروع ہو گیا اس طرح سے ہندوستان میں بھی بیکسوں اور ضرر رسیدوں کے لئے خاص و عام میں چندہ جمع ہونے لگے جس وقت ریلیف فنڈ کی خوب شہرت ہونے لگی تو ہمارے لارڈ کچنر صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہندوستان نے زلزلہ زدگان سپاہ گورکھا کی ہمدردی کا بیڑہ اٹھایا اور ہندوستان و انگلستان سے فوجی فنڈ کی بھی امداد چاہی گئی اس وقت ہندوستان اور انگلستان میں دو فہرستیں علیحدہ علیحدہ فنڈوں کی قائم ہو گئیں - انگلستان میں علاوہ ریلیف فنڈ کی فوجی فنڈ کو بھی بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا گیا اور اہل انگلستان نے دونوں فنڈوں کے لئے خزانوں کے منہ کھول دیئے انگلستان میں صبح اور شام کے عام اخبارات لارڈ کچنر کی اپیل کی نہایت سرگرمی سے تائید کر رہی تھی اور اکثر اخبارات انگلستان نے اس فنڈ کے واسطے اکسٹرا اخبار - زائد ضمیمہ چھاپ کر شہرت دی روساء عظام و امراء انگلستان نے عمدہ طور سے فیاضی کا ثبوت دیا حالانکہ اس فنڈ میں لارڈ کچنر نے چنداں زور نہیں دیا تھا - بلکہ جس کسی نے اپنی دلی خواہش سے خوش ہو کر چندہ دیا اُس سے لے لیا گیا - چنانچہ ہمارے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان اور شہنشاہ ہندوستان نے نہایت خوشی اور فیاض دلی سے لارڈ کرزن اور لارڈ کچنر کے فنڈوں میں سو سو گنتی یعنے روپیہ عطا فرمایا اسی طرح سے ہمارے پرنس آف ویلز نے ان دونوں فنڈوں میں پچاس پچاس پونڈ عطا کئے - اور اسی تقلید میں حضور ملکہ معظمہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان نے بھی ہر دو امدادی چندوں میں سو سو گنی مرحمت فرمائے - اور اسی انداز سے ہماری آیندہ ملکہ یعنی پرنسس آف ویلز نے بھی اس تقلید کے مقلد بن کر اپنی فیاضی اور دریا دلی سے پچیس پچیس پونڈ دونوں ریلیف فنڈوں میں عطا کی - غرضکہ جب بادشاہ انگلستان اور ولی عہد ہندوستان اور ان کی بیگمات والا شان نے ہندوستان کی مصیبت زدگان پر رحم فرما کر روپیہ سے امداد فرمائی تو انگلستان کیوں نہ اس نیک کام پر روپیہ کو قربان کرتا چنانچہ اہل ولایت نے اور لنڈن وغیرہ کے مقامات سے دولت مند لوگوں نے ہندوستان کی مصیبت پر عمدہ طرح سے اور شاہی طور پر ہمدردی ظاہر فرمائی - اور اس ہمدردی کا اثر ملک جاپان تک بخوبی پہنچ گیا چنانچہ جاپان کے اخبار جی جی شمبھو نے زلزلہ زدگان ہند کی اعانت کے لئے جاپان میں چندہ کا فنڈ کھول دیا - اور بہت جلد دس ہزار ین سکہ جاپانی ہندوستان

میں بھیج دیا جس کا ذکر ہم مفصل طور پر علیحدہ بیان کریں گے +

فوجی فنڈ کو بھی اہل ہند اور انگلینڈ نے وقعت سے امداد دی چنانچہ ہز اکسلنسی مہاراجہ سر شمشیر جنگ بہادر وزیر اعظم نیپال نے پانچ ہزار روپیہ عطا فرمائے خود ہمارے لارڈ کچنر صاحب بہادر نے تین ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے مرحمت فرمائے۔ اور لارڈ کرزن صاحب بہادر نے جیب خاص سے ایک ہزار روپیہ عطا فرمائے غرضکہ بڑے حوصلہ سے ان فنڈوں کی قدر کی گئی جن کا مفصل حال معہ زر چندہ کے علیحدہ علیحدہ دکھایا جاوے گا۔ اس طرح سے سول فنڈ یعنی ریلیف فنڈ وادی کانگڑہ میں جو گورنمنٹ پنجاب نے قائم کیا۔ اہل ہند میں سے ایک نے ایک سے بڑھ چڑھ کر مصیبت زدگان کی امداد میں فیاضی اور حوصلہ سے چندہ عطا کیا گیا چنانچہ لارڈ کرزن کے مقابلہ پر اعلےٰ حضرت بندگان عالی ہز ہائی نیس آصف جاہ مظفر الملک نظام الدولہ نظام الملک نواب میر سر محبوب علی خان صاحب بہادر والی ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا اور ہز ہائینس فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انگلشیہ راجہ مہاراجگان راجہ رنبیر سنگھ صاحب والی جیند نے بھی دس ہزار روپیہ عطا کئے۔ ہز ہائی نیس مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست کپورتھلہ نے ولایت سے پندرہ ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔ سری مہاراجہ صاحب والی ریاست نابھہ نے بیس ہزار روپیہ مرحمت فرمایا اور ان سے بھی بڑھ کر عالی جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور نے پچیس ہزار روپیہ عطا کیا اور ہز ہائی نیس مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست پٹیالہ نے بھی پچیس ہزار روپیہ عنایت کیا اس طرح سے خاص و عام نے اس ریلیف میں اپنی حیثیت سے زیادہ چندہ مرحمت فرمایا جن کی مفصل کیفیت فہرست زر چندہ سے واضح ہوگی +

جنرل ریلیف فنڈ

سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی واپسی وادی کانگڑہ پر ریلیف فنڈ کی بابت لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ ریلیف فنڈ کی قائمی اور امدادی کمیٹیوں کا انعقاد

سر چارلس ریواز صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے وادیئے کانگڑہ کا بذات خاص دورہ فرما کر کانگڑہ

دیلی کی تباہی اور بربادی کا ملاحظہ فرماکر اور مصیبت زدہ وادی سے واپس آکر حسب الایماء عالی جناب حضور لارڈ کرزن بہادر وایسرائے ہندوستان و گورنر جنرل کشور ہند واقع ۲۴-اپریل ۱۹۰۵ء کو لاہور کے لارنس ہال میں ایک جلسہ بدیں غرض منعقد فرمایا کہ کانگڑہ دیلی کے لئے ریلیف فنڈ قائم کر کے چندہ جمع کرنے کے واسطے کمیٹیا مقرر کی جاویں۔ چنانچہ مذکور الصدر تاریخ کو بڑی بھیڑ بھاڑ اور انبوہ غفیر کے ساتھ جلسہ ہوا اور اس جلسہ کے میر مجلس یعنی پریزیڈنٹ جناب سر چارلس ریواز صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب ہی بنائے گئے۔ لکچر ہال یوروپین جنٹلمینوں اور دیسی روساء عظام اور خاص و عام سے پُر ہو گیا تھا۔ ناظرین اور سامعین کی کثرت سے اس قدر کھچا کھچ تھی کہ کہیں بھی جگہ باقی نہ رہی تھی۔ سب سے پہلے ہمارے لاٹ صاحب پنجاب ہی نے اپنے لکچر اور تقریر کا سلسلہ شروع کیا آپ کا تقریر کرنا تھا کہ تمام جلسہ میں خاموشی اور سن سانی کا عالم پیدا ہو گیا۔ ہمارے لاٹ صاحب نے کانگڑہ ویلی کے چشم دید واقعات اور اس کی تباہی اور بربادی کے حالات سامعین کو سنانے شروع کئے اور ردہ بربادی کی داستانیں بیان فرمائیں کہ ناظرین و سامعین کا دل بھر بھر آتا تھا اس وقت کی مصیبت کے سین تمام مجلس کے سامنے پیدا ہو گئے تھے۔ بعض بعض رقیق القلب اصحاب بدقت تمام رقت کو جذب کر سکے تھے۔ بعض سامعین پر اس عضب اور قہر خدا پر ایسی حالت طاری ہوئی تھی کہ اس مصیبت پر ان کے آنسو ٹپک پڑے۔ اور بعض بعض اصحاب اس جلسہ میں ایسے بھی موجود تھے کہ جن کے خاندان اور جوان جوان بیٹے بھائی ضعیف العمر والدین اس آفت میں تباہ اور ہلاک ہو چکے تھے ہم سر چارلس ریواز صاحب کی تقریر کا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں جو ناظرین کے لئے دلچسپی پیدا کرے گی۔ اور نیز دیگر صاحبان نے بھی تقریریں کیں جن کا خلاصہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:-

تقریر سر چارلس ریواز لفٹنٹ گورنر پنجاب لاہور

لیڈیز اینڈ جنٹلمین

آپ سب لوگوں نے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ آج سے تین ہفتہ قبل ایک کیسی خوفناک مصیبت چشم زدن میں پیش آئی جس کی وجہ سے اس صوبہ کے ایک ضلع کا خطہ جو نہایت سرسبز اور گنجان آبادی کا حصہ تھا بالکل تباہ و غارت ہو گیا جس طرح پر دھرم سالہ کانگڑہ اور دیگر مقامات بالکل تباہ ہو گئے ان کا واقعی یا مبالغہ آمیز بیان تقریر اور تحریر کی قوت سے خارج ہے۔ اگر اس وقت وادی کانگڑہ کو کسی بلند مقام سے دیکھا جائے تو بادی النظر میں اس غضبناک واقعہ کا کوئی اثر بھی محسوس نہیں ہوتا جو حال میں وہاں واقع ہوا۔ ملک کی صورت امن و امان معمولی ہے۔ کھیتوں میں گیہوں کی زراعت پختہ کھڑی

ہے ۔ درخت سب اپنی اپنی جگہ قائم ہیں ۔ زمین کی ظاہری حالت میں کچھ فرق نہیں آیا لیکن جب ملک کا دورہ شروع کیا جاتا ہے تو دیکھنے میں آتا ہے کہ کس قسم کی لاثانی آفت پیش آئی تھی ۔ موضع کے بعد موضع اس طرح سے ملتے ہیں جن میں ایک گھر بھی باقی نہیں رہا ۔ پل ٹوٹ گئے ۔ سڑکیں شکست ہو گئیں اور ہر طرف عام تباہی کے آثار عیاں ہیں +

کانگڑہ کے جس رقبہ میں زلزلہ کا سخت اثر پڑا بڑی خیریت کی بات ہے کہ وہ زیادہ وسیع نہیں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آخر میں تحقیقات سے دریافت ہوگا کہ مع دھرم سالہ کے حوادث کے تمام وادی کانگڑہ میں پندرہ ہزار جانوں سے زائد ضائع نہیں ہوئیں اور اس کی تعداد میرے اُس تخمینہ سے بہت کم ہے جو اس حال کے ابتدائی ساعت پر میرے خیال میں آیا تھا ۔ جس رقبہ میں زلزلہ کا سخت اثر پڑا وہ سات سو میل مکسر کا رقبہ ہے جس میں اڑھائی لاکھ آدمیوں کی آبادی تھی ۔ ہر ایک مکان یا عمارت بلا استثنا کسی ایک کے یا تو بالکل گر گئی ہے اور یا اس قدر متضرر ہوئی ہے جس میں سکونت نہیں رکھی جا سکتی +

اس لئے ہم جانتے ہیں کہ کانگڑہ کے رقبہ کو سخت ضرر پہنچا اور بہت جانیں اور زلزلہ کا اثر شاہ پور سے دھرم سالہ کے نشیب میں بیاس تک اور دوسری طرف شمالی بیاس تک پہنچا ہے اور اس کا بہت سخت اثر کوہستانی مقامات منڈی ۔ سکیٹ ۔ اور وادی کلو پر بھی پڑا ہے جو وادی کانگڑہ اور ستلج کے مابین واقع ہیں ۔ ہمارے پاس وہاں سے اب تک تخمینہ نقصان کی کوئی رپورٹ نہیں پہنچی ہے ۔ میرے علم میں مکانوں کو سخت ضرر پہنچا ہوگا اور جہانتک خیال کیا جا سکتا ہے ۔ بہ نسبت کانگڑہ کے وہاں جانوں کا نقصان بہت کم ہوا ہوگا +

جو سخت کانگڑہ اور کوہستانی ملک کے حوالی میں پیش آئی یہ اس کا ایک عام بیان ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اُن آفت زدہ لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے کے لئے ایک بہت وسیع پیمانہ پر انتظام کرنا ضروری ہے اس رقبہ میں جو عام کاشتکار رہتے ہیں اُن کو خود گورنمنٹ اعانت دے گی ۔ ان کی مالگزاری معاف کی جائے گی اور معطل کی جائے گی اُن کو مویشی خریدنے کے لئے تقاوی ملے گی لکڑی اور تعمیر مکانات کا سامان اُنہیں جنگلات سے ملے گا اور جہبوں کی مرمت کرنے میں ان کی مدد کی جائے گی اور ان کے ساتھ دوسری رعایتی کارروائیاں بھی ہوں گی لیکن ان کاشتکاروں کے علاوہ پرائیویٹ خیرات کے لئے بھی اس طرح بہت بڑا موقع ہے کہ جن لوگوں کے مکانات گر گئے ہیں یا دکانیں مسمار ہو گئی ہیں جن کی وجہ سے قصبوں اور موضعوں ہر ایک مقام میں تجارتی اور خانہ داری کا تمام مال و اسباب ضائع ہو گیا ہے اُن لوگوں کو مالی مدد پہنچائی جائے جو یورپین قلیل سرمایہ رکھتے تھے اور انہوں نے دھرم سالہ

میں مکانات بنواکران کے کرایہ کی آمدنی اپنی گزراوقات کا ذریعہ بنا رکھی تھی اب سخت پریشان ہیں یا غریب پلینٹر جن کے مکانات کارخانے اور چائے سازی کی تمام کلیں برباد ہوگئیں ان کی حالت بھی قابل امداد ہے اور ان حالات کے معلوم کرنے سے تخمینہ کیا جاتا ہے کہ کم ازکم پانچ لاکھ روپیوں کی ضرورت ہے تاکہ ان لوگوں کو امداد دی جاوے اور اگر پرائیویٹ فیاضی کے ذریعہ سے اس سے دُگنی تعداد کا چندہ بھی جمع ہوگیا تو آپ کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ وہ نہائت فائدہ رسانی کے ساتھ صرف کیا جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس ملک اور انگلستان میں جو چندہ فراہم ہوا ہے وہ سب ملکر کم ازکم اس تعداد تک ضرور پہنچ جائے گا جسکا میں اوپر ذکر کرچکا ہوں۔ ہمارے صوبہ کو اس بات سے خاص تعلق ہے لہذا میں امید کرتا ہوں کہ وہ خاص طریقہ سے چندہ دے گا +

ہمارا آج شام کو یہی کام ہے کہ ایک کمیٹی مقرر کریں جس میں یورپین اور ہندوستانی دونوں قسم کے قائم مقام ہوں جو صوبہ کے باہر والے تمام لوگوں سے فیاضانہ امداد کی استدعا کریں گے اور لوکل حکام کے مشورے سے ان لوگوں کی حالت دریافت کریں جنہیں نقصان پہنچا ہے اور یہ کہ ان کو کس قدر اور کس طریقہ پر امداد دی جائے اس اثنا میں جہاں تک ممکن ہے وہاں پر ہر قسم کی کارروائی ہوئی اور ہو رہی ہے اور میں اپنے سامعین کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں۔ خیریت یہ ہے کہ غلہ کی کوئی گرانی نہیں ہے اور کھیت بخوبی پختہ ہو رہے ہیں ڈاکٹری امداد حاجتمندوں کو برابر دی جا رہی ہے اور مفلسوں کو غلہ تقسیم ہو رہا ہے لوکل افسر بڑی جفاکشی سے کام کر رہے ہیں اور وہ کام نہائت گراں قدر ہے جو فوجی افسروں نے ملبہ ہٹانے دبی ہوئی لاشوں کو کھود کر نکالنے اور سڑکوں اور ریلوں کی مرمت کے لئے کام کرنے والوں کے گروہ بہم پہنچانے میں کیا۔ ہم کو معلوم نہیں کہ اگر وہ لوگ ایسی امداد نہ پہنچاتے تو ہم کیا کرتے۔ پرائیویٹ ذرائع سے جو رفع تکلیف کے کام ہو رہے ہیں وہ بھی نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہیں اور جن لوگوں کو سخت ضرر پہنچا ہے اُن کا برتاؤ بھی قابل تعریف ہے ان پر کسی ناامیدی و ہراس کا اثر نہیں بلکہ بڑے ضبط کے ساتھ وہ اپنی تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں اسی کے ساتھ وہ سب لوگ عارضی سکونت کے مکانات بنانے ملبہ کھود کر اپنا اپنا مال نکالنے اور دیگر اپنے کام انجام دینے میں بھی مصروف ہیں مجھ کو یقین کامل ہے کہ ایسے لوگوں کو مدد پہنچانا کچھ ہمارا فرض ہی نہیں ہے بلکہ اس کو باعث فخر سمجھنا چاہئے +

بشپ لاہور نے کہا کہ غالباً ابھی ہندوستان کو اس آفت کی عظمت اور غضبناک ہونے کا پورا علم نہیں ہوا ہے اور یہ کہنا کچھ بڑھ کر نہیں ہے کہ اس حادثہ کا ذکر صرف تاریخ ہند ہی میں نہ ہوگا بلکہ یہ بات تمام دنیا کی تاریخ میں مشہور رہوگی۔ کم ازکم گزشتہ ایک سو برس سے دنیا کے کسی حصہ میں ایسا زلزلہ نہیں

آیا تھا جیسا کہ یہاں بحالت موجودہ آیا ہے۔ مجھ کو پچیس سال گذشتہ سے ہندوستانی امور کا علم ہے اور اس عرصہ میں جو آفتیں پیش آئیں ان میں نینی تال کے پہاڑ کا پھسلنا اور شلانگ زلزلہ بھی تھا۔ نینی تال میں پہاڑ پھسلنے سے صرف تھوڑے سے آدمی دب کر مرے تھے اور شلانگ کے زلزلہ میں ایک ہزار پانچسو چالیس آدمی ضائع ہوئے تھے اس میں شک نہیں کہ وہ بھی افسوسناک واقعہ تھا مگر بمقابلہ حال کے واقعہ کے اس میں صرف ایک دسواں حصہ انسانی جانوں کا ہلاک ہوا تھا۔ ہز آنر نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مردم شماری کے نقشجات کے مطابق ہندوستان میں ۵۲ لاکھ مساکین اور فقیر ہندوستان میں ہندوستانیوں میں ہندوستانیوں کی خیرات اور فیاضی سے بآرام تمام زندگی بسر کر رہے ہیں ان فقیروں پر ہندوستانیوں کا سالانہ ۱۴ یا ۱۵ کروڑ روپیہ خیرات میں خرچ ہوتا ہے۔ مجھ کو یقین ہے کہ اس فیاضی کے موقعہ پر ہندوستانی اپنی فیاضی کا ثبوت دیں گے +

مسٹر آر۔ ای ینگ ہسبینڈ آئی۔ سی۔ ایس جو کہ موقعہ واردات سے تازہ تازہ آئے ہیں انہوں نے بیان کیا کچھ فیاضانہ طریقہ سے رفع تکلیف کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ وہاں کے لوگ اس کے بہت بڑے مستحق ہیں اور گو وہ لوگ اس کے بہت بڑے مستحق ہیں اور گو وہ لوگ تباہ ہو گئے ہیں لیکن بہادرانہ طور سے پھر گذر اوقات سلسلہ جاری کرنے کے لئے تیار ہیں +

مسٹر شاہ دین بیرسٹر نے تقریر کرتے وقت کہا کہ پنجاب میں کئی آفتیں غضبناک طریقہ سے پیش آئی ہیں یعنی قحط۔ طاعون۔ اور زلزلے اور انہوں نے کہا کہ یہ آدھے دل سے مدد کر کے رفع تکلیف کی جائے بلکہ مجھ کو قوی امید ہے کہ ہندوستانی عوام لفٹنٹ گورنر کی عظمت مآب استدعا کے موافق بڑی فیاضی کے ساتھ کاربند ہونگے +

مسٹر جسٹس چٹرجی نے کہا کہ حال میں میرے پاس ان لوگوں کی نہائت تاسف انگیز چٹھیاں آئی ہیں جو زلزلہ آنے والے مقام میں مبتلائے مصیبت ہوئے ہیں ان میں سے ایک چٹھی ایک نوجوان اور ہونہار طالب العلم کی ہے جو بڑی بڑی خوش آئند امیدوں کے ساتھ حصول علم کی کوشش کر رہا تھا اور ایک لمحہ کے اندر اس کے کمانے والے سرپرست سب مر گئے اور وہ خانہ برباد اور مفلس بن گیا صرف اس کی ایک بڑھیا ماں زندہ بچی ہے جو زلزلہ کے صدمہ سے اپاہج ہو گئی ہے وہ لکھتا ہے کہ جس وقت میں یہ چٹھی لکھ رہا ہوں میری ماں اس سخت موسم میں ایک کھلے ہوئے میدان کے اندر پڑی ہوئی ہے اور مجھ کو کوئی خیمہ بھی نہیں ملتا جس کے نیچے آرام سے اُسے رکھ سکوں +

سر ڈینس میسن نے حاضرین کا خاص خیال اس بات پر رجوع کرایا اور کہا کہ دو قسم کے لوگ ہیں

جن کو رفع تکلیف کی حاجت ہے۔ اول وہ یورپین ملازم گورنمنٹ ہیں جو ملازمت سے کنارہ کشی کر چکے ہیں اور قلیل مقدار کی پنشن پر گزر اوقات کیا کرتے ہیں اور وہ بیوائیں جن کی تھوڑی آمدنی تھی اور انہوں نے وہ سب آمدنی وادی کانگڑہ میں عمارتیں بنوانے میں بدیں خیال صرف کی تھی کہ آخری عمر میں وہ ان کی آمدنی اور گزر اوقات کا سبب ہوں گی یہ لوگ اب بالکل تباہ اور مفلس ہو گئے ہیں۔ دوم چائے کے پلینٹر اور بالخصوص چھوٹے چھوٹے پلینٹر جو کئی برسوں سے تخفیف قیمت چائے اور اضافۂ محصول کی آفت میں بھی مبتلا تھے اب کامل طور پر تباہ ہو گئے ہیں اور اسپیکر نے لفٹنٹ گورنر سے کہا کہ چونکہ میں غیر سرکاری ممبروں کی طرف سے ہوں لہذا میں ان کی جانب سے اُن نوجوان اور سرکاری ملازموں کی قیمتی جانوں کے ضائع ہونے پر اظہار ہمدردی کرتا ہوں جو اس زلزلہ میں ضائع ہوئیں اور انہوں نے سر چارلس ریواز کی خدمت میں اس لئے اظہار شکر گزاری کیا کہ ہز آنر نے امداد و اعانت و انتظام کی ہر ایک عمدہ کارروائی کی جو مصیبت زدہ لوگوں کے واسطے ضروری اور مفید تھی اور نیز انہوں نے جنرل کچز اور فوجی حکام کا امتنان ظاہر کیا کہ انہوں نے فوراً کیسی عمدہ مدد پہنچائی ✦

اس زلزلہ کے فنڈ کے لئے ایک نہایت زبردست اور بااثر کمیٹی مقرر ہوئی ہے جو صوبہ پنجاب سے چندہ وصول کرے گی اور اس فنڈ کے انتظام کے لئے تجربہ کار لوگوں کی ایک اگزکٹیو کمیٹی بھی مقرر ہوئی ہے۔ جلسہ میں بہت بڑی کامیابی ہونے کا عام طور پر خیال ہو رہا ہے۔

زاں بعد سر چارلس ریواز صاحب بہادر نے ذیل کا رزولیوشن پیش کیا کہ ایک جنرل کمیٹی مقرر کی جاوے جو امدادی فنڈ میں چندہ وصول کرے جس سے لوگوں کو چندہ دینے میں اور کوشش کرنے کے حقوق حاصل ہوں۔ اور کمیٹی کا حق ہو گا کہ خواہ وہ پنجاب سے یا باہر سے روپیہ جمع کرے۔ لاٹ صاحب کے اس رزولیوشن پر لاہور کے لاٹ پادری نے اس کی تائید کی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ گو مصیبت سخت تھی لیکن پھر بھی ایسی حد تک تھی کہ جو انتظام کے احاطہ سے باہر نہ تھی۔ پہلی تجویز اتفاق رائے سے پاس ہوئی ✦

دوسرا رزولیوشن یہ پیش ہوا کہ ایک اگزکٹو کمیٹی بنائی جائے جو کاشتکاروں کے سوائے مصیبت زدگان کی تعداد کو دریافت کرے اور اس کو مناسب مدد پہنچاوے۔ اور یہ کمیٹی جنرل کمیٹی کے ماتحت ہو گی اور لاٹ صاحب بہادر نے یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ ہندوستان اور غیر ممالک میں چندہ کی فہرستیں کھلی ہوئی ہیں مگر پنجاب کو اس میں حصہ لینا بہت ہی زیادہ ضروری ہے۔ ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس امر پر غور کرے کہ کون کون لوگ امداد کے مستحق ہیں ہز آنر کے اس ریزولیوشن کی تائید میں بشپ لاہور مسٹر

ینگھسبینڈ کمشنر لاہور - اور آنریبل میاں شاہ دین صاحب نے ریلیف فنڈ کی تجویز فرمائی چنانچہ اس جنرل کمیٹی کے رکن حسب ذیل قرار پائے :-

(۱) آنریبل سر ڈینزل ایبٹسن - کے - سی - ایس - آئی - پریزیڈنٹ - (۲) آنریبل سر ولیم والٹن کلارک کپٹن - بی - اے - آئی - سی - ایس نائب پریزیڈنٹ (۳) انریبل جسٹس چیٹرجی وائس پریزیڈنٹ (۴) لارڈ بشپ لاہور (۵) آنریبل حاجی نواب فتح علی خان صاحب قزلباش سی - آئی - ای (۶) میجر جنرل ایف ڈبلیو کچنر (۷) مسٹر گارڈن واکر (۸) آنریبل سر ڈی - پی میس (۹) آنریبل مسٹر شاہ دین صاحب (۱۰) مسٹر ایچ - اے - اینڈرسن (۱۱) مسٹر اے میری ڈوتھ (۱۲) مسٹر ار - آئی ینگ ہسبینڈ (۱۳) مسٹر ایم - ڈبلیو - فٹن (۱۴) مسٹر ایس فنی (۱۵) کرنل جے مک کالے (۱۶) میجر سی - ایم ڈالاس (۱۷) ڈاکٹر جے سی اریوانگ (۱۸) پادری ائرلینڈ جونس (۱۹) پادری ایس - ایس الاونٹ - (۲۰) ڈپٹی کمشنر دہلی - (۲۱) ڈپٹی کمشنر امرت سر (۲۲) ڈپٹی کمشنر لاہور (۲۳) ڈپٹی کمشنر ملتان (۲۴) ڈپٹی کمشنر کانگڑہ (۲۵) مسٹر اے ہز آنر راجہ کسر تیجا سنگھ (۲۶) مسٹر ایچ ڈی کریک (۲۷) سردار امراؤ سنگھ (۲۸) سردار سندر سنگھ (۲۹) لالہ رام سرن داس (۳۰) لالہ ایسر داس (۳۱) راجہ رام گوپال - سی - ایس - آئی (۳۲) راجہ نرائن چند نادون (۳۳) کنور سر ہرنام سنگھ (۳۴) نواب ابراہیم علی خان صاحب کنج پورہ (۳۵) ملک عمر حیات خان صاحب (۳۶) مسٹر الف سی دھنجی باتی (۳۷) نواب بہرام خان صاحب معاری (۳۸) خان بہادر یوسف اللہ خان صاحب - ممبر کمیٹی مقرر ہوئے - بابو کے چٹرجی نے اردو میں دھرم سالہ کی مصیبت کا حال بیان کیا تھا +

صاحبان ذیل کمیٹی کارکن کے ممبر قرار پائے

(۱) پادری جے - سی - آر ایونگ - پریزیڈنٹ (۲) آنریبل مسٹر شاہ دین (۳) مسٹر آر - اے ینگ ہسبنڈ (۴) مسٹر ایس فنی (۵) مسٹر اے - ٹرنر (۶) سردار سندر سنگھ (۷) لالہ ایشر داس (۸) مسٹر ایچ دیا کریک (۹) لالہ رام سرن داس جائنٹ سکرٹری +

اس جلسہ کے بعد کمیٹی کارکن نے اپنا علیحدہ جلسہ کیا -

آنریبل مسٹر جسٹس چٹرجی نے اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے اظہار خوشی کیا کہ غیر سرکاری شرفا بھی اس کمیٹی کے نمبر ہوئے - سر وی پی میس صاحب نے بھی اس رزولیوشن کی تائید کی اور غیر سرکاری ممبران کی قائم مقام کی حیثیت میں مصیبت زدگان سرکاری ملازموں سے اظہار ہمدردی کیا اور لاٹ صاحب بہادر کی وادی کانگڑہ میں جانے اور تکلیف اٹھانے کا شکریہ ادا کیا اور ان تجاویز

اتفاق رائے سے پاس ہونے کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

اس عالی شان جلسہ کے بعد ۱۳ رمئی ۱۹۰۵ء کو اکزکیٹیو کمیٹی کی طرف ایک اور جلسہ کیا گیا مسٹر جے فریزل صاحب بہادر قایم مقام ڈپٹی کمشنر لاہور نے مشتہر کرا دیا کہ ۱۳ رمئی کو ساڑھے چھ بجے شام کے مصیبت زدگان وادی کانگڑہ کی امداد کے لیئے ٹاؤن ہال کے باغ میں عام جلسہ ہوگا۔ آنریبل مسٹر پی۔ سی چٹرجی صدر نشین ہوں گے چنانچہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کے اعلان کے مطابق ۱۳ رمئی کی شام کو ۶½ بجے ٹاؤن ہال کے میدان میں ایک عام جلسہ کیا گیا اُس جلسہ میں گو رونق زیادہ نہ تھی تاہم چار ہزار روپیہ کے قریب چندہ لکھا گیا منشی محرم علی صاحب چشتی وکیل سابق اڈیٹر رفیق ہند۔ میاں نظام الدین صاحب۔ منشی محبوب عالم صاحب اڈیٹر روزانہ پیسہ اخبار و انتخاب لاجواب نے بڑی دردانگیز تقریریں کیں اور وادی کانگڑہ کی مصیبت کا خاکہ دکھایا۔ اخیر میں پادری ایوینگ صاحب نے ہمدردی مصیبت زدگان کا ایک رزولیوشن پیش کر کے چندہ جمع کرنے کے لیئے ایک اور سب کمیٹی نامزد کی اُس میں اس وقت مفصل ذیل صاحبان شامل کئے گئے +

نمبر ۱۔ رائے موہن لال صاحب مالک مفید عام پریس و رئیس اعظم لاہور و آنریری مجسٹریٹ نمبر ۲۔ لالہ رام سرن داس صاحب ٹھیکہ دار آنریری خزانچی نمبر ۳ بخشی سوہن لال نمبر ۴ منشی محرم علی چشتی نمبر ۵ منشی محبوب عالم نمبر ۶ نواب محمد علی خاں صاحب نمبر ۷۔ بابو موزمدار نمبر ۸۔ لالہ نرنجن داس نمبر ۹ منشی فیض بخش صاحب تحصیلدار لاہور نمبر ۱۰۔ ڈپٹی برکت علیخاں صاحب نمبر ۱۱۔ بھائی جواہر سنگھ صاحب نمبر ۱۲ میاں نظام الدین صاحب نمبر ۱۳۔ میاں جمال الدین صاحب نمبر ۱۴ مسٹر کالی پرسن چٹرجی اور نیز قرار پایا کہ حسب ضرورت اور اصحاب شامل کئے جاوینگے +

اس کے بعد ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء کو شام کے ۷ بجے مشن کالج کے ہال میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں پادری ڈی۔ جی فلیگ صاحب بی۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی نے زلزلہ پر لکچر دیا۔ پادری صاحب نے بڑی وضاحت اور تفصیل سے زلازل کے علمی اسباب یعنی وہ بواعث بیان کئے جو سائنس کے متعلق تھی اور بیان کیا کہ زلزلہ ۹ میل سے لے کر ۲۰ میل فی سیکنڈ میں سرایت کر جاتا ہے غرضکہ اس جلسہ میں علمی بحث تھی +

مصیبت زدگان زلزلہ حال کی ہمدردی اور اعانت جو ابتک تمام ہندوستان بلکہ کل مہذب دُنیا کی جانب سے ہوتی آئی ہے وہ ناکافی ہوتی لیکن وہ شنبہ گزشتہ کی سہ پہر کو لارنس ہال

لاہور میں ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی طلبی پر ہر ہر طبقہ کے باشندگان صوبہ کی جو تعداد کثیر جمع ہوئی اس نے یقینی طور سے ظاہر کر دیا کہ اس کمی کے پورا کرنے کی بہت ضرورت تھی اس مصیبت میں ہزارہا گھر ویران ہو گئے جن کی مدد کے لئے متفرق مقامات پر چندے ہوتے تھے لیکن اس بڑے جلسہ کے ہو جانے سے وہ تمام متفرق کوششیں متحد ہو جائیں گی اور مشترک حیثیت سے مصیبت زدگان زلزلہ کی تکالیف رفع کرنے کا سامان اور بندوبست ہو سکے گا۔ صوبہ کے چالیسؔ معززین کی ایک زبردست کمیٹی اس کام کے لئے قایم کی گئی ہے۔ سر ڈنزل ابٹسن اس کے پریسیڈنٹ ہیں اور اس کمیٹی کے زیر انتظام مصیبت زدگان زلزلہ کی رفع تکالیف کا ایک مرکزی فنڈ قایم کیا جائے گا۔ یہ ایک چھوٹی لیکن ہوشیار کارکن لوگوں کی کمیٹی ریورینڈ ڈاکٹر جے۔ سی۔ آر۔ ایونگ کے زیر صدارت قائم ہوئی ہے جو مغربی اور مشرقی طبائع پر پورا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ اور یہ کمیٹی خاص اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ اس زلزلہ کی وجہ سے جو جو لوگ مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں ان کی قرار واقعی مدد کیجائے۔

کوئی صاحب یہ ہرگز نہ خیال کریں کہ یہ کارروائی محض گورے رنگ کے لوگوں کے خیراتی مقاصد کے لئے قائم ہوئی ہے۔ پنجاب کے لوگ بہت ہی رقیق القلب ہیں اور وہ بہت جلد بلا رو و رعایت اس کام کے انجام میں کشادہ دلی سے مدد دینگے اور ہم گورے رنگ کے لوگوں کو بھی یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ ایک ایسی بلائے ناگہانی نازل ہوئی تھی جس سے ہم سب لوگ بال بال بچ گئے اور جو لوگ مصیبت میں مبتلا ہو گئے ان کے ساتھ ہم کو ہمدردی کرنا چاہیے کیونکہ ایک چشم زدن میں ان پر یہ تباہی آ گئی۔ جس سخت بلا کے نتائج کا اثر مٹانے کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں اس نے ایک خفیف سی تحریک ارضی کے ذریعہ سے لوگوں کو تباہ و برباد کر ڈالا اور جو لوگ اس تباہی اور ہلاکت سے بچ گئے وہ اب تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں زلزلہ کے لئے کچھ آگے بڑھ جانا یا پیچھے ہٹ جانا کوئی دشوار امر نہ تھا اور کانگڑہ اور لاہور کے درمیان کوئی بہت بڑا فاصلہ نہ تھا جسطرح کانگڑہ کا ملک تباہ و برباد ہو گیا اسی طرح لاہور کے اطراف واکناف بھی تباہ و برباد ہو سکتے تھے۔ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے گذشتہ دوشنبہ کو اس بارہ میں جو تقریر ارشاد فرمائی تھی وہ نہایت ہی عالی ظرفی اور بلند خیالی ظاہر کرتی ہے وہ تقریر ایک مدبر ملک کی حیثیت سے کی گئی تھی نہ ایک چندہ جمع کرنے والے شخص کی حیثیت سے۔

سر چارلس ریواز نے ارشاد فرمایا تھا کہ "مصیبت زدگان زلزلہ کا برتاؤ نہایت ہی قابل

تعریف کے ہے ان میں کوئی حد سے زیادہ مایوسی نہیں چھائی ہوئی ہے بلکہ صبر و تحمل کیساتھ وہ سب لوگ مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں اور اسی کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں عارضی طور پر رہنے کے لئے آڑ کر رہے ہیں۔ اور ان کا جو مال و اسباب زمین میں دفن ہوگیا اسکو کھود کھود کر نکال رہے ہیں یا اپنے معمولی کاروبار میں مشغول ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی مدد کرنا فرض ہی نہیں بلکہ فخر و مباہات کی بات ہے"

غالباً ایسے مواقع پر اور لوگ اپنی فصیح البیانی کے جوہر زیادہ دکھانے میں کوشاں ہوتے لیکن مصیبت زدگان زلزلہ کی طبائع پر اس سے زیادہ دوسرے الفاظ اثر نہ کرتے۔

اور اول تو اخباروں کی ان رپورٹوں کا اچھی طرح سے بطلان ہی ہوگیا ہے لیکن اگر نہ ہوا ہو تو بھی کسی شخص کو یہ خیال اور گمان کرنے کی حاجت نہیں ہے کہ بے بس باشندگان کانگڑہ کی مصیبت اور تباہی کے حالات صرف اسوقت ظاہر کئے گئے جب لاہور میں سب تکالیف کے جلسوں کا بندوبست ہوگیا اور تقریریں تیار کر لی گئیں اور کمیٹیاں مقرر ہوگئیں اور چندہ طلب ہونے لگا۔ تاج برطانیہ کی کسی ماتحت گورنمنٹ کا یہ شیوہ نہیں ہے بالخصوص اُس گورنمنٹ کا جو سر چارلس ریواز ایسے اعلےٰ افسر کے ماتحت قائم ہو۔

ہز آنر سر چارلس ریواز نے مصیبت زدہ رقبہ کے دورہ سے واپس آنے کے بعد وشنہ کی تقریر میں بیان فرمایا کہ۔

"میرے مخاطبین میں آپ لوگوں کو یقین دلا سکتا ہوں کہ جو کچھ موقع اور محل پر ممکن تھا اس میں سے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی گئی خوش قسمتی سے عام طور کا قحط غلہ نہیں پایا جاتا ہے اور گیہوں کی ایک عمدہ اور معقول فصل تیار ہو رہی ہے دانہ پکنے لگا ہے جن جن لوگوں کے لیے ڈاکٹری مدد درکار تھی پہنچنی جاتی ہے اور جو لوگ محتاج اور مفلس ہیں انکو غذا مل رہی ہے لوکل افسر جان و دل سے محنت کر رہے ہیں اور حکام اہل فوج نے لاشوں کے نکلوانے اور مدفون اشیا کے برآمد کرنے اور سڑکوں اور پلوں کی درستی کے لئے جو جماعتیں قایم کی ہیں ان کی تعریف نہیں ہوسکتی کہ کیا کیا کام کر رہے ہیں اگر یہ لوگ مدد نہ دیتے تو کچھ نہ ہوتا۔ پرائیویٹ اشخاص جو مدد پہنچا رہے ہیں وہ بھی نہایت مفید اور قابل تعریف ہے۔ پس اب بجز اسکے اور کچھ کہنا نہیں ہے کہ عام پبلک کو توجہ کرنا اور اس سے جو استدعا کی جاتی ہے اس کا بندوبست ہونا چاہیئے اور بہتر ہوگا کہ اس بات پر میں خود سر چارلس ریواز کے الفاظ کو نقل کروں۔

انگلستان میں چندہ بند کرنے کے متعلق لارڈ کرزن کا تار سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے نام

"زراعتی آبادی کی مدد خاص گورنمنٹ کا کام ہے۔ تخفیف معافی اور مکان وغیرہ کے ذریعہ درکار ہوں گی۔ لکڑی جنگل سے عمارت کا اور سامان لمنا چاہئے۔ آبپاشی کی تعمیرات میں جو خرابیاں واقع ہوئی ہیں اُنکا دور ہونا اور ترمیم و درستی درکار ہے اور اسی طرح دوسری تدبیریں بھی خاص گورنمنٹ کو کرنی ہوں گی۔ گورنمنٹ کو قلیل آمدنی کے ان یورپین اشخاص کی بھی مدد کرنی ہوگی اور یہ لوگ کثرت سے ہیں جنہوں نے دھرم سالہ میں مکانات بنوالئے تھے اور انہیں مکانات کے کرایہ سے ان کی بسر اوقات ہوتی تھی۔ بیچارے پلینٹروں یا مالکان کارخانجات چائے وغیرہ کی مدد بھی گورنمنٹ ہی کو کرنا پڑے گی جن کے مکانات اور کلیں وغیرہ تباہ ہوگئیں ابھی تک جو نقشہ جات مفصلہ یورپین وغیرہ آتے ہیں ان کی بنیاد پر محض اندازہ کے طور سے تخمینہ کرکے یہ کہتا ہوں کہ کسی حد تک مصیبت زدوں کی رفع تکالیف کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی حاجت ہوگی جن جن قسم کے لوگوں کا ابھی میں بیان کر چکا ہوں ان کی امداد کے لئے کم سے کم اسقدر سرمایہ کا ہوگا اور اگر پرائیویٹ چندوں کے ذریعہ سے اس کا دوچند وصول ہوگیا تو نہایت ہی مفید کاموں میں یہ روپیہ صرف ہوگا۔

غرضیکہ ریلیف فنڈ کے متعلق لاہور میں کئی جلسہ ہوئے جن کی وجہ سے روز بروز چندہ کی مقدار بڑھنے لگی۔ ادھر تو ہندوستان کے روساء و امراء فراخ دلی سے چندہ دے رہے تھے اُدھر انگلستان سے دھڑا دھڑ چندوں کی بھرمار ہو رہی تھی۔ چونکہ زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب سے پانچ لاکھ روپیہ کا تخمینہ کم سے کم تجویز کیا تھا اور زیادہ سے زیادہ دس لاکھ روپیہ بہم پہنچنے پر تمام نقصانات کے تلافی قرار دی گئی تھی اور ہمارے ویسرائے ہند لارڈ کرزن نے زیادہ سے زیادہ ساڑھے سات لاکھ روپیہ تجویز فرمایا تھا کہ عمدہ امداد مصیبت زدوں کو بہم پہنچ سکتی ہے۔ اس سرگرمی پر چند ہی روز میں چندہ کی تعداد تین چار لاکھ کے درمیان پہنچی تھی مگر ہمارے لارڈ کرزن کو پہلے ہی سے اطمینان ہوگیا کہ ہندوستان ہی سے چندہ کی مقدار بڑھ جاوے گی۔ انگلستان سے چندہ طلب کرنا فضول ہے چنانچہ حضور ویسرائے ہند نے ۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء ہی کو سکرٹری آف اسٹیٹ ہند کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ لفٹنٹ گورنر پنجاب نے جو زلزلہ زدہ رقبہ کا ملاحظہ کر رہے ہیں مجھکو مطلع کیا ہے کہ گورنمنٹ کو زلزلہ زدگان کی امداد بڑے فیاضانہ طور سے کرنی پڑے گی۔ یعنی زر مالگذاری معاف کیا جاوے گا۔ زراعت

کے لئے جانوراں کے خریدنے کیواسطے زرتقاوی دینا پڑے گا۔ اور مکانات کے ازسرنو بنانے میں امداد دی جاوے گی۔ لیکن باوجود ان تمام امورات کے عام چندہ کرنے کی نہایت سخت ضرورت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کے امدادی ذرائع کے علاوہ زلزلہ زدگان کے لئے عام چندہ ساڑھے ۷ سات لاکھ روپیہ جمع ہونا کافی ہے۔ ایسی حالت میں میری رائے میں انگلستان کی میں کوئی چندہ کھولنا ضروری معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ہاں انگلستان کے باشندہ اگر اس امدادی فنڈ میں جو ہندوستان میں کھولا گیا ہے چندہ دینا چاہیں گے تو وہ چندہ نہایت خوشی کے ساتھ لے لیا جاوے گا۔

صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہند نے لارڈ کرزن کی رائے کو پسند کر کے انگلستان میں کوئی علیحدہ فنڈ امدادی چندہ کا نہیں کھولا۔

واقعی حضور لارڈ کرزن کا یہ خیال بہت صحیح تھا کہ ساڑھے سات لاکھ یا دس لاکھ روپیہ ہندوستان سے جمع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں تھی چنانچہ بڑی دھڑلی سے چندہ جمع ہوا۔ زلزلہ سے پہلے ہمارے آنریبل سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب ولایت جانے کے لیے چھ ماہ کی رخصت لے چکے تھے۔ لیکن اسی اثنا میں زلزلہ واقع ہونے سے اور اس کا انتظام کرنے کے باعث حضور ممدوح نے چند روز کے لئے اپنی رخصت ملتوی کردی تھی۔ اگرچہ آنریبل سر ڈنٹرل ایبٹسن آپ کی قائم مقامی کے لئے مقرر ہو چکی تھی اور موصوف الصدر آنریبل پشاور سے ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو لاہور میں داخل ہو چکے تھے اور ۱۲۔ اپریل کو لفٹنٹ گورنری کا چارج لینے کو تھے۔ اسوقت سر چارلس کانگڑہ دیلی کے دورہ کا انتظام کر رہے ہے اور وہ ۱۰۔ اپریل کی شام کو دھرم سالہ و کانگڑہ وغیرہ کی تباہ حالت کا ملاحظہ کرنے کو روانہ ہو گئے تھے۔ اس لئے آنریبل سر ڈنٹرل ایبٹسن کوہ شملہ میں تشریف لے آئے تھے۔ جب سر چارلس ریواز صاحب زلزلہ کے ضروری کاروبار سے فارغ ہو چکے اور ۲۴۔ اپریل کو ریلیف فنڈ کی بنیاد قائم کر چکے۔ تب آنریبل سر ڈنٹرل ایبٹسن کوہ شملہ سے لاہور کو روانہ ہوئے تاکہ لفٹنٹ گورنری کا چارج سر چارلس ریواز صاحب بہادر سے لیں۔ چنانچہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو چہارشنبہ کے دن سر ڈنٹرل ایبٹسن نے حضور ممدوح سے لفٹنٹ گورنری کا چارج لے لیا اور آنریبل سر چارلس ریواز صاحب بہادر ۲۷۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی دوپہر کو پنجشنبہ کے دن چھ ماہ کی رخصت پر بمبئی ہوتے ہوئے ولایت کو تشریف لے گئے۔

رلیف فنڈ کے قایم ہونے پر اخبار سٹیٹمین نے گورنمنٹ پنجاب پر سخت اعتراض کیا تھا اور لکھا تھا کہ زلزلہ امدادی فنڈ کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نیم خواب حالت میں رہی کیونکہ جو کمیٹی رلیف فنڈ کے لئے کی گئی ہے وہ بھی ہفتوں کے بعد بنائی گئی۔ اخبار اسٹیٹمین کا یہ لکھنا سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے بلکہ سرچارلس ریواز صاحب کی یہ تمام کارروائی عین موقعہ کے موافق تھی۔ کیونکہ جس وقت سے زلزلہ واقع ہوا تھا اور اس کی خبر لاہور میں پہنچی تھی اسوقت سے حضور موصوف الصدر رات دن اسی زلزلہ کے کاروبار میں لگے ہوئے تھے اور اس کام کی بہتری کے لئے حضور والا نے اپنی چھٹی تک ملتوی کردی تھی اور وہ برابر ۵۔ اپریل سے ۲۶۔ اپریل تک یعنی ولایت رخصت ہونے کے وقت تک کانگڑہ ویلی کے کاموں میں مصروف رہے اور جو کچھ عمدہ انتظام حضور والا نے سرانجام دیئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ پھر بھی انگریزی اخبار اعتراض کریں تو یہ ان کی سراسر غلطی ہے*

آنربل سر ڈنزل ایبٹسن کے سی ایس آئی قایم مقام لفٹنٹ گورنر پنجاب و پریزیڈنٹ رلیف فنڈ کانگڑہ ویلی کی خوش انتظامی اور توسیع چندہ کی تحریک

گورنمنٹ پنجاب نے اور خاصکر ہمارے آنربل سر ڈنزل ایبٹسن پریزیڈنٹ رلیف فنڈ کانگڑہ ویلی نے جو اس عظیم الشان امداد کی ذمہ واری اپنے ذمہ لی ہے تو آنکو اس کام میں نہایت ہی غور اور خوض کرنی پڑی۔ آفت زدگان زلزلہ حال کی ہمدردی اور اعانت جو ہندوستان اور مہذب و فیاض عالم کی جانب سے ہوتی ہوئی چلی آرہی ہے اگر تباہی و بربادی کی حالت کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو وہ ضرور ہی ناکافی ثابت ہوگی۔ لاہور کے لارنس ہال میں ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی موجودگی میں ہر طبقہ اور ہر صوبہ کے باشندہ کثیر التعداد موجود تھے۔ یقینی طور پر ظاہر کردیا گیا تھا کہ اس امداد کو بہم پہنچانے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ہزار ہا خاندان بے شمار مکین و مکان راہی ملک عدم ہوگئے۔ پس ماندگان کی امداد کے لئے مختلف مقامات پر چندہ کی سبیلیں شروع ہوگئی تھیں۔ اگرچہ اس خیراتی فنڈ میں خاص و عام نے بڑی سرگرمی

اور ہمدردی سے فیاضانہ طور پر دل کھول کے چندے دیئے ہیں - لیکن اس فنڈ میں اور مزید امداد کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کیونکہ اس قیامت خیز زلزلہ نے اس وادی میں بڑی بھاری بربادی اور تباہی پیدا کردی ہے جس کی نظیر ہندوستان میں ہرگز نہیں مل سکتی ✣

تھوڑی ہی سی تحقیقات سے صرف نقصان جان اسقدر ہوا ہے جس کے خیال ہی سے دل کانپتا ہے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک سخت حیرانی اور پریشانی پیدا ہوتی ہے - سرکاری تحقیقات اور رپورٹوں سے بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ کانگڑہ ویلی کے برباد اور خراب وخستہ شدہ رقبہ میں کم سے کم بیس ہزار آدمی بالکل ضائع اور تلف ہو گئے ہیں اگر ان بیس ہزار اموات پر ہی خیال دوڑایا جائے تو اس تعداد سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ کس قدر عورتیں - معصوم بچے - یتیم لڑکے و لڑکیاں اور دیگر لواحقین ومتعلقین بالکل بےکس - بے سروسامان - بے خاندان اور بے سہارے رہ گئے ہیں - جن کا اسوقت کوئی بھی سرپرست ولی وارث اور خبر گیر نہیں ہے - جو اُن بیچاروں مصیبت کے ماروں کی ضروریات زندگی کا کفیل اور شریک ہو - وہ ایک سنسان عالم میں گھبراہٹ کے ساتھ خدا ہی سے التجا کر رہے ہیں اور کہتے ہیں ؎

الٰہی تو ہی ہے اکیلوں کا یار ✣ یتیموں کا حامی ہے اور غمگسار
ندارم غیر از تو فریادرس ✣ توئی عاصیاں را خطابخش بس

ان اجل رسیدوں اور پس ماندوں کی ایسی قابل الرحم حالت اور مصیبت میں ان کی تسلی اور تشفی بھی کوئی دینے والا نہیں ہے - علاوہ اتلاف نفوس کی جائداد - مکانات - نقد - مال اور اسباب وغیرہ کی جو بربادی اس زلزلہ سے ہوئی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہی نہیں ہے بلکہ سخت محال ہے - اس بات کا علم تو عالم الغیب ہی کو ہوگا کہ اس جانکاہ حادثہ میں کیسی کیسی سختیاں اور مصیبتیں ان لوگوں کو جھیلنی پڑی ہیں جو موت کے مُنہ سے نکل کر آئے اور ان کی نظروں ہی کے سامنے انکی خانہ ویرانی اور بے سروسامانی ہو گئی اب ان کے پاس نہ تو کوئی گذر اوقات کا سامان ہے اور نہ مصیبت کی گھڑیاں گذارنے کے لئے کوئی چار دیواری رہ گئی ہے - نہ مال ہے نہ پیسہ ہے عجب جاں ستاں حادثہ ہے بجز دکھ اور درد کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے ؎

درد دل جو ہمارے دل میں ہے		آپ بندہ نواز کیا جانے۔	

زلزلہ زدگان کی بربادی کے سوانح جسقدر روشنی میں آتی جاتی ہیں اسیقدر خاص وعام کے کے دلوں میں قلق ملال۔ رنج وغم اور ہمدردی کی فیلینگز زیادہ جوش زن ہوتی ہے کیا گورنمنٹ اور کیا ملک ملکہ خاص اہل دل جن کے دلوں میں درد بھرا ہوا ہے جہانتک انسانی طاقت سے ممکن ہے مصیبت زدگان کی امداد میں کوشاں ہیں۔ مہذب ممالک میں بھی ہندوستان کی اس تازہ بدنصیبی اور کم قسمتی پر صدق دل سے اظہار تاسف کیا گیا ہے۔

ہمارے لفٹننٹ گورنر سر چارلس ریواز صاحب بہادر نے اس مصیبت کے رفع کرنے کا اندازہ شروع میں کم سے کم پانچ لاکھ روپیہ سے کیا تھا اور یہ خیال فرمایا تھا کہ ان مظلوموں مغموموں۔ بیکسوں اور آفت زدوں کے واسطے ان کی تکالیف رفع کرنے کے لیئے کافی ہوگا اور اچھی طرح سے ان مصیبت زدوں کی دست گیری ہو جائے گی۔ اور اگر اس مقدار کا ڈبل حصہ یعنی دس لاکھ جمع کیا تو تمام زلزلہ زدگان کی مصیبت ایک گونہ رفع دفع ہو جاے گی اور وہ مالامال ہو جاویں گے۔ لیکن جب ان مذکورہ بالا وجوہات پر غور کی گئی اور رلیف یعنی امداد کا کام عملی طور سے ہاتھوں میں لیا گیا اسوقت بخوبی معلوم ہوگیا اور عمدہ طرح سے پتہ لگ گیا کہ وادی کانگڑہ پر وہ مصیبت نازل ہوئی ہے کہ جس کے دور کرنے کے لیئے پانچ لاکھ یا دس لاکھ اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ اس معاملہ میں آنریبل سر ڈنزل ایبٹسن صاحب بہادر قایم مقام لفٹننٹ گورنر پنجاب و پریزیڈنٹ زلزلہ رلیف فنڈ کو بخوبی معلوم ہوگیا اور کامل یقین سے واضح ہوا کہ یہ دس لاکھ روپیہ جسکی تجویز اب درپیش ہے۔ مصیبت زدوں کی معمولی امداد اور ضروریات کے لیئے بمشکل کافی ہوگا۔ اسلیئے پریزیڈنٹ زلزلہ رلیف فنڈ مذکور نے بڑے زور کے ساتھ دیگر لوکل گورنمنٹوں کے افسران اعلیٰ سے اپیل کی ہے کہ اس کار خیر میں چندہ جمع کرنے کے لیئے جہانتک ممکن ہو سکے سعی اور کوشش بلیغ فرمائیں۔ علاوہ ازیں اس بات کی بھی تجویزیں کی گئیں کہ پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں جہاں پر اب تک چندہ کی کارروائی نہیں ہوئی ہے۔ عام طور پر جلسے منعقد کیئے جائیں اور ان میں فراہمی چندہ کی زوردار تحریکیں ہوں۔ تقسیم امداد کے لیے حسب ذیل تین بڑے اصول قرار دیئے گئے ہیں۔ رلیف فنڈ کی جنرل کمیٹی اور سر ڈنزل ایبٹسن صاحب بہادر پریزیڈنٹ رلیف فنڈ بالقابہ اس امر سے بہت مسرور و محظوظ ہوں گے کہ اخبارات

میں فراہمی چندہ کی ضرورت مفصل ذیل اعانت کی جسقدر زیادہ ممکن ہو کثرت سے اشاعت کیجائے۔

(الف) اس فنڈ کا منشا اس نقصان کی تلافی میں ہے جو لوگوں کو زلزلہ کی تباہی نے پہنچایا ہے بلکہ یہ ہے کہ مصیبت زدوں کی موجودہ مصائب دور کرنے میں ان کی کچھ دستگیری ہو

(ب) آفت زدوں کی مصیبت ہلکی کرنے میں مذہب اور ملت وغیرہ کا کوئی امتیاز و تفریق ملحوظ نہیں رکھیں گے

(ج) فنڈ کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ جن جن چیزوں کی مصیبت زدوں کو سردست احتیاج ہے انکو عارضی امداد دیجائے اس سے دوسرے درجہ پر یہ کہ حتی المقدور ان کی ایسی دست گیری کیجائے کہ وہ از سر نو زندگی شروع کرنے کے قابل ہو سکیں یہ امداد اُن اشخاص کی ہوگی جو اس تباہی سے بالکل تہی دست اور بے سر و سامان رہگئے ہیں۔

جسوقت ہمارے پریذیڈنٹ ریلیف فنڈ کانگڑہ ویلی نے یہ تجویز نکالی تو ہندوستان کی تمام اخبارات نے اسکو مشتہر کردیا اور زیادہ چندہ کے جمع ہونے پر زور دیا اور خود بھی آنریبل سر ڈنزل ایبٹسن لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ہندوستان کے تمام صوبجات میں اپنی قلم مبارک سے چھٹیاں لکھدیں اور اُن چھٹیوں پر نہایت ہی زور و شور سے عمل کیا گیا۔ صوبہ پنجاب کے ناموروں اور ریفارمروں نے معقول چندہ عطا کیا اور کر رہے ہیں ہندوستان اور اس کے بڑے بڑے شہروں اور ہیڈکوارٹروں میں بڑی سرگرمی سے چندہ کی فراہمی میں سعی و کوشش کی گئی ہندوستانی اخباروں نے اپنے علاقجات میں بڑے زور سے ریلیف فنڈ کے پورا ہونے پر سفارشیں کیں اور لکھا کہ ہمارے صوبہ کے ہمدردوں نے ابھی کامل طور سے اس جانب توجہ نہیں فرمائی صرف چند روساء عالی ہمم نے اپنی علو ہمتی کا اظہار فرمایا ہے۔ ہمارے نزدیک تمام حضرات عالی ہمت روساء اور تمام اصحاب خاص و عام کو اس کار خیر میں شرکت فرمانا چاہئے خدا کی مخلوق اور تباہی رسیدوں کی معاونت میں ضرور شامل ہونا لازم ہے۔ اور جوہر انسانی کے اوصاف دکھلانے ضروریات سے ہیں۔ اے ہمدردان قوم یہ ہے ہمدردی کا وقت اے فیاضان ملک یہی فیض بخشی کا مقام ہے۔ ان تباہی رسیدوں اور مصیبت کشیدوں کی امداد تن سے دھن سے من سے جسطرح بر ہو سکے کرنی چاہئے۔

علاوہ ریفارمروں اور اخباروں کے ہمارے مقامی حکام والا مقام نے بھی اسکوشش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا چنانچہ اس باب میں صاحب پرائیویٹ سکرٹری لفٹنٹ

گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے جو چھٹی ارقام فرمائی ہے۔ ناظرین والاتمکین کی آگاہی کے واسطے ذیل میں درج کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

جناب ہنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے سر جیمس ڈگس لاٹوس لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کو چٹھی لکھی ہے اور مدد چاہی ہے کہ مصیبت زدگان زلزلہ کی رفع تکالیف کے لئے جو فنڈ قائم ہوا ہے اس میں چندہ جمع کیا جائے۔ کل زر مجتمعہ بلا تفریق قوم و مذہب و فرقہ سب کی رفع تکلیف میں صرف کیا جاوے گا۔ پہلے تو اصلی ضرورتوں کو عارضی طور سے رفع کرنے کے لئے اس فنڈ سے مدد دیجاوے گی اس کے بعد اگر ممکن ہوا تو جن اشخاص کا تمام مال و اسباب ضائع ہو گیا ہے ان کی بسر اوقات کی تدبیر کی جاوے گی۔ ابتداءً تخمینہ کیا گیا تھا کہ رفع تکالیف کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کافی وافی ہوگا مگر اب سر ڈنزل اپٹیبسن مقر ہیں کہ دس لاکھ روپیہ سے کم میں کسیطرح سے بھی رفع تکالیف کافی طور سے نہیں ہو سکتی۔ اسوجہ سے انہوں نے دوسرے صوبوں سے اعانت طلب کی ہے + اس چٹھی کے جواب میں حضور لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے اقرار فرمایا ہے کہ پنجاب میں جو جنرل کمیٹی فنڈ مذکور کا انتظام کرتی ہے اس کی طرف سے اہل شہر سے چندہ کی درخواست کریں۔ نینی تال میں پرائیوٹ سکرٹری ہز آنر کے پاس یا بنک آف الہ آباد کے پاس چندہ جمع کرنا چاہئے۔ بنک مذکور نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے صدر دفتر یا اپنی کسی شاخ ممالک متحدہ میں چندہ قبول کرے گا۔ اور جسقدر چندہ آویگا وہ جنرل کمیٹی کو بھیجدیا جاوے گا جس کے پریزیڈنٹ آنریبل سر ڈنزل اپٹیبسن ہیں تجویز ہے کہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء کو چندہ کی فہرست بند کر دیجاوے گی دستخط۔ ایچ۔ جی۔ ایس۔ ٹیلر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ پرائیوٹ سکرٹری گورنمنٹ ہوس نینی تال ۱۵۔ مئی ۱۹۰۵ء۔

اسیطرح سے سر اینڈرو فریزر کو چٹھی لکھی گئی انہوں نے بھی سر ڈنزل اپٹیبسن کی چٹھی کے بموجب چندہ جمع کرنے کی کمیٹیاں قائم کیں اور جو کمیٹیاں پہلے سے قائم ہیں ان کو الگ کر دیا گیا۔

سکندر آباد ڈویژن کی افیسر نے رلیف فنڈ کی شاخ کھولی اور اعلان کیا کہ کم و بیش چندہ کا خیال نہ کیا جاوے سب لوگ حسب حیثیت چندہ دیں۔

کلکتہ۔ کمیٹی چیمبر آف کامرس بنگال نے ہز اکسلنسی کمانڈر چیف ہند کے فنڈ میں چودہ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ ارسال کئے ہیں جو اُسنے لارڈ کچنر کیلئے مجتمعہ فنڈ جمع کئے تھے اب دونوں

فنڈوں میں تہتر ہزار روپیہ جمع ہوگیا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔

چندہ کی اور فہرست بھی شائع ہونے والی ہے۔

سر اینڈروفریزر لفٹنٹ گورنر بنگال کے پاس لفٹنٹ گورنر پنجاب کی ایک چٹھی آئی ہے اُس سے معلوم ہوا کہ وادی کانگڑہ میں زلزلہ سے جو مصیبت لاحق ہوئی تھی اُس کا اندازہ کم کیا گیا ہے پس ہندوستان کے فیاض دل اصحاب سے درخواست کیجائے گی کہ وہ اور چندہ عنایت کریں تاکہ وہاں کی تکلیف دور ہو۔

سر ڈنزل ایبٹسن نے لکھا ہے کہ بڑی مصیبت ہے بہت سے یورپینوں اور ہندوستانیوں کے ذرائع معاش جاتے رہے اور بیووں اور یتیموں کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس بسر اوقات کے لئے کچھ نہیں ہے۔ کاشتکاروں کی یہ صورت ہوگی کہ گورنمنٹ مالگذاری معاف کر کے اور اُنہیں تقاوی دیکر ان کی اعانت کریگی۔ ان میں بہت سے ایسے مصیبت زدہ بھی ہیں۔ جنکی پرائیوٹ فیاضی سے مدد ہوسکتی ہے۔ اور دوسرے فرقہ کے لوگوں کو خصوصاً شہر کے رہنے والوں کو مدد کی بہت ضرورت ہے۔ سر چارلس ریواز نے مصیبت زدہ مقامات کا دورہ کر کے سرسری اندازہ کیا تھا کہ کچھ اعانت دینے کے لئے کم سے کم پانچ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ اگر پرائیویٹ چندہ سے اس کا المضاعف روپیہ جمع ہو جائے۔ تو بہت اچھی طرح کام نکل سکتا ہے۔ میں مقر ہوں کہ مصیبت زدوں کی رفع حوائج کے لئے کم سے کم دس لاکھ روپیہ غالباً کسی قدر اکتفا کر جائینگے +

اس چٹھی کے آنے سے سر اینڈروفریزر نے تجویز کیا ہے کہ صوبہ کی ایک کمیٹی مقرر کیجائے جو رفع تکالیف کے فنڈ کے لئے بنگال میں چندہ تحصیل کرے اور بنگال میں جو دو فنڈ جمع ہونے شروع ہوئے ہیں اب وہ دونوں ایک دوسرے میں شریک کر دیئے جائیں چنانچہ ۱۷ ماہ حال کی شام کو اس معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے ایک جلسہ ہونے والا تھا جس سے امید تھی کہ بنگال میں سب لوگ فنڈ رفع تکالیف کے لئے اچھی طرح چندہ دیں گے۔

پریسیڈنٹ چیمبر آف کامرس بنگال کے پاس سر ڈنزل ابیٹسن قائم مقام لفٹنٹ گورنر پنجاب کی مرسلہ مندرجہ ذیل تار برقی آئی:۔

آپ کے نہایت معقول چندہ فنڈ رفع تکالیف اور تاجران کلکتہ کے دوسرے صوبہ کے مصیبت زدوں کی رفع تکالیف کے لئے نہایت عمدہ فیاضی کے ہم بہت ممنون ہوئے۔

چیمبر آف کامرس بنگال نے ابتک نواسی ہزار سات سو تہتر روپیہ رفع تکالیف زلزلہ کے

فنڈ میں دیا ہے اس میں سے پندرہ ہزار چھ سو ستانوے لارڈ کچنر کے فنڈ میں دیئے گئے ہیں اور اگزیکیٹو کمیٹی نے پچاس ہزار روپیہ وادی کانگڑہ کی رفع تکالیف کے لئے بھیجا ہے کمیٹی مذکور نے قرار دیا ہے کہ ۳۱- مئی کو اپنے چندہ کی فہرست کو مکمل و ختم کر دے امید ہے کہ اس تاریخ تک ایک لاکھ روپیہ کا چندہ ہو جائے - فنڈ مصیبت زدگان وادی کانگڑہ کی بنگال برانچ میں اب تک ۲۶۸۰۲۹ روپے ۹ ر ۳ پائی جمع ہو چکے ہیں - جس میں ۶۰ ہزار لاہور کی کمیٹی کے پاس بھیجے جا چکے ہیں - فنڈ چیمبر آف کامرس بڑی بڑی فرموں اور بنگال کے متمول اصحاب نے جو چندہ پہلے بھیجدیا ہے اسکو ملا کر کل چندہ جو بنگال سے وصول ہوا اسکی مقدار دو لاکھ ہوتی ہے - اس تمام چندہ سے جو عام سے وصول ہوا بقدر ⅘ کے ہے - کمیٹی لاہور کے سکرٹری کیطرف سے صوبہ بنگال کی اس فیاضی کا شکریہ ادا کیا گیا ہے ٭

میر صاحبان کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول ثواب کا نہ ہوگا وادی کانگڑہ میں ایسے ایسے خاندان اسوقت بے سر و سامان ہیں جو زبان سے مانگنا تو در کنار اگر ان کی کچھ امداد کیجائے تب بھی وہ انکار ہی کرتے ہیں اور ایک خاص شریفانہ حیا ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے - ایسے لوگوں کی امداد معقول طور سے کیجائے - رلیف فنڈ کی تائید میں ہندوستان کے انگریزی و اردو وغیرہ اخبارات میں بہت سے آرٹیکل چھپے اس مقام پر اخبار وفادار و روزانہ پیسہ اخبار سے ہم ایک دو آرٹیکل نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں -

زلزلہ زدگان کانگڑہ کا عبرتناک سین

پیارے وفادار ایڈیٹر! کانگڑہ کے زلزلہ زدگان کی مصیبت کا حال دیکھ دیکھ کر ایسی وحشت اور عبرت پیدا ہوتی ہے - کہ دنیا اور اس کی کائنات نظروں میں ہیچ ہے - ۴- اپریل کا دن کانگڑہ دھرم سالہ اور کلو وغیرہ کے مرد و زن کے لئے ایک یوم قیامت تھا - چند منٹ کے درمیان نفسی نفسی کی صدائیں بلند ہو کر تیرہ ہزار خلق خدا کا گروہ اس جہان ناپائدار سے دم زدن میں عدم آباد کو روانہ ہو گیا - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؎

بہار چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

سلامت نہ اٹھا یہاں پر سے کوئی
لٹے راہ میں کارواں کیسے کیسے

نہ دیکھا ذرا مڑ کے اد جانے والو
تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے

رات کو جو عمارات فرش اور شمع اور چراغان سے نمونہ رضوان بن رہی تھیں اور ان مکانات کے مکین کار و بار اور عیش و آرام سے بلا خوف و خطر مصئون و مامون تھے۔ صبح ہوتے ہی قضا و قدر نے اجل کی برّان شمشیر سے ایک دم میں صفایا کر ڈالا اسوقت کا کیا عالم ہو گا۔ جس شہر میں ایک عمدہ بہار اور رونق تھی وہ ایک ان واحد میں کھنڈرات اور سنسان جنگل اور ڈراونی و مہیب شکل ہو گئی۔ جن لوگوں کے خویش و اقارب دوست آشنا ان کی آنکھوں کے سامنے برباد اور تباہ ہو گئے اسوقت ان پر کیا گذرتی ہو گی۔ جو خود ہی سینکڑوں من مٹی کے نیچے دب کر کچھ عرصہ کے بعد نکلے۔ ان پر کیا عالم گذرا ہو گا۔ یہ عالم آنکھوں میں تیرہ و تار معلوم ہوتا ہے جب انکو یہ معلوم ہوا کہ ان کے بھائی بند۔ دوست آشنا لڑکے وغیرہ سب برباد ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسا جانستان واقعہ ہے ایک دو کنبوں کا حال ہو تو صبر کیا جائے۔ یہاں تو خاندان کے خاندان برباد ہو چکے ہیں ہمارے پیارے دوست راجہ اکرام اللہ خان صاحب اور راجہ اسد اللہ خان صاحب تحصیلدار گوجرانوالہ کے خانواہ سے جو اسوقت قلعہ میں موجود تھے۔ ۲۸ آدمی جان بحق تسلیم ہوئے صرف دو بچہ زندہ رہے ہیں سابق ڈپٹی کمشنر گوجرانوالا بھی جانبر نہ ہو سکے۔ عنایت علی صاحب کو جو ہزاروں من مٹی کے نیچے معہ اپنے کنبہ و قبائل کے دبے رہے اور خوش قسمتی سے وہ نکل بھی آئے۔ ان کے دو بھتیجے ایک والدہ ایک بھائی اٹھارہ سال کا جوان اور ایک چچی آنکھوں کے سامنے زندہ در گور ہو گئیں۔ سوامی گوبند سہائے جو آریہ فریق کے زبردست لکچرار تھے۔ اسی زلزلہ کی آفت میں دب گئے تھے۔ گو ان کو بخشی سوہن لال نے نکالا مگر افسوس ٹریکل امداد کی بہترین طور پر نہ بہم پہنچ سکنے کی وجہ سے ان کا دیہانت ہو گیا علےٰ ہذالقیاس بے شمار جانیں تہ خاک نہاں ہو گئیں کس کس کا رنج و غم اور نوحہ اور مرثیہ لکھا جاوے۔ مشیت ایزدی میں کسی کا چارہ نہیں۔ خدا پس ماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل دے اب پسماندگان زلزلہ زدگان کا یہ ہی حال ہے اور ان کی زبانی یہ ہی قیل و قال جس پر رونا آتا ہے جگر پاش پاش ہوتا ہے ؎

اے خدا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں | حال ہے اپنا برا
راز دل کس سے کہیں واقف اسرار نہیں | کون سنتا ہے بھلا
اب بھلا تیرے سوا کس سے کریں ہم فریاد | خود ہی ہوئے ہیں برباد
ہم سا بدبخت زمانہ میں تو زنہار نہیں ، | ہے یہ قسمت کا لکھا
صورتیں کیا وہ ہوئیں اور کدھر کو وہ گئیں | چھپ گئیں زیر زمیں

رنج سے ان کے یہ دل کب مرا افگار نہیں
اپنے بیگانے ہوئے آن میں پیوند زمیں
کوئی مفلس نہیں باقی کوئی زردار نہیں
لٹ گیا جان وجگر مال بھی سارا کدم
ننگے بھوکے ہیں کوئی پوچھتا آزار نہیں
رات کو شاہ تھے کنبہ تھا ہماری افواج
صبح دیکھا کوئی لشکر نہیں سردار نہیں
مفلسی نے یہ کیا ہائے ہمارا عالم ،
رحم کھاتا یہ ذرا چرخ ستمگار نہیں ،
اے خدا در پہ تیرے کرتے ہیں توبہ تائب
بند دریا تیری رحمت کا اے غفار نہیں

صبر دے یار خدا
ہائے تھا کسکو یقیں
حشر ہے ایک بپا
ہے ستم ہائے ستم
المدد بہر خدا ۔
عرش اعظم تھا مزاج
کوچ کا بگل بجا
بھوکے مرتے ہیں ہم
سر پہ ہے سخت بلا
یعنی ہم سبھی کے سب
ہمکو دے رزق ذرا

واقعی وادی کانگڑھ کے مصیبت زدگان زلزلہ کا ایسا ہی حال تھا بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتا اگر ہماری سرکار دولت مداران کی خبر گیراں اور معاون نہ ہوتی ہماری گورنمنٹ نے پہلے ہی اس نقشہ کا فوٹو کھینچکر خیراتی فنڈ جاری کردیا حضور وائسرائے لارڈ کرزن گورنر جنرل کشور ہند نے وادی کانگڑہ کی مصیبت زدگان زلزلہ کے امدادی چندہ کی تحریک کی اور فوراً ایک تاکیدی چھٹی دہلی سے لکھدی جس پر ہمارے ہز آنر سرچارلس ریواز صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے فوراً رلیف فنڈ کی فہرست کھول ڈالی اور زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے خیال کیا گیا کہ ان بیچاروں کی دستگیری کے لئے تخمیناً پانچ لاکھ روپیہ درکار ہوگا ۔ اور دس لاکھ روپیہ بہم پہنچنے اور خرچ کرنے سے ان کی مصیبت کا بار بالکل ہلکا ہوجاوے گا ۔ اس پر ہندوستانی والیان ریاست اور امراء وصغرا نے دل کھول کر نہایت فیاضی سے اپنے ملکی بھائیوں کی ہمدردی کے لئے چندے دیئے اور غیر ملک والوں نے بھی سہارا لگایا جن کی عالی ہمتی کے باعث بہت جلد قریب چار لاکھ کے چندہ ہوگیا لیکن جب وادی کانگڑھ کے مصیبت زدوں کی امداد میں عملی کارروائی ہونے لگی ۔ تو معلوم ہوا کہ اس زلزلہ کی معمولی بربادی نہیں ہے ۔ بلکہ مصیبت زدوں کو بڑا بھاری نقصان پہنچا ہے جس کے خیال کرنے ہی سے جان ودل پر ایک سخت لرزہ پیدا ہوتا ہے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں سرکاری رپورٹوں اور تحقیقاتوں سے بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ کانگڑہ ویلی کے زلزلہ زدہ قصبہ

میں بیس۲۰ ہزار مرد و زن کا نقصان ہوا جب رلیف فنڈ کے پریذیڈنٹ سر ڈنزل ایبٹسن صاحب بہادر قائم مقام لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اپنے خیال شہباز کو اڑایا تو معلوم ہوا۔ کہ پانچ لاکھ تو کیا دس لاکھ بھی زلزلہ زدگان کی مصیبت رفع کرنے کے واسطے اور معمولی امداد او ضروریات کے لئے مشکل سے کافی ہوگا۔ اس لئے پریذیڈنٹ ممدوح نے تمام افسران اعلےٰ لوکل گورنمنٹوں سے اپیل کی ہے کہ جہانتک ممکن ہو سکے چندہ جمع کرنے میں سعی فرماویں جو لوگ اس موقعہ پہ چندہ دینگے ان کا یہ بہتر کام نیک انجام خیرات میں شمار ہوگا۔ اس چندہ سے زلزلہ زدگان کی امداد کی جاوے گی۔ خواہ وہ فوجی ہوں یا سول۔ ہندو ہوں یا مسلمان۔ عیسائی ہوں یا پارسائی۔ کسی پنتھ اور فرقہ یا مذہب و ملت کی تمیز نہیں کی جائے گی۔ اس لئے چندہ کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جب بیس۲۰ ہزار آدمیوں کی جانیں تلف ہو چکی ہیں تو آسانی سے ان کی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی تعداد معلوم ہو سکتی ہے۔ جو کھانے پینے اور کپڑہ لتے سے بھی محتاج ہیں اور نیز یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ پنجاب کے بڑے بڑے مقامات۔ شہروں۔ چھاؤنیوں اور قصبوں میں کانگڑہ ویلی کے تباہ شدہ رقبہ کے واسطے کارروائی تو کیا اس کی بربادی کی خبر تک بھی نہیں ہوئی ہوگی۔ ایسے مقامات میں جلسہ کرکے فراہمی چندہ کا معقول انتظام کریں اور اس زلزلہ زدگان کانگڑہ کی بڑی کمیٹی اور عالیجناب سر ڈنزل ایبٹسن صاحب بہادر قائم مقام لفٹنٹ گورنر پنجاب و پریذیڈنٹ رلیف فنڈ اس بات سے نہایت ہی محظوظ اور خوش ہوں گے کہ بذریعہ اخبارات فراہمی چندہ کی اشد ضرورتوں کو اور مفصل ذیل اصول اعانت کی جہانتک ممکن ہو کثرت سے اشاعت اور تشہیر کیجائے۔

اول اس چندہ کی منشائے اس نقصان و ضرر کی تلافی مدنظر نہیں ہے جو لوگوں کو زلزلہ کی تباہی نے پہنچایا ہے بلکہ یہ خاص منشاء ہے کہ مصیبت زدوں کی موجودہ مصائب دور کرنے میں ان کی اچھی طرح سے اعانت و دستگیری کیجائے۔

دوم۔ ان زلزلہ زدگان وادی کانگڑہ کی مصیبتوں کے سبکدوش کرنے میں کسی مذہب و ملت اور فرقہ میں تمیز نہیں کی جائے گی۔ اور کوئی تفریق بھی نہیں رکھی جائے گی۔

سوم رلیف فنڈ کا سب سے پہلا کام اسوقت یہ ہے کہ جس اشیاء کی سر دست مصیبت زدگان کو ضرورت اور احتیاج ہے ان کی عارضی طور سے امداد کیجائے اور اسی درجہ پر حتی المقدور ان کی دستگیری کیجائے کہ وہ از سر نو اپنی زندگی شروع کرنے کے قابل ہو سکیں یعنی وہ لوگ جو اسوقت بالکل تہی دست اور بے خانمان او بے سروسامان رہ گئے ہیں ان کی امداد فوری ہوگی۔ تاکہ وہ اپنے کاروبار کے

ریلیف فنڈ کیلئے لارڈ کرزن کا دوسرا تار وزیر ہند انگلستان کے نام

لائق ہو جائیں۔

ہماری ہندوستان کے خیر خواہوں۔قومی و ملکی ریفارمروں اور قومی مذہبوں کا عین فرض ہے۔کہ وہ سب مل جلکر جہاں جہاں ممکن ہوسکے چندہ فراہم کرکے بیکسوں اور درماندوں کی امداد کریں۔اور جو روپیہ چندہ سے وصول ہو۔ وہ پریزیڈنٹ زلزلہ ریلیف فنڈ کی خدمت میں بھیجتے رہیں اگر ہندوستان سے فی کس ایک ایک پیسہ بھی جمع کیا جائے تو چالیس لاکھ روپیہ ایک دم سے جمع ہوسکتا ہے۔مگر ہمت اور کوشش فرض ہے۔

راقم محمد عبدالقادر نائب مؤلف مرقع جنگ ٹرکی دیوان شملہ

وفادار۔ ملک کے لوگو یہ اچھا موقعہ تمہاری طرف سے اظہار ہمدردی اور فیاضی کا ہے خصوص مسلمان صاحبان کے لئے تو یہ موقعہ ایک عبادت کے برابر ہے اس لئے کہ اہل اسلام فیاضی اور خیر خیرات میں بہ مقابل دیگر اقوام کے بہت کچھ الوالعزم ہیں ان کو چاہئے کہ وہ اسوقت تمام قسم کی نذر نیاز وغیرہ تک کا پیسہ زلزلہ زدگان کی امداد میں دیویں اور ثواب دارین حاصل کریں یعنے دین اور دنیا دونوں حاصل کریں۔

آنریبل سر ڈنزل اپٹیسن کی اس پھرتیلی کارروائی پر ہندوستان کے ہر گوشہ سے چندہ دینے والوں کے ہاتھ دراز ہو رہے تھے لیکن جب یہ خیال تھا کہ غریب ہندوستان ۱۵ پندرہ لاکھ روپیہ کی کیونکر متحمل ہوسکتی ہے اس خیال کو مدنظر فرماکر ہمارے دوراندیش لارڈ کرزن صاحب بہادر گورنر جنرل ہند و ویسرائے کشور ہندوستان نے ایک اور تار ریلیف فنڈ کی بابت وزیر ہند کی خدمت میں انگلستان کو روانہ کیا۔اور یہ لکھا گیا کہ صرف ہندوستان ہی کا چندہ موجودہ مصیبت زدہ زلزلہ کو رفع کرنے کے لئے کافی و شافی نہیں ہوسکتا ہے۔انگلستان سے بیس ہزار پونڈ کی امید تھی جسمیں سے اب تک صرف دو ہزار دو سو پونڈ وصول ہوئے ہیں۔امید کیجاتی ہے کہ باقی رقم بھی جلد وصول ہو جاوے گی۔

جب یہ تار مشتہر ہوا تو بنگالی لوگوں نے چہ میگوئیاں کرنی شروع کیں۔اور انڈین مرر نے اعتراض کیا اور اسی طرح سے لکھا تھا کہ شروع شروع میں اسی کار خیر کیلئے مینشن ہوس کا چندہ کھولنے کو آپ منع فرما چکے ہیں۔انڈین مرر طعن و اعتراض کرتا ہے کہ اسوقت لارڈ کرزن کو کیا سوجھی تھی اور اب کیوں آپ ہی اسکے خلاف سعی فرمانے لگے؟ اسی ضمن میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب ہر سال گورنمنٹ کے مالیہ میں ایک معقول رقم کی توفیر ہوتی ہے تو کیا سبب ہے کہ گورنمنٹ اپنی مصیبت زدہ رعایا کی دستگیری اسی میں سے

نہیں کرتی - اور دنیا بھر میں کاسۂ گدائی لیکر دستِ سوال دراز کرنے کی کیا وجہ معقول ہو سکتی ہے؟ اس سے تو بہتر ہوتا کہ وائسرائے بہادر مینشن ہوس فنڈ اور پرائیویٹ خیراتی فنڈ میں امتیاز و تفریق ہی نہ قائم کرتے ہمارا خیال ہے کہ شاید لارڈ کرزن کی رائے میں ہندوستان کے باشندے کسی مصیبت کے وقت بھی باضابطہ امداد کے مستحق نہیں - یوں سچ کے طور پر کوئی انکی جتنی چاہے دستگیری کرے کیونکہ انہوں نے ابتک اپنی مدد آپ کرنا نہیں سیکھا - اور نالایقی غفلت کی سزا میں وہ گورنمنٹ ہند کی سرکاری اور برٹش پبلک کی باضابطہ امداد سے محروم رکھے جانے کے مستوجب ٹھیرے - لندین مرکو واضح ہو کہ یہ جو کچھ مصیبت زدوں کی امداد کا انتظام ہوا ہے یہ سب ہمارے لارڈ کرزن ہی کی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے اور ان کے ہی دم قدم کی برکت ہے اور یہ ایسی بنیظیر امداد ہے کہ ہمیشہ کے لئے لارڈ کرزن کا نام زندہ رکھے گی اور ہمارے لارڈ کرزن کی عہد حکومت کے بعد ہندوستان انکو بہت یاد کریگا اور ایسے ہی بنیظیر ویسرائے ڈھونڈا کریگا - ایسے رعایا پرور کرم گستر - عادل مزاج نیک طینت صاف دل ویسرائے کہاں میسر ہوتے ہیں یہ لارڈ کرزن ہی کا حوصلہ تھا کہ زلزلہ زدہ رقبہ میں زر مالگذاری معاف کر دیا - زراعت کیلئے مویشی خریدنے کیواسطے زر تقاوی عطا فرمایا - مکانات کے از سر نو بنانے کے لیے معقول امداد دیجاویگی - یہ تمام برکتیں لارڈ کرزن ہی کی ہیں پھر بھی بنگالیوں کی زبان بند نہیں ہوتی - بیچارے مسلمان خواہ مخواہ بدنام ہیں - اگر ہمارے ہز اکسلنسی نفس امداد کے خلاف ہوتے تو ایک معقول رقم بذات خود اور ان کی لیڈی صاحبہ عطا نہ فرمائیں - اور آپ برٹش پبلک سے پرائیویٹ فیاضی کے بھی محرک نہ ہوتے یہ لارڈ کرزن ہی کا طفیل ہے کہ انگلستان میں چندہ کی تحریک کی یہ لارڈ کرزن کی جوانمردی ہے کہ اس قدر رقم انگلستان سے ہندوستان میں آئی اور ابھی اور معقول رقم ریلیف فنڈ کے لئے آنے والی ہے - لارڈ کرزن کی طرح کونسے ویسرائے نے ایسا کیا کہ انگلستان سے روپیہ منگاکر ہندوالوں کو دیا ہو - پھر بھی ہمارے ویسرائے لارڈ کرزن کو یہ بنگالی اعتراض سے یاد کریں تو ان کے آگے آویگا - اور اس ناشکری کی وہ سزا پائینگے - بالفرض اگر حضور ممدوح کا پہلا طرزِ عمل غلط بھی تھا اور اب آپنے اس سے رجوع کیا - تو پھر طعن و ملامت کی ایسی کیا ضرورت ہے؟ غلطی کی اصلاح کرنیوالا تو اور قابل تحسین سمجھا جانا چاہیے - کانگریسی گروہ اور بنگالی اخبارات کی یہی تو باتیں ہیں جن میں صریحاً ایک طرح کا تمردپایا جاتا ہے - اور جبتک وہ اپنا یہ رنگ نہ بدلیں ملکی یا قومی بہی خواہی کے ادعا میں انکی وادیلا خلوص اور نیک نیتی سے کسی حد تک عاری کہی جا سکے گی - بیچارے مسلمان جو گورنمنٹ کی تابعداری اور فرمانبرداری - وفاشعاری اور خیرخواہی میں رات دن گذارتے ہیں گورنمنٹ ان پر خیال بھی نہیں کرتی اور جو لوگ شور و غل کرنے والے ہوتے ہیں اور برملا گورنمنٹ پر نکتہ چینیاں کرتے ہیں گورنمنٹ انکو کچھ بھی نہیں

کھتی ہے بلکہ وہ قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں - کیونکہ جسقدر بنگالیوں کی خاطرداری کیجاتی ہے وہ اور بھی گورنمنٹ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں - انڈین مرر کا یہ اعتراض بالکل بیہودہ تھا وہ لارڈ کرزن کے اشارات کو نہیں سمجھتا ہے بلکہ سہ رموز سلطنت خویش خسرواں دانند کا مقولہ صحیح ہے سلطنت کے کاروبار میں لارڈ کرزن کوئی نکتہ فروگذاشت نہیں کرتے اگر انہوں نے انگلستان کو زلزلہ زدگان کے فنڈ دکھولنے کی بابت لکھا تو اسوقت انکی دوراندیشی اسی کے مقتضی تھی کہ مینشن ہوس کے فنڈ کو بند کیا جاے یہ بھی اسوقت میں ایک اعلیٰ درجہ کی مصلحت تھی - کیونکہ یہ تو صاف طور سے ظاہر ہے کہ پہلی امدادی فنڈ کا تخمینہ پانچ لاکھ روپیہ تجویز کیا گیا تھا مگر لارڈ کرزن کے شیہ یار خیال تھے ساڑھے سات لاکھ کا تخمینہ کرلیا تھا جسکو موصوف الصدر ویسرائے نے نہایت ہی دوراندیشی سے اسمیں کامیابی کی شکل نمایاں کردی تھی - اور وہ عمدہ طرح سے اندازہ لگا چکی تھی کہ ہندوستان میں اسقدر قلیل سرمایہ جمع کرلینا ایک ادنیٰ سی بات ہے چنانچہ ہمارے لارڈ کرزن کا یہ خیال نہایت ہی صحیح و درست نکلا - علاوہ ازیں ہمارے لارڈ کرزن رعایا ہند کو ایسے سبق انکی بہتری کے لئے دے رہے ہیں جو ہمیشہ کو ان کے کام آوینگے - ہمکو اپنی مدد آپ کرنے کے طریق سیکھنی چاہیے - علاوہ ازیں اگر ہندوستان کے معاملات کو گہری نظر اور غور سے دیکھا جائے تو ہم لارڈ کرزن کے تمام معاملات کو جو وہ ہند کیواسطے کر رہے ہیں دل سے پسند کرینگے - کوئی موٹی عقل کا آدمی بھی اس بات کو پسند نہیں کریگا کہ ہندوستان جنت نشان پر جو وقتاً فوقتاً بلییات ارضی و سمائی کا نزول ہوتا رہتا ہے کیا اسکا دفعیہ خود ہندوستان نہیں کر سکتا ابتک وہ دوسرے ملکوں ہی کے سہارے پر اپنی زندگی کا انحصار سمجھتے ہیں - یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس بدنصیب ہند پر جب کوئی بلا نازل ہو اس کے دفع کرنے کے لئے گدائی اور محتاجگی کا کاسہ ہاتھ میں لیکر تمام دنیا کے آگے ہاتھ پھیلائے جاویں - اللہ کی مرضی کہ ہندوستان طرح طرح کے صدمات کا نشانہ بنی ہوئی ہے سہ

ہر بلائے کز آسماں آید	خانہ ہندیاں کجا باشد

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ اس بیکس ہند پر قحط کا طوفان ٹوٹا تھا جسکا اثر ابتک چلا جاتا ہے قحط زدوں کیلئے بھی ریلیف فنڈ قایم کیا گیا تھا اور در در ہاتھ پسارنا پڑا تھا - علاوہ قحط کے افلاس بھی ایک سخت مرض ہندوالوں میں پیدا ہو گیا ہے باوجود اس کے وبائی طاعون ہندوستان گیر ہو رہی ہے ان تمام آفات سے بچنے کیلئے ہمکو کہاں کہاں کاسہ گدائی لیکر ہاتھ پھیلانا چاہیے - اور کس کس مصیبت میں بیرونی دنیا ہماری امداد کریگی اور کہانتک ہمارے کام اس طور سے چلینگے - اگر ان تمام باتوں کے پہلو پر خیال فرما کر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اسوقت ایک ادنیٰ سا آدمی بھی کہہ سکے گا کہ لارڈ کرزن ویسرائے ہند نے جو کچھ کیا وہ بہت عمدہ اور مناسب کیا اور یہ نہایت ہی ضروری تھا کہ ہمکو عملی طور پر دکھا دیا ہے کہ سیلف ہلپ کا سبق اسطرح سے دیا کرتے ہیں اور ہمکو ضروری بلکہ لازمی حتی کہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم

سیلف ہلپ کا سبق حاصل کریں اور اپنی مدد آپ کر نہیں کبھی قاصر اور عاجز نہ ہوں۔ واقعی لارڈ کرزن نے ہمکو یہ ایک عمدہ سبق دیا ہے ہمکو کب امید تھی کہ ہندوستان سے پانچ لاکھ روپیہ جمع ہو جاویگا ایک ذرا سی ہمت کرنیسے بجائے پانچ لاکھ کے پندرہ لاکھ کے قریب چندہ جمع ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے لارڈ کرزن صاحب بہادر ویسرائے ہز اکسلنسی نے محض اس خیال سے منشن ہوس فنڈ کو روکدیا ہے تو ہمیں مشکور رہنا چاہئے اور یہ یقین کرلینا چاہئے کہ فنڈ کے جاری نہونے دینے سے یہ منشا ہرگز نہیں تھا کہ ہماری اس تازہ مصیبت کو ولایت میں کم کر کے دکھلایا جائے۔ بلکہ ہمکو سکھلایا گیا ہے کہ مصیبت کو سطرح سے برداشت کرنا چاہئے اور اس طور پر اسکا دفع کرنا لازمی اور ضروری ہے پس اسے بہتر اور افضل بیشک ہماری نجات کا اور کوئی بہتر رستہ نہیں ہے کہ ہم خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں اور اسکی پریکٹس میں اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل کریں۔ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کرنیکا سبق سیکھنے سے ہی ہماری کل قوم کی حالت درست ہوگی۔ اور وہ ہر قسم کی ترقیوں میں کمال حاصل کریگی یہ یاد رہے کہ قدرت کی سختیاں اسیوقت تک ہیں جبتک ہم بلا تفریق مذہب و ملت تمام اہل ملک کو اپنا نہیں سمجھتے ہیں زمین و آسمان اسی وقت تک ہمارے دشمن ہیں جبتک نفسی نفسی کا جن ہمارے سروں پر سوار ہے۔ نفاق کا دیو ہمارے درمیان میں حائل ہے جس نے ہمکو منتشر اور متفرق کر رکھا ہے اسیوجہ سے ہمارے تمام کام دنیاوی اور دینی غیر مکمل پڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس قیامت صغریٰ سے جو زلزلہ کی صورت میں وارد ہوئی ہے ہم ہندوستان کے لوگ یہ سبق سیکھ جائیں کہ مصیبت کیوقت ایکدوسرے ہموطن بھائی کی مدد کرنا ہماری زندگی کا سب سے بڑا اور پہلا فرض ہے تو اس زلزلہ کو ایک رحمت سمجھنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھو کہ مدراس میں قحط پڑ رہا ہے تو ہمیں اس سے کیا۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ کانگڑہ پالم پور دھرمسالہ کا خطہ اگر الٹ گیا تو ہمکو کیا مطلب ہم تو بچگئے اور ہمارا کچھ نہیں بگڑا ؎

گر او نیستی دیگرے شد ہلاک
مرا ہست بط را ز طوفاں چہ باک

اگر اہل ہند کا ابھی تک ایسا ہی خیال رہیگا تو سمجھنا چاہئے کہ وہ صفحہ دنیا سے جلد محو کر دیجائینگے اور خدا بھی انکا مددگار نہوگا کیونکہ خدا کسی کی مدد نہیں کرتا جبتک وہ خود اپنی مدد نہیں کرتے اے ہندوالو اگر تم دین و دنیا میں اپنا بھلا چاہتے ہو تو اپنے دوسرے بھائیونکے ساتھ ہمدردی اور مدد کرو ؎

خواہی کہ خدائے بر تو بخشد
با خلق خدا بکن نکوئی

کیا تمکو پچھلی اقوام کی مصیبتیں یاد نہیں وہ کس طرح سے نشانہ بلا ہوئے تھے۔ خدا کی نافرمانی قوم کی برائی نے انکو برباد کر ڈالا ایسا یہ اچھا خیال نہیں چشم زدن میں تم پر بھی مصیبت آسکتی ہے۔ اے امرتسر۔ لاہور۔ جالندھر اور لدھیانہ کے لوگو تم جانتے ہو کہ ۴۔ اپریل کی صبح کو کیا تمہیں زندگی کی کچھ امید باقی رہی تھی؟ کیا قدرت کا زبردست ہاتھ ایک ہی لمحہ میں تمکو اور تمہارے تمام مکانات کو کانگڑہ اور دھرمسالہ کی صورت میں نہیں لا سکتا تھا کیا یہ کچھ دور تھا کہ تمہاری نعشیں بھی مکانوں کے ملبہ کے نیچے دبی ہوئی پڑی ہوتیں اور تم میں سے کچھ لوگ تین تین چار چار دن کے بعد مٹی اور اینٹوں کے ہزاروں من بوجھ اور کڑیوں اور شہتیروں کے نیچے سے نکالے جاتے۔ اور تمہارے لئے بھی نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب اس روز جبکہ وہ ڈلہوزی کو جانے والے تھے عزم سفر کی ملتوی کر کے تمہاری

حالت پر آنسو بہانے آتے شکر کرو کہ یہ حالت تم پر گذرتے گذرتے رہ گئی اور قدرت کے اس رحم کے شکریہ میں مسلمان لوگوں کی مدد کرو جن پر سچ مچ یہ کیفیت گذری ہے۔ ہر ایک اخبار پیغامبر لیڈر اور برگزیدۂ قوم کا فرض ہے کہ وہ اس آسمانی مصیبت میں پبلک کی فیاضی کے فیلنگ کو تحریک میں لائے اور پبلک کے ہر فرد کو لازم ہے کہ انسانیت کے سب سے بڑے پاک جوہر یعنی انسانی ہمدردی۔ ملکی خیر خواہی۔ قومی جوانمردی کام میں لاکر خلق خدا کی مدد کریں اور ایک دوسرے کی خدمت کو اپنا فرض سمجھیں ہمارے لارڈ کرزن نے ہمارے لئے جو کچھ کیا وہ بہت عمدہ کیا جب یہ تار حضور لارڈ کرزن بہادر بالقابہ کا گورنمنٹ انگلستان کو ملا تو مسٹر براڈرک نے ایک سوال کے جواب میں اطلاع دی کہ ویسرائے ہند نے لکھا ہے کہ اگرچہ گورنمنٹ ہند اس امر کی ضرورت نہیں سمجھتی کہ مینشن ہوس کے ذریعہ سے چندہ کی اپیل کیجائے لیکن موجودہ مصیبت صرف ہندوستان ہی کے عطیوں سے دور نہیں ہو سکتی ہے۔ ویسرائے کو امید ہے کہ برٹش ذرائع سے کم از کم بیس ہزار اسٹرلنگ مل جائے گا۔ اب تک دو ہزار دو سو پینسٹھ پونڈ وصول ہو چکے ہیں۔ مسٹر براڈرک کو امید ہے کہ پورے بیس ہزار آئندہ وصول ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں جس وقت سر سیمور کنگ نے سکرٹری آف اسٹیٹ ہند سے سوال کیا تھا کہ ویسرائے کے زلزلہ کے فنڈ میں انگلستان سے جو چندہ گیا ہے۔ چونکہ وہ ابھی تک پانچہزار پونڈ نہیں ہوا ہے۔ تو کیا اب برٹش عوام سے مزید اعانت کی استدعا مناسب سمجھتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسٹر براڈرک نے جواب دیا کہ جس طرح کی استدعا کی گئی تھی۔ وہ گورنر جنرل کی سفارش سے قرار دی گئی تھی۔ اور فنڈ پر عوام الناس کا خیال راجع ہوا ہے۔ مجھے گمان ہے کہ بالفعل کوئی اور کوشش سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ابھی تک چندہ کی فہرست جاری ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ ابھی اور چندہ جمع ہوگا ۔

انگلستان میں تو یہ کوشش ہو رہی تھی اور ہندوستان میں آنریبل سر ڈنزل ایبٹسن کی ایک ذراسی چھٹی پر تمام پنجاب اور ہندوستان میں امیر و غریب اپنی اپنی حیثیت کے موجب بڑی فراخ دلی اور فیاضی سے چندہ دیتے تھے چنانچہ ہندوستان کے ہر گوشہ سے رلیف فنڈ کے بنکوں میں ہزارہا روپیہ روزمرہ آتا تھا۔ اور جابجا چندہ وصول کرنے کی غرض سے جلسہ کئے جاتے تھے۔ چنانچہ بہت جلد معقول روپیہ آنریبل سر ڈنزل ایبٹسن لفٹننٹ گورنر پنجاب کی مہربانی سے وصول ہوگیا ہم اس کل چندہ کی فہرست اور جلسوں کے حالات آئندہ صفحات میں دکھاوینگے ۔

علم زلازل اور ہند کے زلزلے

عطا ایسا بیان مجھکو ہوا رنگیں بیانوں میں — کہ بام عرش کے طائر ہیں میرے ہمزبانوں میں
اثر یہ بھی ہے اک میرے جنون فتنہ ساماں کا — میرا آئینہ دل ہے قضا کے رازدانوں میں
یہ خاموشی کہاں تک لذت فریاد پیدا کر — زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں
تغیر اس طرح کا محفل ہستی میں آیا ہے — کہ ہے چپ بیٹھ رہنا بھی تباہی کے نشانوں میں
مزہ دیتا نہیں کچھ صورت گل صد زباں ہونا — زباں جب ایک بھی گویا نہ ہو اتنی زبانوں میں

علوم الہی میں سے علم زلازل بھی ایک ایسا علم ہے جس کو جاننا اور حاصل کرنا بمنزلہ حکمت اور طب کے ہے اگرچہ ایسے علوم کا سیکھنا ایک عجائبات ہی میں نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدائی کاموں میں دخل دینا ہے۔ اہل علم نے تو یہاں تک ترقی حاصل کی ہے کہ مردہ جسموں میں خون پہنچا کر اُن کو متحرک اور بولنے تک کی نوبت پہنچا دی ہے اور ایسے حیرت انگیز واقعات پیدا کئے ہیں کہ بجز خدائے تعالےٰ کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا یہ تمام باتیں علوم وفنون کے حاصل کرنے پر محدود ہیں اور علوم وفنون بھی خدائے ذوالجلال والاکرام کی نعمتوں میں سے ہیں جو خاص اپنے بندوں ہی کے لئے اللہ نے بنائے اور پیدا کئے ان کا جاننا اور حاصل کرنا بھی بندگان خدا کا ایک فرض اعلےٰ ہے خداوند عالم سب سے زیادہ علیم اور محیط عالم ہے مگر اس کی نعمتوں کو حاصل کرکے ناچیز بندہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگے تو بیشک وہ بندہ نہیں پھر اگر اُس کے لیے ڈبل سزا اور غضب الہی مقرر کیا جائے تو تعجبات میں سے نہ ہوگا۔ حکمت کے زور سے اہل یونان نے کیا کیا کمالات نہیں دکھلائے لیکن وہ ان کمالات پر خدا کو بھول گئے اور خدا کی اطاعت سے منکر بن کر نکل گئے پھر وہ ایسے تباہ وبرباد ہوئے کہ ان کا نام تک بھی نہ رہا۔

عقل ودانش پہ نہ انسان کبھی ہو مغرور — آن کی آن میں یونان کا تختہ اولٹا

علوم عجائب اور غرائب کے حاصل کرنے میں ہم کو کمال دکھانا چاہئے مگر خدائے وحدہٗ لاشریک کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔ س

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت	بہر در کہ شد۔ ہیچ عزت نیافت

اگر ہماری قوم ان تمام علوم کو عبور کرنے کی کوشش کرے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ان ہی علوم عجائبات میں سے علم زلزلہ بھی ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے عقل سلیم کا حاصل کرنا بہت ضرور ہے۔ ہندوستان میں تو ایسے ایسے عقیل۔ دانا۔ فلاسفر اور حکیم گذرے ہیں جنکی ایجادوں کے حالات سُن سُن کر ایک عالم۔ عالم حیرت میں ہے۔ ہندوستان نے بڑے بڑے کام کئے ہیں جو اہل یوروپ کو تاقیامت نصیب نہیں ہو سکتی اگرچہ اس آخری دور میں اہل یورپ نے علم و ہنر کو بہت کچھ چمکایا اور جلادی لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ وہی ہمارے کہنہ علوم و فنون ہیں جو زنگ خوردہ ہو گئے تھے جن کو اب یورپ نے صاف و شفاف کر کے جلا دے ڈالی اور جلا دینے کے باعث وہ خود ہی مالک اور موجد بن بیٹھے لیکن یہ سراسر اپنی ہی غفلت اور سستی ہے ورنہ ہمارا تو یہ حال تھا ؎

شرق سے تا غرب جب عالم میں تھا قحط رجال	تھی ہماری قوم میں ارزانی اہل کمال
تھی ہماری دولت اے ہندوستان فضل و ہنر	آگیا تیری بدولت اپنی دولت کو زوال
ہمکو ہر جوہر سے یوں بالکل معرا کر دیا	تو نے اے آب و ہوائے ہندیہ کیا کر دیا

یہ زمانہ کا اُلٹ پھیر ہے زمانہ کبھی کیسا رنگ دکھاتا ہے اور کبھی کیسا یہ بھی گرگٹ کی طرح سے اپنے چولے بدلتا رہتا ہے کبھی تو ہندوستان علوم و فنون کے لحاظ سے ایسے عروج پر تھا کہ اپنا ثانی عالم میں نہ رکھتا تھا اور اب ایسی پستی کی حالت میں ہو گیا کہ غیر قومیں اُسکو ٹھوکروں میں رلاتی ہیں ؎

نہیں منت کش تاب شنیدن داستاں میری	خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری
ہوئی ہے سرمہ آواز گو لذت خموشی کی	نگہ بن بن کے آنکھوں سے نکلتی ہے فغاں میری
یہ دستور زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں	یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری
شکار خوف رسوائی ہے میری نوگرفتاری	کسی صورت ہو یا رب سارے دنیا راز داں میری
اُٹھائے کچھ ورق لالے نے۔ کچھ نرگس نے کچھ گل نے	چمن میں ہر طرف بکھری ہے اب روح رواں میری
الٰہی پھر مزا کیا ہے یہاں دنیا میں رہنے کا	حیات جاوداں میری نہ مرگ ناگہاں میری
مرا رونا نہیں۔ رونا ہے یہ سارے گلستاں کا	وہ گل ہوں میں خزاں جو گل کی ہو گویا خزاں میری

افسوس گذشتہ زمانہ کو یاد کر کے رونا کچھ فایدہ مند نہیں ہو سکتا! البتہ ہمکو عبرت حاصل کر کے

پھر ترقی کے زینہ کو درست کرنا چاہئے اور آسمان علوم کی معراج پر جلوہ نمائیاں دکھانی چاہئیں اگر علم و ہنر کے چرچے ہمارے دلوں سے نہ اوٹھتے تو آج یہ روز بد ہم کو دیکھنا نصیب نہ ہوتا جو زلزلوں کی بدولت دیکھنا پڑا۔ اگرچہ سنہ ۱۵۰۵ء مطابق ۳ ماہ صفر ۹۱۱ھ ہجری کو ایک سخت زلزلہ ہندوستان میں آیا تھا جس سے یہاں کے پہاڑ بھی ہل گئے تھے اور بڑی بڑی عالیشان عمارتیں جڑ سے اُکھڑ گئی تھیں زندوں کو قیامت اور مردوں کو حشر معلوم ہو گیا تھا شہر آگرہ میں اس زلزلہ کا غضب ناک اثر تباہی کی صورت میں دکھائی دیا تھا علاوہ مکانات اور عمارات منہدم ہونے کے درختوں کا یہ حال ہوا تھا کہ اپنی اپنی جگھوں سے اکھڑ اکھڑ کر دور دور جا پڑے تھے زمین کا یہ حال تھا کہ جا بجا سے شق ہو گئی تھی اس زلزلہ کی تاریخ میں یہ قطعہ بہت مشہور ہے ؎

در نہصد و احدے عشر از زلزلہا — گردید سواد آگرہ پے مرحلہا
بانکہ بناہاش بسے عالی بود — از زلزلہ شد عالہا سافلہا

اس روز بلاد ہند میں اس زلزلہ نے بڑی بھاری کھلبلی مچائی تھی تاریخ فرشتہ کے مورخ نے لکھا ہے کہ ایسا سخت زلزلہ ہندوستان میں کبھی نہیں آیا تھا۔ اگر وہ ان زلزلوں کو دیکھتا تو حیران رہ جاتا۔ اگرچہ اس زلزلہ سے آگرہ کی عمارت کو بہت کچھ نقصان پہنچا تھا مگر اُس زمانہ میں ہندوستان ایسا مفلس اور نادار نہ تھا جیسا اب ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس نقصان کی تلافی ہو گئی تھی اور گری ہوئی عمارتیں از سر نو تعمیر کرادی گئیں تھیں اس کے بعد آگرہ کی آبادی برابر ترقی کرتی گئی۔ جب بابر بادشاہ نے ہندوستان کو فتح کیا تو اس نے مقام آگرہ ہی کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا تھا بادشاہ اور امراء شاہی نے لب جمنا نہایت ہی عمدہ عمدہ پر بہار و پر فزا باغ لگائے بادشاہی مسجدیں تعمیر کرائیں۔ حمام اور باولیاں اور عمدہ و عالی شان نامی گرامی محل بنوا دئے جس سے آگرہ ایک بڑی شہرت کا مقام ہو گیا تھا۔

جس طرح قدیم زمانہ میں راجہ اندر کی مناسبت سے اندر پرست کہلاتی تھی۔ اسیطرح آگرہ راجہ جمراج کی تخت گاہ ہونے کی وجہ سے جم پرست کے نام موسوم تھا اس کے بعد ور زمانہ سے یہ شہر تباہ و برباد ہو کر ایک گاؤں کی حیثیت میں رہ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس جگہ کی زمین شور تھی اور قرب و جوار میں اگر نمک بہت پیدا ہوتا تھا اس وجہ سے یہ اگر کی مناسبت سے آگرہ مشہور ہو گیا۔ بہر حال اسلامی عہد حکومت سے پیشتر آگرہ ایک گانوں کی حیثیت میں راجہ بین والئے بیانہ (اب ریاست بھرتپور میں ہے) کے راج میں شامل تھا۔

جب قدرت نے ہندوستان کی سلطنت کا تاج مسلمانوں کے سر پر رکھا تو اول سلطان محمود پسر سلطان ابراہیم بن مسعود بن سلطان محمود غزنوی نے آگرہ کو فتح کر کے اسی مقام پر جہاں اب قلعہ ہے بادل گڈہ کے نام سے ایک قلعہ تعمیر کرایا اور بہت سی عمارتیں تعمیر کرائیں جو رفتہ رفتہ سب منہدم ہوگئیں۔ اس کے بعد ۹۰۸ھ یا ۹۱۰ھ میں سلطان سکندر لودی نے اس کو اپنا پائے تخت مقرر کر کے قلعہ بادل گڈہ کو از سر نو تعمیر کرایا اور اس کے علاوہ بڑی بڑی عمارتیں مسجد مدرسہ وغیرہ بنوائے۔ اور اُس کی آبادی میں ایسی کوشش کی کہ چند ہی روز میں آگرہ ایک عظیم الشان شہر ہوگیا۔ امراء شاہی نے جابجا محلے آباد کر کے ان میں عمارتیں تعمیر کرائیں جن میں وزیر اعظم سلطان سکندر لودی کا بازار محلہ کچہری گھاٹ کے پرانے قبالہ جات میں اب تک لکھا ہوا نظر آتا ہے۔

آگرہ۔ دہولپور وغیرہ میں روزانہ ۱۴۹۱ سنگ تراش شاہی عمارتوں میں کام کرتے تھے چنانچہ اس زمانہ کی عمارتوں سے اعتماد الدولہ کے قریب **بابر** کا چار باغ اب تک موجود ہے۔ بابر کے بعد شیر شاہ کے عہد میں آگرہ کی آبادی اور عمارت کو بڑی ترقی ہوئی۔ شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ بادل گڈہ کے پاس سلیم گڈہ کے نام سے ایک قلعہ تعمیر کرایا جس کے کچھ آثار موجودہ قلعہ کے اندر اب تک موجود ہیں۔

جب **اکبر اعظم** نے آگرہ کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا اُس کی رونق بہت کچھ ہوگئی۔ چند ہی روز میں۔ سینکڑوں ہزاروں نفیس عمارتیں تیار ہوگئیں ۹۷۲ھ میں قلعہ آگرہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جو سات آٹھ برس میں تیس لاکھ روپیہ کے صرف سے تعمیر ہوا۔ جمنا کے دونوں طرف تک امرائے نامدار نے عالیشان محلات اور باغات تعمیر کرائے اس وقت جمنا کے دو طرف آگرہ کی آبادی تھی جہانگیر اپنی توزک میں لکھتا ہے کہ "دریا کے مغرب کی آبادی طول میں دو کوس اور عرض میں ایک کوس کل سات کوس کے دور میں ہے اور دریا کے مشرق کی جانب کی آبادی طول میں ایک کوس اور عرض میں نصف کوس کل ڈھائی کوس کے دور میں ہے لیکن عمارات کی اس قدر کثرت ہے کہ مثل شہر ہائے عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے چند شہر آباد ہو سکتے ہیں اکثر عمارتیں سہ منزلہ اور چہار منزلہ ہیں اور آبادی کی اس قدر کثرت ہے کہ کوچہ و بازار میں چلنا دشوار ہوتا ہے۔

شاہجہان کے عہد تک آگرہ کی آبادی اور رونق برابر ترقی پر رہی مینڈس لو یورپ

کا ایک سیاح جو شاہجہاں کے وقت میں یہاں آیا تھا لکھتا ہے کہ وہ آگرہ اصفہان سے جو بڑی رونق پر تھا دوگنا ہے۔ ڈاکٹر ایف برنیر جو شاہجہاں کے اخیر عہد میں جبکہ شاہجہاں نے دہلی کو شاہجہاں آباد کے نام سے آباد کر کے اپنا دار الخلافت مقرر کیا تھا ہندوستان میں آیا اور مدت تک سلطنت مغلیہ کی ملازمت میں رہا اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ آگرہ کو وسعت اور کثرت عمارت میں جن کو امرا اور راجاؤں اور غیر ملازم شرفا نے عمدہ تپھر یا اینٹ سے تعمیر کرایا ہے دہلی پر فوقیت حاصل ہے اور کارواں سرائیں بھی اس میں وہاں کی نسبت زیادہ ہیں اور دو مقبرے (ممتاز و اکبر) ایسے عمدہ ہیں اگر آگرہ کو اس بلند مقام سے کھڑے ہو کر دیکھیں تو اس کا منظر ایک خوشنما گاؤں کی شکل کا معلوم ہوگا۔ کیونکہ امرا کا معمول ہے کہ اپنے مکانوں کے صحنوں اور باغوں میں بڑے بڑے سایہ دار درخت لگاتے ہیں۔ جن میں ہندو مہاجنوں کی اونچی اونچی حویلیاں تو ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے جنگل کے اندر کوئی پرانی گڈھی

آگرہ جہاں گیر کے عہد تک آگرہ کے نام سے موسوم رہا لیکن شاہجہان نے والد کی وصیت سے جلوس کے پہلے ہی دن اکبرآباد نام رکھا اس دن سے اس کا نام سرکاری کاغذات میں اکبرآباد لکھا جانے لگا جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے شاہجہاں نے روضہ ممتاز محل کے علاوہ قلعہ آگرہ میں موتی مسجد۔ دیوان خاص وعام وغیرہ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرا کر آگرہ کی رونق کو دوبالا کر دیا۔ شاہجہان کے بعد آگرہ کی ترقی محدود ہو گئی۔ چوامن اور سورجمل جاٹ نے اس کی تباہی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ سینکڑوں نفیس عمارتیں جڑ سے اکھیڑ ڈالیں عمدہ عمدہ تپھر آگرہ سے لے جا کر ڈیگ (بھرت پور میں ہے) میں محل بنوائے اور روضہ ممتاز محل کی بے نظیر عمارت میں بھس بھروا دیا غرضکہ اس لوٹ کھسوٹ سے آگرہ دن بدن برباد ہوتا گیا شرفا روٹیوں تک کو محتاج ہو کر جدھر جس کے جی میں آیا چلے گئے اس کے بعد کچھ دنوں مرہٹوں کا دور دورہ رہا اور جب تک جنرل لیک صاحب نے ۱۸۰۳ء میں آگرہ کو فتح نہ کیا تھا آگرہ برابر تباہ و برباد ہوتا رہا جنرل لیک صاحب کے فتح کرنے کے بعد کو مرہٹوں کے زمانہ سے اس کی آبادی وغیرہ میں ترقی ہو گئی لیکن چونکہ تمام شرفا اور قدیمی خاندان تباہ ہو کر آگرہ کو چھوڑ چکے تھے لہذا پہلی سی رونق پیدا نہ ہو سکی۔ کیا افسوس کی بات نہیں کہ آج اسی آگرہ میں جو کسی زمانہ میں تمام ہندوستان کے شہروں کا سرتاج تھا سوائے ایک دو قدیمی خاندانوں کے جو اب حالت افلاس میں ہیں کسی قدیم خاندان کا نام و نشان باقی نہیں رہا

اور وہ شہر جو کسی زمانہ میں علم و فضل کا مرکز تھا آج جہالت میں بڑھا ہوا ہے چھوٹے چھوٹے شہروں میں علمی مجلسیں - کتب خانے - کلب قایم ہیں مگر یہاں کسی کو اس کا مذاق نہیں آج آگرہ میں اگر ممتاز محل کا بے نظیر مقبرہ نہ ہوتا تو غیر ملک کا کوئی سیاح اس کا نام بھی نہ لیتا - بہی خواہان آگرہ کا فرض نہیں ہے کہ یہاں ایک کتب خانہ قایم کرکے علمی مشاغل پھیلانے کی کوشش کریں اگر چند با ہمت اصحاب ہمت باندھکر کچھ چندہ جمع کریں تو اُمید ہے کہ شہر کی میونسپلٹی بھی فیاضی سے امداد کرنے میں دریغ نہ کریگی -

ہندوستان کے کہنہ زلزلے - ہندوستان کی پچھلی دو صدیوں میں جو بڑے زلزلہ آئے وہ سب ۱۸۱۹ء کے زلزلہ علاقہ کچھ کے سوا کوہ ہمالہ ہی سے اُٹھی تھی اس زلزلہ سے بڑھ کر ۱۷۳۷ء کا جانکاہ وہ زلزلہ تھا جو آسام میں پیدا ہو کر بنگال میں نمودار ہوا تھا جس نے تین لاکھ جانیں تہ تیغ بے دریغ کرکے پیوند زمین کر ڈالیں ۱۷۶۲ء اور ۱۸۲۹ء میں بھی بنگال اور برہما کو ظالم زلزلوں نے سخت نقصان پہنچایا - ۱۸۳۳ء کے زلزلہ میں نیپال اور بنگال کو صدمہ پہنچا ۱۸۶۹ء کے زلزلہ میں جو کچھار سے اوٹھا تھا جس نے آسام اور مشرقی بنگال کو تہ و بالا کر دیا تھا ۱۸۹۷ء کے زلزلہ آسام نے مونگیر تک صوبہ بنگال کو بھی ویران کر دیا تھا اور نینی تال تک محسوس ہوا تھا - یہ تو کوہ ہمالہ کے شمالی مشرقی حصہ کے چند بڑے بڑے زلزلوں کے سنین ہیں اور شمالی مغربی حصہ کے بڑے بڑے زلزلے حسب ذیل ہیں - ۱۷۲۰ء اور ۱۸۰۳ء کے زلزلہ دہلی تک بشدت محسوس ہوئے - قطب صاحب کی لاٹھ کی بالائی منزل ۱۸۰۳ء کے زلزلہ ہی میں گری تھی - لاہور میں ۱۸۲۷ء کو سخت زلزلہ آیا تھا کشمیر میں ۱۸۰۸ء اور ۱۸۲۸ء و ۱۸۸۵ء میں شدید زلزلے آئے تھے آخری سال کے مئی اور اگست کے درمیان کشمیر میں متواتر زلزلے آتے رہے جس کے دوران میں ۲۵ سو جانیں ضایع ہوئی تھیں ۱۸۴۲ء میں جس زلزلہ نے افغانی قصبہ جلال آباد کے قلعہ کو منہدم کردیا تھا وہ زلزلہ منصوری تک محسوس ہوا تھا - مبصروں کا بیان ہے کہ سلسلہ کوہستان ہمالہ کی اکثر چوٹیاں ابھی پوری بلندی تک نہیں پہنچیں - ان کے نیچے ابھی تک آتش فشانی کرنے والا مادہ موجود ہے جو گاہ بگاہ کوہ ہمالہ کے پہاڑوں کو اپنے زور سے اونچا کرتا رہتا ہے -

کوہ ہمالہ کی بلندیوں کا بڑھنا اور گھٹنا - لیکن حال کے زلزلہ یعنی ۴ - اپریل کے بھونچال سے اول اُن مبصروں کی بصیرت میں بڑا فرق دکھائی دیتا ہے اور ان کا بیان

سراسر غلط ثابت ہوتا ہے ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ کوہ ہمالہ کے اکثر
پہاڑوں کی بلندی کم ہوگئی ہے یعنی گھٹ گئی ہے بلکہ اکثر پہاڑ زمین میں دھنس گئے ہیں
یعنی کسیقدر نیچے ہوگئے بلکہ کوہ منصوری میں بھی یہی واقع ظہور پذیر ہوا اور اس واقع کی پوری
پوری تصدیق اسوقت بخوبی ہوجاویگی جب یہ پہاڑ از سر نو پیمایش کئے جاوینگے کیونکہ عقل اس بات
کا تقاضا کرتی ہے کہ جسقدر مادہ ٹھوس یعنی سخت ہوگا وہ حرکت سے بڑھ نہیں سکتا بلکہ کم ہوسکتا ہے
جو وزن دار چیز زمین سے ٹکراویگی وہ زمین ہی میں گھسیگی تاکہ زمین اس کو بڑا کردی گی - یا پھیلاوی
گی ہاں اگر کوئی مادہ ہلکا - پولا - یا نہایت نرم ہو تو اس میں ہوا بھر کر اس کو بڑا کر سکتا ہے اور بڑھا
سکتا ہے اور کلیہ قاعدہ ہے کہ جب وزنی چیز کو کسیقدر فاصلہ تک اُٹھایا جائے اور پھر اُسکو ایک
دم چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنے وزن کی مقدار کے موافق جسقدر زور سے اپنی جگہ پر بیٹھے گی اوسیقدر
نیچے ہوجاویگی یا اس طرح کہا جائے کہ اس کے نیچے کی جگہ جس قدر ملایم اور پولی ہوگی ایقدر وہ
وزن سے نیچے کو دب جاویگی ہاں اگر اس کے نیچے کا مادہ سخت ہوگا تو وہ نیچے نہیں دبے گا بلکہ
جو ملایم اجزا ہونگے وہ اس حرکت سے ضرور کسی قدر سخت ہوجاوینگی - جب زلزلہ آتا ہے تو زمین
کا آتشیں اور ہوائی مادہ زمین کو اوپر اُٹھاتا ہے لیکن جب وہ ہوائی طاقت کم ہوجاتی ہے یعنی
ہوا نکل جاتی ہے تو زمین یا پہاڑ جن کو حرکت ہوتی ہے وہ پھر اُسے زور سے جس زور سے کہ وہ
اُٹھائی جاتی ہیں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھتے ہیں اس صورت میں اگر ان کے نیچے کا مادہ ہلکا اور پولا
ہوتا ہے تو زمین و پہاڑوں کے بوجھ سے دب جاتا ہے اور اگر زمین یا پہاڑوں میں کسی قسم کی
کھوکھلائی یعنی نرمی یا سوراخ کم و بیش ہوتے ہیں تو وہ اس حرکت سے درہم برہم ہوکر ٹھوس
بن جاتی ہیں اس صورت میں بھی زمین یا پہاڑ بڑھ نہیں سکتے بلکہ گھٹ ہی سکتے ہیں البتہ ایسا
ضرور ہوسکتا ہے کہ جب آتشیں مادہ زمین یا پہاڑوں کو اُٹھاتا ہے اگر اس وقت اس خلا میں
کسی دوسری جگہ کا مادہ اُن کے نیچے آکر دب جائے تو وہ خواہ مخواہ بھی بڑھ جاوینگی - مگر جس مقام
سے وہ مادہ اُٹھکر دوسرے مقام پر ٹھہر جاتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اُٹھنے والے مادہ کی جگہ بہت
نیچے ہوجاویگی اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک چارپائی کے دو پاؤں میں لکڑی یا پتھر کے
ٹکڑے دبائے ہوئے ہیں اس صورت میں چارپائی کی سطح برابر ہے اگر اس کے ٹکڑے نکال
دئے جاویں تو وہ بہر صورت نیچے ہوجاوینگے اور دوسرے دو پاؤں میں رکھ دئے جائیں تو وہ بڑی
اور اونچی ہوجاویگی اس صورت میں پہاڑوں کا گھٹنا بڑھنا ہوسکتا ہے نا کہ خواہ مخواہ کوئی پہاڑ ہوا سے

جاپان میں ایک جزیرہ کا برآمد ہونا

ہمیشہ بڑھتا ہے ہم اس اپنے ثبوت کو قوی کرنے کے لئے جاپان کی ایک دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جاپان میں زلزلہ کی وجہ سے ایک جزیرہ خودبخود پیدا ہوگیا اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۴ء سے سمندر میں ایک گونج یعنی ایک قسم کی آواز پیدا ہوئی اور وہ گونج ۲۰ نومبر تک برابر قایم رہی اور اس تاریخ سے ۵ دسمبر تک سخت غبار چھایا رہا اور آخری تاریخ کو وہ دور ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نیا جزیرہ ابھر آیا ہے جس پر جاپانی لوگ فروری ۱۹۰۵ء سے آباد ہو گئے۔ پس اس کے یہ معنی ہیں کہ زلزلہ نے دوسری جگہ سے مادہ کھینچ کر ایک مادہ کو اٹھایا اور اس کے نیچے اور مادہ ٹھوس دیا جس جگہ سے وہ خشک مادہ نکالا گیا وہاں تو پانی بھر گیا ہوگا اور پانی کی جگہ زیادہ خشکی اور پہاڑ کا مادہ جمع کر دیا گیا جس سے ایک پہاڑ نمایاں طور سے ثابت ہوگیا اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے ہیں کہ یہ جزیرہ پانی پر تیر رہا ہے بلکہ زلزلہ نے اس زمین کو اوپر کو اٹھایا اور اس کے نیچے یا اوپر اور ایک زمین کو دے پٹکا جس سے وہ ایک اونچی سطح ہو گئی اس خیال سے ان لوگوں کا یہ خیال ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کوہ ہمالہ کی اکثر چوٹیاں ابھی بلندی کو نہیں پہونچیں بلکہ آتشیں مادہ اُن کے نیچے ہونے کے سبب سے اور بلند ہونگی۔

شملہ کے ٹاؤن ہال کا بڑھنا و گھٹنا

اسی طرح سے ایک مبصر صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ کوہ شملہ کا جو ٹاؤن ہال ہے اور جس بلندی پر ہے اُس کی بلندی بھی بڑھتی جاویگی۔ اور بڑھ گئی ہے لیکن ایک دن پھر اپنی اصلی سطح پر بیٹھ جاویگی۔ مبصر صاحب کا یہ بیان بھی مبالغہ پر مبنی معلوم ہوتا ہے اگر وہ جاکھو کے پہاڑ کو کہتے تو وہ کسیقدر یقین کے قابل ہو جاتا یا ویسریگل لاج کی نسبت بیان کرتے تو ایک بات تھی شملہ کا ٹون ہال کوئی ایسی بڑی عمارت نہیں ہے جو دنیا میں بڑی اور بے نظیر ہو اس سے عمدہ عمدہ اور بڑی بڑی عمارتیں موجود ہیں۔ اور پھر ایک عمارت کی نسبت ایسا بیان کرنا مبالغہ میں داخل ہے ہاں اگر شملہ کی آبادی کی نسبت کہا جاتا یا اُس پہاڑ کی نسبت جس پر ٹاون ہال۔ گرجاگھر اور ڈاکخانہ اور بازار وغیرہ کوٹھیات واقع ہیں تو بجا کہا جاتا اور قرین وقیاس ہوتا لیکن ایک عمارت کی نسبت ایسا خیال کرنا کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے اگرچہ شملہ کا پہاڑ آتشیں پہاڑ نہیں کہلاتا لیکن ہمکو یہ ضرور خیال ہوتا ہے کہ ضرور کسیقدر آتشیں پہاڑ اس کے دامن میں واقع ہیں کیونکہ ریاست بھجے میں ایک آتشیں چشمہ ضرور ہے جس میں سے گرم پانی نکلتا ہے اگر آتشیں پہاڑ ہونے کی وجہ سے کوہ ہمالہ کی چوٹیاں اور شملہ کا ٹاؤن ہال ہی اُچ کو بڑھتا ہوا نظر آتا ہے تو دنیا میں جو اور بڑے بڑے آتشیں پہاڑ ہیں وہ بھی ضرور ہی بڑھتے ہونگے لیکن تجربہ سے جو ثابت ہوا وہ مبصروں

کے برخلاف ہے - اور اب تو ٹوں ہال کسی صورت سے بڑھ ہی نہیں سکتا کیونکہ اُس کے نیچے سے ایک چھوٹی سی سرنگ نکالی گئی ہے جس میں عام آدمی تلی چھریں وغیرہ جایا آیا کرینگی زمین کے مسامات کھل جانے سے ہوا کا اخراج ہوتا رہیگا زلزلہ کا سبق حاصل کرنے کے لئے ہمکو جاپان سے سبق لینا چاہئے کیونکہ جاپان نے علم زلازل میں بہت ترقی کی ہے -

جاپان اور علم زلازل

یہ معلوم کرکے تعجب ہوگا کہ زلزلوں کے مطالعہ اور اس قدرتی کرشمہ کے ساتھ عام دلچسپی کا آغاز جاپان میں ہوا - جب گورنمنٹ جاپان نے مغربی علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے اجنبیوں کو اپنے ملک میں طلب کیا تو ان نو واردوں کی توجہ قدرتی طور پر یہاں کے زلزلوں کی جانب رجوع ہوئی اور ان لوگوں کو اُس سے روز بروز دلچسپی زیادہ ہوتی گئی - کیونکہ زلزلوں کی رفتار صدیوں سے بڑھتی ہوئی چلی آتی تھی اور رات دن زلازل ہی کی فکر میں گذرتی تھی جس سے بے شمار نفوس کا اتلاف ہوتا تھا اور بڑے بڑے عالیشان شہر اور قصبہ برباد ہوتے تھے چنانچہ ۲۲ فروری ۱۸۸۰ء کو آدھی رات کے وقت ایک غیر معمولی زلزلہ آیا - اور شہر یوکوہاما کی ایسی حالت ہوگئی گویا کہ توپوں سے ڈھا دیا گیا ہے - اس سے جاپانیوں میں بہت جوش پیدا ہوا - اور بہت جلد ایک سوسائٹی قایم کردی گئی اور جس جس مقام پر عام زلزلہ کے اُستاد اور اس کے ماہر معلوم ہوئے ان کو بلایا گیا اور ایک سائنٹیفک کمیٹی قایم کی گئی - جس نے علم زلازل اور آلات زلازل کو ایسی ترقی دی جو عالم میں بے نظیر ثابت ہوئی کہنہ اور دقیانوسی آلات کو خیرباد کہکر نئے نئے آلے ایجاد کئے علم زلازل میں ایسی ترقی کی کہ سابقہ اصولوں کو چھوڑ کر جدید معلومات اور مشاہدات اور تجربات کو اعلیٰ درجہ کی ترقی دیکر بھونچالی معاملات میں کمال درجہ کا کمال پیدا کیا گیا اس اہم معاملہ میں جاپان تمام یوروپ سے گوے سبقت لے گیا - اور یہاں تک نوبت پہنچائی کہ زلزلہ سے متعلق کالج تک قایم کردی چنانچہ جاپان کا سسمک کالج مشہور ہے - ۱۸۹۳ء میں گورنمنٹ جاپان نے ایک قیمتی کمیٹی سائنٹیفک پریکٹیکل آدمیوں کی قایم کی جس نے اپنی تحقیقات کے بہت سے نتایج شایع کئے - اور ایسے آلات ایجاد کرنے کی کوشش کی گئی جن سے یہ دریافت ہوسکے کہ زلزلہ کس وقت آئیگا - اور اُس کا زور کس قدر ہوگا - اور حرکت کس قسم کی ہوگی - پچھلے

آلات جس قدر تھے وہ سب ردی کر دئے کیونکہ اُن سے آیندہ حالات زلزلہ کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ اس کے بعد تجربہ اور مشاہدہ شروع کئے اور تمام ملک میں مشاہدہ کے لئے ایک ہزار مقامات منتخب کئے۔ اور نہایت زور شور سے کوشش بلیغ سے زلزلوں کے دریافت کرنے میں دلچسپی لی گئی اور اس کام میں اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل کی جس کی وجہ سے جاپان کا ملک بچ گیا جہاں پر سینکڑوں زلزلے آتے رہتے ہیں ملک اور قوم کے خیر خواہ ایسے رفاہ عام کام میں جان و دل سے کوشش کرتے ہیں لیکن ان زلزلوں کے کام میں جو حصہ پروفیسر ملنی نے لیا ہے وہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ ۱۲ جون ۱۸۹۷ء کو آسام میں جو زلزلہ آیا تھا اُس کے متعلق اطلاع حاصل کرنے کے لئے جاپان سے کمیٹی مذکور کے دو ممبر آئے۔ دیگر ممالک نے بھی زلزلہ کے مشاہدہ کے لئے اسٹیشن قایم کئے۔ چنانچہ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی میں بھی اسٹیشن قایم ہوئے۔ جاپان میں ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۲ء تک ۱۳۳۱ یا ایک ہزار فی سال سے زیادہ زلزلے آئے۔ دنیا کے بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں بحساب اوسط فی آدھ گھنٹہ ایک زلزلہ آتا رہتا ہے۔ زلزلہ اور آتش فشاں پہاڑوں میں بہت کم تعلق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جاپان میں زلزلے ایسے مقامات پر زیادہ آتے ہیں۔ جہاں آتش فشاں پہاڑ تمام کو نہیں۔ بعض اور مقامات پر ایسا ہوتا ہے کہ آتش فشاں پہاڑ کے قریب زلزلہ کا زور نسبتہً کم ہوتا ہے۔ جن مقامات پر زمین کی سطح کمزور ہو اُس میں شگاف ہوں وہاں زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ سمندر کی تہ کی زمین چونکہ ملایم ہوتی ہے۔ اس لئے وہاں زلزلے بھی اکثر آتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات اس قدر زور ہوتا ہے کہ سمندر کا پانی ۲۴-۲۴ گھنٹے تک متلاطم رہتا ہے کبھی کبھی زلزلے سمندر کے عمق میں بھی فرق ڈال دیتے ہیں۔ زلزلہ کی حرکت آسانی سے محسوس ہو جاتی ہے۔ مکان کے دروازوں کی زنجیریں ہلنے لگتی ہیں۔ برتن ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں۔ لٹکی ہوئی ہانڈیاں زور زور سے جھولنے لگتی ہیں۔ میز پر پنسل کھڑی کر دینے سے بھی زلزلے کی حرکت معلوم ہو جاتی ہے لیکن کبھی کبھی یہ سب چیزیں زلزلہ کی حرکت کا ذرا بھی پتہ نہیں دیتیں۔ اس غرض کے لئے بہت سے آلے ایجاد کئے گئے ہیں جن سے یہ حرکت خواہ کیسی ہی خفیف ہو فوراً معلوم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ زلزلہ اپنے اصل مقام سے پچاس پچاس میل کے فاصلہ یا عمارتوں کی بالائی منزلوں پر بہت زور سے محسوس ہو لیکن زمین کی افقی حرکت عموماً ½ انچ سے کم ہوتی ہے نصف انچ کی حرکت بھی خوفناک ہے اگر یہ ایک انچ تک پہنچ جائے تو پھر تباہ ہی کر کے چھوڑتی ہے۔ ۱۸۹۱ء کی ۲۶-اکتوبر کو جاپان میں جو زلزلہ آیا تھا اُس کی حرکت ۹-انچ تھی۔ اسی کا

یہ نتیجہ ہوا کہ زمین شق ہوگئی اور درختوں نے پہاڑیوں سے گر کر وادیوں کو پاٹ دیا اور اُن کو نیست و نابود کر دیا زمین برائے العین سمندر کی طرح موجیں مارتی معلوم ہوتی تھی۔ زلزلہ کی حرکتوں کا فصل علی العموم ۱/۲ سے ۱/۵ سکینڈ تک ہوتا ہے زلزلہ کی آمد کی خبر شل فیرنٹ کے بعض چھوٹے چھوٹے پرندوں کو ہو جاتی ہے۔ جو حرکت محسوس ہونے سے پہلے ہی خوف سے چیخنے لگتے ہیں۔ ۴-اپریل کے زلزلہ سے پہلے پرندوں میں سخت شور مچا ہوا تھا اور اُنہوں نے اپنے آشیانے چھوڑ دئے تھے مور وغیرہ زور سے چلاتے تھے کتے بیتاب ہو کر بھونکتے اور روتے تھے۔ خچریں۔ گاوان بھینیں وغیرہ وحشت سے بھاگتی تھیں غرضکہ جانوروں اور حیوانوں کو زلزلہ سے پہلے زلزلہ کی آمد معلوم ہو جاتی ہے قدرت خدا ہے کہ حیوانوں کو تو معلوم ہو جائے مگر انسان اس حرکت کو پہلے معلوم نہیں کر سکتا اور اس کی کنہ اور حقیقت کو بھی نہیں پہنچ سکتا بعض اوقات زلزلہ سے ایک دو سکینڈ قبل ایک خاص قسم کی آواز ہوتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ریل جا رہی ہے یا کوئی چکی چل رہی ہے یا کوئی گاڑی گھڑگھڑ کرتی ہوئی گذر رہی ہے چنانچہ یہ تمام علامتیں حال کے زلزلہ سے بخوبی معلوم ہوئیں چھوٹے چھوٹے زلزلے چند سکینڈ سے لیکر ایک منٹ تک قایم رہتے ہیں۔ مگر بڑے بڑے زلزلے دو دو تین تین منٹ تک بھی رہتے ہیں معمولی آلہ کے ذریعے سے حرکت ۶ سے ۱۲ منٹ تک محسوس ہوتی رہتی ہے۔ زلزلہ کی رفتار ۶/۱۰ کیلومیٹر سے ۲ کیلومیٹر فی سکینڈ تک ہوتی ہے۔ اور اصل مقام سے جس قدر حرکت کا فصل بڑھتا جاتا ہے اُسیقدر اُس کی رفتار تیز ہوتی جاتی ہے زلزلہ اپنے اصل مقام سے بہت دور دور تک پہنچ جاتا ہے مثلاً برطانیہ عظمیٰ میں تقریباً ۱۰۰ زلزلے سالانہ آتے ہیں حالانکہ ان میں سے شاذ ہی ایسے ہوتے ہیں جو پیدا بھی برطانیہ میں ہوتے ہوں۔ ۱۸۴۲ء میں کومری واقع پرتھ شائر (برطانیہ) میں صرف ایک ماہ کے عرصہ میں ۱۲ زلزلے آئے تھے۔ مگر اب تعداد ایک دو سے زیادہ نہیں بڑھتی۔ زلزلہ کے ابتدائی جھٹکے بعد کے جھٹکوں سے شدید تر ہوتے ہیں۔ اور بہ نسبت موسم گرما کے موسم سرما میں زلزلے زیادہ محسوس ہوتے ہیں۔ ایام مقررہ وغیر مقررہ کی بھی کوئی قید نہیں ہے انسانی دل و دماغ پر زلزلوں کا اثر بالکل ہی مختلف ہوتا ہے انگلستان جیسے ملک میں جہاں زلزلہ اکثر آتا رہتا ہے یہ مضرت رساں خیال کیا جاتا ہے اگرچہ ایک فیصدی سے بھی کم ایسے ہوتے ہیں جن سے کوئی معتدبہ نقصان نہیں ہوتا۔ تاہم بالکل ممکن ہے کہ زلزلہ کا کوئی جھٹکا بہت سے دماغوں کو مختل کر دے چنانچہ وادی کانگڑہ میں زلزلہ آنے سے

پہلے لوگوں کے دماغ پراگندہ ہوگئے تھے اور حواس باختہ بن گئے تھے اور ایک قسم کی وحشت سی دل اور دماغ میں چھاگئی تھی زلزلہ کے یہ تمام آثار صحیح تھے یہ قاعدہ زلزلہ کا بہت ٹھیک ہے کہ کم سے کم اُس وقت تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مخلوق خدا پر ایک عام ہیبت اور دیوانگی طاری ہوجاتی ہے ۱۸۹۱ء کے زلزلہ جاپان نے جس سے ۹۹۶۰ جاپانی جانیں ضایع ہوگئی تھیں اور جو آدمی اُس بلا سے بچ گئے تھے وہ ریڑھ وغیرہ اعضا کے امراض میں مبتلا ہوگئے تھے -

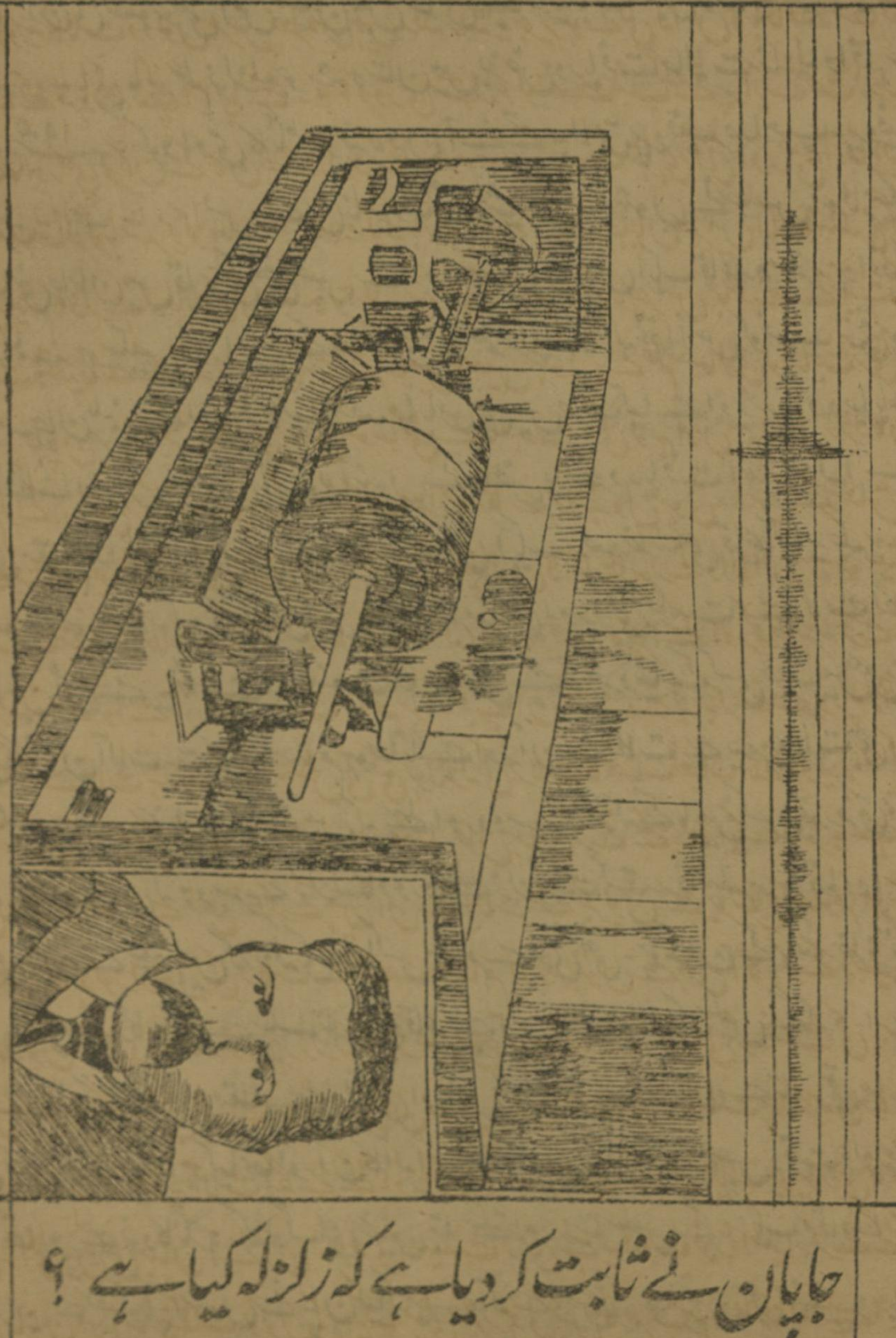
۴-اپریل ۱۹۰۵ء کا شمالی بھونچال بعض بعض امور میں اُس زلزلہ کے مشابہ ہے جس نے یکم نومبر ۱۷۵۵ء کو لزبن پائی تخت پرتگال کو برباد کیا تھا وہ امور یہ ہیں اول اُس سال میں سردی زیادہ تر نمودار ہوئی تھی - دویم بارش کثرت سے برسی تھی - سویم زلزلہ سے پہلے ہوا بہت ہی گردآلود تھی - چہارم زلزلہ کی تاریخ رویت ہلال سے تین دن قبل تھی پروفیسر ملن جزیرہ وائٹ کے مرکز قصبہ شاند میں رہتے ہیں اُن کے پاس زلزلہ کے ایسے آلات ہیں جو کرہ ارض کی ہلکی جنبش کو بھی ظاہر کردیتے ہیں - پروفیسر مذکور اگرچہ ایک مشہور سائنس داں ہیں اور تمام سائنسی حلقہ میں اُن کی عزت ہوتی ہے مگر معمولی طور پر اس کی روزانہ زندگی کی کسی کو زیادہ خبر نہیں ہوتی مگر چند سال سے اس کام میں بڑی گہری دلچسپی ظاہر کی جاتی ہے کیونکہ اُس نے یہ بتلایا ہے کہ خوفناک زلزلہ کا اثر جو حال ہی میں شمالی ہند میں آیا تھا اُسکے آلات پر جزیرہ وائٹ میں بھی ہوا ہے اور یہی ثابت ہوا ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کی جنبش نصف کرہ ارض کے گرد گھوم گئی ہے - پروفیسر مذکور کو اس میں کوئی عجیب بات نظر نہیں آئی اور نہ ہی وہ اس قابل تھا کہ صدمہ کی قیامت کا عرصہ تبلا سکے مگر آلات سے اتنا ظاہر ہوگیا ہے کہ یہ زلزلہ سخت تھا -

شروع قسم دوم علم زلزلہ

ایک سائنس کا اُستاد مفصل ذیل واقعات کو ظاہر کر کے تبلاتا ہے کہ وہ کیسی تیزی سے زلزلہ کے واقعہ کو دریافت کرلیتا ہے - ۳۱ دسمبر ۱۸۹۷ء کو ایک سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہوا کہ دو بجری تار ٹوٹ گئے - پروفیسر نے فوراً جواب دیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے بلکہ میرے آلات سے معلوم ہوتا ہے کہ تار بجری ۲۹ - دسمبر ۱۸۹۷ء کو ساڑھے گیارہ بجے صبح کے ٹوٹ گئی تھی - اس نے بتلایا کہ حادثہ جزیرہ ہیٹی کے ساحل پر واقع ہوا تھا بجری تار خبروں کی کمپنیوں کے نزدیک پروفیسر ملن کی تحقیقات ہزاروں لاکھوں پونڈ کے برابر ہے - علم زلزلہ کا وہ اُستاد اور ماہر ہے - اس نے تمام دنیا میں جا کر زلزلہ اور علم زلزلہ کا مطالعہ اور مشاہدہ

گیا ہے۔ بیس برس کا عرصہ گذرا کہ گورنمنٹ جاپان نے اس کو بلایا اور اُن زلزلوں کے صدمات کا حال دریافت کیا جو جاپان میں کثرت سے آتے ہیں۔ ہم ذیل میں زلزلہ دریافت کرنے والی مشین کا نقشہ دیتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں اور یہ مشین پروفیسر ملن کی ہے اور اُن کی تصویر بھی اس مشین میں شامل ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پروفیسر اوموری جاپانی ماہر علم زلزلہ جو ہندوستان میں بغرض دریافت حالات زلزلہ واقعہ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو وادی کانگڑہ وغیرہ میں آئے تھے یہ لایق پروفیسر صاحب۔ پروفیسر جان ملن۔ ایف۔ آر۔ ایس کے ہی نامور شاگرد رشید ہیں۔ انہوں نے سسس مولاجیکل سوسایٹی جاپان میں قایم کی تھی جس کے رو سے جاپان میں ایک قاعدہ مقرر ہوا تھا کہ زلزلہ قلمبند ہو سکیں اور اس کے ساتھ ہی جو علم زلزلہ کا آلہ تھا اُس کو خوب ترقی ہوئی پروفیسر جان ملنی نے اپنی عمر کا پہلا حصہ جاپان ہی میں صرف کیا ہے اور جب وہ جاپان سے انگلستان میں واپس آئے تو انہوں نے محض بہ نظر دریافت آمد زلزلہ اپنے مکان مقام شائڈ واقع آئیل آف وائٹ میں ایک رصد خانہ بھی قایم کیا یہ جگہ بہت مشہور ہو گئی ہے۔ کیونکہ یہاں جس اعلیٰ ہنرمندی اور اعلیٰ حکمت سے آلات لگائے گئے ہیں اُن سے یہ حکمت اور صنعت ظاہر ہوتی ہے کہ اگر دنیا کے کسی حصہ میں بھی زلزلہ آویگا تو ان آلات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے اور اُن کے آلات سے یہ مزید بات بھی دریافت ہو سکتی ہے کہ وہ بخوبی بتا سکتے ہیں کہ پہلے اور دوسرے زلزلہ کے مابین کس قدر فرق تھا اور یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ دوسرے زلزلہ کا دورہ پہلے زلزلہ سے کسقدر فاصلہ پر ہوا تھا وہ اس بات کو بھی قرار دے سکتے ہیں کہ زلزلہ کی ابتدا کس مقام سے ہوئی تھی۔ چونکہ ان کے رصد خانہ تک تمام دنیا کی رصدگاہوں سے سلسلہ تار برقی قایم ہے اس لئے وہ ظاہر کر سکیں گے کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء والے زلزلہ کی ابتدا کس مقام سے ہوئی تھی اور اُس کا آنا قبل ہندوستان سے تار برقی جانے کے اُن کو بخوبی دریافت ہو گیا تھا اور اُن کا آلہ اُس خاص پل کو بتا سکتا ہے جس وقت زلزلہ شروع ہوا تھا اور جسے خود کانگڑہ کے لوگ بھی نہیں بتا سکتے اور نہ بتا سکیں گے۔ ایک وقایع نگار رئٹر نے مسٹر ملنی سے گفتگو کی انہوں نے بیان کیا کہ میرے آلہ سے زمین کی چھ انچ چوڑی جنبش دریافت ہوئی ہے۔ یہ ایک قابل ذکر بات ہے کہ جس وقت ۱۸۹۹ء میں مقام دارجلنگ جو بہت بڑا حصہ پہاڑ کا پھسل پڑا تھا اس کے متعلق انگلستان کو سب سے پہلے پہنچنے والی تار برقی میں یہ بیان تھا کہ

یہ بات بوجہ زلزلہ کے ہوئی ہے مگر مسٹر ملنی نے فوراً اس بات کی تردید کردی تھی اور کہا تھا کہ میرا آلہ مطلق اس بات کو ظاہر نہیں کرتا کہ زلزلہ آیا ہو پھر بعد کی خبر سے اُن کی رائے کی صداقت ہوگئی تھی کیونکہ پہاڑ کے پھسلنے کا باعث بارش کی شدت تھی نہ کہ زلزلہ کا آنا۔



(زلزلہ کی حرکت دریافت کرنے والی مشین)

جاپان نے ثابت کردیا ہے کہ زلزلہ کیا ہے ؟

تعجب ہے کہ زلزلہ کی تحقیقات میں جو کچھ کہ اب تک ترقی ہوئی ہے اُس کا آغاز بھی

جاپان ہی سے ہوا ہے۔ جب گورنمنٹ جاپان نے علوم مغربی کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے وہاں کے علما و فضلا کو جاپان میں مدعو کیا اور انہوں نے جاپانیوں کو تعلیم دینی شروع کی تو انہوں نے اس امر کو تعجب اور حیرانی سے دیکھا کہ وہاں کثرت سے زلزلے آتے رہتے ہیں اور جس سے ہر وقت جانیں اور مکانات دونوں معرض خطر میں ہیں رفتہ رفتہ یہ تجویز ہونے لگی کہ اس کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ ۲۲ فروری ۱۸۸۰ء کو نصف شب گذرنے پر ایک سخت زلزلہ آیا اس نے اور بھی لوگوں کے کان کھڑے کر دئے۔ تمام شہر میں بہت تباہی آئی اور صبح اٹھکر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا شہر یوکوہاما پر ابھی سخت گولہ باری ہو چکی ہے۔ جاپان بھر میں ایک تہلکہ مچ گیا انہیں ایام کا ذکر ہے کہ جاپان کی سسمالوجیکل سوسائٹی قائم ہوئی۔ پھر اس جماعت نے بہت کچھ دریافت و تحقیقات کے بعد ۲۰ بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھیں جنہوں نے علم سسمالوجی کو نہایت ترقی دی

جاپان میں زلزلہ کے متعلق اس سوسائٹی کے طالبعلموں کی توجہ اول ہی اول زلزلہ کا وقت معلوم کرنے اور اس کے عرصہ موجودگی کا ٹھیک اندازہ لگانے پر مبذول ہوئی۔ اس کے متعلق جو آلات پیشتر سے موجود تھے مثلاً سیسموگراف (زلزلہ کے ہچکولوں کا شمار ظاہر کرنے والا آلہ) سیسمو میٹر (زلزلہ کی جانب اور طاقت کا اندازہ لگانے والا آلہ) وغیرہ وغیرہ وہ بجز اسکے اور کچھ ظاہر نہ کر سکتے تھے کہ زلزلہ واقعہ ہوا ہے اور فلاں وقت واقعہ ہوا۔ جب ان آلات سے تجربہ کرنے سے پورا پورا اطمینان نہ ہوا۔ تو نئے آلات بنانے کی کوشش کی گئی جو زلزلہ کی حرکات کا ٹھیک اندازہ وغیرہ لگا سکیں

ان آلات کی اقسام اور اغراض کا مفصل حال بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہئے۔ اس لئے ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں ان نئے آلات کے تجربوں سے جو نتایج معلوم ہوئے انہوں نے ہم کو زلزلوں کی حرکات کے مختلف اقسام اور طریقوں سے بخوبی آگاہ کر کے انجنیروں اور معماروں کو تبلا دیا کہ عمارتوں پر زلزلہ کا اثر کس طرح کم ہو سکتا ہے۔ جاپانی گورنمنٹ کی اس نمایاں کامیابی کی بڑی شہرت ہوئی۔ جاپان بھر میں تقریباً ایک ہزار مقامات پر زلزلہ کی حرکات وغیرہ معلوم کرنے کیلئے یہ آلات لگائے گئے اور ان کی نگہداشت کے لئے ایک یونیورسٹی قائم کی گئی۔ اٹلی میں بھی جہاں آئے دن زلزلہ کی مصیبت رہتی ہے یہ آلات فوراً اختیار کر لئے گئے ۱۸۹۲ء میں جاپان میں سائینٹفک لوگوں کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس کا صرف یہ مدعا تھا کہ ایسے ایسے نتایج اور ذرایع تحقیق کئے جائیں جن سے زلزلہ کے اثر میں تخفیف پیدا ہو۔ ان کے لئے شروع سال میں ۵ ہزار پونڈ کی منظوری ہوئی اور اس کے بعد بھی ان کو آزادانہ طور سے مالی مدد

ملتی رہی اس کوشش کا ایک عمدہ نتیجہ ہوا کیونکہ اس کمیٹی نے نہ صرف جاپانکے زلزلوں کے مفصل اور مشرح حالات اور ذاتی تجربے قلمبند کئے بلکہ ممالک غیر کے بڑے بڑے زلزلوں کی بھی خوب تشریح کی - چنانچہ ۱۲ جون ۱۸۹۷ء میں جو آسام میں سخت اور ہیبت ناک زلزلہ آیا تھا اس کا مفصل حال اس کمیٹی کے ممبروں نے جو آسام میں موجود تھے دو بڑی بڑی جلدوں میں تحریر کیا ہے -

یورپ اور امریکہ والوں نے اس دریافت کے زیادہ کرنے سے علم سیسمالوجی کو اور بھی ترقی دی ہے کہ اگر دنیا کے کسی حصہ میں کوئی بڑا زلزلہ واقعہ ہو تو وہ سب جگہ معلوم ہو سکتا ہے - اٹلی میں نہ صرف مختلف مقامات پر ایسے آلات لگائے ہوئے ہیں جو اپنے ملک کے زلزلوں کا حال بتاتے ہیں بلکہ بہت سی جگہوں پر ایسے ایسے آلات بھی ہیں جو غیر ممالک کے اُن زلزلوں کے حالات ظاہر کرتے ہیں جو اٹلی میں محسوس نہیں ہوئی - ہم ذیل میں ان مقامات کی ایک فہرست دیتے ہیں جہاں زلزلہ کے متعلق آلات لگائے ہوئے ہیں :-

وائینا (آسٹریا) سینٹ پیٹرسبرگ - سٹراس برگ (جرمنی) وگاٹینجن - جزیرہ وائٹ کیو - پیسلی ٹارنٹو - وکٹوریا - (بی سی) فلیڈلفیا - مکسیکو - ٹرینیڈاڈ - اریکوپیا - کارڈووا (ارجن ٹائن) نیوزیلینڈ - ہوائی - جاپان - جاوا - کلکتہ - مدراس - بمبئی - مارٹیشس - راس امید قاہرہ - بیروت - سان فرنینڈو (سپین)

مندرجہ بالا مقامات پر اُن آلات کے لگانے سے صرف یہ غرض مدنظر ہے کہ زمین کے اندر اور اس کی بیرونی سطح پر طاقت کس مقدار میں ہوتی ہے یا ہماری کرۂ زمین کی فزیکل حالت کیسی ہے - اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ زلزلوں کے واقعہ ہونے میں کچھ تخفیف ہو گئی ہے - نہیں بلکہ بہ نسبت پیشتر کے موجودہ زمانے میں زلزلے زیادہ کثرت سے محسوس ہوتے ہیں چنانچہ جاپان میں ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۲ء تک اُن کی تعداد ۸۳۳۱ تھی لیکن اب اور بھی زیادہ ہے

جن مقامات میں کثرت سے زلزلہ آتے ہیں اُن کو مشاہدہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش فشاں پہاڑوں کا زلزلوں سے کچھ تعلق نہیں یہ ہر طرح ممکن ہے کہ کسی ملک میں ایسے مقامات ہوں جہاں زلزلہ کا مادہ اور آتش فشاں پہاڑ دونوں پاس پاس موجود ہوں لیکن ایسا شاذ و نادر ہی اتفاق ہوگا کہ دونوں کا آپس میں تعلق بھی ہو - چنانچہ جاپان کے زلزلے کے رجسٹر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش فشاں پہاڑوں کے نزدیک زلزلے بہت کم واقعہ ہوتے ہیں - ان میں سے زیادہ تر ساحل بحر الکاہل سے شروع ہو کر ملک کے اندرونی حصہ

میں کچھ دور تک محسوس ہوتے ہیں اور آتش فشاں پہاڑوں کے نزدیک جو ملک کی پشت پر واقعہ ہیں اُن کا اثر محسوس نہیں ہوتا۔

عام طور پر زلزلے اُن مقامات میں آتے ہیں جہاں سطح زمین میں زیادہ عمودی ڈھلوان طبقات ہوں اور جہاں جیولاجیکل شہادت سے ظاہر ہو کہ طبقات ارض میں ہنوز مادہ حرارت تحریک میں ہے چنانچہ جاپان کے سطوح مرتفع سے مشرق کی جانب جو زیادہ ڈھلوان قطعات واقعہ ہیں ان میں کثرت سے زلزلے محسوس ہوتے ہیں لیکن آسٹریلیا۔ مشرقی امریکہ۔ اور مغربی یورپ میں جہاں کم ڈھلوان طبقات ہیں وہاں زلزلے بھی شاذ و نادر ہی آتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اکثر بھونچال طبقات ارض کی بناوٹ اور اس کی تہول پر منحصر ہیں جیسا کہ اکثر سخت زلزلوں میں بعض چٹانوں میں کئی میل تک شگاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مادہ حرارت کی تحریک اور کشش ثقل کا اثر اور باعث ہیں۔

زلزلہ کی حرکت دو قسم کی ہوتی ہے۔ جن میں تقریباً ۹۰ فیصدی زلزلے ایسے ہوتے ہیں جن میں حرکت شاقولی لچکدار ہوتی ہے اور باقی بھونچال اس قسم کے ہوتے ہیں جن سے سطح زمین ایک قسم کی تموجی حرکت پیدا ہوتی ہے اور جس کا اثر کئی کئی سو میل تک چاروں طرف محسوس ہوتا ہے اول الذکر قسم کے زلزلوں میں ہچکولوں سے اس قدر نقصان نہیں ہوتا جیسا کہ موخر سے زمین میں بڑے بڑے شگاف پڑنے کے علاوہ بعض اوقات طبقہ کا طبقہ ہی نیچے بیٹھ جاتا ہے جن قطعات پر کسی زمانہ میں سمندر تھا اس ریتلی زمین کے طبقات ذرا سے ہچکولے سے چور چور ہو جاتے ہیں یا بعض اوقات بڑے بڑے سطح مرتفع اپنے ہی بوجھ سے نیچے بیٹھ کر پھٹ جاتی ہیں۔

ہمارے ہندوستان میں نئی روشنی کے عالم اور اُن کا عمل

علم چنداں کہ بیشتر خوانی — چوں عمل در تو نیست نادانی

علم کی فضیلت جہاں تک کی جائے تھوڑی ہے اللہ نے علم کو بڑی چیز بنایا ہے جس کی تعریف ادنیٰ سے اعلیٰ تک کرتے چلے آئے ہیں خود خدائے علیم میں علم کی صفت موجود ہے تو بندوں پر بھی فرض ہے کہ علم کو سیکھیں اور اپنے بھائیوں کو سکھائیں سعدی فرماتے ہیں ؎

چو شمع از پے علم باید گداخت | که بے علم نتواں خدارا شناخت

جب تک انسان علم حاصل نہیں کرتا وہ دین و دنیا کے معاملات کو ہرگز نہیں پہچان سکتا لیکن علم کے ساتھ عمل کا ہونا بھی ضروری اور فرض ہے - ایک مثل ہے کہ علم بڑا ہے کہ عمل اور عقل بڑی ہے کہ بھینس اس سوال کے جواب میں ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ علم اور عمل ہی بڑی چیز ہے - لیکن اس پر بھی زمانہ کا انقلاب ہونا کوئی نئی بات نہیں ہے - یہ اُلٹ پلٹ ہمیشہ سے چلی آتی ہے - اور چلی جائیگی یونان جو کسی زمانہ میں علوم و فنون اور حکمت و صنعت کا مرکز رہا ہے اس میں کیسے کیسے انقلاب پیدا ہوئے اور یونان کبھی کیا تھا اور اب کیا ہوگیا زمانہ کا کیا اعتبار ہے

بیک ساعت بیک لحظہ بیک دم | دگرگوں می شود احوال عالم

یہ تو زمانہ کا ہمیشہ ہی سے دستور چلا آتا ہے دیکھو کبھی گاڑی ناؤ پر اور کبھی ناؤ گاڑی پر ؏

کشتی درون دریا | دریا درون کشتی

علم کی بزرگی سے انکار وہی کریگا - جو کہ جاہل ہو - اور عمل جب محتاج علم کا ہے - پھر علم سے کیونکر بڑا ہو سکتا ہے - مگر علم بھی وہی علم ہے - جو عمل کے ساتھ ہو - ورنہ عالم بے عمل - عاشق بے زر است - و زاہد خانۂ بے در - درندۂ بے معرفت - مرغ بے پر - آجکل کے علم و عمل اور فلسفہ جدید و قدیم نے مل کر عالم میں بڑی بھاری دھوم مچائی ہوئی ہے اور اس علم و عمل کا اثر یہاں تک پہنچا کہ بے علم لوگ اس کو ایک قسم کی کرامت سمجھنے لگے بلکہ خدائی باتوں سے تعبیر کرتے ہیں لیکن یہ کوئی کرامت نہیں اور نہ خدائی باتیں - کرامتیں اور خدائی باتیں کسی کی فہم و فراست میں نہیں آسکتیں ؏

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار | کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

خدائی راز اور معرفت حقیقی کے جاننے والوں کی نسبت یوں کہا گیا ہے ؏ ہر کہ را نا مکہ خبر شد خبرش باز نیامد - البتہ یہ علوم و فنون دنیوی کے کرشمہ اور شعبدہ ہیں عمل کے باعث جن میں عجائبات عالم دکھائی دینے لگے علم واقعی ایک بڑی زبردست قوت ہے اگر علم کے ساتھ عمل نہ ہو - وہ علم جہل سے بدتر ہے - اب کون بڑا ہوا - جو لوگ اعلیٰ درجہ کی تعلیم پکارتے پھرتے ہیں - اور عمل کا مول کے دشمن ہیں - ان کو ایسی غلط فہمی سے گزند پہنچ رہا ہے - اور نیز اور لوگوں کو گزند پہنچا رہے ہیں جب علم بدون عمل کے محض بیکار ہے - پھر اعلیٰ درجہ کی تعلیم میں بھی اگر عملی قوت نہ ہو تو وہ کس کام کی ہے -

مہتر ہوگا - کہ ہم جس علم کو سیکھیں - اس کی عملی کارروائی بھی ساتھ ہی کرتے رہیں - ۵

کیا علم و عمل کا جو ہمنے سبق نظر آنے لگے وہیں چودہ طبق	اگئے انہیں ملے جو تھے باب اوق کوئی چشم سے پردہ چھپانا تھا

سائنس دانی سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ حقایق اشیا کو پہچان کر بس مجرد علم پر ٹھیر جائیں اور عمل کے دشمن ہوں - اسی واسطے قدیم فلاسفر اور جدید فلاسفر دونوں کا اتفاق ہے - کہ جس علم کے اصول ایسے ہیں - کہ جن کا عمل طاقت بشری سے باہر ہے - اس کو حاصل کرنا محض اوقات عزیز کو ضایع کرنا ہے - مثلاً علم الافلاک سے ہم کو دوری کواکب کی معلوم ہوئی (محض غلط) اور سرعت رفتار خواہ ان کا خسوف وغیرہ خواہ کیمیائی اجزاے اجزا کواکب دریافت ہوئے اس کے جاننے سے ہم کو عملی کون سا فایدہ ہو سکتا ہے - تاہم فواید سے خالی نہیں بجلاف اس کے اگر ہم کو یہ معلوم ہے - کہ زلزلہ کے آنے سے پہلے چند منٹ مقناطیس کا جذب لوہے میں نہیں رہتا اور اسی قاعدہ پر مخبر زلزلہ بنایا گیا ہے - اگر وہ مخبر موجود ہوتا - تو پنجاب کے ان مقامات میں جہاں زلزلہ آنے سے مکانات منہدم ہو گئے ہیں - لوگ ان مکانات سے باہر نکل آتے اور دب کر نہ مرتے - ایسی ایسی سخت غلطیاں اسی صورت میں واقع ہوتی ہیں جبکہ ہم علم پر عمل نہیں کرتے -

اب اسی مثال میں ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہمارے تعلیم یافتہ بی - اے اور ایم - اے میں کون ایسا ہے - جس نے اس مسئلہ کو نہ پڑھا ہو - کہ جذب مقناطیسی زلزلہ سے پہلے باطل ہوتا ہے - اور پھر کون ایسا معزز تعلیم یافتہ کالج ہائے گورنمنٹ اور خاصکر علیگڈھ کالج کا (جن کو اپنی سائنس دانی کا بڑا دعوے ہے) اس نے مخبر زلزلہ کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے یا کہ بنوا کر ملک اور قوم میں رایج کیا ہے - بنوانا اور بنانا تو درکنار - آپ علیگڈھ کالج میں جس کی عالیشان عمارات پر ہمارا بے شمار روپیہ خرچ ہوا ہے - اس کے کسی کمرہ میں مخبر زلزلہ کا وجود ہی ثابت کر دیجئے - اگر وہ ملک اور قوم کا خیال نہیں کرتے تو اپنی ہی ذات اور مدرسہ کے واسطے کچھ تو کر کے دکھاتے - کالجوں سے جو ملکی جوان جوہر علم سے مجلا ہو کر نکلتے ہیں وہ ملک کو اپنے جوہر بھی تو دکھائیں ملک اور قوم ہی کی برکت سے وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے ہیں اُنکا یہ فرض نہیں کہ کالج سے نکل کر سیدھے گورنمنٹ کے دروازہ پر پہنچے کہ چاکری دلوائے لیکن اُنکو اب جہاں بھی کوئی نہیں پوچھتا ہے ایسے بے عمل تعلیم یافتوں کے باب میں یہی کہا جاتا ہے - ۵

نہ محقق بود نہ دانش مند	چار پائے برو کتابے چند

ہم نئی تعلیم کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں جس پر ہم کو بڑا فخر اور ناز ہے۔

اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ ادنےٰ ادنےٰ سے علوم بھی بغیر عمل کے پہاڑ معلوم ہوتی ہیں اور جب بڑے سے بڑے اور مشکل سے مشکل علم پر عمل کیا جاتا ہے تو وہ کچھ بھی دشوار نہیں معلوم ہوتا بلکہ ایک معمولی کام دکھائی دیتا ہے علم کا لطف جب ہی ہے کہ اس پر عمل کرے۔ ؎

علم چنداں کہ بیشتر خوانی	چوں عمل در تو نیست نادانی

ہمارا ہندوستان کبھی بھی علما و فضلا سے خالی نہیں رہا اور ایسے ایسے ہنر علم کی بدولت ایجاد کیے کہ آج تک تمام جہان ہندوستان کو جانتا ہے لیکن اس روشنی کے زمانہ میں تمام اہل یورپ آفتاب علم کی مشعل لئے ہوئے آسمان علوم وفنون کی معراج کر رہے ہیں اور اہل ہند اب تک پستی اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ افسوس اُن کی ذات سے عمل کا مادہ جاتا رہا اگر ہندوستان کو غور سے دیکھا جائے تو نئی روشنی کے چند ہی عالم نظر آوینگے جنہوں نے علوم حاصل کرکے ناموری حاصل کی اور بعض بعض عامل بھی نظر آوینگے جیسے ہمارے پرنس رنجیت سنگ جی جنہوں نے انگلستان میں کرکٹ کے میدان کو عمل کے ساتھ بڑی ناموری سے حاصل کیا جس کو ہم نہایت ہی غنیمت اور فخر سمجھتے ہیں۔ مسٹر پرنجپے نے علم ریاضی کا سب سے اہم امتحان پاس کیا اور سینیئر رینگلری کا اعزاز حاصل کیا اس قسم کی فہرست اب بھی بڑے پیمانہ پر اہل ہند کی طیار ہو سکتی ہے خدا نے بڑے بڑے لایق اور فاضل شخص ہندوستان میں پیدا کئے ہیں مگر یہاں تو عمل کا مسئلہ پیش کیا جاتا ہے۔ کیا کسی عالم نے اپنے علم باعمل کی طاقت سے فی زمانناکوئی ملکی یا قومی فایدہ کرکے دکھایا ملک اور قوم کو کوئی بڑا فیض پہنچایا ہے یا کوئی نئی ایجاد کی ہے اس کا جواب بجائے مثبت کے نفی میں حاصل ہوگا۔ کبھی تو ہندوستان علم وہنر میں عالم کا مرکز رہا ہے اور کیا اب کوئی موجد نام چارہ کو بھی نظر نہیں آتا جو اس زمانہ میں موجود ہو۔ مولف ؎

بہت حد کو پہنچی ہے پستی ہماری	عمل کی لبی پر نہ بستی ہماری

تاہم نام لینے کے واسطے بڑی تلاش سے چند بزرگ ملینگے منجملہ اُن کے اس زمانہ میں ہمارے لایق پروفیسر جگدیش چندر بوس ہیں جنہوں نے علم سائنس حاصل کرکے اپنے آپ کو عالم باعمل ثابت کرکے دکھا دیا جن کے لوہے کو یورپ کے بڑے بڑے سائنس داں مانتے ہیں اور اُستاد زمانہ قرار پاگئے ہیں۔ یہ جگدیش چندر بوس ایک چھوٹے سے گاؤں بکرم پور کے رہنے والے ہیں جو صوبہ بنگال میں شہر ڈھاکہ کے گرد و نواح میں واقع ہے۔ یہ بزرگ اپنے خاندان کے

علاوہ ملک ہندوستان کا نام روشن کرنے والا ایک ہی آفتاب ہند ہے جو ایک گوشہ میں پڑا ہوا اپنے ملک کو بہت کچھ فایدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے مگر جب ملک ہی فیضیاب نہیں ہوتا تو غیر ممالک والے اُن کو اپنا سرتاج سمجھکر ملکی فایدہ اس سے حاصل کر رہے ہیں۔

پروفیسر بوس نے اپنی لیاقت سائنس سے ایسے نئے نئے آلے ایجاد کئے ہیں جو یورپ کے خواب میں بھی نہیں آئی تھی۔ اُن کے ایجاد کردہ آلے آجکل ملک فرانس بر اعظم امریکہ میں نئی نئی تحقیقات کے استعمال میں آرہا ہے۔ یہ وہ آلہ ہے جو دور دراز فاصلہ پر خبریں بھیجنے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ جگدیش چندر بوس نے اس آلہ کی ساخت کی نسبت کچھ بھی پوشیدہ نہیں رکھا۔ تمام دنیا کو اختیار ہے کہ اسے علمی اور منفعتی کام میں استعمال کرے ایجاد بھی کی تو دنیا بھر کے لئے۔ خود کوئی ذاتی فایدہ نہیں اُٹھایا اور نہ اُس کو راز مخفی کی طرح سینہ میں رکھ چھوڑا۔ جیسا کہ ہندوستان کا آجکل قاعدہ ہے۔

پروفیسر جگدیش چندر بوس نے ایک اور ایجاد کی ہے جس نے مغربی دنیا کی حیرت کو بدرجہ کمال پہنچا دیا۔ مغربی عالم یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ نباتات اور جمادات میں جسمی طاقت نہیں۔ بلکہ وہ مردہ خیال کی جاتی ہیں یعنی جن باتوں میں انسانی زندگی کا دار و مدار ہے وہ ان میں نظر نہیں آتیں۔ جگدیش چندر بوس نے اپنا آلہ ایجاد کرکے ثابت کر دکھایا ہے کہ اُن کا خیال غلط تھا۔ برقی رو کا احساس نہ صرف پودوں میں ہے بلکہ دھاتوں اور پتھروں میں بھی ہے اُن کا ایجاد شدہ آلہ نہ صرف یہ ثابت کرتا ہے بلکہ احساس کی کمی بیشی کو ٹھیک ٹھیک ماپتا ہے۔ ہمارے نئے تعلیم یافتہ پروفیسر جگدیش چندر بوس کی تقلید کریں اور اُن سے سبق لیں جنہوں نے ہندوستان کی مردہ ناموری کو زندہ کرکے دکھا دیا ہے اور ایک عالم اُن کی ایجاد کا قایل ہے غرضکہ علم زلازل کے علاوہ برقی کرشمہ بھی قابل عمل ہے۔ رو ک بجلی کا آلہ اور اسی طرح دیگر آلات اور کلیں جن کی ایجاد سے آج یوروپ حکمت لقمان کا مرکز بن رہا ہے اہل یورپ میں یہ بڑا جوہر ہے کہ وہ جس علم اور فن کو حاصل کرتے ہیں اس پر عمل اور تجربہ کرکے چھوڑتے ہیں اسی وجہ سے وہ عالم عالمیان و فاضلان جہاں بن رہے ہیں اور سارے ملک کی دولت ان علوم کی برکت سے اُن کے ہی گھروں میں اُن کی غلامی کیلئے ہر وقت موجود رہتی ہے اور خدا نے اس ملک کو سب طرح کی نعمتیں بخشی ہوئی ہیں اگر وہ ان نعمتوں کو غیر مستحق طور سے اور ناجائز طریق سے استعمال کرینگی تو اُن کو ضرور اس جرم کی سزا ملی گی۔

افسوس ہزار افسوس ہمارے ملک ہندوستان سے اس قدر نوجوان طالب علم درسگاہوں۔ دارالعلوموں۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں وغیرہ سے فضیلت کی دستاریں باندھکر اور سراپا حکمت کے پتلے بن کر نکلتے ہیں۔ کیا اُن کو ایسے ایسے آلات۔ اوزار۔ ہتیار۔ آلے۔ مشین اور کلوں کا بنانا آتا ہے یا اُنہوں نے ذرا بھی اس طرف توجہ کی ہے جو سراسر قوم اور ملک کی بہتری اور بہبودی کا ایک بڑا بھاری نشان ہے۔ مسلمانوں کو علیگڈھ کالج پر اور ہندوؤں کو ویدک کالج پر بڑا بھاری بھروسہ ہے۔ مگر ابھی تک کسی نے کوئی بڑا قومی کام یا ملکی بہبودی کر کے نہیں دکھائی۔ علیگڈھ والے تو زبانی یہی کہتے ہیں کہ اسلام ترقی دنیاوی کرنے کو آیا ہے اور خدا کی خوشنودی اُنہیں یورپ امریکہ کے دہریوں سے ہے۔ جو مظاہر قدرت کو جان کر اس سے فایدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور زردار ہیں۔ اچھا بفرض محال یہی سہی پھر تم نے کیا فایدہ اُٹھا فقط زبانی گپ اُڑانے سے کوئی علمی لیاقت کا عملی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ قوم اور ملک کو طعن تشنیع سے کچھ حاصل ہوتا ہے جب تک کچھ کر کے نہ دکھایا جائے جس سے وہی شان و شوکت جو برباد کر چکے ہیں حاصل نہ ہو۔

مخبر زلزلہ بنانے کی ترکیب

جس طرح مقناطیس کا اثر قطب شمالی تبلانے کا معلوم ہو کر قطب نما بنائے گئے۔ اسیطرح جذب مقناطیسی لوہے کو زلزلے سے پہلے باطل ہونے سے مخبر زلزلہ بنایا گیا۔

آسان طریقہ یہ ہے۔ کسی لوہے کی سوئی کو مقناطیس کے سامنے کرو۔ ضرور وہ چمٹ جائیگی۔ اب وہی چمٹی ہوئی سوئی اور مقناطیس کسی کانچ کی نلی میں ڈورا باندھ کر لٹکا دو۔ بس مخبر زلزلہ بن گیا۔ اب زلزلہ کے آنے سے چند منٹ پہلے ہی سوئی مقناطیس سے جدا ہو کر بقول مصنف رسالہ حمیدیہ گر پڑیگی۔

اگرچہ یہ تحریر ہماری مشتے بعد از جنگ ہے۔ مگر چونکہ زلزلہ کا سلسلہ دنیا سے مفقود نہیں ہوا ہے بلکہ تا قیامت عالم میں زلزلہ گاہ بگاہ ہوتا ہی رہیگا جیسا کہ زمانہ سابقہ سے ہوتا ہوا چلا آتا ہے اسیطرح سے قایم رہیگا۔ اس کے اسباب اور آمد و رفت کے قاعدے اور طریق ضرور جاری کرنے چاہئیں کیونکہ زندگی قایم رکھنے کا اس پر بھی دار و مدار ہو چلا ہے اور سب سے عظیم زلزلہ روز قیامت کا ہے جو نص قران مجید ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم۔ ابھی آنے والا ہے لہذا ہم کو سائنس دانی کا غرہ کچھ تو بکار آمد ہو۔ اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا والآخرۃ غیر مالک

اور غیر اقوام میں جب کوئی تکلیف عوام کو ہوتی ہے تو اس کی دفعہ کے لئے تمام خاص و عام متفق ہو کر کوشاں ہوتے ہیں مگر ہندوستان رشک جنان میں اب تک یہ بات حاصل نہیں ہوئی وہ ملکی بہبودی اور قومی ہمدردی کو اب تک جانتے بھی نہیں مثال کے طور پر ہم امریکا کا کچھ ذکر کرتے ہیں۔

آمد زلزلہ معلوم کرنے کے لئے آسان طریقہ اور آلے

ہمدردی ملک اور قوم کے یہ معنی ہیں کہ تخمیناً چالیس سال کا عرصہ منقضی ہوا ہوگا کہ امریکا میں زلزلوں کی افراط نے وہاں کے علمائے طبیعیات کو اس بات پر متوجہ کر دیا تھا کہ وہ کوئی ذریعہ زلزلہ کی آمد سے قبل اس کی واقفیت کا پیدا کریں۔ یعنی علماء امریکا نے زلازل کی کثرت سے تنگ ہو کر یہ تجویز پیش کی کہ کوئی ایسی سبیل نکالی جائے کہ زلزلہ آنے سے پہلے خود بخود معلوم ہو جائے کہ اب کچھ عرصہ بعد زلزلہ آویگا۔ چنانچہ ان عالی دماغ لوگوں نے یہ پتہ لگا ہی لیا کہ مقناطیس کی کشش نصف گھنٹہ آمد زلزلہ سے پہلے زایل ہو جاتی ہے اور یہ طریقہ ایجاد کیا گیا کہ ہر ایک گھر میں چھت کے اوپر ایک ٹکڑہ مقناطیس کا لگا کر اس میں لوہا چپکا دیا کریں اور اس کے نیچے کوئی بجنے والی چیز رکھدیں جب زلزلہ آنے کو ہوگا تو وہ لوہا طاش وغیرہ پر گر کر اس کی جھنکار سے گھر والوں کو چوکنا بنا دیگا اور سب لوگ گھروں سے نکل کر جانیں بچا سکینگے۔ اہل ہند ایسی علمی باتوں کا کبھی خیال بھی نہیں کرتے ہیں اور اب تک وہ ایک بڑی تاریکی میں پڑے سوتے ہیں یہ ایک ادنی سی ترکیب زلزلہ معلوم کرنے کی ہے اگر اس پر عملدرآمد کیا جائے تو ان مشینوں سے ہزارہا درجہ عمدہ اور افضل ہے۔ جو اوزار و آلات اور مشین ہزارہا روپیہ خرچ کر کے زلزلہ کے لئے بہم پہنچائی جائیں لیکن انسانی غفلت کا برا ہو کہ وہ صرف مصیبت کے وقت اپنے بچاؤ کی فکریں کرتا ہے اور رفع تکلیف کے بعد پھر غفلت کی نیند میں سرمست ہو جاتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ کو اس طرف زیادہ توجہ فرمانی چاہیئے اگرچہ ہندوستان میں سرکاری طور سے زلزلہ کے حالات دریافت کرنے والی مشینیں منگائی جاوینگی اور منگائی گئی ہیں لیکن مذکورہ بالا ترکیب کا استعمال تمام ہندوستان کے سرکاری دفتروں میں پرایویٹ محلات و کوٹھیات اور عام نشست گاہوں میں ضرور ہی کرنا

چاہئے بلکہ ہر ایک مالک مکان کا فرض ہے کہ وہ مقناطیس کے اس عمل کا ضرور انتظام کرے تاکہ خلق خدا کو اس بلا سے کسیقدر آسانی حاصل ہو اگرچہ مشیت ایزدی میں کسی کا چارہ نہیں تقدیر کا لکھا ہوا ضرور ہی پیش آتا ہے اور تدبیر رایگاں ہو جاتی ہے ۔ لیکن تدبیر سے ہرگز نہیں چوکنا چاہئے ۔

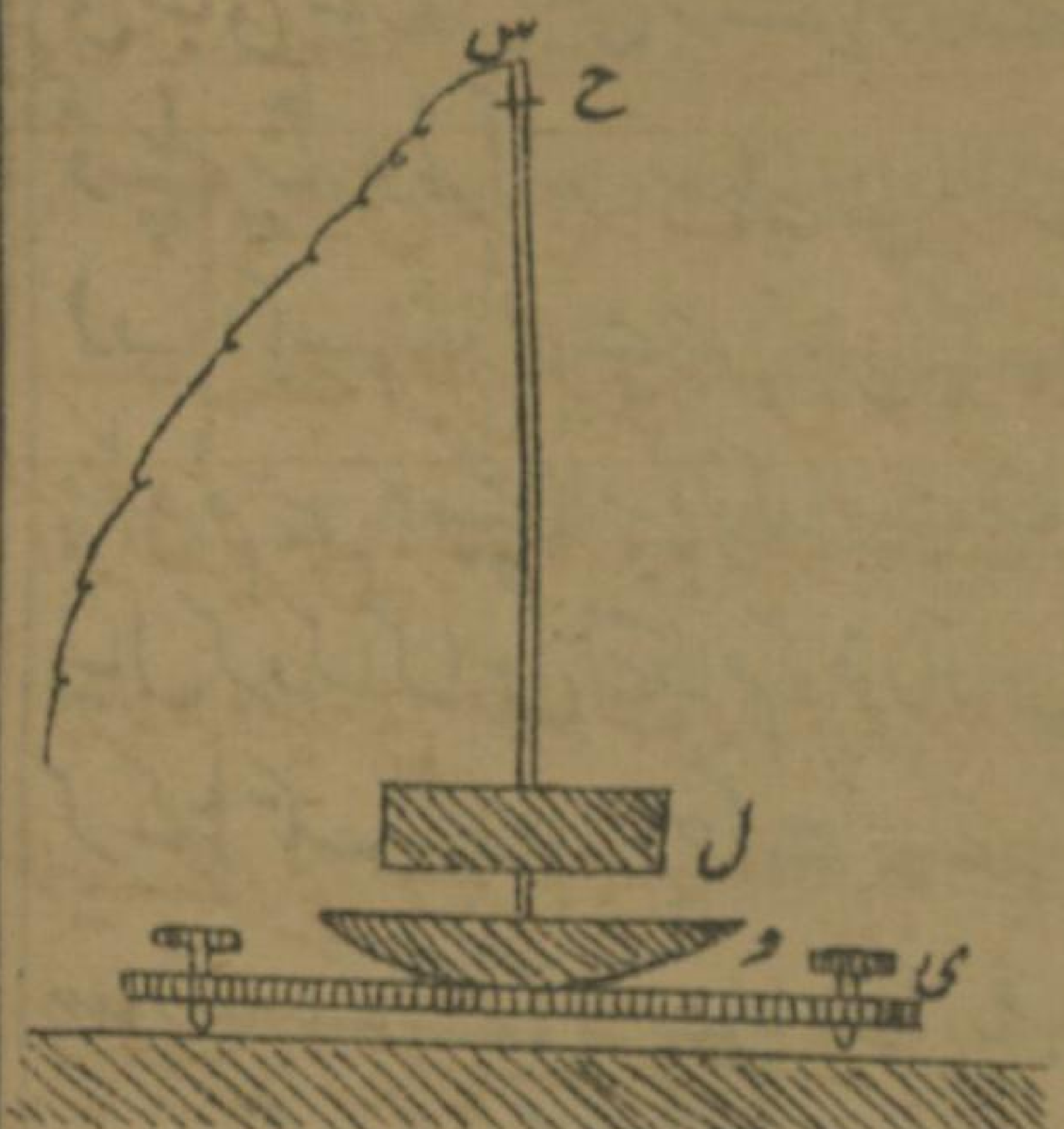
رزق ہر چند بے گماں برسد	شرط عقل است جستن از درہا
بے اجل گرچہ کس نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

اگر تقدیر ہی پر تمام کاروبار چھوڑ دئے جائیں تو نظام عالم میں ایک بڑا بھاری فرق پڑتا ہے اور تمام دنیاوی معاملات درہم وبرہم ہو جائیں ۔ علمی واقفیت اور معلومات سے بڑے بڑے فایدے دینی اور دنیوی حاصل ہو سکتے ہیں ۔ حال میں سال رواں کی بابت نجموں نے پیشینگوئیاں کی تھیں ان میں سے منجملہ بہت سی باتوں کے دو باتیں تو پوری ہو گئیں ایک بے مثل سردی اور دوسرے زلزلہ کی آفت جس کا سلسلہ تاریخ مذکورہ بالا سے اب تک جاری ہے اور معلوم نہیں اس کا انجام کس قدر ایذارساں ہوگا ۔ علمائے علم ہیئت لکھتے ہیں کہ مشتری ستارہ زمین کے قریب آگیا ہے ۔ قمر میں شگاف پڑگیا ہے ۔ اُس کے پہاڑوں اور جنگلوں میں سبزی کے آثار عیاں ہو چلے ہیں ۔ ایک صاحب آفتاب میں کئی کروڑ مربع میل کا داغ بتاتے ہیں کوئی بزرگ کہتے ہیں کہ دمدار ستارہ اس کرۂ زمین سے ٹکرانے والا ہے ۔ موسم فصل کی تبدیلی علیحدہ باعث کاہش ہے نہ برسات باقاعدہ وقت پر ہوتی ہے ۔ اور نہ سردی وگرمی کے ایام کا مستقر باقی ہے ان پیشین گوئیوں کا ہم اعتبار نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ علم وتجربہ کے سانچے میں پورے طور سے ڈھلے ہوئے نہیں ہوتے ایک نامور ذی اثر کے خیالات ہم آگے چلکر سلسلہ پیشین گوئیں میں دکھائینگے جو مصر کے مشہور شخص ہیں یہاں پر ہم آلات کا ذکر کرتے ہیں جن سے زلزلہ معلوم ہوتا ہے

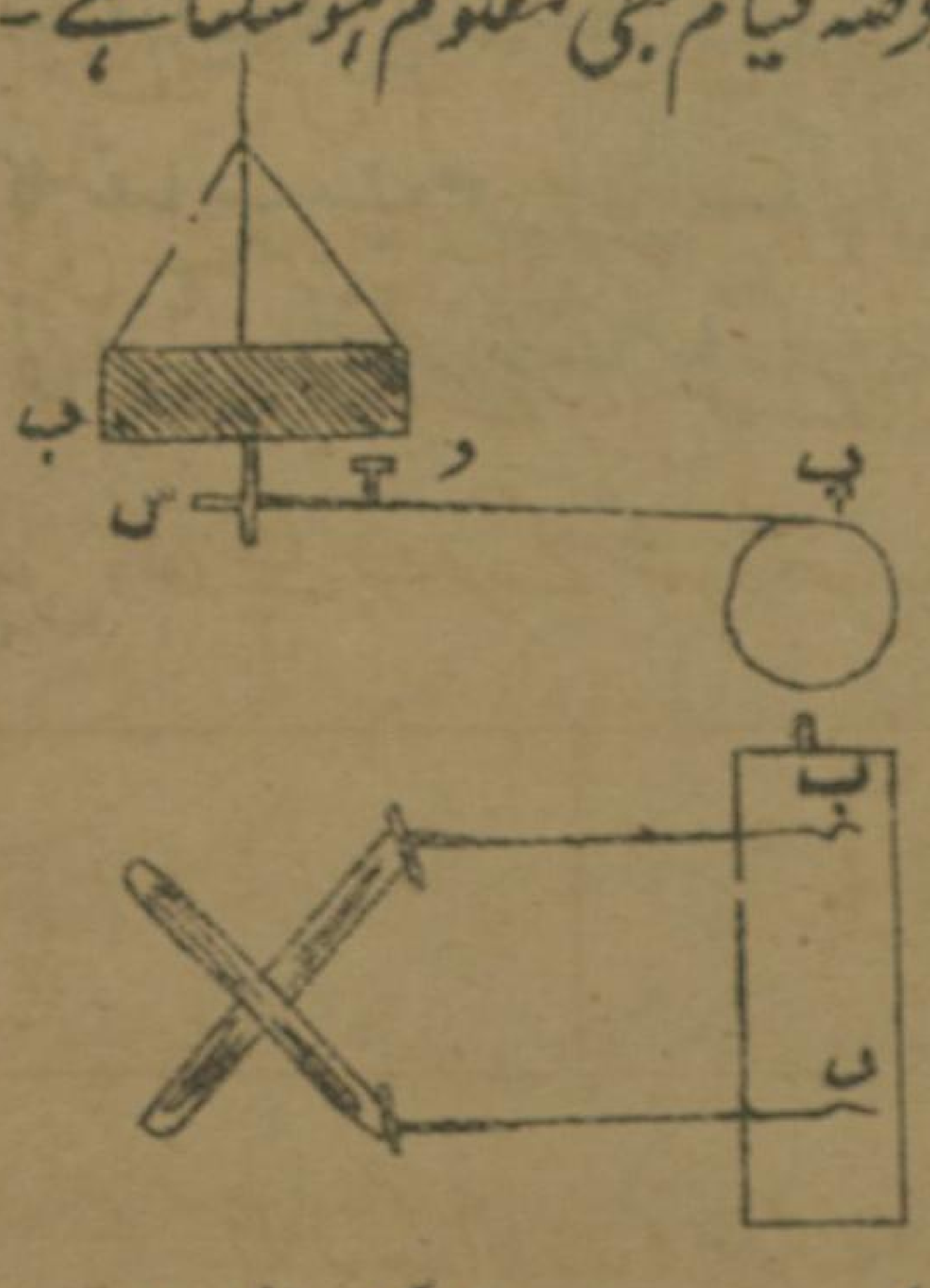
زلازل کا حفظ ماتقدم

زلزلہ کے آلات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ وہی آلات لگا سکتے ہیں جو کہ ایک ریلوے ٹرین کی موجودگی ایک دو میل کے فاصلہ سے معلوم کر سکتے ہیں اور نیز اس کی تیز حرکت کا اندازہ بھی لگا سکتے ہیں وہ آلات جو زمین کی جنبش کو ظاہر کرتے ہیں سیس موسکوپ کہلاتے ہیں

اگر کسی باریک سوراخ یا پنسل کو نوک دار سرے سے سہارا دیکر کھڑا کر دیا جائے تو یہ انتظام بھی سیس موسکوپ کا کام دیسکتا ہے لیکن نامعلوم زلزلہ کو محسوس کرنے کے لئے یہ قاصر ہے - ایک نہایت ہی تسلی بخش اور کارآمد آلہ جو ایجاد ہوا ہے اُسکی ہم ذیل میں شکل دیتے ہیں -



اس مقام میں ح پر جو شے رکھی جاویگی وہ زلزلہ کی حرکت کو کئی گنا زیادہ کر کے بخوبی ظاہر کر دیگی پلیٹ فارم ح ایک چھوٹے سے عمود یہ ری کی چوٹی پر واقع ہے اور نیچے ایک بھاری دہات ل کے سہارے سے ایک وِ اِچ گلاس یا ریت کی گھڑی و میں نصب ہے - جب وہ سٹینڈ جو زمین میں نصب ہے اور جس پر ریت گھڑی رکھی ہوئی ہے زمین کی جنبش سے حرکت کریگا تو وہ مقام ح پر وہ حرکت کئی گنا زیادہ ظاہر ہوگی - اگر مقام ح پر کوئی گرنے والی شے س رکھدی جاے اور اس کو ایک دھاگے کے ذریعہ کسی گھڑی کے پنڈولم سے باندہ دیا جائے تو زلزلہ کے وقت اسی شے کے گرنے سے گھڑی بند ہوجاویگی اور زلزلہ شروع ہونے کا وقت معلوم ہوجائیگا اگر بجائے س کے ایک فولاد کی تار لگائی جائے اور اُس کے اوپر کا سرا کسی دہات کی پلیٹ میں سے گزار کر ایک برقی رو سے اس کا سلسلہ ملایا جائے تو زلزلہ کے وقت ایک گھنٹی بھی بج سکتی ہے اور ہر ایک گھڑی سے زلزلہ کی حرکت اور عرصہ قیام بھی معلوم ہوسکتا ہے -



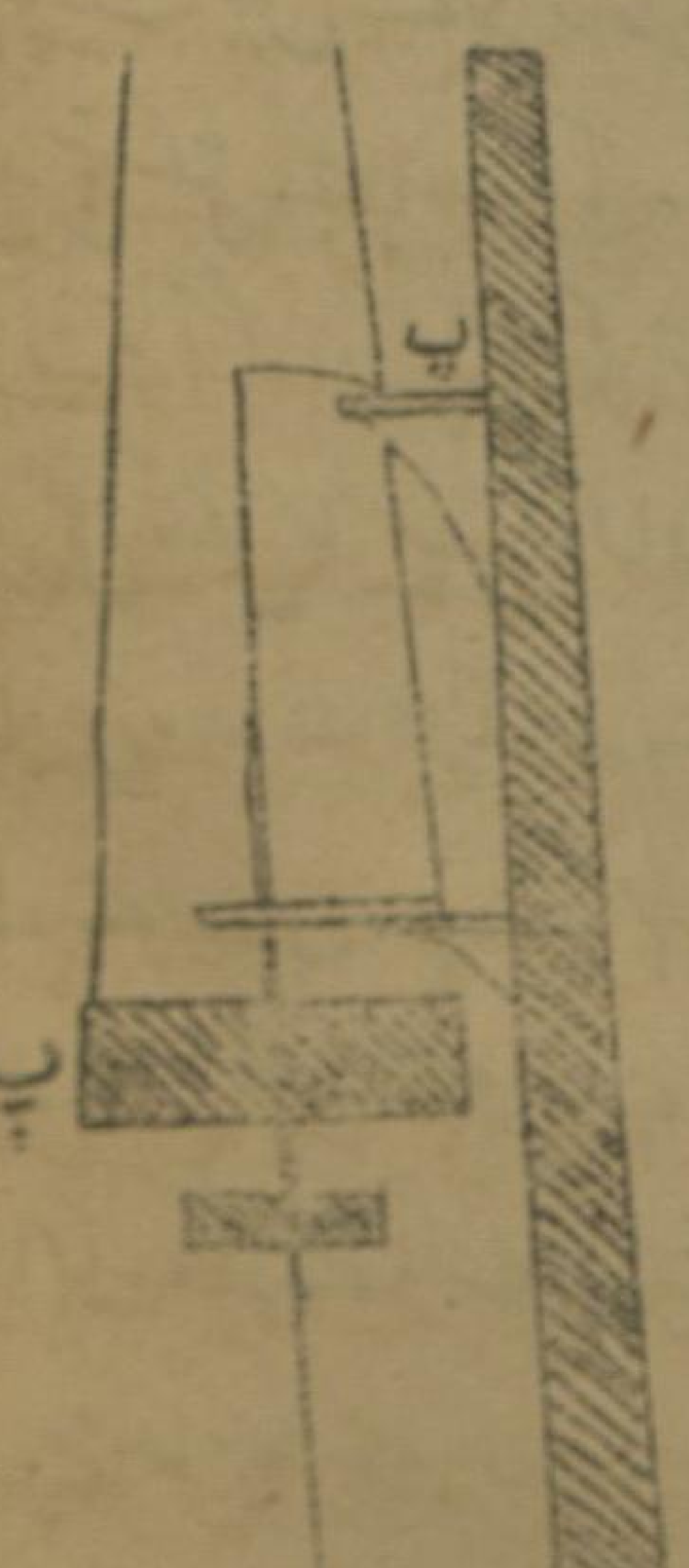
زلزلہ کے آگے اور پیچھے کی تیز حرکت معلوم کرنے کے لئے ذیل کی شکل کا سیمس موگراف نہایت عمدہ ہے ب ایک بھاری دھات کا پنڈولم ہے اور اس کا سٹائل س ایک ہلکے سے لیور س و پ کے چھوٹے بازو میں سے آرپار کیا گیا ہے - اس کا پیوٹ و پر ہے اور اس کے بیرونی بازو کا سرا ایک گھومنے والے سیلینڈر پر ٹھیرا ہوا ہے جس پر سموکڈ پیپر چڑھا ہوا ہے - اب اس شکل سے ظاہر ہے کہ مقام و کی حرکت ظاہر نہیں ہوگی اس لئے ٹھیک ٹھیک افقی حرکت معلوم کرنے کے لئے ہم کو دو لیوروں کی اور ضرورت ہے جو ایک دوسرے پر زاویہ قایمہ بناتے ہوں - پنڈولم کا سٹائل س

دو لگنے والے لیوروں کے چھوٹے بازوؤں پر ٹھیرا ہوا ہے ان دونوں لیوروں کا پیوٹ و اور د ہے زمین کی حرکت و س کی طرف میں صرف لیور س و پ کی تحریک دی گی - اور و س کی جانب کی حرکت س و پ کو لیکن بیچ کی حرکت دونو جانب برابر اثر کریگی - چھوٹے بازو کی لمبائی لیوروں میں بڑے بازو سے تقریباً ۱/۶ ہوتی ہے -

ڈپلے پنڈولم آلہ - جو جاپان والوں نے ایجاد کیا ہے ذیل کی شکل سے بخوبی ظاہر ہوسکتا ہے -



ا ب ایک پنڈولم ہے جس میں ایک اُلٹا پنڈولم د س لگا ہوا ہے دوسرا پنڈولم جس کا نیچے کا سرا نوکدار ہے مقام س پر زیادہ وزنی ہے - اب خیال کرو کہ اگر اس انتظام کو فوراً اس طرح پر لایا جائے کہ مقام ا حرکت کر کے اَ تک پہنچے اور د حرکت کر کے دَ تک جائے تو مقام ب خود بخود اپنے سہارے کے نقطے کی طرف جانے کی رغبت کریگا اور دونو پنڈولم ایک دوسرے کی حرکت کو روکینگے - اور تمام انتظام آہستہ آہستہ اَ دَ کی عمودی حالت میں آجائیگا اس طرح دونو کو ملا کر ایک آہستہ حرکت کرنے والا بہت لمبا پنڈولم حاصل کرنا آسان ہوگیا جو ایسا سست ہے کہ اپنے سہارے کے آگے اور پیچھے کی حرکت کی پیروی نہیں کر سکتا اس شکل کا آلہ زلزلہ کی جانب وغیرہ ظاہر کرتا ہے -



مقام ب کا ایک نقطہ لکھنے والی سوئی کے چھوٹے بازو کا انصاب ہے س پر ایک گول جوڑ ہے مقام پ پر لکھنے کی سوئی ہے جو ایک سیاہ کردہ شیشے پر ٹھیری ہوئی ہے -

زلزلہ کے متعلق مذہبی خیالات اور سائنس کے مسایل و حقیقت زلزلہ اور اُس کے اسباب

پُرانے فیشن کے بعض بعض لوگ جو غیر تعلیم یافتہ ہیں ان کا اب تک یہ خیال بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ زمین کے نیچے ایک بیل ہے اور اُس کے ایک سینگ پر تمام دنیا جہاں تک بسی ہوئی ہے اور جہاں تک زمین کا تختہ ہے رکھی ہوئی ہے - جب عالم کے بوجھ سے بیل کا ایک سینگ دکھنے لگ جاتا ہے یا تھک جاتا ہے تو وہ بیل اس بوجھ کو دوسرے سینگ پر بدل لیتا ہے اس حرکت سے تمام زمین کانپنے لگتی ہے اور لرزہ پیدا ہوتا ہے جس کو زلزلہ کہا جاتا ہے - اور اکثر جاہل تو یہ بیان کرتی ہیں کہ زمین کا تختہ ایک ہاتھی کی پشت پر رکھا ہوا ہوا ہے جب وہ ہاتھی ہلتا جلتا ہے تو زمین کو زلزلہ اور کپکپی ہونے لگتی ہے - ایک گروہ یہ بیان کرتا ہے کہ دھرتی مائی ایک کچھوے کے اوپر رکھی ہوئی ہے اس کی جنبش سے زمین کو جنبش ہوتی ہے - ایک اور پرانے خیالوں کا معتقد فریق یہ کہتا ہے کہ زمین ایک چھچھوندر کے اوپر قایم ہے اس کی حرکت سے یہ حرکت محسوس ہوتی ہے - ایک اور کہنہ قسم کی جماعت ہے جس کا یہ مقولہ ہے کہ گئو ماتا دھرتی ماتا کو اُٹھائے ہوئے ہے - جب شیطان کو کوئی فتنہ برپا کرنا ہوتا ہے تو اس گئو ماتا کے سامنے بھونڈ بنکر جاتا ہے اور اُس کے منہ کے سامنے زور شور سے بولتا اور گھومتا ہے گئو ماتا اس کو سینگ سے ہٹاتی ہے اس وقت گئو کی حرکت سے دنیا میں سب چیزیں حرکت کرنے لگتی ہیں جس کو بھونچال کہتے ہیں - بعض لوگ تمام زمین کو مچھلی کی پشت پر رکھی ہوئی بتاتے ہیں اس کے ہلنے سے تختہ عالم ہلنے لگتا ہے اہل ہنود کے قدیمی مذہبی عقاید میں زمین کا قیام اس طرح مانا گیا ہے کہ تحت الثریٰ یعنی پتال میں ایک مچھلی ہے اور بعض بعض کتابوں میں کچھوا بھی لکھا ہے اس مچھلی کی پیٹھ پر ایک عظیم الجثہ بیل کھڑا ہے جس نے اپنے ایک سینگ پر تمام زمین کو اُٹھا رکھا ہے - جب اس کا ایک سینگ دکھنے لگ جاتا ہے تو وہ زمین کے بار کو دوسرے سینگ پر بدل لیتا ہے اس تغیر و تبدل کی حرکت سے زمین پر زلزلہ واقع ہوتا ہے اور اُسی کو بھونچال سے تعبیر کرتے ہیں - اہل ہنود کی بعض روائتیں اس طرح سے بیان ہوتی ہیں کہ اس بیل

کے منہ کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچھو چمٹا ہوا ہے جب اس بیل کے دل میں اس بات کا تکبر پیدا ہوتا ہے کہ میں نے تمام زمین اور ایک جہان کو اُٹھا رکھا ہے تو اس کا ایمان یعنی غرور و تکبر توڑنے کے لئے بچھو اس کے ڈنک مارتا ہے جس کی تکلیف سے اس کا جسم کانپ جاتا ہے اس کا پنے کے ساتھ تمام زمین بھی کانپنے لگتی ہے مگر یہ تمام خیالات اور عقاید بالکل غلط اور بے بنیاد ثابت ہوئے ہیں کیونکہ اگر یہ خیالات صحیح ہوتے تو روے زمین پر ایک ہی دفعہ زلزلہ آیا کرتا لیکن مشاہدہ اور تجربہ سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ تمام زمین ایک دم سے نہیں ہلتی ہے بلکہ کہیں کہیں اور بعض بعض مقامات میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے حال کے زلزلہ سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ ایک مقام تو برباد ہو گیا دوسرا مقام صحیح وسلامت ہے وہاں زلزلہ محسوس ہی نہیں ہوا۔ فرقہ اسلام اس زلزلہ کو مذہبی نگاہ سے دیکھ کر نمونہ قہر الٰہی سمجھتا ہے اور جب کبھی یہ حرکت زلزلہ محسوس ہوتی ہے گو وہ کچھ ہی منٹ کے لئے ہو مگر وہ دنیا کو ہلا ڈالتی ہے۔ مضبوط سے مضبوط مکان۔ درخت حتیٰ کہ پہاڑ تک تہ وبالا اور متزلزل ہو کر دھنس جاتے ہیں اور جیسی کچھ عبرت اس سے دلوں پر ہوتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ قرآن مجید کے سورہ زلزلت میں اس کی کچھ حقیقت مفسرین نے بیان کی ہے۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا۔ یعنی جس وقت ہلائی جائے زمین ایسا ہلانا کہ ممکن ہے اسی زمین کو ہلانے چلانے میں بکمال درجہ کا مبالغہ کیا جائیگا اور روئے زمین پر کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ باقی نہ رہیگا اور پست وبلند سب برابر ہو جائیگا اور زمین کی صورت بدل جائیگی اور اس زلازل سے زمین میں جو کچھ دبا ہوا ہے باہر نکل پڑیگا یعنی زمین اپنے بوجھ کو نکال دیگی اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ زمین میں جو سونا چاندی ہے وہ سب باہر پھینک دیگی لیکن اُس وقت سونے چاندی کے قدر کرنے والے نہ رہینگے یعنی مخلوق خدا مر جائیگی یہ معاملہ قرب قیامت میں ہوگا۔ ہمیشہ نیک بندے خدا کی امن امان میں رہینگے۔ یعنی جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ اُس کے کام آویگی اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اُس کے آگے آئیگی زلزلہ ایک بڑی عظیم شے ہے۔ یہ ایک آیۂ کلام ربانی جس کا ترجمہ اور تفسیر بیان ہوئی قابل غور وعبرت ہے اور دیکھنا چاہئیے کہ اس سچے کلام کی تصدیق ومطابقت اس خفیف زلزلہ سے جو آن کی آن کے لئے ہوتا ہے کہاں تک ہوتی ہے۔ صرف دو چار منٹ میں ہلچل متزلزل مقامات میں پڑ جاتی ہے کہ سب سراسیمہ اور بدحواس ہو جاتے ہیں اور جو جہاں ہے وہیں رہ جاتا ہے۔ مصرعہ

نہ روے رہائی نہ راہ گریز

اگر یہ حالت تمام روے زمین میں کچھ دیر کے واسطے قایم ہو جائے تو اہل عالم کا فنا اور برباد ہو جانا دور از قیاس نہیں معلوم ہوتا خیر یہ تو ایک مذہبی خیال ہے اور اس کی حقیقت اہل مذہب کے واسطے یقینی ہے مگر وہ لوگ جو اس خیال کے نہ ماننے والوں میں ہیں اُن کے لیے بھی مقام عبرت ہے اور اس زلزلہ سے یہ اشارہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ زلزلہ ایک قدرتی تہدید اور تخویف ہے تاکہ لوگ ہشیار رہیں اور اُس کی قدرت سے انکار نہ کریں اور اخلاق ذمیمہ کو ترک کر کے درستی اخلاق اور ہمدردی اور موانست پر مایل ہوں۔

واقعی اہل اسلام کا یہ قول درست ہے کہ جس ملک میں انسان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور معاصی اور منہیات سے بالکل محترز نہیں رہتے اور رسولوں و نبیوں کے قول اور اُن کی پند و نصیحت کو نہیں مانتے اور وہ حد سے زیادہ گزر جاتے ہیں تو ان پر قہر الٰہی نازل ہوتا ہے چنانچہ قوم عاد و ثمود و فرعون وغیرہ وغیرہ کے حالات بخوبی روشن ہیں لیکن ان گناہ کاروں میں ایسے بھی بزرگ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے عذاب الٰہی میں تخفیف ہو جاتی ہے چنانچہ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم۔ اور ایسا بھی موقعہ ہو جاتا ہے کہ بدوں کی بدولت نیک بندے بھی قہر الٰہی میں پھنس جاتے ہیں یہ اللہ کی قدرت اور مرضی پر منحصر ہے وہ جس کو چاہے مقہور کرے اور جس کو چاہے رحمت اور نعمت سے معمور کرے۔

۱۷۵۵ء کو شہر لسبن میں ایسا زلزلہ شدید و مہیب آیا تھا کہ سارا شہر تباہ و برباد ہو گیا اور ساٹھ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے تھے اور ۵۰ لاکھ مربع میل میں اس زلزلہ کا اثر پھیل گیا تھا۔ اس زلزلہ کی نسبت مذہبی سوسائیٹیوں اور ملتی گروہوں میں بڑے بڑے چرچے اور مباحثے ہوئے۔ انگلستان کے فرقہ پراٹسٹنٹ کے پادری یہ کہتے تھے کہ شہر لسبن (لزبن) اس واسطے تباہ اور برباد ہوا ہے کہ وہاں کے باشندے رومن کتھولک ہیں اس کے یہ معنی تھے کہ رومن کتھولک والے سخت گنہگار ہوتے ہیں اور فرقہ پروٹسٹنٹ کی نسبت رومن کیتھولک والے جو اس قہر الٰہی سے بچ گئے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ تباہی اور بربادی ہم پر پراٹسٹنٹ لوگوں کی وجہ سے نازل ہوئی ہے غرضکہ دنیا کا عجب حال ہے سب اپنے آپ کو اچھا سمجھتے ہیں۔ چوتھی اپریل کے زلزلہ پر جو شمالی ہند میں حال میں واقع ہوا آریہ سماج کے ممبر یہ کہتے تھے کہ سناتن دہرم سبھا والے جو بت پرستی کرتے ہیں اُن کی وجہ سے یہ زلزلہ آیا ہے اور دوسری طرف سناتن دہرم سبھا والے یہ کہتے تھے کہ آریہ دہرم جو بتوں کی بے حرمتی اور اُس کو بُرا سمجھتے ہیں یہ اسی کا باعث ہے جو ایسے سخت زلزلے آتے ہیں

اور آریہ والے ہی اس تباہی کا سبب ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ تمام خلقت اللہ اور رسول کو بھول گئی ہے کوئی خدا کا حکم نہیں مانتا کفر اور شرک میں مبتلا ہیں فسق وفجور میں غلطاں اور پیچاں ہیں تمام مذہبی رسوم دنیا سے اُٹھ گئے۔ نیک وبد کی تمیز نہیں رہی اس واسطے زلزلہ اور بربادی نہ آئے تو کیا ہو۔ ؎ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ لیکن ماہران علم ہیئت کی یہ رائے ہے کہ آفتاب روشنی کا ایک ایسا چشمہ ہے جس میں حرارت کا ایک بڑا بھاری مادہ بھرا ہوا ہے۔ آفتاب ابتدا میں آتشیں بخارات کا ایک گولہ تھا اور آگ کے مانند جوالہ شعلہ کی طرح دہکتا تھا اور اس میں نہایت ہی رقیق بھاپ بھری ہوئی تھی۔ آفتاب میدان خلا میں بڑی تیزی اور تندی سے گردش کیا کرتا تھا اس میں سے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے آتشیں شعلے اور چھوٹی چھوٹی آتشیں پھولجھڑیاں جھڑتی تھیں لیکن آفتاب میں اس قدر قوت کشش تھی کہ وہ تمام پھولجھڑیاں جو اُس سے نمایاں ہوکر جھڑتی تھیں اور علیحدہ ہوتی تھیں اپنے مرکز سے باہر نہیں جاسکتی تھیں بلکہ آفتاب کے گرد جھومتی رہتی تھیں گویا اُس آتشیں تودہ سے جو چنگاریاں نمایاں ہوکر علیحدہ معلوم ہوتی تھیں وہ آفتاب کے گرد گردش کرتی رہتی تھیں۔ انہیں پھولجڑیوں یا چنگاریوں میں سے ایک چنگاری زمین بھی ہے جو اپنی قلیل اور چھوٹی جسامت کے باعث جلد جلد ٹھنڈی ہونے لگتی ہے اور یہ زمین قلیل البضاعت ہونے کے باعث اس قدر سرد و ٹھنڈی ہوگئی ہے جیسی اب ہم کو اور آپ لوگوں کو معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مشاہدہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین بڑی فراخ شے ہے جو ہزارہا اور لکھوکھا کوسوں میں پھیلی پڑی ہے زمین سے زیادہ اور کونسی شے زمین پر دکھائی دیتی ہے جو زمین سے بڑی ہو البتہ ایک بڑی چیز آسمان دکھائی دیتا ہے جس کے خلا میں آفتاب ستارہ اور زمین ہے مگر زمین ان سب سے بڑی معلوم ہوتی ہے پھر کیونکر آفتاب کے جوالہ شعلہ کی چنگاریوں میں سے زمین بھی ایک چنگاری قرار دی جاسکتی ہے۔ ماہران علم ہیئت نے اس کو اس طرح سے سمجھایا ہے کہ زمین کے رہنے والوں کو زمین ہی بڑی معلوم ہوتی ہے اور آفتاب اور ستارہ جو دکھائی دیتے ہیں وہ بظاہر چھوٹی ہیں لیکن آفتاب اور ستارہ زمین سے بدرجہا بڑے ہیں اگر ایک ستارہ کو زمین کے اوپر رکھا جائے تو تمام زمین اس سے چھپ جائیگی اب جو ستارہ اور آفتاب چھوٹے معلوم ہوتے ہیں یہ صرف دوری کا فرق ہے آفتاب اور ستارہ ہماری نظر سے اسقدر بعد اور دوری پر واقع ہیں۔ کہ کروڑہا و پدم ہا میلوں سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہیں اس واسطے ہیئت والوں نے ثابت کیا ہے کہ زمین آفتاب کی ایک چھوٹی سی چنگاری ہے اور زمین کو آفتاب سے وہ نسبت ہے

جو ایک کو بیس سے اسی بناپر زمین کو متحرک قرار دیا گیا ہے اور آفتاب کو ساکن۔

سائینس والوں کی یہ رائے ہے کہ زمین بالکل ہی سرد نہیں ہوگئی ہے بلکہ اس کے اوپر کی ته تقریباً ۲۰ یا ۴۰ میل تک سرد ہے اور بالکل ٹھوس ہے۔ اس کے نیچے کی ته اسی قدر گرم اور رقیق ہے جیسے کہ وہ پہلے تھی اور اس میں گرم مادہ بھرا ہوا ہے اور جب وہ زور کرتا ہے تب ہی اس سرد اور ٹھوس مادہ زمین کو جنبش اور حرکت ہونے لگتی ہے اور اسی کا نام زلزلہ یا بھونچال ہے

علم طبقات الارض کے ماہران کی رائے ہے کہ زمین جو ابتدا میں رقیق آگ کا ایک کرہ تھی اس کی حرارت جوں جوں خارج ہوتی گئی توں توں وہ سرد بھی ہوتی گئی اور جس قدر حصہ ابتک سرد ہو چکا ہے اس کے نیچے اب بھی آگ بھری ہوئی ہے حرارت خارج ہونے کے باعث اُسکے بعض حصے نیچے پڑ گئے ہیں اور بعض ابھرے ہوئے اور بعض حکما کی یہ رائے ہے کہ ایک زمانہ میں تمام عالم میں پانی ہی پانی تھا اور اس کے نیچے زمین تھی یا زمین کے مانند کوئی اور شے تھی اور اس کے بھی نیچے بجلی کی لہریں تھیں۔ ان بجلی کی لہروں سے اور کیمیائی تبدیلیوں کے اثر سے جن چیزوں سے زمین بنی ہوئی تھی وہ پگھل پگھل کر پھول گئیں جس کے باعث زمین کا ایک حصہ پانی کے اوپر نکل آیا مگر اس کے نیچے اب بھی حرارت ہے۔

اگرچہ ابھی تک ان رایوں سے جو سائنس والوں نے قایم کی ہیں ٹھیک طور پر یہ نہیں کہا اور نہ یہ بتایا جا سکتا ہے کہ زلزلہ کیا ہے اور اُس کے اسباب کیا ہیں اس کا علم عالم الغیب ہی کو پورا پورا روشن اور ہویدا ہے لیکن جب ان قیاسات سے جو چشم دید واقعات پر مبنی ہیں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ زمین کے نیچے حرارت ضرور ہے اور حرارت ہی سے زلزلہ پیدا ہوتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ جب تختۂ آب پر زمین کا تختہ پیدا ہو گیا تو اسی حرارت سے ایک ایسی ہوا پیدا ہوتی تھی جو زمین کے تختوں کو توڑ کر درہم برہم کر ڈالتی تھی اور اُن کے اوپر ایک قسم کی مٹی کی ته جم جاتی تھی آجکل جو زمین کھودنے سے اور پہاڑ کاٹنے سے زمین کی اور پہاڑوں کی تہیں عمدہ طرح سے نمایاں ہوتی ہیں جیسے کہ حاشیہ ہوتے ہیں خیال کرنے سے بخوبی معلوم ہوگا کہ جب پہاڑ کو کاٹتے ہیں تو اس میں ایک حصہ کسی قسم کا ہوتا ہے اور دوسرا حصہ اور قسم کا ہوتا ہے اور تیسرا حصہ اور ہی قسم کا دکھائی دیتا ہے اسی طرح سے زمین کے حصہ معلوم ہوتے ہیں بعض بعض پہاڑوں میں ایک ته ایسی معلوم ہوتی ہے کہ وہ بالکل کالے رنگ کی مٹی ہوتی ہے یا زرد رنگ کا پتھر ہوتا ہے یا سرخ رنگ کی زمین ہوتی ہے یا سفید قسم کی مٹی

ہوتی ہے اور وہ ایسی تہوں میں ملی ہوتی ہے جیسی کسی نے چنی ہو یہ تمام وجوہات زلزلوں کے طفیل سے وقوع میں آئے ہوئے ہیں اور یہ تمام پہاڑ زمین ہی تھے - آتشیں جوش کے حرارت سے نے قائم کر دئے ہیں ورنہ پہلے زمین برابر ہموار سطح تھی الا آتشیں حرارتوں نے زمین کے نیچے کے مادہ کو نکال نکال کر زمین پر پھینک دیا ہے جس کے پہاڑ ہو گئے اس کے ثبوت میں ہم کو ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے اثر سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ بعض جگہ سے زمین پھٹ گئی اور اس میں سے اسقدر پانی اور مٹی و پتھر برآمد ہوئے کہ جن سے ایک چھوٹا سا پہاڑ یا رڑا پیدا ہو گیا ہے دوسرے ثبوت میں ہم یہ بات عجیب وغریب پیش کر سکتے ہیں کہ ملک جاپان میں کہ جہاں ہمیشہ زلزلہ آتے رہتے ہیں ایک نیا جزیرہ پانی میں زلزلہ سے پیدا ہو گیا ہے جس کا سان گمان نہ تھا بہر صورت یہ تمام اللہ کی قدرت کے کارخانے ہیں - جس میں ذرا بھی دخل نہیں دیا جا سکتا ہاں جو کچھ اللہ نے عقل عطا کی ہے اور علم دیا ہے اس کی طاقت سے جہاں تک ہو سکتا ہے عقل سے معلوم کیا جا سکتا ہے اور علم رہبری کرتا رہتا ہے جس سے انسان طرح طرح کے خیالات دوڑاتا ہے اور بعض بعض ان کے خیال درست بھی ہو جاتے ہیں اور باطل بھی ثابت ہوتے ہیں انسان کو اللہ تعالے نے بڑی طاقت دی تھی اور وہ بڑی طاقت علم وہنر اور عقل ہے جس سے انسان نے غیر ممکن کو ممکن کر کے دکھا دیا - بارش ایک ایسی قدرتی چیز ہے جس کا نزول اللہ کے دست قدرت میں ہے - مگر اللہ نے ہمکو ایسے ایسے علم عطا کئے ہیں اگر ہم چاہیں اور اللہ کو منظور ہو تو اپنی عقل وعلم سے بارش برسا سکتے ہیں زمین کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا سکتے ہیں لیکن ہم کو اپنی عقل وعلم پر نازاں اور غراں نہیں ہونا چاہئے یہ سب باتیں اللہ ہی کے اختیار اور قبضہ قدرت میں ہیں بہرحال زمین کے نیچے آگ اور حرارت کا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے اس صورت میں تو لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ گمان یعنی قیاس ضرور صحیح ہے - زمین کے نیچے حرارت یا آگ یا گرمی کے ہونے کا ثبوت مندرجہ ذیل باتوں سے اچھی طرح ہوتا ہے :-

جب کنوئیں کھودے جاتے ہیں یا کانیں کھودی جاتی ہیں تو بیس پچیس فیٹ کی گہرائی پر جہاں آفتاب کی حرارت نہیں پہنچتی ہے ایک قسم کی گرمی معلوم ہوتی ہے - سائینس دانوں کی رائے ہے کہ یہ گرمی جوں جوں نیچے کی طرف چلا جائے توں توں زیادہ ہوتی جاتی ہے اور آگے چلکر ہر وو فیٹ کے بعد ایک درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے - اگر کسی کان کے تھرمامیٹر کے ذریعہ ۲۰ درجے

کی حرارت پائی جائے تو ۵۰ فیٹ اور گہرائی میں اُترنے کے بعد حرارت ۲۱ درجے کی ہوجائیگی اور علیٰ ہذا۔ یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچ کر یہی حرارت آگ کی تیزی تک پہنچ جائیگی۔

سائینس کا ایک مسئلہ ہے جس کے تجربات بھی شہادت دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ فلزٗ اور حجریات کو اگر حرارت پہنچائی جائے تو وہ پگھل جاتے ہیں پس قیاس کیا جاتا ہے کہ زمین کے اندر جس مقام پر حرارت اس قدر زیادہ ہوگی کہ وہ اشیا کو پگھلائے وہاں زمین بالکل رانگ کی مانند پگھلی ہوئی ہوگی اور سائنس دانوں نے جیکہ حساب کے ذریعہ یہ رائے قایم کی ہے کہ زمین کی سطح سے ۳۰ یا زیادہ سے زیادہ ۴۰ میل کے اندر ایک ایسا مقام ہے جہاں تمام چیزیں جن پر یہ زمین بنی ہوئی ہے بالکل گرم و رقیق حالت میں ہیں اور ایک دیگ کی مانند پک رہی ہیں۔

بعض جگہ روئے زمین پر ایسے پہاڑ واقع ہیں جنہیں بڑے بڑے شگاف پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سے برابر آگ اور دھواں اور بعض اوقات اور اور چیزیں خارج ہوتی رہتی ہیں اور بہت سے ایسے مقاموں میں جہاں ایسے پہاڑ واقع ہیں اُس جوش کے باعث جس سے پہاڑ میں سے مختلف قسم کی چیزیں خارج ہوتی رہتی ہیں بھونچال یا زلزلے محسوس ہوتے رہتے ہیں۔

بعض جگہ اس زمین کے اوپر گرم پانی کے ایسے چشمے پائے جاتے ہیں کہ اُن کا پانی جسم پر ڈالنے سے جسم چپکنے لگتا ہے۔ اُن میں سے بعض کا پانی اس قدر گرم ہوتا ہے کہ اگر اُس میں کوئی شے کپڑے میں باندھکر ڈال دی جائے تو پک جاتی ہے۔

ماہرین علم الارض لکھتے ہیں کہ زمین ہمیشہ دو قسم کی طاقتوں سے متاثر ہوتی رہتی ہے۔ ایک خارجی طاقتوں سے اور دوسری اندرونی طاقتوں سے۔ خارجی طاقتوں میں جنکا اثر زمین کی بالائی سطح کے اوپر ہوتا ہے۔ ہوا۔ بارش۔ بجلی۔ برف دریا اور سمندر ہیں۔ اندرونی طاقتوں میں ایک زمین کے اندر کی حرارت بھی ہے جس سے بلند مقامات بیٹھ جاتے ہیں اور نیچے مقامات اونچے ہوجاتے ہیں۔

اندرونی طاقت مندرجہ ذیل طریقوں میں ظاہر ہوتی ہے:۔

(۱) وہ آتشگیر چٹانوں کو اُٹھا کر ایک دوسرے پر رکھ دیتی ہے۔ اس انبار کا نام کوہ آتش فشاں یا جوالا مکھی پہاڑ ہے جس سے گرم و پگھلا ہوا ملغوبہ۔ آگ اور دھواں وغیرہ خارج ہوتا رہتا ہے۔

(۲) وہ زلزلہ یا بھونچال پیدا کر دیتی ہے جس سے زمین ہلنے لگتی ہے۔ اگر زلزلہ زیادہ زور

شور کا ہوتا ہے تو پہاڑوں اور مکانوں تک کو گرا دیتا ہے۔ جہاں زمین کی سطح کمزور ہوتی ہے وہاں شگاف پڑ جاتے ہیں۔

(۳) وہ زمین کی سطح پر بعض حصہ کو بٹھا دیتی اور بعض کو اُٹھا دیتی ہے۔ مگر ایسے طریقے ہیں جنکا احساس انسان کو نہیں ہونے پاتا۔

چونکہ آتش فشاں پہاڑوں اور زمین کے اندر کی حرارت کا زلزلوں سے ایک گہرا تعلق بتایا جاتا ہے۔ اس لئے آتش فشاں پہاڑوں کا ذکر اور جو باتیں اُن کے باعث ظہور میں آتی ہیں ان کا بیان اس موقعہ پر مناسب ہو گا۔ بعض اوقات زمین کے اندر کی حرارت سے آتش فشاں پہاڑ بن جاتے ہیں اور بعض اوقات آتشفشاں پہاڑوں میں جوش و خروش آنیکے باعث زلزلے آتے ہیں اور بربادی کا وہی منظر انسانی نگاہوں سے دوچار ہوتا ہے جو زلزلوں کے ظہور سے ہوا کرتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا آتش فشاں پہاڑ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں سے یا تو متواتر یا وقتاً فوقتاً بھاپ۔ دھواں۔ راکھ۔ پتھر۔ پگھلا ہوا ملغوبہ وغیرہ اس کے دہانے سے ہو کر خارج ہوتا رہتا ہے۔ جو اس کے نواح میں گر گر کر بربادی پھیلاتا ہے اور زمین کے اندر سے ہیبت ناک آوازیں نکلتی اور شور پیدا ہوتا ہے اس کے نواح میں جو کنوئیں یا چشمے ہوتے ہیں اُنکا پانی خشک یا کم ہو جاتا ہے۔ زمین کانپنے لگتی ہے۔ زمین میں جا بجا دراڑیں پڑ جاتی ہیں بعض اوقات خود آتش فشاں پہاڑ کا دہانہ جس میں ہو کر چیزیں خارج ہوتی ہیں بالکل اُڑ جاتا ہے۔ آتش فشاں پہاڑ زیادہ تر سمندر کے نزدیک پائے جاتے ہیں اور اُن میں سے فی زمانہ کوئی ۲۷۰ جوش و خروش پر ہیں ان پہاڑوں میں جب کبھی جوش و خروش آتا ہے تو پہلے ان میں سے دھواں نکلنے لگتا ہے اور پھر اُنکے نواح کی زمین جنبش میں آتی ہے۔ اور دہانہ میں سے علاوہ دھوئیں کے سخت بدبودار گیسیں خارج ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اصلی دھمک پیدا ہوتی ہے اور آسمان کے نیچے خاک۔ راکھ دھوئیں کا ایک اور آسمان پیدا ہو جاتا ہے نئے آتش پہاڑوں میں سے ملغوبہ اور دیگر چیزیں زیادہ تیزی اور زیادہ مقدار کے ساتھ خارج ہوتی ہیں۔ اُن کے نواح میں زلزلہ بھی زور سے محسوس ہوتا ہے۔

بعض اوقات زمین کے اندر کی حرارت میں اسقدر جوش آجاتا ہے کہ نہ صرف زمین ہی ہلنے لگتی ہے بلکہ پہاڑ پھٹ جاتے ہیں اور جہاں زمین کی سطح کمزور ہوتی ہے وہاں شگاف ہو جاتے ہیں۔ بعض جگہ نئے چشمے اُبلنے لگتے ہیں اور بعض چٹانی مقامات پر نئے آتش فشاں پہاڑ پیدا ہو جاتے ہیں سمندر کے پانی میں ایک سخت تلاطم یا مد و جزر پیدا ہوتا ہے۔ بعض جگہ زمین بیٹھ

جاتی ہے اور سمندر کا پانی اس پر چڑھ جاتا ہے اور جب وہ پانی پھر سمندر کی طرف ہٹنے لگتا ہے تو جتنی چیزیں اُس کی رو میں آجاتی ہیں اُس کے ساتھ بہہ کر چلی جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا بیانات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خواہ زلزلے آتش فشاں پہاڑوں میں جوش وخروش آنے سے پیدا ہوتے ہوں اور خواہ زمین کی حرارت میں جوش وخروش آنے سے جن سے بعض اوقات نئے آتش فشاں پہاڑ پیدا ہو جاتے ہیں مگر اُن کے آنے کا اصلی سبب وہ حرارت ہے جو زمین کے اندر ۳۰ یا ۴۰ میل کی گہرائی میں لہریں مارتی رہتی ہے۔

اب زلزلہ کے متعلق دیگر ضروری باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) زلزلے ہر ملک میں آتے رہتے ہیں۔ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔ کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ محسوس ہوتے ہیں اور کہیں کم سختی کے ساتھ۔

(۲) زلزلوں کے واقع ہونے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔

(۳) سائنس دانوں کی رائے ہے کہ پہلے زمانے میں جب زمین کی سطح صرف تھوڑی ہی سی سرد ہوئی تھی اُسوقت زلزلے زیادہ آتے تھے مگر اب کم آتے ہیں۔

(۴) پہلے زمانہ کے زلزلوں سے جو زیادہ سخت ہوتے تھے آتش فشاں پہاڑ بن جاتے تھے۔ چشمے پیدا ہو جاتے تھے۔ زمین کی جگہ سمندر لے لیتا تھا اور سمندر کی جگہ خشکی مگر اب یہ باتیں بہت کم واقع ہوتی ہیں۔

(۵) زلزلے موسم سرما میں زیادہ آتے ہیں مگر گرما میں کم۔ مگر شمالی اور جنوبی دونو نصف کروں میں وہ یکساں محسوس ہوتے ہیں۔

(۶) زلزلوں کے اثر سے بعض اوقات انسان کا دماغ بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ بعض کے حواس میں ایک عرصہ کے لئے فتور پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کو عارضی جنون ہو جاتا ہے۔ مگر یہ شکائتیں نہایت سخت زلزلوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور ایک مرتبہ اہل جاپان اس مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے

(۷) زلزلوں کی رفتار ایک ہی قسم کی نہیں ہوتی۔ بلکہ مختلف قسم کی۔ کبھی تو وہ بخط مستقیم ہوتی ہے۔ کبھی ذرا ترچھی۔ اور کبھی اور قسم کی۔

(۸) جو زلزلہ اپنے شروع ہونے کے مقام سے لے کر پچاس میل تک محسوس ہوتا ہے اگرچہ اُس سے عمارت کی بالائی منزل ہلنے لگے۔ مگر اُس کی افقی حرکت جو زمین سے تعلق رکھتی ہے صرف $\frac{1}{10}$ انچ ہوگی۔ اگر یہ حرکت $\frac{1}{4}$ انچ کی ہو تو زیادہ مہلک ہوتا ہے۔ اور جس زلزلہ کے باعث

زمین کا کوئی حصہ بیٹھ جاتا اور کوئی اُٹھ جاتا ہے اسکی حرکت ۹ انچ یا ایک فٹ ہوتی ہے۔ معمولی زلزلے کا لرزہ ۱/۵ سے ۱/۲ سیکنڈ تک رہتا ہے۔ مگر جس لرزہ کے ساتھ شور بھی پیدا ہوتا ہے اس کا لرزہ ایک یا دو سیکنڈ تک رہتا ہے اور زیادہ سخت زلزلے کے لرزہ کا اثر ۱ یا ۲ بلکہ ۶ سے ۱۲ منٹ تک رہتا ہے

زلزلے کے اسباب

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ علم زلزلہ ہنوز عالم تاریکی میں منہ چھپائے پڑا ہے۔ لیکن بعض عالموں کے قیاسات کو یہاں درج کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا کہ زلزلہ کے اسباب کی بابت سائنس دانوں کے کیا خیالات ہیں۔

ایک نہایت دور افتادہ اور تاریک نہ معلوم زمانے میں عناصر سے مل کر کرہ ارض بن رہا تھا۔ اور زمین کی سطح ایک ٹھوس صورت اختیار کر رہی تھی۔ اس وقت درجہ حرارت بہت بلندی پر تھا۔ بیرونی ٹھوس سطح کے اندر پگھلا ہوا مادہ تھا۔ جس کا درجہ حرارت بیرونی سطح سے کہیں بلند تر تھا۔ جب بیرونی سطح سرد ہونے لگی تو عام طور پر زمین کا طبقہ سکڑنے لگا اور زمین کے اندرونی پگھلے ہوئے مادہ پر زیادہ دباؤ ڈالنے لگا۔ یہ رقیق مادہ اوپر سے بوجھ پڑنے سے اگلنے لگا ہے ایسے مقامات سے پھوٹ نکلا کرتا تھا۔ جن کے بیرونی طبقے کمزور تھے۔ اور کسی وجہ سے زیادہ سرد ہو کر ٹھوس نہ بن سکے۔

پروفیسر جی۔ ایچ ڈیروِن نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ مذکورہ صدر حالت میں جب اندرونی طبقہ کا پگھلا ہوا مادہ اوپر کو زور کرتا ہے۔ تو وہ عمودوار بیرونی طبقہ کو پھاڑ دیتا ہے اور اُسکا تناؤ اور کھنچاؤ اندرونی سطح کی طرف بھی ہوتا ہے۔ بیرونی طبقہ ٹھنڈا ہو کر سکڑ گیا ہے اور اپنی معمولی حالت پر آگیا ہے۔ اور ایک خاص درجہ تک اندرونی مادہ کے چٹخنے کے وقت مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن اندرونی طبقہ سرد ہوتا جائیگا کیونکہ اندرونی حرارت بیرونی طبقہ کی طرف آتی اور جذب ہوتی رہتی ہے اور لگاتار ایک تناؤ واقع ہوتا رہتا ہے۔ جوں جوں یہ قوت بڑھتی رہتی ہے۔ بھاری بوجھ بیرونی طبقہ پر پڑتا رہتا ہے۔ جن مقامات کے بیرونی طبقے کمزور ہوتے ہیں وہ پھٹ جاتے ہیں۔ یہی زلزلہ کے عناصر ہیں۔ بہت سی قدرتی طاقتیں مصروف بکار رہتی ہیں۔ اور اپنی اپنی قوت کے تناسب کو برابر و ہموار رکھنے کی کوشش کرتی ہیں مگر اُن کا

یہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُن کے عمل ہمیشہ ادھورے اور ناتمام رہتے ہیں۔ ہر ایک قوت دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتی ہے۔ جس کا نتیجہ زلزلہ ہوتا ہے۔

حال ہی میں کوہستان ہمالیہ میں اس قسم کی مساوات کو درست کرنے کی دوڑ دھوپ ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے زلزلہ آیا تھا۔ اب بہت مدت تک اس حصہ ملک میں کوئی بڑا زلزلہ نہ آئیگا

اگر ہم مذکورہ صدر قیاس کی پیروی کریں۔ تو ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ طبقات الارضی تحرکات اور جنبشیں میدانوں کی بہ نسبت پہاڑوں میں زیادہ محسوس ہونگی۔ ندی۔ نالوں اور دریاؤں کے پانی کے ساتھ پہاڑوں کی مٹی بہ کر چلی جاتی ہے۔ اور میدانوں میں جاکر دریاؤں کی گذرگاہوں اور کناروں پر جم جاتی ہے اور نئی زمین بنتی جاتی ہے۔ جس کو دریابرآمد یا کچھار کہتے ہیں۔ بتدریج پہاڑوں کی سطح گھس کر میدانوں میں جاتی رہیگی۔ جو مساوات برابر نہ رہیگی۔ یعنی بیشتر بہتے رہنے سے پہاڑی سطح کے طبقے پتلے اور ہلکے ہوجائینگے۔ اور میدانی طبقے بھاری اس وقت اندرونی قوتوں کو پھوٹنے کا بہت عمدہ موقع مل جائیگا۔ اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ ایک مزدور کے سر کا بھاری بوجھ اُٹھا کر اُس کی کمر پر دھر دیا جائے۔ ایک مقام سے کچھ بوجھ اُٹھالیا جاتا ہے۔ تو شکستگی واقع ہوتی ہے۔ زمینی طبقہ کا یہی حال ہے صدیوں کے دوران میں لاکھوں کروڑوں ٹن مٹی پہاڑوں سے بہ کر میدانوں کو چلی گئی ہے۔ اور مساوات میں بہت فرق آگیا ہے۔ قدرت مناسب مقام پر مساوات کے درست کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور ضایع شدہ مادہ کو واپس لیتی ہے۔ کوئی کمزور طبقہ جنبش کرتا ہے۔ تو تمام مضبوط طبقہ ہل جاتا ہے۔ اور بہت دور تک اثر محسوس ہوتا ہے۔

آتش خیز خطوں میں زیادہ زلزلے آتے ہیں مگر تاہم نہایت ہولناک جنبش ایسے علاقہ میں محسوس نہیں کی جاتی۔ بلکہ کچھ فاصلہ کے علاقہ میں اس کا سخت صدمہ محسوس کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آتشخیز پہاڑ سیفٹی ویلو کا کام دیتا ہے اور مساوات برابر رکھتا ہے۔ اور زاید بوجھ کو بیرونی طبقہ پر بڑھنے سے روکتا ہے آتش خیزی خطوں میں گاہے گاہے صدموں کے آنے کی وجہ یہ ہے کہ طبقات الارضی پانی یکایک بھاپ بن جاتا ہے۔ اس کے تغیر سے ہلکا زلزلہ محسوس ہوتا ہے۔ مگر اندرونی طبقہ کی شکستگی سے جو زلزلے آتے ہیں۔ وہ ان سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اندرونی طبقہ میں شکستگی کا خاصہ پایا جاتا ہے اگر ایسی شکستگی سمندر کی تہ میں واقع ہو۔ اور زمین کی تہ میں شگاف ہوجائے۔ تو

پانی یکایک زمین کے شکم میں جا گھسیگا - اور طبقات الارضی پگھلے ہوئے مادہ سے ملکر ایک سخت جنبش واقع ہوگی یکم نومبر ۱۷۵۵ء کو لسبن میں اسی قسم کا زلزلہ آیا تھا - جس میں ۶۰ ہزار آدمی مرگئے تھے - اس عظیم زلزلہ کا اثر ایک طرف نوفنلینڈ تک - دوسرے کینیڈا کے سواحل اور غرب الہند تک پہنچا تھا - اور ۷،۵ لاکھ مربع میل رقبہ کے اوپر اس کا اثر محسوس کیا گیا تھا - اگر زمین کا طبقہ بیس میل موٹا ہو تو پندرہ کروڑ مکعب میلوں کو جنبش واقع ہوگی - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین کے شکم میں کیسی عظیم قوتیں ہر وقت کام میں لگی رہتی ہیں - اگر اُن کے اثر دوامی پر خیال کیا جائے تو ہم ان طاقتوں کو ان عظیم الشان قوتوں کے مقابلہ میں - جو اُس وقت کام میں لگی ہوئی تھیں جب زمین کے طبقے بن رہے تھے - بہت ہیچ سمجھیں گے -

یہ بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ زمین کے نیچے گندھک اور شورہ کا مادہ موجود ہے جب کسی زمین کے اندرونی حرارت سے مادہ بھڑک اٹھتا ہے - تو اُس کے اجزات سٹیم بن کر زمین کے اندر ہی اندر کسی خاص سمت کو چل نکلتے ہیں - پس جس طرف سے گذرتے ہیں اس طرف کی زمین کے طبقات کو ہلاتے جاتے ہیں - بھونچال میں جو گونج سنائی دیا کرتی ہے وہ اُسی مشتعلہ مادہ کی ہے - جس جگہ یہ مادہ زمین کو پھاڑ کر باہر نکلتا ہے بڑی بھاری توپ کے چلنے کی سی آواز آتی ہے - اور زمین پھٹ کر بڑے بڑے غار بن جاتے ہیں - اور اندر سے بھاپ پانی اور شعلے نکلتے ہیں - جب تک یہ مادہ باہر نہیں نکلتا زلزلہ برابر رہتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں میں کوہ آتش فشاں زیادہ ہیں وہاں بھونچال نسبتاً زیادہ آتے ہیں - اور آتش فشاں پہاڑوں کے دامن میں جو شہر آباد ہیں وہ پو پٹی کی طرح بھونچال کے صدموں سے اکثر برباد اور مسمار ہو جاتے ہیں - بھونچال کے ایسے صدموں کے لئے کوہ اٹنا اور کوہ ویسو ویس بہت مشہور ہیں جہاں ایسے زلزلے اکثر آتے رہتے ہیں ۱۶۳۱ء و ۱۸۶۱ء میں کوہ ویسو ویس پر سخت ہولناک اور بربادکن زلزلے آئے تھے - اور یہی حال کوہ اٹنا میں ۱۸۵۵ء میں ہوا تھا - ملک چلی میں ایک دفعہ ایک عظیم بھونچال کے صدمے سے ۲۰۰ میل لمبا غار بن گیا تھا - زلزلہ کا دھکا جس طرح خشکی پر محسوس ہوتا ہے اسیطرح سمندر میں ہوا کرتا ہے - پانی میں سخت تلاطم پیدا ہوتے ہیں - اور جہازوں کو اسقدر دھکے لگتے ہیں کہ گویا وہ کسی چٹان سے ٹکرا گئے ہیں - بعض فلاسفروں کا بیان ہے کہ برقی سیال مادہ بھونچال کا باعث ہوا کرتا ہے - بہرحال بھونچال کا سبب وہ سٹیم ہے جو زمین کی تہ میں پیدا ہو جاتی ہے - خواہ یہ سٹیم ذیل کے سببوں میں سے کسی سبب سے پیدا ہو گئی ہو - (۱) کوہ آتش فشاں پہاڑوں کے اندر

جب پانی کثیر المقدار پیدا ہوجاتا ہے - تو اگر یہ پانی مقدار میں بہت زیادہ ہے اور اُسنے اُس آتشیں مادہ کو بجھادیا - تو خیریت رہی اور اگر یہ تھوڑا ہوا اور حرارت سے بھاپ بن گیا - تو زلزلہ کا باعث ہوگیا (۲) برقی فلوئیڈ یعنی بجلی کا مادہ جس طرح خلا میں پیدا ہوکر رعد اور صاعقہ کا سبب ہوتا ہے - ایسا ہی جب کبھی زمین کی تہ میں پیدا ہوجاتا ہے تو بھونچال اور دھکوں کا باعث ہوجاتا ہے - دھکا دینا بجلی کا طبعی خاصہ ہے - اس لئے بھونچال میں بار بار دھکے آتے ہیں - زلزلہ کی رفتار فی سکینڈ ۹ میل سے ۱۲ میل تک ہوتی ہے - مسٹر کلیمنٹس کا بیان ہے کہ موسم کا عرصہ تک مکدر رہنا زلزلہ کا پیش خیمہ ہے - وادی کانگڑہ میں تو زلزلہ سے پہلے خاک برستی رہی تھی جو سخت بھونچال کی علامت تھی علمائے ہیئت نے زلزلہ کے کئی سبب لکھے ہیں - اولاً کسی قسم کے اجزا سے ارضیہ کبریتیہ وغیرہ جوش کھاکر اُن سے انجرے پیدا ہوتے ہیں اور وہ انجرات بجبسہ باہر نکلنے کے واسطے متحرک ہوتے ہیں جبکہ زمین کی کثافت کے باعث اُن کے مجاری اور رستا فذ مسدود ہوجاتے ہیں - اور وہ بخارات نہیں نکل سکتے تو ناچار اُن کی حرکت سے زمین میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے - چنانچہ حکماء فرنگ کے تجربہ میں آیا ہے کہ اگر آٹھ سیر لوہ چون اور آٹھ سیر گندہک پانی میں مخلوط کر کے اس کو ایسا سڑائیں کہ اس میں خمیر اُٹھ آئے - بعدہ اس خمیر کو زمین میں مدفون کریں تو دس گھنٹہ کے عرصہ میں وہ اسقدر جوش میں آئیگا کہ زمین شق ہوجائیگی - اور جلنے لگیگی - اور اس مقام سے شعلہ نکل پڑیگا اسیطرح زمین میں گندہک اور شورے کے بخارات بھی باعث اشتعال اور جنبش ارضی ہوجاتے ہیں - اور زمین کے طبقات میں بھی بعض مقامات پر آتشخیز مادہ زیادہ ہوتا ہے - جس میں زیادہ تر گندہک اور اسی قسم کی جلنے والی دیگر اشیاء ہوتی ہیں - زمین کی حرارت کے سبب سے ان میں آگ لگتی ہے - اور شعلہ بھی نکلتے رہتے ہیں - شعلہ کا ظاہر ہونا بعض مقامات میں عارضی ہوتا ہے - یعنی کچھ مہینے یا برس تک آگ نکلتی رہتی ہے - اور بعد ازاں بند ہوجاتی ہے - پھر کچھ عرصہ کے بعد آگ نکلنی شروع ہوجاتی ہے چنانچہ وسوئیس پہاڑ واقعہ ملک اطالیہ کی یہی کیفیت ہے - اس قسم کے پہاڑ کو کوہ آتش خیز یا آتش فشاں پہاڑ کہتے ہیں - جہاں یہ مادہ زیادہ مقدار میں ہوتا ہے - وہاں ہمیشہ آگ نکلتی رہتی ہے - جیسا کہ نگر کوٹ واقع کانگڑہ میں جوالا مکھی - یا کوہ ہکلا جزائر آئیسلینڈ میں آتش خیز پہاڑ ہے یا اٹنا جزیرہ سسلی میں غرضکہ جن مقامات میں یہ مادہ خفیف مقدار میں ہوتا ہے وہاں شعلہ اور دھواں وغیرہ تو نہیں نکلتے - لیکن زمین کے اندر کے پانی کو گرم کردیتا ہے - اور اس میں گندہک کی بو آتی ہے - پہاڑوں میں جہاں یہ گرم پانی نکلتا ہے -

اس کو انگریزی میں گیسیر یعنی گرم چشمہ کہتے ہیں چنانچہ ہکلا پہاڑ واقعہ جزیرہ آئیسلینڈ میں اور ہمارے ضلع کے مقام سہنہ میں یہ گرم چشمے واقع ہیں اور اسیطرح سے کوہ ہمالہ میں بہت سے گرم چشمے موجود ہیں چونکہ ان میں قدرتاً گندھک کی آمیزش ہوتی ہے - اس لئے گرم چشمہ کے پانی سے غسل کرنا امراض جلد کو بہت مفید ہوتا ہے - کوہ ہمالہ کے گرم چشموں میں جو ہندو لوگ نہاتے ہیں اور اشنان کرتے ہیں وہ حکمت کے رو سے اسے بزرگ نہیں سمجھتے بلکہ مذہبی عقیدہ سے اُن کو کرامت کے چشمے یا دیوی کی بزرگی اور کرامت مانتے ہیں - آتشی کوہستان میں جب یہ مادہ بہت زیادہ مقدار میں ہو اور دہن آتش فشاں سے خارج نہ ہو سکے یا کچھ عرصہ سے مادہ خارج نہ ہوا ہو تو پھر ایک ہی دفعہ زمین کو توڑ کر نکلتا ہے - یہی واقع جوالا مکھی میں پیش آیا کیونکہ کچھ عرصہ پہلے سے جوالا مکھی کے آتشی دہانہ سے آگ نکلنی موقوف ہوگئی تھی جو زلزلہ واقع ہونے کا باعث ہوئی جس سے آس پاس کی زمین میں نہایت خوفناک جنبش پیدا ہوتی ہے اور اس کا اثر تھوڑا بہت چار پانچ سو میل پر پہنچتا ہے بلکہ ہزار ہا میل طے کر جاتا ہے اور بربادی کا اثر پھیلا جاتا ہے شاید بعض لوگوں کو استعجاب ہوگا کہ زمین کے اندر آگ کہاں سے آئی - مگر یہ صلاً مقام حیرت نہیں - علمائے یگانہ اور حکمائے فرزانہ نے اُس کو بدلائل عقلیہ ثابت کر دیا ہے کیونکہ زمین کے درمیان حضرت خالق اشیاء نے ایسی چیزیں بکثرت مخلوط کی ہیں جو بوجہ من الوجوہ مشتعل ہوجاویں - اور اشتعال کا سبب وہ حرکت شدید ہے جو بخارات میں طلب خروج کے لئے حادث ہوتی ہے - جس قدر سبب اشتعال خفیف ہوتا ہے اسیقدر انسان کو حرکت زلزلہ خفیف محسوس ہوتی ہے اور اس کی جنبش قریب قریب ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے جہاز یا اگنبوٹ کے بیٹھنے والوں کو جہاز اور اگنبوٹ کی حرکت محسوس ہوتی ہے - اکثر اوقات زلزلہ ایک طرفۃ العین میں موقوف ہوجاتا ہے - کبھی علی الاتصال کئی دن تک رہتا ہے اس کے صدمہ سے مکانات شق ہوجاتے ہیں بلکہ اکثر جڑ بنیاد ہی سے گر پڑتے ہیں اور اشیائے مرتبہ تہ و بالا ہوجاتی ہیں - غرضکہ جب کبھی زلزلہ آتا ہے تو زمین تھوڑی بہت تڑق جاتی ہے اور اس قوت سے باہم اس قدر ٹکر زور سے کھاتے ہیں کہ زمین ہل جاتی ہے - جب شورہ اور گندھک وغیرہ کے اجزاء کو کسی وجہ سے زمین کے اندر غلیان پیدا ہوتا ہے تو شعلہ ہر چہار طرف سے مستعد بہ خروج ہوتے ہیں - اگر اُن کے زور سے زمین شق ہوگئی یا زمین کے کسی اور منفذ سے شعلہ نکل گیا تو فبہا - ورنہ زمین کسیقدر مرتفع ہوجاتی ہے اور کوہ آتش فشاں کے دہانہ سے شعلہ نکل جاتا ہے - اگر مقدار

زلزلہ کی دریافت کرنیکی آسان ترکیب

اجزاء بکثرت نہ ہوئی تو فقط زمین ہی متحرک اور متزلزل ہوگی کوہ آتش فشاں کے ذریعے سے شعلہ نکلیگا - حرارت کی وجہ سے اجزے رقیق ہو کر کسی منفذ سے خارج ہو جاوینگے - ایک انگریز کا مقولہ ہے کہ اسباب زلزلہ میں آگ اور پانی جزو اعظم ہیں یعنی اُن کے بغیر حدوث زلزلہ غیر ممکن ہے کیونکہ رطوبت میں جب تک حرارت نہ اثر کریگی تب تک تولید بخارات نہ ہوگی - جب زمین میں بخارات جوش کھاتے ہیں تو کئی ہزار میل تک اندر ہی اندر اس کے ہلنی کی آواز جاتی ہے یہ کھڑ بعینہ ویسی ہوتی ہے جیسے ناہموار کھرنجے پر بگھی کی گڑگڑاہٹ سے آواز نکلتی ہے - یا جس طرح سے ریل گاڑی میں ایک قسم کی سنسناہٹ اور ہیبت ناک آواز نکلتی ہے - ۱۷۵۵ء میں شہر لزبن دارالسلطنت پرتگال میں ایسا سخت اور مہلک زلزلہ آیا تھا کہ اُس کے صدمہ سے زمین کا کلیجہ پھٹ گیا - اور شور حشر اور ہنگامہ قیامت برپا ہوگیا تھا جس کے سننے سے آج تک انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - مزید براں بالغ خردان ذی ہنر اور فضلائے علم گستر نے اس بات کا دریافت کرلینا نہایت ہی آسان کر دیا ہے کہ زلزلہ کس وقت آئیگا - آدھ گھنٹہ پیشتر یہ امر بآسانی تمام دریافت ہو سکتا ہے - اور صورت اس کی یہ ہے - یہ امر قوانین قدرت سے ہے کہ زلزلے کے آنے سے کچھ دیر پہلے مقناطیس کی قوت جاذبہ بالکل زائل ہو جاتی ہے - پس اگر ہم مقناطیس کو دیوار میں کسی طرح لگا دیں اور اس کے قرب میں ایک آہنی ٹکڑہ رکھدیں تو مقناطیس اپنی قوت جاذبہ سے فوراً اس کو اپنی طرف کھینچ لیگا - جس جگہ پر مقناطیس لگا ہو اس کے نیچے ایک پیتل کا برتن رکھ دیا جائے - یا کانسی کا کوئی ایسا ظرف ہو جو تھوڑی سی ٹھنک سے بہت بڑی آواز پیدا کرے - زلزلہ آنے کے کچھ دیر پہلے مقناطیس کی قوت جاذبہ زایل ہو کر لوہا اس پیتل کے برتن پر گر پڑیگا اور ایسے ٹھناکے کی آواز ہوگی کہ مکان سراسر گونج اٹھیگا اس سخت آواز سے اہل مکان کو اگر وہ سوتے بھی ہونگے تو بیداری ہو جاویگی اسوقت یہ سمجھ لیا جاویگا کہ نصف گھنٹہ کے بعد زلزلہ آویگا اس قدر عرصہ پہلے زلزلہ کا حال معلوم ہونے سے ہر قسم کا انتظام اور احتیاط ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں -

سجلۃ لاصل الزلزلہ

زلزلہ ایک حادثہ ارضی ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ بہت سے آثار کیفیات پیچ

اور مڑوڑ کے زمین میں پیدا ہوتے ہیں۔ جبکہ کسی سخت یا کسی حصہ کرۂ زمین میں دباؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہ سب آثار ایک خاص مقام میں زمین کے اندر جمع ہوتے ہیں اور وہی اس کا مرکز اجتماع ہوتا ہے جس طرح وتر مرکز سے دائرہ کی طرف نکلتے ہیں اسی طرح سے یہ بھی اس جگہ سے منتشر ہوتے ہیں اور ایک دھچکے کی کیفیت اور زلزلہ کی صورت عمق زمین میں پیدا ہوتی ہے اور مختلف اطراف و جوانب میں سرایت کرنے لگتی ہے لیکن کسی طرف تیز اور کسی طرف کم اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس اثر کا روکنے والا موجود ہو از قسم سنگ ہائے سخت و درشت جو باطن ارض میں پائے جاتے ہیں تو جس قدر کم روکنے والا سخت تر ہوگا اسی قدر حرکت بھی اسی جانب سخت تر ہوگی اور جس قدر روکنے والا کمزور ہوگا اسی قدر حرکت بھی کمزور ہوگی اور مرکز زلزلہ کا سطح زمین میں نہیں ہوتا بلکہ اس سے کئی میل دور باطن ارض میں ہوتا ہے۔ اکثر آٹھ میل یا نو میل کی دوری پر اور بعض اوقات تیس میل کی دوری پر زمین کے اندر ہوتا ہے۔ جیسا کہ زلزلہ کچار جو ہندوستان ہی کے ایک مقام میں معلوم ہوا تھا۔ ۱۸۶۹ء میں یہ زلزلہ آیا تھا اور اس کا مرکز سطح زمین سے تیس میل کی دوری پر تھا۔ کسی سمت یا حصہ زمین کے دباؤ کے بارے میں حکمائے فرنگ کی دو رائے ہیں۔ ایک تو یہ رائے ہے کہ زمین کے اندر نہایت تیز آتشیں مادہ بہنے والا بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس کے گرداگرد ایک سخت ٹھوس زمین کی سطح محیط ہوتی ہے۔ یہ آتشیں مادہ رفتہ رفتہ سرد ہوتا جاتا ہے اسی کی وجہ سے اس کے جرم[1] میں تکاثف[2] پیدا ہو جاتا ہے اور تخلخل[3] جو بوجہ اس کے سیلانی حالت کے ہوتا ہے وہ کم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے یہ سطح محیط اس پر دباؤ ڈالتی ہے۔ اس لئے۔ چاہتی ہے کہ جو جگہ اس تکاثف کی وجہ سے خالی ہوئی ہے اسے جا کر بھر دے۔ اس وجہ سے ضرور ہے کہ اس سخت سطح میں دباؤ پیدا ہو۔ اس دباؤ کی وجہ سے ایک پیچ کی کیفیت سطح بالائی زمین میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے سیب میں کچھ جھرّیاں پڑ جاتی ہیں جس وقت کہ وہ سوکھ جاتا ہے اور نرمی اُس کی جاتی رہتی ہے۔ جس قدر دباؤ زیادہ یا کم ہوتا ہے اسی قدر پیچ کی کیفیتیں بھی زیادہ یا کم ہوتی رہتی ہیں اور اُسی مناسبت سے زمین کی سطحوں میں بلندی و

[1] جرم بمعنی کشش۔ کھینچنا پہاڑ کی بنیاد [2] تکاثف کثیف۔ غلیظ ہونا۔ موٹا اور گاڑھا ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ [3] کسی چیز کے اجزا کا ایک دوسرے سے جدا ہونا اور اصطلاح علم طبعی میں اجسام کے اجزا کے بیچ میں جو کچھ فاصلہ (مسام) ہوا کرتے ہیں اُن کو ہونے کی صفت تخلخل ہوتی ہے۔

پستی کم وبیش پیدا ہوتی ہے - اسلئے کہ سطحیں بحیثیت سختی و نرمی کے مختلف ہوتی ہیں پس اکثر زمین میں شگاف غار - و دراڑ - کھڈ و ٹیلے پڑ جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے زلزلوں کی شدت اور خفت بھی ہوا کرتی ہے - یہ پیچ کے آثار زمین میں آفتاب و ماہتاب کی کشش کی طرف بھی منسوب کئے جاتے ہیں جس طرح سے سمندر کے پانی میں جزر و مد یعنی اوتار اور چڑھاؤ اس کشش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے - اسی طرح سے سطح زمین میں بڑے بڑے خوفناک شگاف پڑ جاتے ہیں - اور زمین اس پیچ کی کیفیت کی شدت سے پھٹ جاتی ہے اور یہ شدت اُسوقت بہت بڑھ جاتی ہے جبکہ آفتاب و ماہتاب اپنی مدار میں زمین سے بہت قریب آجاتے ہیں یعنی شب محاق[۵۴] میں چنانچہ یہ زلزلہ بھی جو حال میں آیا تھا اس میں بھی شب محاق حائل تھی اور نیز اس کی شدت اُس وقت بھی ہوتی ہے جبکہ آفتاب و ماہتاب مقابل میں ہوتے ہیں یعنی شب بدر کو - ایک اور رائے ان آثار کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ ہے کہ کسی خاص مقام سے کبھی ایک بہت بڑا - باؤ گولا - اُٹھتا ہے جس کی وجہ سے ہوا کا دباؤ اس جگہ بہت کم ہو جاتا ہے اور بیرومیٹر کئی درجہ گر جاتا ہے لیکن جسقدر دباؤ یہاں کم ہوتا ہے اُسیقدر دیگر مقامات میں زیادہ ہوتا ہے ایسی حالت میں ضرور ہے کہ زمین میں ایک پیچ کی کیفیت پیدا ہو - جیسے کہ سمندر کی موجوں میں مد و جزر کے وقت ہوتی ہے اور تجربوں سے معلوم ہوا ہے کہ بڑے بڑے زلزلے ہولناک باؤگولوں کے اُٹھنے سے آئے ہیں یعنی جسوقت زمین کے اندر ہوا ایک جگہ جمع ہوئی اُسیوقت زلزلے آنے شروع ہو جاتے ہیں - ہوا کے دباؤ کی طرف یہ امر بھی منسوب ہوتا ہے کہ چشموں کا پانی خشک ہو جاتا ہے اور گیس اور معدنی روغن کے چشمے نکل آتے ہیں اور اب بھی ایسے چشمے اور کوئیں پائے جاتے ہیں جن میں ہر روز عجیب و غریب آثار - ہوا کے دباؤ کے روزانہ مشاہدہ میں آتے ہیں - اور بوجہ پانی کی بلندی و پستی کے زمین بھی بلند و پست ہوا کرتی ہے پرانے زمانہ کے حکیموں کی یہ رائے تھی کہ زلزلے کوہ آتش فشاں کے پھٹنے سے پیدا ہوتے ہیں - لیکن حکمائے فرنگ اس رائے کے خلاف ہیں - اُن کی یہ رائے ہے کہ آتش فشاں پہاڑ خود بڑے بڑے زلزلوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں - زلزلوں کی وجہ سے زمین پھٹتی ہے اور اس میں سوراخ پیدا ہو جاتے ہیں -

---

۵۴ محاق یعنی چاند کا گھٹنا - چاند کے گھٹنے کے دن جن کا ابتدا پندرہویں رات سے ہوتا ہے - ماہ قمری کے آخری تین دن جن میں چاند نظر نہیں آتا -

جس سے ایک راستہ ان آتشیں مادوں کے نکلنے کا بن جاتا ہے جو زمین کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں اور وہاں سے نکل کر یہ مادے ابر بارندہ کیصورتمیں ہوا میں اُڑا کرتے ہیں اور پھر زمین کی طرف رفتہ رفتہ آتے جاتے ہیں اور اُن کے اجتماع سے جو قریب اس سوراخ کے ہوتا ہے بڑے بڑے پہاڑ بن جاتے ہیں جن کے اندر ایک بڑی گنجایش اور گہرا سوراخ بلکہ ایک قسم کا دراڑ و غار بے شمار ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی راہ سے قعر زمین سے آتشیں دہواں نکلتا رہتا ہے اور ان پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف سے اُڑا کرتا ہے۔ کبھی یہ سوراخ جس میں سے آتشیں شعلے نکلا کرتے ہیں بند بھی ہو جاتا ہے اور اس سے ایک عظیم الشان زلزلے کے آنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے کہ جس سے پہاڑ پھٹ جاتے ہیں اور بڑے بڑے پتھر اُڑنے لگتے ہیں اور بڑے بڑے سخت و سنگین سنگ اسیطرح سے ہوا میں اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے کاغذ و خس و خاشاک باد صرصر کے جھونکوں سے اُڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں یا جیسے سمندر میں مچھلیاں تیرتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ بعض اوقات بڑے بڑے شہر اور اونچے اونچے قلعہ اور بلند عمارتیں اس خوفناک ناقلہ کی وجہ سے اُلٹ جاتے ہیں اور ان زلزلوں سے کبھی چشمے سوکھ جاتے ہیں اور دریا و کنویں بھی خشک ہو جاتے ہیں اور کبھی چشموں کا پانی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کبھی چشموں دریاؤں اور کنوؤں سے ایک دریا جوش مارتا ہوا بہہ جاتا ہے اور گاہے گاہے انہیں چشموں سے گدلا پانی بہنے لگ جاتا ہے۔ لیکن تجربہ سے بخوبی معلوم ہوا ہے کہ بیشتر زلزلوں کا اندیشہ شب بدر میں یا اُس وقت جبکہ قمر نقطہ حضیض میں ہوا کرتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ نقطہ اوج میں ہو۔ کہ اسوقت یہ حوادث جبکہ وہ منتہائی دوری پر زمین سے ہو۔ بہت کم زلزلے آتے ہیں اوراسیطرح سے جبکہ چاند دائرہ نصف النہار پر ہو تو زلزلوں کا اندیشہ بہت ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ دائرہ اُفق پر ہو۔ اور اسیطرح سے بہ نسبت گرمیوں کے جاڑوں میں زیادہ اندیشہ ہوتا ہے اور بہ نسبت دن کے رات کو۔ اور بہ نسبت راتوں کے شب سلخ اور شب بدر کو بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور ان زلزلوں کی قسمیں بہت سی ہیں ان کا ضبط دشوار ہے۔ لیکن ان میں سے مشہور دو قسمیں ہیں ایک تو راجفہ دوسری ناقلہ اصطلاح میں راجفہ اُس کو کہتے ہیں۔ جس سے صرف زمین ہی کو حرکت ہو اور اُس کی حرکت سے زمین میں کوئی شگاف یا دراڑ وغیرہ واقع نہ ہوں اور نہ مکانات و شہر وغیرہ اُلٹ پلٹ ہوں۔ گویا حرکت راجفہ ایک خفیف حرکت کو کہتے ہیں اور حرکت ناقلہ اصطلاح میں اس حرکت سے تعبیر کرتے ہیں جو مہلک ہو جس سے زمین میں شگاف پڑ جاویں

درخت اوکھڑ جائیں مکانات منہدم ہوجائیں شہر وقریہ اُلٹ پلٹ اور غارت ہوجائیں اور زمین کی بلندی پستی سے مل جائے یا پہاڑ پھٹ کر اور ٹوٹ پھوٹ کر سطح زمین سے مل جائیں۔ اور یہ بھی ایک قہرالہی اور غضب خدا کہلاتا ہے۔ خدا اس بلا سے ہر ایک بشر کو اپنی امان اور پناہ میں رکھے۔

حکمائے فرنگ میں سے اکثر فلاسفروں کا خیال ہے کہ انسان کسی قسم کی پیشین گوئی اور تعین وقت زلزلوں کے آنے کا نہیں کرسکتا اور یہ علم غیب ہے۔ خداوند عالم اپنے غیب سے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ اور اسی مقام سے ہمکو پروردگار عالم کی اس ارشاد سے عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ جو سورہ ملک میں وارد ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ آءمنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ھی تمور آم امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر + کیا مطمئن ہو پروردگار سے جس کی حکومت آسمان میں ہے۔ کہ کہیں زمین میں تمکو غرق کرڈالے یا وہ مضطرب ہوجائے بس دفعتاً وہ گھومنے لگے یا تم مطمئن ہو اُس پروردگار سے کہ جس کی سلطنت آسمان میں ہے یہ کہ تم پر ایک عذاب کو بھیج دے پس عنقریب تم کو معلوم ہوجائیگا کہ میری تہدید کیسی ہے۔

مولانا اشہری

زلزلہ کیا ہے۔ ہلادے جو زمیں کو سربسر
کپکپادے ہر مکان کو مچ مچادے ہر شجر

پارہ گندہک اور ہیں کتنے مواد آتشیں
آگ لگنے سے بھڑک اُٹھتے ہیں جو مثل سقر

مشتعل ہونے سے اُن کے اک قیامت ہو بپا
ابخرات و ادخنہ ان کے ہوں ہر سو منتشر

باد گولہ ہے زمیں کے پیٹ کا یہ زلزلہ
ڈائنامیٹ اسکی طاقت کا نہیں رکھتے اثر

ہلملا دیتی پہاڑوں کو ہیں اس کی جنبشیں
کھلبلا دیتی سمندر کو ہیں یہ نار سقر

ہیں سمندر میں نکل پڑتے وہ کوہ آتشیں
شولہ افشاں ہوتے رہتے رات دن جنکے شرر

آتش جوالہ کی لو ہو پہاڑوں سے عیاں
جس کو کہتے ہیں جوالا ہند کے اہل نظر

پانی آتا ہے ابل شق زلازل سے کہیں
دشت کو دریا بنائے اور کردے بحر و بر

بعض جا ہوں ان شگافوں سے بپا طوفان حشر
جوش مارے آگ بانسوں ہوں بلند اُسکے شرر

اس پاس اس آگ سے جلجائیں ساری ابنتیاں
خاک ہوجائیں ذراسی دیر میں لاکھوں شجر

لاوا اُڑا اُڑ کر ہر اک سو شعلہ افشانی کرے
زلزلہ مذہب میں کیا ہے اک خدا کا قہر ہے
اور چونکا دے تمہیں فوراً تمہاری نیند سے
تھا قیامت کا نمونہ زلزلہ لاہور کا
چوتھی اپریل اور سن انیس سو پانچ عیسوی
ہوگئے صدہا مکان شق اور صدہا منہدم
جانور تک خوف ظاہر کر رہے تھے صبح کو
شملہ و کشمیر و امرت سر ہوئے نقصاں پذیر
ایکٹ. دہم اس کے مکان سب ہوگئے ہیں منہدم
بمبئی کلکتہ و مدراس سے آئے ہیں تار
الغرض کل ملک کو اس نے ہلا ڈالا تمام
کہتے ہیں سو سو برس کی عمر کے پیران و بر
دیکھتے امسال ہم ہیں جو حوادث وہ نئے
جن مکانوں میں اثر ہے برق و مقناطیس کا
جن دلوں کو برقیت کا حصہ ہے نایاد ملا
آلہ مقیاس کی سوئی سے ظاہر ہے دلیل
موعظ میں فرماتے ہیں سید علی الحائری
اشہری تم تو بہت ہی ہو ضعیف و ناتواں

آدمی کو مل نہیں سکتا کہیں امن و مفر
جو قیامت کے نمونے کو کرے پیش نظر
تا کرو توبہ گناہوں سے تم اپنے سر بسر
سو کے اُٹھے تھے کہ ہلنے لگ گئے دیوار و در
صبح کا وقت اور اس کا تہلکہ وقت سحر
کانپتے تھے سب مکان لرزاں تھے سب دیوار و در
زمزمے بھولے ہوئے تھے ڈر سے مرغان سحر
اور ہے سب سے زیادہ دہرم سالہ کا ضرر
تھی جو آبادی وہ میدان ہوگئی ہے سر بسر
کچھ نہ کچھ واں بھی ہوا محسوس ہے اس کا اثر
چند ساعت میں کیا اقلیم کو زیر و زبر
زلزلہ ایسا کبھی آیا نہیں ہے پیشتر
داغ و شمس و بیرو فصل زور طاعون الحذر!
اُن مکانوں میں خصوصاً اس کا دیکھا ہے اثر
وہ ڈہہ گئے زلزلہ میں ہیں زیادہ بیشتر
جذب مقناطیس کے باعث ہلے وہ بیشتر
چاہیئے دنیا میں عقبےٰ پر رہے ہر دم نظر
حشر کی ہے دور منزل ہے قیامت کا سفر

زلازل پر پروفیسر میلن کا فیصلہ

مختلف عالموں اور فلسفہ دانوں نے زلزلہ اور اُس کے اسباب کے متعلق علمی دنیا کے عالم طفولیت کے زمانہ میں اُس کو چار خیالوں پر مبنی کیا۔ اول یہ تصور کیا کہ زمین کے اندر بھی ابر و باران کا انتظام ہے جب ان زمینی بادلوں میں برق و رعد پیدا ہوتی ہیں تو قدرتاً زمین کے اندر گرج پیدا ہوتی ہے۔ اور اس گرج کو زلزلہ کی گرج تصور کی گئی تھی۔ دویم یہ خیال کیا گیا

کہ زمین کے اندر بے شمار بھک سے اُڑجانے والے مادہ موجود ہیں۔ جیسے گندھک وشورہ۔ جب ان دونوں چیزوں میں کرۂ زمین کی اندرونی حرارت سے آگ لگتی ہے تو زلزلہ کی حرکت محسوس ہوتی ہے۔ سویم یہ بات مان لی گئی تھی کہ زمین کے اندر قدرتاً برقی قوت موجود ہے اس قوت برقی کی حرکت سے زلازل کے صدمات محسوس ہوتے ہیں چہارم یہ سوچ لیا گیا تھا کہ زمین کی سطح کے نیچے کا پانی۔ زمین کی حرارت سے بھاپ بنتا رہتا ہے جب اس مجتمع بھاپ میں کثرت پیدا ہوتی ہے تو وہ بھاپ زور کے ساتھ باہر نکلنا چاہتی ہے اور اس کی یہی جد وجہد سے زمین کانپنے لگتی ہے اور زلزلہ معلوم ہونے لگ جاتا ہے۔ یہ فلسفے کے ابتدائی خیالات ہیں جبکہ اس نے علم کے پہلو میں طفولیت کا زمانہ گذارا تھا۔ لیکن اب علم کی طفلی حالت نہیں رہی فلسفہ کا وہ شروع زمانہ گذر گیا۔ اب وہ تمام باتیں فرضی قصہ کہانیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔ علم فضل کا عہد شباب اپنے ساتھ ہی ساتھ ایسے نئے نئے جوانان عالمیان وماہران خردمندان لایا ہے جنہے مشاہدے اور تجربہ کے بغیر مہمل باتوں کو چٹکی میں اڑا دیا۔ اور علم وہنر کو ایسی جلا دی کہ عقل اور دانائی کی مجسم صورتیں کھڑی کردیں۔ جدید فلسفہ نے کہنہ فلسفے کی تحقیقات شروع کردی زلازل کے متعلق جدید فلسفہ کے خیال میں چوتہا خیال کسیقدر بچ گیا اس کی تحقیق اور تدقیق کی غرض سے زمین کے پردے کھولنے شروع کئے تاکہ دیکھیں کہ اس قسم کا مادہ کہاں سے نکلتا ہے چنانچہ جدید فلسفہ والوں نے دیکھا کہ یہ آتشفشاں پہاڑ ہی اس فساد کی جڑ ہیں اس امر کی تصدیق اگرچہ بہت پہلے بھی ہوئی تھی لیکن سنہ ۱۸۷۲ء کے زلزلہ کو وہ وسو ہی اس سے ہوتی ہے۔ پہاڑ میں جوش پیدا ہوا مادہ آتش فشاں نے باہر نکلنے کی جد وجہد کی جس کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ کئی شہر دب گئے۔ جزائر غرب الہند کے آتش خیز پہاڑوں کے گردونواح کے بربادی بخش زلزلے بھی اس امر کے شاہد ہیں دیر تک وہ عالم اس بات پر متفق رہے۔ مگر تجسس نے ثابت کردیا کہ کئی مقامات پر زلزلے ایسے آتے ہیں جن کے لئے آتش فشاں پہاڑوں کو قصور وار ٹھیرانا جائز ہے۔ اب نیا زمانہ آگیا ہے پروفیسر ملن جو زلزلہ کے علوم میں مسلمہ محقق ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگانی کا بہترین حصہ ملک جاپان میں جو علم زلازل کا اُستاد ہے اور جہاں پر بے شمار زلزلے آتے رہتے ہیں تحریر کرتے ہیں ان دس ہزار زلزلوں میں سے جن کا میں نے جاپان میں مشاہدہ کیا بہت ہی کم اُنکی تعداد ہے

جو

جو آتش فشاں پہاڑوں کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں - اور وہ ثبوت میں حسب ذیل واقعات پیش کرتے ہیں -

اول ۱۸۹۱ء کا خوفناک زلزلہ جس سے دس ہزار انسان مرے اور ایک لاکھ اٹھائیس ہزار مکان مسمار ہو گئے - کم از کم بیس ہزار آدمی کوئی نہ کوئی عضو کھو بیٹھے - ایسے وقت آیا جبکہ تمام آتشیں پہاڑ ملک جاپان کے سرد تھے یعنی اول آتش فشاں پہاڑوں کی آتش فشانی بالکل بند تھی

دویم - وسطی جاپان میں تباہی سب سے زیادہ ہوئی - جہاں اوسط تعداد سالانہ زلزلوں کی پانچسو ہوتی ہے وہاں ایک بھی آتش فشاں پہاڑ نہیں ہے - ان حالات مذکورہ بالا سے نتیجہ نکالنا پڑیگا کہ آتشفشاں پہاڑ زلزلہ کے لئے ضروری نہیں ہیں - بلکہ ان کے بغیر زلزلہ آسکتا ہے - مگر جہاں آتش فشاں پہاڑوں سے مادہ اخراج کی کوشش کر رہا ہو وہاں بھی زلزلے آیا کرتے ہیں - پس یہ ثابت ہوا کہ زمین میں ایک خاص مادہ ہوا کرتا ہے اور آتش فشاں پہاڑ اور زلزلہ قدرت کی طرف سے اُسی مادہ کے اخراج کی دو مختلف قسمیں ہیں - کبھی یہ کوشش اخراج ایک صورت سے واقع ہوتی ہے اور کبھی دوسری صورت سے - وہی طاقت پہاڑوں کے آتش فشاں ہونے کا باعث ہے اور وہی زلزلہ کا -

زلزلوں کے آنے کی اصل وجہ تو بیان ہو چکی ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ حرکت کسطرح سے کام کرتی ہے یعنی کیونکر واقع ہوتی ہے - جب کوئی شخص کسی تالاب میں ایک کشتی پر سے ایک چھوٹا سا پتھر زور سے پھینکے تو کیا نتیجہ ہوگا - اس کی دو طرح سے حرکت پیدا ہوگی -

اول مقامی حرکت یعنی عین اُس جگہ جہاں کہ پتھر پھینکا گیا ہے - یہ حرکت اوپر نیچے کو ہوگی - پانی اوپر کو اُچھلیگا - پھر نیچے کو گریگا - اسی طرح سے کئی مرتبہ ہوگا -

دوم - مدوری حرکت یعنی اس جگہ پانی کے ہلنے کی وجہ سے اردگرد کے پانی میں ہل چل ہوگی - جتنی نزدیک کی حرکت ہوگی اتنی ہی زور کی ہوگی - جوں جوں مرکز سے دور چلتی جائیں حرکت کم ہوتی جائیگی - حتیٰ کہ ایک فاصلہ پر پہنچ کر اس قدر کم ہو جاویگی کہ قابل احساس نہ ہوگی -

بعینہ یہی حال زلزلہ کی حرکت کا ہے - وادی کانگڑہ کے زلزلہ نے ثابت کر دیا ہے کہ حرکت دو قسم کی تھی - اول کانگڑہ وغیرہ میں جہاں زمین کے نیچے ہل چل موجود تھی مکانات اور درختوں کی حرکت اوپر نیچے کو تھی - جب زلزلہ کی آمد آمد ہوئی تو مکان اور درخت

اوپر کو پھینکے گئے - سطح زمین اپنی اردگرد کی سطح سے علیحدہ ہوکر اوپر کو پھینکی گئی اس کی کشش کا صدمہ اردگرد ہوا - پھر زمین ٹوٹ کر نیچے گری اور اپنی جگہ پر آکر مل گئی - مگر مکانات تہ و بالا ہو گئے -

دویم - جس طرح سے آواز کا صدمہ ہوا میں پھیلتا ہے - جیسے پتھر کی حرکت پانی میں پھیلتی ہے ویسے زمین کے ذرات کی حرکت ساتھ ساتھ کے ذروں کو لگ کر اُنکے متحرک ہونے کا باعث ہوتی ہے - ذرے تو صرف انچ یا ادھ انچ ہلتے ہیں مگر حرکت سیکڑوں میلوں تک چلی جاتی ہے - یہ حرکت ایک فاصلہ مقامی سے گذر کر اوپر نیچے کو نہیں رہتی - بلکہ ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف مرکز زلزلہ پر حرکت اوپر نیچے تھی - مگر ذرا دور کے مقامات میں مشرقاً مغرباً تھی - ایک خط سے گذر کر محسوس نہیں ہوتی ان وجوہات سے زلازل کے اسباب بخوبی مفہوم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ذرا سائنس سے دلچسپی ہو -

زلزلہ کانگڑہ اور اُس کے اسباب - کانگڑہ کے زلزلہ کے متعلق بہت سے لوگ اپنی اپنی رائیں دے رہے ہیں مگر میں نے ان سے فقط دو نتایج اخذ کئے ہیں -

اول یہ کہ پہلے زلزلہ آتا ہے اور دوسرے یہ کہ پھر آتش فشانی ہوتی ہے - میں یہ تجربہ سے کہتا ہوں - ۴ - اپریل کی صبح کو میں یہاں موجود تھا اس کے علاوہ اس کے قبل میں نے بہت سے کانگڑہ کے جانے والے جاتریوں سے یہ گفتگو کی تھی کہ تم جو اونچے اونچے پہاڑوں پر جاتے ہو تو بڑی خطا کرتے ہو -

یہی وہ لوگ ہیں جسے راستوں اور دریاؤں وغیرہ کے بارہ میں کوئی معتبر خبر ملسکتی ہے اُنھوں نے مجھسے بیان کیا کہ جوالا مکھی ایسی پرستش گاہ ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک حصہ کے لوگ وہاں آتے ہیں اور جب میں نے اُن سے یہ خبر سنی کہ کانگڑہ میں ایک آتش فشاں پہاڑ ہے تو مجھے حیرت ہوئی کیونکہ جوالا مکھی کے لفظی معنے دہانہ آتش ہوئے - اُنھوں نے مجھے یہ بھی بیان کیا کہ مندر میں آگ کے جو شعلے نکلا کرتے ہیں امسال وہ کم نکلتے ہیں اور آب گرم کے چشمے ٹھنڈے ہو گئے ہیں - جب میں نے اُن سے یہ سوال کیا کہ کیا کہیں طوفان آیا تھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ طوفان نہ تھا بلکہ راکھ اور دھواں تھا جو اندروں ملک کے جلتے ہوئے پہاڑ سے نکلا تھا اور کہا کہ ہمنے بیج ناتھ میں زمین کے اندر سے دھواں اور راکھ نکلتے ہوئے بچشم خود دیکھی تھی یہ بات ہمارے لئے نئی تھی اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پہاڑوں کے کچھ حصہ سے دھواں

اور راکھ نکلتی تھی اور ۴ - اپریل کی صبح کو خود مجھ کو اس کا تجربہ ہوا کہ پہلے تو ایک گھڑ گھڑاہٹ کی آواز آئی پھر زمین کو بڑی جنبش ہوئی پھر زمین کانپی اور اینٹھنے لگی میں نے بچشم خود یہ کیفیت دیکھی اور دنیا کے سامنے بیان کی یہ حالت ویسی ہی تھی جیسے زمین کی بہت بڑی جنبش سے ہوسکتی ہے کسی مکان کی دیواریں باہر کی جانب نہیں گریں کہ معلوم ہو کس طرف سے زلزلہ آیا تھا چونکہ میں اور حالات دریافت کرنا چاہتا تھا پس میں ۱۱ تاریخ پھر گیا جوالا مکھی سے آتے ہوئے بہت سے جاتری مجھے ملے میں چاہتا تھا کہ کوئی خبر مجھے ملے میں نے اُن سے سوال کیا تھا کہ کیا ہوا تھا اُنھوں نے جواب دیا کہ زمین کو غضب کی حرکت ہوئی تھی مندر اور اس کے قرب وجوار کی زمین شق ہو گئی اب وہاں آگ نہیں ہے سب آگ بیجناتھ کو چلی گئی اور گرم پانی کے تمام چشمے سرد پڑ گئے اور کہا ہم نہیں کہہ سکتے کہ کسقدر جانیں ضایع ہوئیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ مندر سے کچھ فاصلہ پر ایک جگہ زمین شق ہو گئی اور جاتری اُس میں سما گئے میرے مکان کے ملبہ میں جو میرا اسباب وہاں پڑا ہوا ہے ناکامی سے اُن کی کدوکاوش کی تلاش کے بعد میں مکان اپنے نوکر کے سپرد کر کے پاپیادہ دہرمسالہ کو روانہ ہو گیا - اثنائے راہ میں بہت سے جاتری مجھے ملے اُنھوں نے بھی وہی خبریں مجھے بیان کی تھیں - دھرمسالہ میں جو یہ کہا گیا کہ ۴ - اپریل سے چند روز پیشتر راکھ برسائی تھی اور سائی دو یورپینوں نے تصدیق کی اور مجھسے بیان کیا گیا کہ ایک لیڈی نے جس کا نشیمن دہرمسالہ میں نہایت عمدہ مکان اور باغ تھا بیان کیا تھا کہ میں دہرمسالہ میں مدت سے رہتی ہوں مجھے اس بات کا بڑا تجربہ ہو چکا ہے کہ جب کبھی راکھ برستی ہے تو زلزلہ آتا ہے - یہ لیڈی بعض آثار اور علامات کو دیکھتے ہی ۲۰ - اپریل کو دہرمسالہ سے چلی گئی تھی اور جاتے وقت کہا تھا کہ فنس جرلڈ لی نے ان امور سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے -

مسٹر جرلڈ کی کتاب گائیڈ وادی کانگڑہ اور اس کی وہ چٹھی میں نے بھی پڑھی جو ۱۳ - اپریل کو سول ملٹری گزٹ میں چھپی تھی یہ حیرت ہے کہ اُس ایسے تجربہ کار شخص کی اطلاع دہی سے لوگوں نے بے پروائی کی - اب یہ دیکھنا ہے کہ تجربہ کار اشخاص اس باب میں کیا کہتے ہیں - مگر میں نے جو کچھ کہا ہے اُس پر میں قایم ہوں کہ پہلے تو زلزلہ آتا ہے پھر آتش فشانی ہونے لگتی ہے اسی سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے -

جی امی اسمتھ اقبالہ
۱۹ اپریل

جاپان

وادی کانگڑہ کی تباہی پر گورنمنٹ جاپان کی ہمدردی وامداد

بدنصیب وادی کانگڑہ کی بربادی اور تباہی کے حالات کہاں کہاں پہنچے اور اس مصیبت اور آفت کی کہانیاں کہاں کہاں سنائی گئیں - تمام ایشیا یورپ افریقہ امریکہ غرضکہ ربع مسکون میں اس کا ماتم کیا گیا اور کون سا ملک ہوگا جس نے اس غضب ناک حالت پر افسوس نہ کیا ہو ہم اس موقعہ پر صرف سلطنت جاپان کی ہمدردی اور اُسکی امداد کا بیان کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا - چونکہ ہماری سلطنت گورنمنٹ انگلستان و ہندوستان کا ربط وضبط اور رشتہ اتحاد و اتفاق ایک عرصہ سے گورنمنٹ جاپان کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے کلیہ قاعدہ ہے کہ ایک دوست کو کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی ہے تو دوست و آشنا اس میں شریک ہوا کرتے ہیں چنانچہ جسوقت وادی کانگڑہ کی تباہی زلزلہ سے ہوئی اس وقت تمام ممالک میں اظہار افسوس کیا گیا - ہماری گورنمنٹ انگلستان کے دوست جاپان نے بھی جس کی فتح ظفر کا شور عالم میں مچا ہوا ہے اعلی درجہ کی ہمدردی اور سب سے زیادہ مدد کر کے دکھائی اور فوراً اس وقوع کے واقع ہونے پر جنرل ٹیراؤشی جاپانی وزیر جنگ کا تار برقی بنام ہز اکسلنسی لارڈ کرزن صاحب بہادر والیسرائے کشور ہند و گورنر جنرل ہندوستان کے آیا اور وادی کانگڑہ میں گورکھا رجمنٹوں کے نقصان ہونے پر حسب ذیل تار وصول ہوا -

۴ - اپریل ۱۹۰۵ء کو دہرسالہ میں زلزلہ کے غضبناک حادثہ پر کہ جس سے دیسی فوج کی دو پلٹنوں نے قابل افسوس نقصان برداشت کیا میں اپنے نہایت دلی رنج اور تاسف کا اظہار کرتا ہوں گورنمنٹ جاپان نے صرف اس تار برقی ہی کے بھیجنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے مسٹر ہیاشی جنرل کانسل متعینہ بمبئی کو بھی ہدایت کی کہ وہ فوراً گورنمنٹ آف انڈیا کے دار الصدر کو جاوے اور ہماری طرف سے شمالی ہند وادی کانگڑہ کے زلزلہ زدگان کے باب میں ہمدردی کا اظہار کرے - چنانچہ جنرل ہیاشی اپنی گورنمنٹ کے حکم سے بذات خاص شملہ میں تشریف لائے اور فارن آفس میں مسٹر فریزر صاحب بہادر فارن سکرٹری سے ملاقات حاصل کی اور نہایت گرمجوشی سے گورنمنٹ جاپان

کی طرف سے افسوس و ہمدردی کا تحریری اظہار حسب ضابطہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش کیا جس پر مسٹر فریزر فارن سکرٹری نے مسٹر ہیاشی سے ملکر گرمجوشی کے الفاظ میں گورنمنٹ جاپان کا شکریہ ادا کیا چونکہ اس وقت ہمارے لارڈ کرزن کی طبع مبارک ناساز تھی اس وجہ سے حضور والیسرائے کانسل مذکور کے ملنے سے مجبور رہے ہم ذیل میں اس خط و کتابت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ مسٹر ہیاشی جاپانی کانسل جنرل بمبئی ۱۱۔ ماہ حال کو بموجب ہدایت اپنی گورنمنٹ کے شملہ آئے تھے تاکہ وہ بذات خود ہمدردی گورنمنٹ جاپان کا پیام شمالی ہند کے حال کے زلزلہ کے متعلق پہنچائیں اُنہوں نے حسب ذیل پیام ادا کیا۔

میری گورنمنٹ کو جسوقت اس سخت حادثہ کی اطلاع ملی جو اس ملک میں حال کے زلزلہ سے در پیش آیا تو اُس نے مجھے حکم دیا کہ میں عجلت کے ساتھ گورنمنٹ ہند کی دار الصدر کو جاؤں اور اُن کے سامنے اپنی گورنمنٹ کی بہت بڑی ہمدردی ظاہر کروں۔ اس لئے میں اس بات پر نازاں ہوں کہ یور اکسلنسی سے اپنی گورنمنٹ کی دوستانہ ہمدردی اس حادثہ کے متعلق ظاہر کروں میرے نامور ہز مجسٹی فرمانروا کو اس بارہ میں بہت بڑا خیال ہے اور میری گورنمنٹ نے مجھے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ میں دریافت حال کرکے بذریعہ تار برقی اسے اطلاع دوں کہ کن کن مقامات میں زلزلہ کا اثر پڑا اور اس سے کسقدر نقصان پہنچا تاکہ ہز مجسٹی کی تشویش جلد تر دور ہو۔ اور میں یہ موقع حاصل کرتا ہوں کہ اپنے ہموطنوں کی طرف سے چند الفاظ عرض کروں جن کو اس زلزلہ کے مصیبت زدہ لوگوں سے بہت بڑی ہمدردی ہے اور اُن میں سے کچھ لوگ اس بات کا ارادہ رکھتے ہیں کہ ان مصیبت زدہ لوگوں کی رفع تکلیف کا کوئی ذریعہ بہم پہنچائیں اخیر میں مجھے سچے دل کے ساتھ اس بات کی اُمید ہے کہ اس آفت سے جو کچھ نقصان پہنچا ہے اُس کے متعلق آپ کی گورنمنٹ بہت جلد رفع تکلیف کی موزوں کارروائیاں کرکے اس کے دفع کرنے کی سعی کریگی اور اخیر میں مجھپر اُس اخلاقی برتاو کی شکر گذاری فرض ہے جو مجھ سے یہاں کے قیام میں برتا گیا۔

ہز اکسلنسی بوجہ ناسازی مزاج خود کانسل سے نہیں مل سکے مگر فارن سکرٹری نے حسب ذیل جواب اُنکو دیا۔ مجھ کو ہز اکسلنسی ویسرائے گورنر جنرل ہند نے ہدایت کی ہے کہ میں منجانب گورنمنٹ انڈیا کے اُس پُر از اخلاق پیام کا صدق دل سے شکریہ ادا کروں جسے جاپانی گورنمنٹ نے بھیجا ہے اور جس کے ابلاغ کے لئے آپ بذات خاص بمبئی سے شملہ تک کا دور و دراز سفر طے کرکے آئے ہیں۔ اعلیٰ ہمدردی کے جو الفاظ آپ نے فرمائے ہیں اُنکی اس لئے بہت کچھ قدر و قیمت کی جاتی ہے کہ وہ منجانب

ایک عظیم الشان قوم کے ہیں اور جس سے ہندوستان کا تعلق صرف باضابطہ ہی نہیں بلکہ دیگر ذرائع سے بھی ہے اور جس قوم کو گذشتہ زمانہ میں خود ایسی ہی آفتیں پیش آئی ہیں اور جس نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ان تمام دقتوں اور آفتوں کو لاثانی دلیری سے برداشت کر سکتی ہے۔

سفیر مذکور نے یہ بھی دریافت کیا — کہ آیا زلزلہ زدگان کو اہل جاپان کی مالی اعانت کی ضرورت ہے؟ وائسرائے نے بجواب کہا کہ مقامی چندے کھل جانے کی وجہ سے بیرونی اعانت کی ضرورت نہیں رہی اور اسی وجہ سے منشن ہاؤس لندن میں امدادی چندہ کی فہرست نہیں کھولی گئی۔ نیز جاپان ایک اعلیٰ درجہ کے زلزلہ کے ماہر پروفیسر اموری کو وادی کانگڑہ کے معائنہ کے لئے بھیجنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جاپان میں زلزلے بکثرت آتے ہیں۔ اس لئے وہاں کے اعلیٰ ترین ماہر کے معائنہ سے بہت سے فوائد کی توقع کی جاتی ہے۔

ہز اکسلنسی ویسرائے ہند اور ٹوکیو کے اعلیٰ درجہ کے اخبار جی جی شمپو میں مندرجہ ذیل تاربرقیوں کی آمد و رفت ہوئی۔ یعنی

جی جی شمپو نے ۲۷ مئی کو حضور ویسرائے کو اس مضمون کی تاربرقی بھیجی تھی۔

ہم نہایت ادب کے ساتھ یور اکسلنسی کو اطلاع دیتے ہیں کہ زلزلہ ہندوستان کے مصیبت زدوں کی اعانت کے لئے ہمارے ناظرین اخبار نے دس ہزار سکہ ین جو جمع کئے تھے وہ ہم نے روانہ خدمت کئے۔ گو جنگ کے سبب سے یہ مقدار اسقدر نہیں ہے جسقدر جاپانی قوم دیسکتی تھی مگر ہمیں توقع ہے کہ اس مقدار قلیل سے بھی ہمارے پیارے ساتھی سلطنت ہندوستان کے ساتھ ہماری ہمدردی ظاہر ہوگی۔

۳۰۔ مئی کو حضور وائسرائے نے جواب دیا۔

آپ نے زلزلہ ہندوستان کے مصیبت زدوں کے فنڈ کے لئے فیاض جاپانیوں سے جمع کر کے جو چندہ روانہ کیا ہے میں صدق دل کے ساتھ اُس کا شکریہ ادا کرتا ہوں دونوں قوموں میں ایک کا دوسرے کو بہت بڑا خیال تھا اس سے جاپانیوں نے ہندوستانیوں کی اعانت کی۔ انگلشمین اور ہندوستانی جاپانیوں کی بہادری کے معترف و مداح ہیں ان امور سے ان دونوں بڑی قوموں میں قربت کے ساتھ دوستی ہوگی۔

جاپانی اخبار جی جی شمپو نے زلزلہ زدگان کانگڑہ کی اعانت میں جو فنڈ کھولا تھا۔ اس کے متعلق کاغذات شایع کئے گئے ہیں۔ جو حسب ذیل دو حصوں میں منقسم کئے جاسکتے ہیں

(الف) مسٹر دی تھارنی منیجر اخبار کا خط ہز اکسلنسی لارڈ کرزن کے نام جس میں فراہم کردہ رقم کا چک بھی ملفوف ہے۔ جو سولہ ہزار چار سو چونتیس روپیہ سے کم کا نہ ہوگا۔ چندہ دہندگان کی فہرست اور زلزلہ ہند کے متعلق جی جی شمپو میں جو اڈیٹوریل آرٹیکل شایع ہوئے انکا انگریزی ترجمہ بھی منسلک ہے (ب) اور حضور وایسرائے کے پرائیوٹ سکرٹری کا جواب خط اسمی لارڈ کرزن میں ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح یہ سرمایہ کھولا گیا اور یہ اس عالمگیر ہمدردی کا کسیقدر ثبوت ہے۔ جو زلزلہ زدگان ہند کی نسبت جاپان میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ کہنے میں ہمیں مبالغہ یا زیادہ گوئی کے اتہام کا خوف نہیں کہ ہم اس مصیبت عظیم میں تمام جاپانی قوم کی طرف سے ہندوستان سے تہ دل سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں" پہلے آرٹیکل کا عنوان یہ ہے "ہمارے دوست کے مملکت کے باشندوں سے ہمدردی ظاہر کرو" اس میں لکھا ہے کہ "ہندوستان ہمارے دوست برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ جہاں زلزلہ سے حال میں مال وجان کا سخت نقصان ہوا ہے۔ اس کے بعد تحریر ہے کہ صاحب استطاعت رحم دل جاپانیوں کو جہانتک ممکن ہو زلزلہ زدگان ہند کی دستگیری کرنی چاہئے۔ آرٹیکل مذکور اس طرح ختم ہوتا ہے۔ "یاد رکھو کہ جنگ کے شروع ہونے کے زمانہ سے انگلستان سے مقتولان جنگ کے پسماندگان کی پرورش کے لئے جاپانی سفیر انگلستان کی زوجہ بیرونس ہیاشی کی کوشش اور دیگر ذرایع سے معقول رقمیں آچکی ہیں۔ ہم انگلستان کی عنایتوں کے کئی وجوہات سے مشکور ہیں۔ جن میں جاپانی مقتولان جنگ کے خاندانوں کی اعانت سب سے تازہ وقابل قدر ہے اگر ہم اس مصیبت میں ہندوستان سے ہمدردی کرسکیں خواہ وہ کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ تاہم انگلستان کی مہربانیوں کا کچھ نہ کچھ معاوضہ سمجھا جائیگا۔ لہذا ملک سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ہماری دوست سلطنت کے ایک حصہ ملک کی تکالیف کو کم کرنے میں حتی الامکان مالی امداد کی توجہ سے دریغ نہ کریگی۔

دوسرے آرٹیکل میں لکھا ہے کہ انگلستان وجاپان میں دلی ہمدردی اور اتحاد ہونا لازم ہے۔ تاکہ دونوں ایک دوسرے کی رنج وسرت کو اپنی تکلیف وراحت تصور کریں۔ اس کے آخر میں مرقوم ہے کہ "چونکہ ہم پچھلے دنوں سے ایک اہم جنگ میں مصروف ہیں۔ جس کی نظیر جاپان کی قومی تاریخ میں نہیں مل سکتی نیز ایسے وقت میں چندہ کی درخواست کی گئی ہے جبکہ بیڑہ بالٹک ہمارے بحور کے قریب کے دریاؤں میں داخل ہوا چاہتا ہے۔ نیز جبکہ ہماری تمام قوم کی آنکھیں جنگ کے آخیر نتیجہ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں سچے دل سے افسوس ہے کہ چندہ کی مقدار اس حد تک

نہیں پہنچی جو جاپان کے شایان شان ہو سکتی - یہ ایک محض بے حقیقت رقم ہے جو فراہم ہوئی ہے - ہم یہ یقین کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اگر بہ اوقات دیگر چندہ ہوتا تو وہ ایسی قلیل رقم پر بند نہ کیا جاتا - تاہم زر نقد کی مقدار پر ہمدردی کا موازنہ نہ کیا جائیگا - ہمیں یقین ہے کہ گو یہ رقم کم ہے مگر اس کے قبول کرنے والے اہل جاپان کی اصلی اغراض و نیک دلی کی قدر کرینگے کیونکہ یہ روپیہ ان لوگوں کی جیبوں سے نکلا ہے جو اس وقت مہتم بالشان لڑائی میں مصروف ہیں اور جس پر ان کی قومی بازی کی زندگی لگی ہوئی ہے باوجود اس کے کہ انہوں اظہار ہمدردی میں قاصر رہنا پسند نہ کیا - چندہ کے متعلق یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس میں تین ہزار ین ان چھیالیس روئی کاتنے والی کمپنیوں کا ہے جو ہندوستان کی خام روئی کے گاہک ہونے کی وجہ سے ہندوستان سے کچھ کم تعلق نہیں رکھتیں - اس طرح ۳۰ ین مانچوریا کے میدان جنگ سے دو دو سپاہیوں ۲۳ سائیسوں اور ایک باورچی نے بھیجے ہیں - جنھوں نے اپنی قلیل آمدنی سے یہ رقم اس ہمدردی کے ثبوت میں بھیجی ہے - جو وہ اپنے دوست سلطنت کی رعایا سے رکھتے ہیں - اس قسم کی تمثیلوں سے اس حادثہ زلزلہ میں اہل جاپان کے خیالات کا بخوبی موازنہ ہو سکتا ہے - مختصراً یہ کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسی مصیبت عظیم میں دس ہزار ین سے کسیقدر زیادہ موجودہ چندہ ہرگز کافی متصور نہیں ہو سکتا - لیکن اس قلیل رقم کے جو زلزلہ زدگان کی تکالیف کو کم کرنے کے خیال سے جمع کی گئی ہے - اعانتی سرمایہ میں شامل کئے جانے سے ہم اپنی سعی کو مشکور خیال کرینگے" منسلکہ فہرست چندہ میں تین سو سے زیادہ نام ہیں جن کے چندوں کی مقدار ایک ین سے تین ہزار ین تک مندرج ہے - معدودے چند کے استثنے سے بقیہ اعانت کنندگان جاپانی ہیں - ٹوکیو سٹاک ایکسچینج خیراتی انجمن نسواں - بیرن کمورا وزیر صیغہ خارجہ کے علاوہ بہت سے گمنام چندے بھی اس میں داخل ہیں - ۲۲ جداگانہ چندے مانچوریا کی میدان جنگ کے جاپانی افسران و سپاہیوں کے ہیں - مسٹر ناتھن پرائیوٹ سکرٹری حضور وایسرائے نے اس خط کا نہایت پرجوش لہجہ میں جواب دیا ہے - جس کے آخری فقرات حسب ذیل ہیں کہ "وہ روپیہ فی الفور اعانتی کمیٹی زلزلہ زدگان کے حوالہ کیا جائیگا - اس کی اصلی قدر و وقعت بہت زیادہ ہے جس سے ان زلزلہ زدگان کو جو سب کچھ کھو چکے ہیں بہت مدد ملیگی - لیکن اس لحاظ سے یہ اور بھی قیمتی ہے کہ جاپانی قوم کی فیاضی اور گرمجوشی کا ثبوت ہے جنھوں نے ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے دوست سے صرف پبلک معاملات ہی میں ہمدردی نہیں رکھتے بلکہ پرائیوٹ مصیبتوں اور بدقسمتی میں بھی

ان کی رگ ہمدردی جوش میں آجاتی ہے"۔

مصیبت زدگان زلزلہ ضلع کانگڑہ کی رفع تکلیف کے لیئے جو فنڈ قایم ہوا ہے اُسکے کل کاغذات جاپانی اخبار جی جی شمپو نے شایع کئے ہیں۔ ایک چٹھی مورخہ ۲ جون مقام ٹوکیو میں مسٹر دی نوہاری مینجر اخبار نے والیسرائے کو تحریر کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔

یور اکسلنسی

اس امر کے اظہار کے لئے کہ جاپان میں زلزلہ ہند کے مصیبت زدوں سے کیسی ہمدردی کی جاتی ہے اُن کی مدد کے لئے ہم نے ایک فنڈ قایم کرنا قرار دیا ہے پس ہم سولہ ہزار چار سو چونتیس روپیہ آٹھ آنے بھیجتے ہیں اور ادب کے ساتھ یور اکسلنسی سے متدعی ہیں کہ جس کمیٹی کو یہ معاملہ سپرد ہو زر مذکور اُس کے حوالہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ جب ہم تمام جاپان کی طرف سے اس مصیبت میں اہل ہندوستان کی ہمدردی ظاہر کرتے ہیں تو کوئی کار عظیم نہیں کرتے اور متوقع ہیں کہ سچے خیالات کی طنابیں عام اس سے کہ وہ ہمدردی کے ہوں یا خوشی کے ہوں ہمارے اور سلطنت ہندوستان کے مستحکم ہوں اور اس صورت سے برطانیہ عظمیٰ اور جاپان میں بہت ہی دوستی و اتحاد ہو۔ چندہ دینے والوں کے ناموں کی ایک فہرست اور اپنے اس مضمون کا ترجمہ جس میں ہم نے اس کا ذکر کیا ہے ہم ارسال خدمت کرتے ہیں۔

جی جی شمپو نے ۲۹ مئی کو منجملہ اور اذکار کے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اگر جنگ و جدل نہ ہوتی یا بحر بالٹک کے جہازی بیڑے کی طرف عوام کا خیال راجع نہ ہوتا تو چندہ کی مقدار اور زیادہ ہوتی مضمون میں یہ بھی بیان تھا کہ زر نقد سے ہمدردی کے درجہ کی جانچ نہ کرنی چاہئے گو یہ رقم قلیل ہے مگر ہمیں یقین کامل ہے کہ جن لوگوں کو یہ عطا کیا جائیگا جب وہ سمجھیں گے کہ یہ روپیہ ہم لوگوں کی جیبوں کا ہے جو قومی ہستی قایم رہنے کی بڑی کوشش کر رہے ہیں اور جو اپنے ساتھی کے لوگوں سے ہمدردی ظاہر کرنا چاہتے تھے تو وہ اس ہمدردی کی بڑی قدر و منزلت کرینگے۔ اسمیں ہمیں وہ تین ہزار سکہ ین بھی شریک کرنا چاہیئے جو جاپانی کاٹن اسپنرز یونین کی چھیالیس کمپنیوں نے دیا ہے جنکا کام روئی صرف کرنے کی وجہ سے ہندوستان سے بہت بڑا تعلق ہے اور منچوریا کے میدان جنگ کے دو سپاہیوں اور تینتیس سائیسوں اور ایک باورچی نے تیس سکہ ین بھیجے ہیں جنھوں نے ہمارے دوست کے ملک کی مصیبت میں بدل ہمدردی ظاہر کرنے کیلئے اپنی تھوڑی سی تنخواہوں میں سے چندہ دیا ہے ان سب امور سے ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ کیسی ہمدردی کرتے ہیں۔

المختصر ہم جانتے ہیں کہ دس ہزار رین میں سے کم میں مصیبت زدوں کو کیا مدد پہنچ سکتی ہے اگر یہ قم قبول و پذیرا کر لی گئی تو چندہ دینے والوں کا مقصود حاصل ہو جائیگا۔

مسٹر نیتھن پرائیوٹ سکرٹری حضور والیسرائے نے ۴۔ جولائی کو مندرجہ ذیل چٹھی روانہ کی۔

ہز اکسلنسی والیسرائے نے مجھسے چاہا ہے کہ اُنہوں نے جو تار برقی آپ کو بھیجی اُسی کے ضمن میں آپ کی ایک چٹھی مورخہ ۲۔ جون کا جواب دوں جس میں سولہ ہزار چار سو چونتیس روپیہ آٹھ آنہ کی چک اور اس فنڈ میں چندہ دینے والوں کے ناموں کی فہرست ملفوف تھی جو آپ نے مصیبت زدگان زلزلہ ہندوستان کی رفع تکالیف کے لئے قایم کیا تھا۔ زر مذکور فوراً رفع تکالیف کی کمیٹی کے حوالے کر دیا جائیگا یہ مدد اس وجہ سے زیادہ تر قیمتی ہے کہ جن بیچارے ہندوستانیوں کا کل مال و اسباب اس زلزلہ میں ضایع و برباد ہو گیا ہے اُنہیں اس سے بڑی مدد ملیگی اور اس کے زیادہ تر قیمتی ہونے کی یہ بھی وجہ ہے کہ جاپانیوں نے اپنی دلی ہمدردی اور فیاضی سے بھیجا ہے اور ظاہر کر دیا کہ اپنے ساتھی کے ساتھ اُنکی ہمدردی فقط سرکاری معاملات ہی میں نہیں بلکہ پرائیوٹ مصیبت کے زمانہ میں بھی کی جاتی ہے

ڈاکٹر ایف اوموری کی آمد ہندوستان میں

پروفیسر اوموری مقام ٹوکیو جاپان کے بڑے عالم ہیں اور علم زلازل کے بڑے ماہر ہیں۔ اور یونیورسٹی ٹوکیو کے بڑے مشہور اور معروف ڈاکٹر اور پروفیسر ہیں وادی کانگڑہ کا چوتھی اپریل والہ زلزلہ ایسا غضبناک تھا کہ اس کی حرکت اُسی وقت میں جاپان کے مقام ٹوکیو تک پہنچی تھی اور جاپان میں یہ زلزلہ اُسی دن خوفناک ثابت ہو گیا تھا اور جاپان کے سات مقامات کے آلات پر اس کا اثر ظاہر ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہو گیا تھا کہ زلزلہ کی جنبش کرہ ارض کے گرداگرد گھوم گئی ہے۔ جس وقت یہ زلزلہ بہت ہی بڑا اور مہلک ثابت ہوا تو پروفیسر اوموری نے اسکی تحقیقات کا ارادہ کر لیا تھا چنانچہ پروفیسر مذکور گورنمنٹ جاپان کے حکم سے ہندوستان میں اس زلزلہ کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے روانہ ہوئے مسٹر ہیاشی جاپانی کانسل متعلقہ بمبئی نے بھی گورنمنٹ آف انڈیا سے اُن کی بابت گفتگو کی تھی جس وقت وہ شملہ میں اظہار ہمدردی کے لئے آئے تھے ڈاکٹر ایف اوموری جس وقت ہندوستان کو روانہ ہوئے تو وہ اپنے ہمراہ ایک چھوٹا سا پرچہ بھی

لائے تھے جو اُنہوں نے جاپان چھوڑنے سے پیشتر شایع کیا تھا جسمیں زلزلہ کے متعلق تمام ضروری باتیں درج تھیں - معلوم ہوتا ہے کہ جاپان میں بعض سائینٹیفک آلات سے پہلے ہی سے یہ تبلادیا تھا کہ زلزلہ آنے والا ہے مگر ٹھیک ٹھیک جگہ معلوم اور ظاہر نہیں ہوئی تھی بلکہ الاسکا یا انڈیا میں سے کسی ایک جگہ زلزلہ کا محسوس ہونا پایا جاتا تھا مگر جس وقت زلزلہ آیا تو وہ وقت ٹھیک وہی وقت تھا جو آلات زلزلہ سے معلوم ہوا تھا اس وقت میں اور آلات سے ظاہر ہونے والے وقت میں ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہوا - جس وقت اوموری جاپان سے روانہ ہوا اُس کی آمد کی خبریں عام ہندوستان میں مشہور ہوگئی تھیں کہ اوموری آتے ہیں اور زلزلہ کی تحقیقات کر کے کوئی عمدہ نتیجہ بتائینگے - چنانچہ وہ ہندوستان میں پہنچے اور کلکتہ میں داخل ہوئے، ۲ مئی سنہ ۱۹۰۵ء کو اخبار اسٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے ان سے ملاقات کی اور بہت سی باتیں زلزلہ وغیرہ کی نسبت ہوتی رہیں نامہ نگار مذکور نے پروفیسر اوموری سے سوال کیا کہ تعمیرات اور مکانات کے متعلق بیان فرمائیے کہ کون سی اور کس طرح کی عمارتیں بنائی جائیں جو زلزلہ کے صدمات اور سخت حرکات کو برداشت کرسکیں اس سوال کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ چوبی مکانات زلازل کے حرکات کے متحمل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ لکڑی اعلیٰ قسم کی مضبوط ہو اور اُن کی چولیں ایسی ہوشیاری سے ٹھوکی جاویں کہ ایک لکڑی دوسری لکڑی سے بالکل وصل ہوجاوے ایسی صورت میں زلزلہ کے ہچکولے چوبی مکان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے اور ایسے ہی مکان زلزلہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں واقعی ڈاکٹر اوموری کا یہ فرمانا بہت ٹھیک ہے وادی کانگڑہ میں جو مکانات زلزلہ سے بچے تھے وہ چوبی ہی مکانات تھے اور پختہ مکانات ایک دم سے منہدم ہوگئے تھے - ڈاکٹر اوموری نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر پختہ ہی مکان بنائے جامیں تو اُن کی نیو گہری رکھی جائے اور اینٹ و مصالحہ بھی عمدہ ہو - مکانات کے متعلق یہ باتیں اور تجویزیں تجربہ میں آچکی ہیں ڈاکٹر اوموری ہندوستان میں پہلے بھی آئے تھے اور خاصکر کلکتہ میں مگر اس وقت کلکتہ کی ایسی حالت دیکھی جواب ہے بلکہ وہ کہتے تھے کہ بہ نسبت پہلے کے اس زمانہ میں اس شہر کی صورت بہت سنبھل گئی ہے - اوموری کلکتہ سے روانہ ہوکر کوہ شملہ میں داخل ہوئے اور آب ہوا کے دفتر میں قیام پذیر رہے شملہ کے حالات اور خاصکر زلزلے کے وقوعات نہایت غور سے دیکھے اور اپنا کام کرتے رہے یہاں محکمہ سائنس سے وہ بہت خوش ہوئے - اور ایک عشرہ سے زیادہ یہاں ٹھیرے - پھر وہ وادی کانگڑہ کو تشریف لے گئے اور چار پانچ ہفتہ تک اُنہوں نے کانگڑہ -

دہرم سالہ - جوالامکھی - کلو وغیرہ کا دورہ کیا اور ان خوفناک زلزلہ زدہ کھنڈرات کا ملاحظہ کیا جنکے واسطے اُنہوں نے اس قدر لانبا چوڑا سفر اختیار کیا تھا - غرضکہ کہ موصوف الصدر ڈاکٹر نے وادی کانگڑہ کا مشاہدہ اور معائنہ نہایت اطمینان کے ساتھ کیا اور تمام علامات پر غور فرمایا اہل ہند کا خیال ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب اوموری اس زلزلہ سے کوئی ایسا نتیجہ نکالیں کہ جس سے ہندوستان کو فایدہ پہنچے اگر ڈاکٹر صاحب اس غرض سے ہند میں نہیں آئے تھے کہ وہ خاص ہند کو بھی فایدہ پہنچائیں اگر اُن کے ذہن میں کوئی معقول نتیجہ اس زلزلہ کا نکلا تو ہندوستان کیا تمام ممالک کو فایدہ پہنچ سکتا ہے - الغرض ڈاکٹر موصوف کانگڑہ سے دورہ کرتے ہوے کلو میں داخل ہوئے اور وہاں سے براہ کوہستان لارجی کوہ شملہ واپس آئے اس راستہ لارجی سے اُن کو زلزلہ کے نہایت ہی خراب نتایج کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہوگا ۱۱- اگست ۱۹۰۵ء تک وہ جاپان پہنچا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے وہ شملہ میں آئے جو نتیجہ اُنہوں نے نکالا وہ گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش ہونے والا تھا الغرض پروفیسر اوموری نے دہرم سالہ وغیرہ ہو کر لاہور میں داخل ہوئے لاہور کے زلزلہ کے حالات اُنہوں نے قلمبند کئے اور لاہور سے دیرہ دون - مصوری - چکراتہ وغیرہ کا گشت کرکے اپنی ولایت کو روانہ ہوئے -

جاپانی ڈاکٹر اوموری نے وادی کانگڑہ کے مشاہدہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شمالی ہندوستان آیندہ دو صدیوں تک صدمات زلزلہ سے محفوظ رہیگا گویا دوسو سال تک ہند میں کوئی ایسا زلزلہ نہیں آئیگا جیسا کہ حال کا زلزلہ بربادی بخش تھا - اس کا یہ بھی بیان ہے کہ خفیف خفیف حرکات زلزلہ ابھی کچھ عرصہ تک جاری رہینگے اگرچہ ممکن ہے کہ ان حرکتوں میں سے کوئی حرکت غیر معمولی یعنی کسیقدر زوردار ثابت ہو کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ زلازل دنیا سے بالکل معدوم ہو جاویں - بلکہ پروفیسر موصوف کا یہ مطلب ہے کہ زلزلے تو آئینگے لیکن ان کی قابل قدر اور باوثوق رائے کے مطابق جان و مال کا اس قدر نقصان ہرگز نہیں ہوگا جتنا کہ اس زلزلہ سے ہوا تھا - سٹر کلیمنٹس کی تھیوری کو جو انھوں نے زلزلہ کی نسبت قایم کی تھی کسی عالم نے تسلیم نہیں کیا اور اس وقت جبکہ اُن کے شاگرد کی پیشینگوئی زلزلہ کی نسبت اور خود اُنکی پیشینگوئی موسم کی نسبت غلط ثابت ہو چکی ہے اس قسم کی کسی مجنونانہ بڑ پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے -

ڈاکٹر اوموری نے شمالی ہندوستان میں قریب زمانہ تک بڑے زلزلہ کے نہ آنے سے اطمینان دلادیا ہے مگر اُنکو یہ خوف ضرور ہے کہ ایران کی طرف شاید کوئی خوفناک زلزلہ آجائے -

زلزلہ اور جاپانی عالم ڈاکٹر اموری

پروفیسر اموری سائنس کے ڈاکٹر ہیں۔ اور ٹوکیو کی امپیریل یونیورسٹی میں علم زلزلہ کے پروفیسر ہیں۔ وہ زلزلہ کے شاہی تحقیقاتی کمیشن کے ممبر ہیں۔ چند روز ہوئے۔ کلکتہ میں پہنچے۔ آپکو گورنمنٹ جاپان نے بھیجا ہے۔ کہ ۴۔ اپریل کے زلزلہ کی کیفیت کانگڑہ کے علاقہ میں ملاحظہ کریں۔ گورنمنٹ جاپان زلزلہ کے حادثوں میں بہت گہری دلچسپی لیتی ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے۔ کہ ۴۔ اپریل کا زلزلہ زمانہ حال کا ایک عظیم واقعہ ہے۔ ٹوکیو تک اس کی جنبش پہنچی۔ اور وہاں سب سے بڑا زلزلہ ثابت ہوا ہے جاپان کے سات بڑے مقامات کے آلات زلزلہ پر اس کا اثر بڑا تھا۔ آلات کی سوئیاں قرصوں کے اوپر پورا چکر طے کر گئی تھیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ۴۔ اپریل کے زلزلہ کی جنبش کرہ ارض کے اردگرد ایک پورا چکر لگا گئی ہے۔

اخبار سٹیٹسمین کے نامہ نگار نے ڈاکٹر اموری سے ملاقات کی۔ اور زلزلہ کی بابت بہت سی باتیں دریافت کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ ٹوکیو کے سیسمولاجیکل انسٹیٹیوٹ میں ۴۔ اپریل کی صبح کو ۶ بجے ۲۰ منٹ پر پہلے پہلے زلزلہ کی جنبش محسوس کی گئی لرزش سات منٹ دس سکینڈ تک رہی۔ ڈاکٹر اموری نے کہا کہ جتنی دیر لرزش قایم رہی۔ اتنا ہی عرصہ زلزلہ کی حرکت کو کانگڑہ اور ٹوکیو کے درمیانی عرصہ کے طے کرنے میں صرف ہوا اس لیے کانگڑہ میں ۶ بجے ۱۳ منٹ پر زلزلہ آیا ہوگا۔ گورنمنٹ جاپان کے ایما سے ڈاکٹر اموری نے کمیشن مذکور کی طرف سے غیر زبانوں میں زلزلہ کے مونوگرام شایع کردئے ہیں۔ زلزلہ آنے کے دو ہفتہ کے اندر اندر یہ نقشے اور مونوگرام طیار کرا کے شایع کردینا گورنمنٹ جاپان کی مستعدی پر دلالت کرتا ہے جو آلات زلزلہ کی جنبشوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اُنکو ڈاکٹر اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ اور وہ آپ ہی کی ایجاد ہیں۔ عام طور پر وہ پروفیسر ملن کے آلات سے ملتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر اموری کے ایجاد کردہ آلات میں کئی باتیں عجیب ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ زلزلہ کی جنبشوں کو بڑی عمدگی سے ظاہر کردیتے ہیں۔

زلزلہ کے اسباب

ڈاکٹر اموری نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ پہاڑی ملکوں میں جن کے سواحل سے سمندر کی لہریں زیادہ ٹکراتی رہتی ہیں۔ سب سے زیادہ زلزلے آتے ہیں۔ آپ نے جنوبی امریکہ کیلیفورنیا الیاسکا اور جاپان کی مثال پیش کی۔ جاپان کے باب میں کہا۔ کہ مغربی حصہ سپاٹ میدان ہے

وہاں سمندر گہرا نہیں ہے۔ اس لئے وہاں بہت تھوڑے زلزلے آتے ہیں۔ مشرقی حصہ پر زیادہ آتے ہیں۔ وہاں کی حالت مغربی حصہ کی بہ نسبت اچھی نہیں ہے ۴۔ اپریل اور جون ۱۸۹۷ء کے زلزلے کی وجہ یہ تھی کہ زمین کے اوپر کے طبقہ پر خلاف معمول زیادہ زور پڑا تھا۔ جس کا ایک سبب یہ ہے۔ کہ ہمالیہ کی عظیم جسامت نے اوپر کے طبقہ پر زیادہ بوجھ ڈالا تھا۔ ڈاکٹر اموری نے بتلایا ہے۔ کہ سلسلہ کوہستان یا چند جزائر کے قوس پر زیادہ زلزلے آتے ہیں۔ جاپان کی مثال پیش کی۔

ڈاکٹر اموری سے دریافت کیا گیا۔ کہ کس قسم کے مکانات پر زلزلہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا ہے آپ نے کہا۔ کہ چوبی مکانات جن کے شہتیر اور جوڑ عمدہ ترکیب سے بنے ہوئے ہوں۔ سخت سے سخت زلزلہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور پکی عمارتوں کے جو چونے اور اینٹوں کی بنی ہوئی ہوتی ہیں بنیادیں بہت گہری اور مضبوط ہونی چاہئیں۔ مصالح اعلیٰ قسم کا ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹر اموری نے کہا کہ جب وہ ۱۸۹۷ء میں آسام بنگال کے زلزلہ کی کیفیت معلوم کرنے آئے تھے۔ تو عمارتوں کی خام ریتلی بنیادوں کو دیکھکر متحیر ہوئے تھے۔ جو معمولی صدمہ کو بھی برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ جاپان میں بڑی بڑی عمارتوں کے استحکام کی خاص احتیاط کی جاتی ہے۔ تاکہ زلزلہ سے گر نہ جائیں۔ مثلاً کالجوں سکولوں۔ دفتروں کی عمارتوں کی تعمیرات میں خاص احتیاط کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے ہندوستان کے محکمہ جیالجیکل سروے کی بہت تعریف کی کہ گورنمنٹ ہند نے بڑی مستعدی ظاہر کی۔ اور زلزلہ کی آفت کے سکھلائے ہوئے اسباق سے مستفید ہونے کی کوشش کی ڈاکٹر اموری صاحب دو ماہ تک کانگڑہ کی حالت دیکھتے رہے۔ بعدہ کلکتہ سے ہو کر جاپان چلے گئے اس وقت وہ زلزلہ ہند کی بابت کوئی رائے قایم نہیں کر سکے۔ مگر جاپان سے کامل نتیجہ کی رپورٹ کرینگے۔ ڈاکٹر اموری نے آخر میں کہا:۔ جو آفت ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے اہل ہند پر نازل ہوئی ہے اس نے اہل جاپان کے دل پر بہت گہرا اثر کیا ہے۔ جس وقت وہاں خبر پہنچی۔ تو ہز امپیریل میجسٹی مکاڈو نے ہز امپیریل میجسٹی ایڈورڈ کو ہمدردی کا تار بھیجا۔ ٹوکیو کے میئر نے ملک معظم کو تار ہمدردی اور تاسف ادا کیا۔ وزیر جنگ نے وایسرائے ہند کو ماتم پرسی کا تار دیا۔ اور ہندوستانی سپاہیوں کی ناگہانی وفات پر اظہار ملال کیا۔ جی جی شمپو ایک آزاد روزانہ اخبار ہے اس کے اڈیٹر نے زلزلہ اور زلزلہ زدگان پر ایک نوٹ لکھا۔ اور اپنے خریداروں سے چندہ کی درخواست کی۔ کہ زلزلہ زدگان ہند کی دستگیری کی جائے"۔

زلزلہ سے محفوظ رہنے والی عمارتوں کی تعمیر

شمالی ہند کے زلزلہ سے ہمکو بہت سے سبق ملے ہیں منجملہ اُن کے عمارت بنانے کا بہت ضروری سبق ہے ان لوگوں کو جن کا تعلق عمارات بنوانے اور بنانے کا ہے اُن کو بہت کچھ غور اور خوض کرنی چاہیئے۔ انجینئروں کو ایسی تجویزیں سوچنی چاہئیں کہ تمام تعمیرات ایسے ڈھنگ سے بنائی جاویں کہ وہ زلزلہ کے صدموں سے محفوظ رہیں جس زمین پر مکانات اور کوٹھیات بنائے جائیں پہلے اس زمین کی غور و پرداخت کی جاوے کہ کس قسم کی زمین ہے آیا پختہ زمین ہے یا ریتلی۔ یا سیلابی۔ یا آبی پختہ زمین نہایت محفوظ ہوتی ہے ریتلی اور آبی زمین نقصان کا باعث ہے اگر آبی زمین ہے تو اس کا ایسا انتظام کیا جائے کہ جس سمت سے پانی آتا ہوا معلوم ہو اُس کو روکا جائے اور اس پانی کا رخ کسی دوسری سمت کو کیا جائے ورنہ کسی موقع پر سخت نقصان ہوگا۔ دریا کا قرب بھی عمارت کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ ریتلی زمین کو گہرا کھودا جائے یہاں تک کہ پکی زمین نکل آئے اگر یہ ممکن نہ ہو تو بہت ہی گہری بنیادیں قایم کی جائیں ریتلی زمین کے واقع ہونے سے سخت دقت پیش آتی ہے ایسی جگہ میں مکان کی مضبوطی قایم نہیں رہ سکتی تاہم گہری بنیادیں کسیقدر مفید ہوسکتی ہیں اگر ریتلی زمین میں مکانات بنانے ہی منظور ہوں تو بہت گہری کھود کر ایک منزل نیچے تہ خانے بنانے لازمی اور ضروری ہیں تہ خانہ بنانے سے مکانات نہایت مضبوط ہوتے ہیں اور خاصکر ریتلی زمین میں تہ خانے بنانے چاہیئں بھونچال سے محفوظ رہنے والی عمارات کا اصل اصول یہ ہے کہ نیچے کا حصہ نہایت ہی پختہ و مضبوط بنایا جائے اگر اس میں تہ خانہ رکھے جاویں تو ایک قسم کی تسلی ہو جاتی ہے۔ اوپر کا حصہ ہلکا ہو لیکن مضبوط بھی ہو۔ دیواریں ہمیشہ ہلکی اور مخروطی انداز کی ہوں یعنی گاؤدم یا گاجر کی سی شکل کی یعنی دیواریں اس قسم کی ہوں جن کا اثار نیچے سے زیادہ ہو اور جسقدر اوپر کو دیواریں بڑھاویں اُس کا اثار کمتی کرتے چلے جائیں اس سے یہ غرض ہے کہ زمین میں جو حصہ رہے وہ تو سخت مضبوط ہو اور اوپر کا حصہ ہلکا ہونے کی وجہ سے اگر ٹھہرا بھی ہو جائے تو کم وزن ہونے سے گریگا نہیں لیکن اوپر کا حصہ لکڑیوں کا ہی بنایا جائے مگر لکڑیاں بھی عمدہ اور مضبوط ہوں تو نہایت احتیاط رہیگی جو عمارات پختہ اور بلند دریا کے قریب ہونگی وہ خطرہ سے خالی نہیں رہ سکتی ہاں اگر احتیاط سے بنائے جائیں تو بے فکری ہو سکتی ہے حال کے زلزلہ میں جو پختہ عمارات

کثرت سے منہدم ہوگئیں اُن کے دیکھنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن مقامات میں اکثر زلزلے آیا کرتے ہیں وہاں کیسی عمارتیں تعمیر ہونی چاہئیں۔

۱۸۹۷ء میں جو زلزلہ آسام میں آیا تھا اس سے یہ تجربہ حاصل ہوا کہ جو عمارتیں عمدہ اور مستحکم تھیں زیادہ ضرر انہیں کو پہنچا اور ہلکی عمارات نے آسانی کے ساتھ زلزلہ کا اثر برداشت کر لیا آسام میں سب سے مستحکم اور عالیشان عمارتیں سکرٹریٹ کے پریس اور سرکاری دفاتر کی تھیں اور اُن کے علاوہ دوسری پتھر کی عمارتیں تھیں وہ سب کامل طور سے گر گئیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ جن مقامات پر زلزلے آتے ہیں اس قسم کی عمارتیں کس قدر غیر موزوں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب از سر نو جو سرکاری عمارتیں اور دفاتر وغیرہ شیلانگ اور تمام آسام میں بنائے گئے ہیں وہ بہت کچھ زلزلہ کے صدمات برداشت کر سکنے کے قابل ہیں۔ جاپان میں بھی ایسی عمارتوں کے بنانے پر بہت بڑا خیال رجوع ہوا ہے اور بہت بڑی تحقیقات سے دریافت کیا گیا ہے کہ جس وقت زلزلہ آتا ہے تو وہ کس جانب جاتا ہے اور اُس کا اثر کیا پیدا ہوتا ہے اور ایسے ہی حالات دریافت ہوئے۔ سابق امپیریل کالج انجنیئران ٹوکیو میں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اگر اس حاطہ میں ایسے ہی دو مکان ایک دوسرے سے آٹھ آٹھ سو فیٹ کے فاصلہ پر ہوتے تو ایک بالکل گر جاتا اور دوسرے کو بہت کم ضرر پہنچتا تاجبتک یہ حالات دریافت نہوئے تھے کسی کو گمان تک نہ تھا کہ اس تھوڑے سے فاصلہ میں زلزلہ کا ایسا اثر پڑیگا۔ ہر ایک زمین جس میں تری یا دلدل ہو مکان کی بنیاد کے لئے بہت خراب ہے یا ترچھی زمین بھی بنیاد کے لئے بُری ہے جیسے کوئی کھپریل بہت ڈھلوان ہو تو کھپریں کھسک پڑتے ہیں۔

بنیاد کے بارہ میں دریافت ہوا کہ اُس گے دس فیٹ کی گہرائی پر زلزلہ کا اثر بہ نسبت کم گہرائی کے بہت کم ہوتا ہے اور اُس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ نیو کے خوب گہرے ہونے میں بہت بڑا فایدہ ہے اور اس سے بلند عمارت کے کھلے رقبہ بنانے کے لئے بھی بہت فایدہ ہوتا ہے۔ یہی برتاؤ تمام ملکوں میں برتنا چاہئے کیونکہ جہاں زلزلے آیا کرتے ہیں وہاں اُن کے بارہ میں ایک قانون ہے۔ جس کے رو سے جائز ہے کہ تہ خانے یا زبردست پشتے بنائے جائیں۔ جن مکانوں میں تہ خانے ہوتے ہیں زلزلہ کا اثر کم پڑتا ہے اور سطح زمین پر بند بنائے جانے والوں مکانوں کی بنیاد خوب گہری ہونی چاہئے۔

آتش خانوں کی تعمیر کے بارہ میں اس بات سے پرہیز کرنا چاہئے کہ اس میں عمارت کے

دو حصے جوڑے جاویں مثلاً چوبی عمارات میں سنگی آتش خانہ ہونا چاہیئے اور اُسے ایسے مقام پر بنانا مناسب ہے کہ درصورت زلزلہ آنے کے وہ باہر کی جانب گرے ۱۸۹۴ء میں یکوہامہ کے شہر میں بیشتر چوبی عمارتیں تھیں اور اُن کے اینٹوں سے بنے ہوئے آتش خانے گر گئے تھے کیونکہ چھت کی لکڑی سے بنے ہوئے چوکٹھے زلزلہ کی حرکت سے اُن سے ٹکرائے اور انہیں گرادیا۔ ہندوستان کے پہاڑی اضلاع کے ان مقامات میں جہاں زلزلے آتے ہیں انگیٹھیوں کا استعمال نہایت مناسب ہے جو دیوروں میں نصب کی جاسکتی ہیں اور اُن کے دخان کش لمبے لوہے کے ہونا چاہئیں تاکہ آتش زدگی کا کوئی خوف نہ رہے۔ مکانوں کی چھتیں جہانتک ممکن ہوں سبک ہونی چاہئیں کیونکہ بھاری چھتوں والے مکانات میں بحالت جنبش چھتیں گرجاتی ہیں اور اُن کے بوجھ سے دیواروں کے زیرین حصہ میں دراڑیں بھی پڑجاتی ہیں۔ جسقدر قاعدے زلزلہ آنے والے مقامات کے بارہ میں جاری ہوں اُن کے اندر یہ شرط لازمی ہے کہ چھتیں ہلکی ہوں خواہ وہ لوہے اور جست کی چادروں سے بنیں یا مدے کی بنائی جائیں۔

دیواروں کے متعلق اختلاف رائے ہے انہیں بھی آتش خانوں کی طرح سبک اور مستحکم ہونا چاہیئے اور خصوصاً اوپر کی منزلوں میں چھجے نکال کر انہیں بوجھل نہ کردینا چاہیئے کیونکہ اس وزن سے وہ شق ہوجاتی ہیں اور دیواریں بہت بلند بھی نہ تعمیر کرنی چاہئیں بلکہ اُن کی بلندی کا بہ نسبت اس سامان کے خیال رکھنا چاہیئے۔ جس سے وہ بنائی جاتی ہیں۔ منیلا کے مقام میں زیرین منزل کی دیواریں پختہ اینٹوں یا پتھروں کی ہوتی ہیں اور اس کے اوپر والی منزل میں کاٹھ کی دیواریں قایم کی جاتی ہیں سرکاری عمارتوں کی دیواریں گو بلند ہیں لیکن پشتہ نے اُنہیں استحکام دے رکھا ہے اوپر کی منزل میں کسی قسم کے برآمدے یا چھجے نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ٹوکیو میں جو اینٹ کی دیواریں دیکھی گئیں اُن میں ہمیشہ اُن مقامات میں دراڑیں نظر آئیں جہاں برآمدوں کی کڑیاں لگی ہوئی تھیں حالانکہ اُن دیواروں کے اندر لکڑیوں کے مجوسے دئے ہوئے تھے اور وہ مجوسے بھی کاٹھ کے داسوں میں چسپاں تھے۔

تمام اُن مقامات میں جہاں زلزلے آتے ہیں کمیٹی نے وہاں زیادہ زور اس بات پر ڈالا ہے جو ایشیا کے واقعہ سے بعد قرار دی گئی تھی کہ کس قسم کی عمارتیں تعمیر ہونی چاہئیں اور آہنی عمارتوں پر دو وجہوں سے اعتراض کیا ہے اول تو بوجہ کثرت مصارف اور دوم اس لئے کہ وہ گرمی پاکر بے حد گرم ہوجاتے ہیں اگرچہ وہ بے شبہ بہت مضبوط ہوتے ہیں۔ کاٹھ

کی عمارتیں خواہ کیسی ہی مضبوط اور لوچدار ہوں اور زلزلے کے اثر کو روکیں یا اُن میں
گرمی بہت کم ہو لیکن غیر محفوظ ہیں آگ کے خوف سے اُن پر اطمینان نہیں ہو سکتا اور اگر اُن
عمارتوں پر ایسے رنگ چڑھائے جائیں جو دیمک وغیرہ کے ضرر کو دفع کر سکیں تو ان اعتراضات
میں تخفیف ہو سکتی ہے کاٹھ اور لوہے کی عمارتیں تنہا کاٹھ کی عمارتوں سے کچھ زاید مستحکم نہیں
سمجھی گئی ہیں۔ ہاں ایسی عمارتیں تیار ہو سکتی ہیں جن کے بنانے میں آہنی چوکھٹوں کے
اندر مصالح سے اینٹیں جمائی گئیں ہوں یا دیواروں کے اندر آہنی سلاخیں اور چوکھٹے لگائے
گئے ہوں اس قسم کی عمارتیں گو کیسی ہی عمدہ ہوں لیکن ان پر سب سے بڑا اعتراض مصارف
کی زیادتی کا ہوتا ہے۔ جن عمارتوں کے ایسے مقاموں کے لئے سفارش ہوئی ہے وہ بارک
کی وضع کی عمارتیں ہیں جو سلسلہ وار لکڑی کے چوکھٹوں کو تیار کر کے باہم جوڑ دینے سے بنتی
ہیں پھر اُن کے بیچ کی دیواریں اینٹوں یا گوندمٹی سے چن دی جاتی ہیں اس قسم کی عمارتیں
بنانے پر لوگ پرتگال میں ۱۷۵۵ء کے واقعہ کے بعد مجبور کئے گئے تھے۔ ایسی عمارتیں نہایت
خوشنما طرز سے بن سکتی ہیں اور ان کی دیواروں کی بیرونی سمت میں چوکھٹے لگائے جا سکتے
ہیں وہ نہایت ٹھنڈے ہوتے ہیں اور ان پر زلزلہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا مینلا میں ایسی
عمارتیں اس لئے موزوں نہیں سمجھی جاتیں ہیں کیونکہ چند ہی دنوں میں لکڑی کے چوکھٹے
دیمکوں کے نذر ہو جاتے ہیں اس لئے وہاں لوہے کے چوکھٹے لگائے جاتے ہیں اور دیواریں
اینٹوں کی چنی جاتی ہیں۔ نیچے والی منزل میں چوکوں کا فرش ہوتا ہے اور بالائی منزل کا
فرش چوبی ہوتا ہے مگر ایسی عمارتوں پر فوجی کمیٹی نے اس وقت سخت اعتراض کیا تھا جبکہ
۱۸۶۳ء میں سخت خرابی درپیش آئی تھی ان لوگوں نے کہا کہ جو عمارتیں اس وضع کی بنی
تھیں اُن کو بہ نسبت دیگر عمارتوں کے زیادہ تر ضرر پہنچا اور رائے دی تھی کہ آیندہ
صرف کاٹھ کی عمارتیں تیار ہوں اور یہ بھی قرار دیا تھا کہ ہر ایک مکان کی چھت کس قدر لمبی
چوڑی اور سبک ہونی چاہئے۔ اور یہ رائے دی گئی تھی کہ کاٹھ کے مکانوں کی تعمیر جہازوں کی طرز
ساخت پر ہونی لازم ہے۔ کالیفورنیا میں جو پختہ مکانات ہیں اُن کی ہر ایک منزل دوسری
منزل سے بذریعہ آہنی سلاخوں کے ویسی ہوئی جکڑی ہوئی ہوتی ہے جیسے کوئی رسی کے
ذریعہ سے دو گٹھریوں کو باہم باندھ دے اور عمارت کے ہر جانب لوہے کی سلاخیں لگی
ہوتی ہیں جو عمارت نہایت موزوں ہے وہ بارک کی وضع کی مذکورہ بالا تعمیر ہے اور جس کا

استعمال ملک اٹلی میں ہوتا ہے بہر صورت معلوم ہوتا ہے کہ جن مقاموں میں زلزلے آتے ہیں پختہ اور چونہ گچ کی عمارتیں نہ بنانی چاہئیں - دیواروں کے اندر آہنے چوکھٹے اور سلاخیں ہونی چاہئیں اور اُن کے اندر مصالح بھر کر دیواریں بنانی چاہئیں - ۱۸۹۷ء کے زمانہ میں شیلانگ کے مقام پر ان عمارتوں کو بہت کم ضرر پہنچا تھا جن کے لکڑی کے ستون زمین کے اندر بہت گہرے گڑے ہوئے تھے اور دیواریں بانسوں کی تھیں جن پر پلاستر پھیر دیا گیا تھا -

موجودہ زلزلہ نے جو سبق سکھایا ہے - اس پر نظر و غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہم کو کس قسم کے مکانات پہاڑوں پر بنانے چاہئیں - شملہ کی بہت سی سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کی عمارتیں زلزلہ کے معمولی صدمہ کی برداشت نہیں کر سکتیں - اس لئے ہم کو اور تجویز اختیار کرنی چاہئے -

جس علاقہ میں زلزلے زیادہ آتے ہیں - وہاں عمارتوں کی ساخت میں لچک ہونی چاہئے - اور ایسا انتظام کرنا چاہئے - کہ عمارت کے حصے زلزلے کے جھٹکے سے الگ الگ نہ ہو جائیں - مکان کے فرش - دیواروں - کونوں - گوشوں اور چھت کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کر لینا چاہئے - اس لئے کوئی ایسا طریقہ وضع کرنا چاہئے کہ عمارت زلزلہ کے صدمہ سے گر کر چور نہ ہو جائے - پتھر کی چمنی - بڑی بڑی اینٹیں - لمبے کھپریل بھاری بھاری سلیٹیں اور شہتیر جو صرف دیواروں پر دھرے ہوئے ہوں خطرناک ہیں زلزلہ سے مرے ہوؤں کی رپورٹ پر غور کرنے سے معلوم ہو جاویگا کہ زیادہ تر لوگ انہیں چیزوں کے گر پڑنے سے مر گئے ہیں - جن عمارتوں کی دیواریں لکڑی اور لوہے کی چادروں کی تھیں دیواروں کا ڈھانچا آہنی ہے - مگر اندر سے کھوکھلا ہے - جو اینٹ مٹی - کنکر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے - اسی طرح پوسٹ آفس - ٹیلیگراف آفس - پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے دفاتر ہیں اور ہوٹل اور میٹروپول ہے - جس کا بہت تھوڑا نقصان ہوا ہے - کیونکہ اُن کی دیواریں چوبی اور آہنی ہیں - برعکس اس کے پتھر کی خوبصورت عمارتوں کو سب سے زیادہ صدمہ پہنچا ہے - مثلاً وائسریگل لاج اور سول سکرٹریٹ کی عالیشان عمارت - اگر یہ عمارتیں زلزلہ کے بعد بنائی جاتیں - تو ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا - کہ اس کو زلزلہ سے کچھ نقصان پہنچتا یورپ اور لندن میں سب سے نیا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ عمارتوں کے ڈھانچے لوہے اور لکڑی کے بنائے جاتے ہیں جن کے اندر اینٹیں اور مٹی و کنکر بھر دیا جاتا ہے چھتوں کے

اوپر لوہے کی چادریں ڈالی جاتی ہیں اور آہنی چمنیاں لگائی جاتی ہیں - آہنی شہتیر اور جال اور تار اور سلاخیں بھی استعمال ہوتی ہیں - جتنی پختگی درکار ہوتی ہے - اتنا ہی زیادہ پختہ مصالحہ لگایا جاتا ہے - یہ طریقہ بالکل نیا ہے اور بہت عمدہ ہے - تھوڑے ہی عرصہ میں مکان تیار ہو جاتا ہے - چوبی مکانوں کے بنانے میں قدرے دیر ہو جاتی ہے - اور دیہات میں اس قسم کے مکانوں کا بنایا جانا تو اور بھی اچھا ہے - کیونکہ اچھے کاریگر دستیاب نہیں ہوتے ایسے مضبوط مکان بنوانے مشکل ہیں - جو وادی کانگڑہ والے ایسے زلزلے کے صدمے کو برداشت کر سکیں - مگر اس قدر ہو سکتا ہے کہ ایسے مکان زیادہ صدمہ کھا کر شکستہ نہ ہونگے - صرف جھول کر رہ جائیں گے اور کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے - اور مکین جان لے کر بھاگ سکتے ہیں - شہتیروں کے گرنے سے جان کا زیادہ خطرہ نہیں - کیونکہ آہنی ڈھانچے کی دیواریں - جن کے اندر کنکر - چونہ اور اینٹیں بھری ہوئی ہوتی ہیں گر کر ٹوٹ پھوٹ نہیں جاتیں - اور اہلخانہ کے اندر دب کر مر جانے کا احتمال نہیں ہوتا - چوبی چھتوں - فرشوں اور دیواروں کی بھی یہی کیفیت ہے - گو وہ کسی بڑے زلزلے کے صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتیں - اور ممکن ہے کہ کبھی گر پڑیں - مگر پتھر کی عمارتوں سے چوبی مکان کئی درجے بہتر ہوتے ہیں -

دھرم سالہ شملہ اور مسوری کی عمارتوں کی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چونے کی طاقت کمزور رہی تھی -

مقام دھرم سالہ کی تباہی کی خبروں سے یہ امر قابل غور ہے کہ گنبددار مکانات اور چوبی عمارتیں زلزلہ کی بربادی بخش اثر سے بچ رہیں غالباً آیندہ کوہ ہمالیہ کے اُن مقامات پر جہاں چھاؤنیاں اور دفاتر بنانے پڑینگے اس بات کا لحاظ رکھنا لازم آئیگا کہ عمارت میں زیادہ تر ہلکی اشیا استعمال کی جائیں - ہماری رائے میں ہندوستانیوں کا وہ قدیم دستور کڑیوں یا تختوں سے چھت پاٹنے کا یا گنبددار مکانات بنوانے کا انہیں اصول پر مبنی تھا کیونکہ زلزلہ کے صدمہ میں اگر ایسے مکانات گرتے بھی ہیں تو کڑیوں کے آڑے ترچھے آجانے سے اُنکے نیچے اکثر جانیں تلف ہونے سے محفوظ رہتی ہیں اور جن عمارتوں کے مدت تک قایم رکھنے کا خیال ہوتا ہے تو گنبددار بنائی جاتی ہیں -

کہنہ اور قدیم زمانہ کی عمارات جو پختہ بنائی گئی تھیں وہ تمامی محراب دار یا ڈاٹ دار بنائی

ہوئی ہیں داٹ دار مکانات اور ڈاٹ کی چھتیں نہایت مضبوط ہوتی ہیں اور اگر ان میں احتیاط کی جائے تو بہت ہلکی ہلکی بھی بن سکتی ہیں ڈاٹ دار چھتیں صدیوں تک جنبش نہیں کھا سکتی بہر حال اہل تعمیر اور انجینیروں کو اس کا تجربہ ہو بھی گیا اور تجربہ کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر اوموری پروفیسر علم زلزلہ جو یونیورسٹی ٹوکیو کا بڑا پروفیسر ہے جب وہ اس زلزلہ کی تحقیقات کے لئے ہند میں آئے تو اُن کے قیام کلکتہ میں ان سے سوال کیا گیا تھا کہ زلزلہ سے محفوظ رہنے والے مکانات کس ڈھنگ سے بنائے جائیں اور کون سی اور کس طرح کی عمارتیں زلزلہ کی حرکت کو برداشت کر سکتی ہیں تو پروفیسر مذکور نے اُس کے جواب میں کہا تھا کہ چوبی مکانات اس کے متحمل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ لکڑی عمدہ ہو اور اُن کی چولیں اسی طرح ٹھوکی جائیں کہ ایک لکڑی چول میں آکر دوسری لکڑی سے وصل اور پیوست ہو جائے اس طرح کے مکانوں کو زلزلہ سے کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا اور اگر پختہ عمارات بنائی جائے تو اس کی نیو یعنی بنیاد گہری ہو اور اینٹ و مصالحہ نہایت عمدہ ہو۔

التماس مؤلف

چونکہ اس بھونچال کے واقعات روز بروز روشنی میں آتے جاتے ہیں اُن سب کا اسی جلد میں درج کرنا مناسب نہیں خیال کیا گیا یعنی ۴ - اپریل کے زلزلہ کے متعلق بہت سے مضامین رہ گئے ہیں اور نیز سرکاری رپورٹوں کا بھی خلاصہ اس حصہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اسلئے وہ تمامی مضامین زلازل ہند کی دوسری جلد میں درج کئے گئے ہیں جو کتاب ہذا کے مضامین سے بہت مناسبت رکھتے ہیں۔ ناظرین سر تمکین دوسری جلد کا بھی ملاحظہ فرمائیں فقط +

از شملہ
۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

محمد عبد القادر ثاقب بوڑیوی

مالک آرمی پریس شملہ و مولف زلازل ہند و مرقع جنگ ٹرکی و یونان

[م جمدل]